خیر خواہی اور نیک نیتی اسکو کہتے ہیں ۱۲ مولوی ثناء اللہ ... کے بارہ سال سے مباحثہ جاری

اِشَاعَةُ السُّنَّةِ النَّبَوِیَّہ

نمبر اول الغایت دوازدہم علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جلد بست سوم

بابت [illegible] ہجری مطابق [illegible]

شرح قیمت۔ رؤسائے اسلام سے سالانہ للعہ۔ عام اغنیاء سے للعہ جو چالیس للعہ روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھیں انکے لئے ۱ روپیہ۔ جو دس روپیہ ماہوار ماہوار پاتے ہوں انسے ۸ جو دس روپیہ سے کم پاتے ہوں یا علمی بضاعت رکھتے ہوں اور اس کی اشاعت کریں مفت۔

...میں بہت پھیل گئی تو ناچاران عام لوگوں کی صیانت کے لیے ان مضامین کی اشاعت عمل میں آئی۔ کیا اس خیر خواہی و نیک نیتی کی نظیر آجکل کی اسلامی دنیا کے اہل علم میں کوئی بتا سکتا ہے

مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی تحریر

مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب میرے بلا تردد شیخ و استاذ ہیں جنسے ایک پارہ تفسیر بیضاوی اور آٹھ [illegible] اور کئی مسائل بطور تلمذ انسے سیکھے ہیں فالحمد لہ علیہ و آمر بتوقیرہ

العاجز ابو تراب عبد المنان عفی عنہ

نوٹ حافظ عبد المنان صاحب مرحوم کی تحریر ہذا کو ۱۳۱۲ میں انکی زندگی میں چھپوا کر انکے اقبالی تلامذہ ثنائی پارٹی کے بعض اشخاص کے پاس جو اپنے استاذ الاستاذ (خاکسار) کو سخت کلامی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں اس غرض سے بھیجا گیا تھا۔ کہ وہ اس حرکت عقوق کو باز آویں۔ استاذ کا عاق بھی ویسا ہی عاق ہوتا ہے۔ جیسے ماں باپ کا عاق ہوتا ہے کتب فقہ ملاحظہ ہوں

فہرست مطالب جلد ہذا

خیر خواہی اور نیک نیتی اسکو کہتی ہیں (؟) مولوی ثناء اللہ سے جو قبول کے بارہ سال سے جیا [illegible]

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر اول لغایت دوازدہم علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جلد بست و سوم

بابت [illegible] ہجری مطابق [illegible]ء

شرح قیمت۔ رؤسائے اسلام سے سالانہ للعہ [illegible]۔ عام اختیار سے عہ

جو چالیس للعہ روپیہ ماہوار سے کم آمدنی رکھیں اُن سے [illegible] روپیہ۔ جو دس روپیہ ماہوار

ماہوار پاتے ہوں ان سے [illegible] جو دس روپیہ سے کم پاتے ہوں پر علمی بضاعت رکھتے

ہوں اور اس کی اشاعت کریں مفت۔

[illegible] میں بہت پھیل گئی تو ناچاران عام لوگوں کی صیانت کے لیے ان مضامین کی اشاعت عمل میں

آئی۔ کیا اس خیر خواہی و نیک نیتی کی نظیر آجکل کی اسلامی دنیا کے اہل قلم میں کوئی بتا سکتا ہے

مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کی تحریر

مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب [illegible] دو شیخ و استاذ ہیں ایک ... تفسیر بیضاوی

اور آٹھ ورق موطا امام مالک بطور تلمذ ان سے پڑھی اور ماسوائے اس کے اور کئی مسائل بطور

تلمذ ان سے سیکھے ہیں فاالٰہ یحفظہ و آمر توقیرہ   العاجز باؤ [illegible] عبد المنان [illegible] عنہ

نوٹ حافظ عبد المنان صاحب مرحوم کی تحریر ہذا کو ۱۳[illegible] میں انکی زندگی میں چھپوا کر انکے

اقبالی تلامذہ ثنائی پارٹی کے بعض اشخاص کے پاس جو اپنے استاذ الاستاذ (خاکسار) سے

سخت کلامی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں اس غرض سے بھیجا گیا تھا۔ کہ اس حرکت عقوق سے

باز آویں۔ استاذ کا عاق بھی ویسا ہی عاق ہوتا ہے۔ جیسے ماں باپ کا عاق ہوتا ہے۔ کتب

فقہ ملاحظہ ہوں

فہرست مطالب جلد ہذا

رجل قضی علی نفسه یہ کہلاتا ہے کہ ثناء اللہ کا اسلام سے بہر فرقہ اہلحدیث ہونا خود اسی کے فیصلے سے ثابت کیا گیا ہے جو اس آدمی نے اپنے اوپر خود ہی فیصلہ کیا کہ ۶ مئی ۱۳ کے وعظ ملتان میں اور اپنے اخبار ۱۱ اپریل ۱۳ء نمبر ۵ کے صفحہ ۶ میں اس نے کہا ہے کہ جھوٹا مومن نہیں ہوتا اور جھوٹا مشرک سے بدتر ہے - اس جلد کو پڑھو جو بہ قیمت ادنی ملے روپیہ میں مل سکتی ہے جو نہ دے سکے بارسال ۳ر محصولڈاک مفت نے اسی جلد میں ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ نقل کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ثناء اللہ نے جو عوام جاہلوں میں فروغ نام پایا ہے وہ مباحثات میں ہی بیع گوئی دھوکہ دہی و شعر خوانی و تمسخر بیانی سے پایا ہے۔ دیگر ہیچ - اس جلد کا صفحہ ۱۵۰ وصفحہ ۲۱۹ وغیرہ اور اسکے اخبار مذکور کا صفحہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیدنا محمد سید الانبیاء وآلہ وصحبہ نجوم الھدی الذین مثلھم کسفینۃ نوح من رکبھا فقد نجی ومن تخلف عنھا ھلک وھوی فبایھم من اقتدی اھتدی ومن خالفھم باسرھم فقد ضل وغوی وجہل وردی اما بعد حضرات معاونین شائقین لقاء رسالہ اشاعۃ السنہ لسید المرسلین اس دفعہ رسالہ کی اشاعت میں غیر معمولی توقف والتوار وقوع میں آیا ہے سنہ ۱۹۰۹ کی اواخر میں اس کی جلد شائع ہوتی تھی۔ اب سنہ ۱۹۱۶ء کی بابت جلد ۲۳ کی اشاعت ہوتی ہے اسکی وجہ و سبب معاونین و ناظرین سنیں گے تو امید ہے کہ فت انتظار کو ایک دفعہ بھول جائیں گے اور ان دو بیت سے اسکو ویلکم (مرحبا) کہیں گے ؎

دیر آمدہ ز راہِ دور آمدہ	مرحبا دلبرا چہ خوش لقا آمدی
اے آمدنت باعثِ آبادی ما	ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اور اس آمد کے شکریہ میں زر بقایا سنہ ۱۹۰۹ کے معہ چندہ سنہ ۱۹۱۶ء بلا طلب تقاضا اسکے آئندہ اشاعت مؤقت ماہ بماہ کے لیے فوراً ارسال کریں گے۔ پھر خود مشاہدہ کر لیں گے کہ یہ رسالہ ہر مہینے پہلی تاریخ کو انکی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے یا نہیں۔ یہ عہد پورا نہ ہو تو جو چاہیں تاوان لیں۔

سبب توقف والتوار

حضرات اس توقف کی وجہ نہ کوئی اور مصروفیت ہے جو تحریر مضامین رسالہ پر فوقیت رکھتی ہو۔ نہ فقدان زر صرف ہے۔ اللہ تعالی غنی اپنے خزانہ غیب سے اس کام کو اور میرے تمام ذاتی کاموں کو پورا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اس کی اعانت کریگا تو وہ خریداران یوسف میں داخل ہوکر ثواب خریداری حاصل کریگا۔ اور اس کی جلد

اخص ارکان کانفرنس اہلحدیث کی شہادتیں ہیں۔

رجل قضی علی نفسہ (یعنی ایک آدمی نے اپنے اوپر خود ہی فیصلہ کیا) یہ کہلاتا ہے کہ ثناء اللہ کا اسلام سے بہر فرقۂ اہلحدیث خارج ہونا ۱۹۱۴ء کے فیصلے سے ثابت کیا گیا ہے جو مئی ۱۹۱۳ء کے وعظ ملتان میں اور اپنے اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۶ میں اسی ڈیا ہے کہ جھوٹا مومن نہیں ہوتا اور جھوٹا مشرک سے بدتر ہے ۔ اس جلد کو ڈھونڈو جو بہ قیمت ادنی بلے روپیہ میں مل سکتی ہے۔ جو نہ دے سکے بار رسالہ ۳ محصولڈاک مفت نے اسی جلد میں ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ نقل کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ثناء اللہ نے جو عوام جاہلوں میں فروغ نام پایا ہے وہ مباحثات میں اسی طرح کوئی دھوکہ دہی و شعر خوانی و تمسخر بیانی سے پایا ہے۔ دیگر ہیچ ۔ اس جلد کا صفحہ ۱۵۸ و ۲۱۶ وغیرہ اور اسکے اخبار مذکور کا صفحہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی الَّذِیْنَ مَثَلُھُمْ کَسَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا فَقَدْ نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ وَھَوٰی فَبِاَیِّھِمْ مَنِ اقْتَدٰی اِھْتَدٰی وَمَنْ خَالَفَھُمْ بِاَسْرِھِمْ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی وَجَھِلَ وَرَدٰی اما بعد حضرات معاونین شائقین قارئین رسالہ اشاعۃ السنہ لسید المرسلین اس دفعہ رسالہ کی اشاعت میں غیر معمولی توقف والتوار وقوع میں آیا ہے ۱۹۰۹ء کی اواخر میں اس کی جلد شائع ہوئی تھی۔ اب ۱۹۱۰ء کی بابت جلد ۲۳ کی اشاعت ہوتی ہے اُسکی وجہ وسبب معاونین وناظرین سنیں گے تو امید ہے کہ فقط انتظار کو ایک دفعہ بھول جائیں گے اور ان دو بیت سے اسکو ویلکم (مرحبا) کہیں گے ؎

دیر آمدۂ ز راہِ دور آمدۂ	مرحبا دلبرا چہ خوش لقا آمدی
اے آمدنت باعثِ آبادی ما	ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

اور اس آمد کے شکریہ میں زر بقایا ۱۹۱۰ء و پیشگی چندہ ۱۹۱۱ء بلا طلب تقاضا اسکے آئندہ اشاعت مؤقت ماہ بماہ کے لیے فوراً ارسال کریں گے۔ پھر خود مشاہدہ کر لیں گے کہ یہ رسالہ ہر مہینے پہلی تاریخ کو انکی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے یا نہیں۔ یہ عہد پورا نہ ہو تو جو چاہیں تاوان لیں۔

سبب توقف والتوار

حضرات اس توقف کی وجہ نہ کوئی اور مصروفیت ہے جو تحریر مضامین رسالہ پر فوقیت رکھتی ہو۔ نہ فقدان زر صرف ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی اپنے خزانۂ غیب سے اس کام کو اور میرے تمام ذاتی کاموں کو پورا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اس کی اعانت کریگا تو وہ خریداران یوسف میں داخل [illegible] [illegible] حاصل کریگا۔ اور اس کی جلد

اخص ارکان کانفرنس اہلحدیث کی شہادتیں ہیں۔

میں ثناء اللہ کو حکمت و موعظت حسنہ سے اسکے غلط خیال پر متنبہ کرتا رہا اور اتباع سلف کے دلائل سنا کر اسکو اہلحدیث میں داخل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور یہ چاہتا رہا کہ وہ میرا روحانی فرزند مجھ سے جدا نہ ہو اور اس گروہ باشکوہ اہلحدیث سے خارج نہ کیا جاوے۔ اس اثنا میں اس نے ایک رسالہ اتباع سلف تالیف کیا جو درحقیقت اتباع سلف کا رد ہے۔ اور مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اُسنے کذب و مغالطہ سے کام لے کر اجماع امت کا ناممکن الوجود ہونا اور نامعلوم اور غیر حجت ہونا اور مطلق تقلید کا ناجائز ہونا بیان کرکے اسپر بہت سے نو آموز لڑکوں اور علم اصول کے ناواقفوں سے دستخط کرا لیئے اور علماء اہلحدیث سے دو شخصوں کو (۱) مولوی عبد العزیز واعظ رحیم آبادی (۲) مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری کو پھسلا کر اور جادہ تحقیق سے بچلا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان دونوں نے بھی اس رسالہ پر دستخط کرکے انکار اجماع و اتباع سلف صالحین میں ثناء اللہ کا مذہب اختیار کر لیا۔ پھر تو اجماع اور اتباع سلف کی مخالفت اور اصول معتزلہ وغیرہ مبتدعین کی موافقت پر ایک ہی اصحاب ثلثہ بن کر اس کے پریذیڈنٹ حافظ صاحب مذکور اور سکرٹری ہمارے وہی روحانی فرزند قرار پائے جسپر ہمنے جلد ۱۲ کے صفحہ چار پر ان دو شعروں میں یہ مختصر ریویو کیا تھا۔ ایک یہ فارسی ہے

گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا ؎ کار طفلاں تمام خواہد شد

دوسرا یہ شعر عربی

اذا کان الغراب دلیل قوم ؎ سیہدیہم طریق الہالکینا

یہ ہمارا ریویو صرف ان اصحاب ثلثہ بانیاں کانفرنس کی نسبت تھا۔ کانفرنس اور اسکی مقاصد کے برخلاف ستمبر آجتک ایک حرف ہماری قلم سے نہیں نکلا۔ ان اصحاب ثلثہ

* مولوی فاضل ثناء اللہ نے جو اخبار اہلحدیث ۲۴ اپریل میں لکھا ہے کہ ہمارے مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کا قول تھا۔ کہ کانفرنس کا کام تو ضروری ہے مگر کرنیوالا کون ہے اب جو کرنیوالے ہی مل گئے تو صاحب موصوف الگ ہو گئے۔ خطا جائے ہم ما عمر توا گفتہ و به اہرہ ہیں اس نے دروغ گوئی و دل آزاری دونوں کا ارتکاب کیا ہے۔ دروغ گوئی اس کا خاکسار کو پہلے ضرورت کانفرنس کا قائل بتانا۔ پھر اس سے الگ ہو جانے والا قرار دینا ہے۔ خاکسار نہ کبھی اس کی ضرورت کا قائل ہوا نہ اس سے خود بخود الگ ہوا اسی شیپ ہو دو لیرے پہلے اصول اہل سنت و اہلحدیث سے مخالفت اختیار کرکے جمہوریت کا نفرنس سے روکا۔ پھر اعتراض بقیہ بر صفحہ آئندہ

کی نسبت بھی ہمارا وہی خیال رہا کہ وہ اہلحدیث میں داخل رہیں۔ انکار اجماع و ترک اتباع سلف جو ان سے عمل میں آیا ہے اس سے وہ پاک و صاف ہو جائیں۔ اس خیال کی تکمیل کے لیے ہمنے ثنائی رسالہ اتباع سلف کے جواب میں نصیحت نامہ نمبر ۵ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں درج کر کے اسکو بعض ان لوگوں کے پاس جو رسالہ اتباع سلف پر دھوکہ و غلطی کھاکر دستخط کر چکے تھے اور اکثر دوسرے ایمان و ارکان گروہ اہلحدیث کے پاس بواسطہ مولوی عبد الجبار غزنوی مرحوم بھیجکر اپنے بیان پر انکا اتفاق رای حاصل کیا۔ پھر جب ۱۹۱۱ء اخیر میں ہم کو دربار دہلی میں شامل ہونے کے لئے دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کانفرس اہلحدیث کے بعض اخص ارکان کو بھی ہمنے اپنی خیال و مقال سے متفق کر لیا اور مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ کا خلاصہ و لب لباب اصول خمسہ اہلحدیث تحریر کر کے صدر کانفرس و فنانشل سکرٹری کانفرس و دیگر ارکان کی خدمت میں پیش کیا کچھ عرصہ کے بعد پریذیڈنٹ کانفرس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب رئیس لوہارو جو مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری کی جگہ کانفرس کے صدر ہو گئے تھے اور فنانشل سکرٹری کانفرس مولوی سید [illegible] صاحب [illegible] کانفرس مولوی عبد الوہاب صاحب امام اہلحدیث صدر رہ و مولوی احمد اللہ صاحب مدرس و حاجی عبد الرشید صاحب وغیرہ ممبران کانفرس ان اصول خمسہ سے نہ صرف متفق بلکہ انکے حامی و ادلہ شرعیہ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ پشاور کے جلسوں میں انکے مہتموں کو میرے شامل ہونے سے قتل و لڑائی کا ڈر تھا کر مجھے شامل ہونے سے روک دیا۔ میں تو اپنے شہر سے امرتسر میں اور پشاور کے ارادہ سے لاہور تک پہنچکر بذریعہ خطوط و جوابی تار خواستگار شمولیت ہو چکا تھا جسکا اعتراف شمار اللہ نے خود اخبار ۱۰ اپریل صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۳ میں کیا ہے پھر یہ اسکا کہنا کہ وہ الگ ہو گئے جھوٹ نہیں تو جھوٹ کس جانور کا نام ہے۔ دل آزاری یہ کہ مجھے آیت کفروا بہ کا مورد بناکر کافر کہا اور میرا دل دکھایا جس سے وہ اخبار ۱۰ اپریل صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۱۵ میں اوروں کو منع کر چکا تھا۔ اسی کی یہ دل آزاری گورنمنٹ پنجاب کی اتھارٹی کی نگرانی پر پریس ایکٹ پریس سنسر کے نوٹس طلب ہے اور معاونین اخبار کے جنہوں نے چندہ کر کے اس کی ضمانت کا روپیہ ادا کیا ہے یہی وجہ کے لائق ہے وہ ایسے دل آزار الفاظ سے آئندہ کے لیے اس کو روکیں یا اس ضمانت کی ضبطی کی امید اور رد کرو ضمانت کا روپیہ تیار کریں اور یہ شعر بطور مرثیہ پڑھیں۔ وغیرہ آخری صفحہ پر ہیں

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

(۵) امرتسر کے جلسہ کانفرس میں تقریر اصول خمسہ کے لئے خاکسار کو بلانا اور پھر روک دینا اور بعد جلسہ مباحثہ کے لئے بلانا اور ایک سو روپیہ تاوان [illegible]

انکی ثبت ہو گئی۔ اور انکی وہ تحریرات مجمع علیہا اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۱۰۳ صفحہ ۱۱۱ سے صفحہ ۱۴۰ تک درج ہو کر چھپ بھی گئیں۔

ارکان کا نفرنس سے جو انکی تصدیق و تسلیم سے رہ گئے تو صرف وہی اصحاب ثلثہ رہگئے (۱) ہمارے وہی روحانی فرزند (۲) قاضی و اعظم رحیم آبادی (۳) حافظ غازیپوری مگر خدا تعالی نے جو ہمیشہ حق کو غالب کرتا ہے اور والعاقبۃ للمتقین فرما چکا ہے چاہا کہ ان اصول کے تسلیم میں انکا اختلاف بھی باقی نہ رہجاوے اور یہ اصول مجمع علیہ کل ہمراہان کانفرنس دیگر اہلحدیث ہندوستان و پنجاب ہوجاویں۔ لہذا اس نے ثناء اللہ کے رسالہ اتباع سلف کے ردو مقابلہ میں اسکی قلم سے رسالہ اجتہاد و تقلید لکھوا دیا اسی قلم سے جس نے رسالہ اتباع کے صفحہ ۵ میں تقلید کا ممنوع ہونا اور صفحہ ۱۹ اور ۳۴ لغایت ۴۴ میں اجماع و درایت سلف کے اتباع کا نامعتبر ہونا نکل گیا تھا اسی قلم سے رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۲۳ و ۲۵ میں بلا دلیل تقلید کرنیکا جائز ہونا اور صفحہ ۵ میں اقوال بلا دلیل صحابہ و تابعین کی پیروی کا معمول اہلحدیث سلف ہونا اور ان اقوال پر فتوی دینے کا جائز ہونا بھی لکھوا دیا۔ اور اسکے طبع دوم کے صفحہ ۲۷ میں اسی قلم سے اجماع کے قابل تسلیم و اتباع ہونے کے متعلق یہ فقرہ لکھوا دیا کہ جس کا نام حقیقی اجماع ہو مگری وجدانی رای ہی کہ طلحہ کے ہاں آ ہیں حجت ہوتی ہے اسکے ان اعترافات پر اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۴۷ میں اس کی قلم کو چوم لینا اور اسکے منہ کو کھانڈ سے بھر دینا تجویز کیا گیا۔ تو اسنے اپنی اخبار ۱۰۔ اپریل کو کھانڈ کی جگہ لڈوؤں کے لیے اپنا منہ کھول دیا گویا دوبارہ اس فعل کا اعتراف کیا جس پر یہ انعام تجویز کیا گیا تھا۔ اس اعتراف کو ہمنے غنیمت سمجھا اور برطبق مثل مشہور کہ ہم کو آم کھانے سے کام ہے نہ پیڑ گننے سے اس اعتراف کو کافی سمجھ کر یہ خیال کیا کہ جس حالت میں عزیز مذکور نے بوقت لاعلمی تقلید کو جائز رکھا ہے اور غیر منصوص مسائل میں اجماع حقیقی کو لائق عمل مان لیا ہے اور سلف صالحین کے اقوال بلا دلیل کو لائق اتباع تسلیم کیا ہے۔ اور انکے اقوال و راے محض ہی مقدم قرار دیا ہے اور ان اعترافات پر واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری نے بھی دستخط کر کے اپنا اتفاق ظاہر کیا ہے تو اب ان تینوں سے اجماع کے مدلل ہونے اور اقوال صحابہ کے حجت ہونے پر بحث کرنا ضروری نہیں رہا صرف صاف الفاظ میں یہ اقرار کرانا کافی ہے کہ جو ہماری ان اعترافات سے مطلب جواز تقلید و اتباع سلف نکالا گیا ہے یہ ہمارا مسلمہ ہے و بنا ء علیہ اصول خمسہ کے تسلیم سے ہمکو کوئی اختلاف

کے کر واپس کر دینا۔ اور مباحثہ کے جرأت نہ کرنا۔ پھر خلوت میں اصل اصول خمسہ (تقلید صحابہ) کو ثناء اللہ کا زبانی مان لینا۔ (۴) ثناء اللہ کا علم فقہ

کو متاخرین کے اقوال و راے محض

نہیں رہا۔ اب آپ کو لڈو لا کر ہمارے موتہ میں بھر دینا اور ہم کو اپنے سینوں سے لگا لینا چاہیے
اس خیال و امید پر ہم نے امرتسر کے جلسہ کانفرس کا انتظار کیا۔ اور جس دن جلسہ شروع ہوا تو واعظ
رحیم آبادی کے رقعہ دعوت کے پہونچنے پر ہم نے امرتسر پہونچکر جلسہ کانفرس میں اصول خمسہ
پڑہنے کے لیے وقت کا مطالبہ کیا تو امرتسری نے رحیم آبادی کو یہ کہکر کہ اصول خمسہ جلسہ میں
پڑہی گئی تو ہمارے مذہب گمشدہ مرکب از نیچریت اعتزال وغیرہ کا قمع قلع ہو جائے گا رحیم آبادی
کا رقعہ ممانعت شمولیت جلسہ کانفرس بہیجوا کر ہمیں جلسہ میں شامل ہونے سے روکدیا اور ہمیں بواسطہ
اپنی خاص حواری حافظ محمد الدین بٹالوی دہمکایا اور ڈرایا کہ تم جلسہ میں آؤگے تو خون ہو جائیگا
اور ہمکو سفینہ گھر چیلیانوالہ دیکھنا پڑیگا۔ یہ چانس (اتفاق) اصول خمسہ کے پڑہے جانے کا تو
تو یوں خالی گیا۔ پہر ہمیں جلسہ سال آئندہ کانفرس اہلحدیث میں ان اصول کے پڑہے جلنے او
پاس ہونے کا امیدوار رہا اس خیال سے کہ اس جلسہ کے مہتمم وداعی میرے کئی مخلص دوست اہل
حدیث ہیں جن میں ایک شخص ڈاکٹر جمال الدین نامی چالیس سال کے عرصہ سے مجھے ایسا معتقدانہ
تعلق رکہتا تھا کہ باوجود میرے منع کرنے کے ہمیشہ مجھے خطوں میں مرشد کے لفظ سے مخاطب
کیا کرتا تھا [illegible] تھا جس کا مجھ کو علم نہ تھا
جب وقت جلسہ پشاور قریب آ پہونچا اور مجھے اس جلسہ میں دعوت کا پیغام نہ پہونچا۔ اور
ایک مخلص دوست ثناء اللہ سے میں نے یہ سنا کہ اس سال تم کو اس جلسہ میں بلایا نہ جائیگا تو
میں نے ۲ مارچ کو ڈاکٹر سے خط و کتابت شروع کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر امرتسر کے جلسہ کی
طرح مجھے جلسہ پشاور میں اصول خمسہ پڑہنے سے روک نہ دینا ہو تو مجھے جلسہ میں بلائیں۔ ڈاکٹر
نے ۱۲ مارچ کے کارڈ نمبر ۱ میں لکھا کہ ۲۶ مارچ تک مولوی ثناء اللہ پشاور آجاوینگے تو
انشاء اللہ تعالی پشاور سے انکے رقعہ دعوت لکھوا کر بہجوا دونگا۔ پشاور والوں کی طرف
سے یہ کارڈ ہیں آپکی خدمت میں بلا دا دیتا ہوں اس کارڈ سے پہنچنے سے میں نے ثناء اللہ کو
اطلاع دی اور لکہا کہ اس جلسہ میں میں اصول خمسہ پڑہونگا تو وہ اس سے گہبرا کر اور ڈر کر
قبل از وقت جلسہ پشاور پہنچا اور بجائے اسکے کہ حسب وعدہ ڈاکٹر مجھے رقعہ دعوت بہیجتا اور
ڈاکٹر کو سچا کرتا اس نے ڈاکٹر کو اس وعدہ میں جھوٹا بنایا اور سال گذشتہ کی مانند یہ ڈر سنا کر
کہ ابو سعید پشاور میں آیا تو یہاں خون ہو جائے گا ٭ اس رقعہ دعوت اہل پشاور کو منسوخ

٭ اس قتل و خون کی طرف ڈاکٹر کے خط ۱۲ مارچ کے فقرات منقولہ صفحہ ۸ بھی مشعر ہیں اور آپکی مرشد ص

کرادیا مگر افسوس صد افسوس۔ ڈاکٹر نے میرے حقوق چہل ۴۰ سالہ مرشدی یا کم از کم اخوانی و اسلامی پر پانی پھیر کر مجھے اس قرار داد سے اطلاع نہ دی اور سخت خیانت کی جس کا قیامت کے دن ڈاکٹر جواب دہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؎ بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؛ کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور ؛ میں ڈاکٹر کی دوستی و راستبازی کے بھروسہ پر جلسہ میں شمولیت کی تیاری میں مصروف ہوا۔

چلنے سے پہلے اپنے مضمون متعلق اصول خمسہ کے اوراق پروف ڈاکٹر کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیج کر اسکو وعدہ دیا کہ اس جلسہ میں اصول خمسہ کے متعلق صرف وہ تقریظات و شہادات علماء اہلحدیث سلف و زمانہ حال صدر کانفرنس اور فنانشل سکرٹری و ممبران کانفرنس وغیرہ کو جو اُن اوراق میں درج ہیں پڑھی جائیں گی۔

اسکے علاوہ جو ثناء اللہ کی دروغ گویوں اور خیانتوں کی تفصیل ان اوراق میں ہوئی ہے اسکو ہرگز جلسہ میں نہ پڑھا جاوے گا ساتھ ہی اسکے ان اوراق رسالے کو بذریعہ رجسٹری ڈاکٹر کے نام روانہ پشاور کردیا۔ اور خود بارادہ پشاور لاہور پہنچکر تاریخ ۲۳ - و ۲۴ و ۲۵ مارچ کو تین خط دستی ڈاکٹر صاحب [illegible] ان خطوں کا کوئی جواب دیا اور نہ حسب وعدہ خود ثناء اللہ کا رقعہ دعوت نہ بھجوایا تو مجھے یقین ہوا کہ یہاں دال میں کچھ کالا ہے تو ۲۶ کو میں بٹالہ واپس پہنچکر اس مضمون کا جوابی تار دیا کہ مجھے جلسہ میں اصول خمسہ پڑھنے کے لیئے یا بعد جلسہ اسپر بحث کرنے کے لیے بذریعہ تار بلاؤ۔ خطوں اور تار کو

بقیہ حاشیہ صفحہ جدید نے اخبار ۱۱- اپریل کے یہ الفاظ ہیں "ممنون ہیں کہ آپکے اصول سنانے پر لڑائی ہو جائے گی جس سے فتنہ برپا ہوگا"۔ دیکھو کالم ۲ صفحہ سطر ۲۱- اخبار مذکور اور اس سے پیشتر کالم اول صفحہ مذکور کی سطر ۱۵ وغیرہ میں اسکے یہ الفاظ کہ مولانا بٹالوی کو خوب معلوم ہے کہ بہت علماء سلف انکی رائے اصول خمسہ کے مخالف بھی ہیں پھر یہ کیونکر جائز ہے کہ مسئلہ اختلافی پیش کر کے خواہ مخواہ پریشانی کا موجب بنیں اسی لیے جب مولانا بٹالوی نے تحریک کی تو جواب نفی ہی میں ملا۔ ان الفاظ سے صاف ثابت ہے کہ انجمن تعلیم القرآن دلستہ اور ڈاکٹر پنجابی شیر نے خونریزی سے ڈرایا تب ہی انہوں نے مجھ جلسہ کانفرنس میں شامل ہونے سے روکا۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ شیر کے بیان کو جھوری خدشہ سمجھ کر اس کی تقلید کو اختیار کر لیا۔ اوراق رسالہ کو پڑھ کر یہ نہ سمجھا کہ ان اصول میں تو اب کسی عالم کو اختلاف نہیں رہا جسکے کہ ثناء اللہ اور ڈاکٹر رحیم آبادی اور حافظ قادری پوری بھی ان سے متفق ہوگئے ہیں پھر انکے سنانے سے پریشانی اور فتنہ برپا ہونا کیونکر ممکن و متصور ہے۔۔

کذب کا اس کا پہلو پڑھنے سے ثابت ہے اور ان کا فریب کی مہر ... صفحہ ۳۳۹ (عنا) وغیرہ

ان حضرات نے دوبارہ کھانہ مجھے بلایا اور نہ اُنکا جواب دیا تھا۔ یہانتک کہ جلسہ ختم ہوکر تین دن اور گذر گئے اور ۳۱ تاریخ کو ڈاکٹر نے مجھے وہی بات لکھی جو ثناء اللہ نے اُنکو پڑھائی ہوئی تھی کہ چونکہ یہ سرحدی مقام ہے ایسا نہ ہو کہ ہم لوگوں کے واسطے تمہاری بلانے سے کچھ برا نتیجہ نکلے اور اہلحدیث پشاور کسی بلا میں مبتلا ہو جاویں۔ مباحثہ مولوی ثناء اللہ سے اگر یہاں پشاور میں ہوا۔ تو بھی قریب قریب یہی نتیجہ ہوگا۔ لہذا امرتسر یا کسی اور مقام میں مباحثہ ہو تو بہتر ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے بھی منظور کر لیا ہے اور تحریر اُنکی ملفوف ہے۔ پھر اخیر خط میں یہ فقرہ لکھدیا کہ مولوی ثناء اللہ کا پرچہ منظوری مباحثہ کا کل نہیں ملا۔ آج یکم اپریل آیا ۳۱ مارچ کو انکے مقام پر گیا مگر وہ نہ ملے۔ لہذا اُنکا خط اس خط میں ملفوف نہ کر سکا۔ یہ ڈاکٹر کی دوسری وعدہ خلافی ہے جس میں مجھے مباحثہ کی امید دلا کر دھوکہ دیا۔ پھر ڈاکٹر نے اپنے کارڈ ۲ اپریل میں لکھا کہ مولوی ثناء اللہ اور مولوی عبد اللہ غازی پوری چلے گئے اور مولوی عبد العزیز رحیم آبادی یہاں ہیں اگر ثناء اللہ سے بحث کرنا منظور ہو تو امرتسر میں اور مولوی عبد العزیز سے بحث کرنا منظور ہو۔ تو ممکن ہے (یہ تیسری دفعہ ڈاکٹر کا مجھے دھوکہ دیکر مباحثہ کے لیے آمادہ کرنا ہے) یہ کارڈ مجھے ۳ اپریل کو ملا تو میں نے اسی وقت ڈاکٹر کو دوسرا تار دیا کہ اگر مولوی عبد العزیز سے بحث کرانا منظور ہو تو اسکو پشاور میں ٹھہرا کر مجھے تار دیں اُسکا جواب ۴ اپریل کو مجھے ڈاکٹر نے یہ دیا کہ تار آپ کا اُسوقت مجھے ۴ بجے شام کے ملا ہے تار سے جواب دینا بیفائدہ ہے جبکہ مولوی ثناء اللہ اور مولوی عبد العزیز اور دیگر آپ کے مخالف آپکے دعوی کو مان چکے ہیں تو اب جھگڑا کیا رہا مباحثہ کس بات میں کیا جاویگا۔ اب دونوں فریق ایک ہو گئے ہیں لیکن آپ اُنکا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ پھر کارڈ ۶ اپریل میں ڈاکٹر نے اپنے ۴ کارڈ کی تائید میں یہ لکھا کہ اصول خمسہ سے تو مجھے اور تمام اہلحدیث کو اتفاق ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان دو کارڈوں سے ڈاکٹر نے صاف اظہار کر دیا ہے کہ ثناء اللہ کے پشاور پہنچتے ہی ڈاکٹر کو معلوم ہو گیا تھا کہ ثناء اللہ نہ تو مجھے جلسہ میں مضمون اصول خمسہ پڑھنے دیگا اور نہ وہ اور رحیم آبادی واعظ مجھ سے مباحثہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ اور مجھے اس عرصہ تک دھوکہ دیتے رہے محض جھوٹھ سے کام لیتے رہے ڈاکٹر صاحب اور اُسکے مرشد جدید ثناء اللہ نے اور انجمن تعلیم القرآن والحدیث نے جو کانفرنس کے داعی تھے اپنے ایمان اور کانشنس ضمیر اور انصاف سے کام لے کر یہ نہ سوچا کہ اصول خمسہ تو مسلم فریقین ہیں اور بقول ڈاکٹر

* یہ ڈاکٹر کے خط کے الفاظ ہیں *

کلمہ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کے مصداق ہیں جلسہ کا نفرنس میں اُنکے پڑھے جانے سے خونریزی اور فساد کا کیا اندیشہ ہے کیا ان اصول میں گورنمنٹ کے برخلاف سڈیشن پایا جاتا ہے یا کسی فرقہ یا شخص پر ذاتی حملہ ہے وہ متفق علیہ فریقین ہیں تو پھر ان میں مباحثہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جسکے لیے کبھی ڈاکٹر نے پشاور میں امکان بتایا۔ کبھی امرتسر کا راہ دکھایا۔ کیا جماعت ثنائی میں یا ممبران انجمن تعلیم القرآن والسنۃ کوئی شخص اتنی بات نہیں سمجھ سکتا تھا اور یہ گروہ ثنائی اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ کا مصداق بن گیا یا اس ظلم و ناانصافی کیوجہ سے جو اصول خمسہ کو صریح الفاظ سے تسلیم کرنے سے اُنسے ہو رہی ہے اور وہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ کا مصداق بن گیا ہے کیا گروہ اہلحدیث میں پشاور سے کلکتہ تک کوئی ایسا حق گو نہیں رہا جو اُنکو سمجھاوے کہ اگر اصول خمسہ تمہاری مسلم اصول ہیں جیسا کہ تمہاری رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۲۳ و ۲۵۔ ۵۰ اور طبع دوم کے ۶۸ سے مفہوم ہوتا ہے اور اس مفہوم پر تجویز انعام لڈیوں کے لیے تمنے منہ ہی کھولدیا ہے تو اس مفہوم کو صریح منطوق اور الفاظ سے تصدیق کرو اور اگر اس مفہوم میں کچھ غلطی ہو تو کسی مجلس عام یا خلوت میں ہو بات اور ہو اور گفتگو کرکے غلط بتادو اور ان اصول خمسہ کا مذہب اہلحدیث نہ ہونا ثابت کردو اس صورت میں فریق ثانی تم سے متفق ہو کر شیر و شکر ہو جائیگا ان اصول کو مجلس عام میں پڑھنے یا مجمع خاص میں انپر بحث کرنے سے یہی مقصود ہے جس سے ڈاکٹر نے تجاہل عارفانہ اختیار کرکے سوال کیا ہے اور اسکے مرشد جدید ثناء اللہ نے اخبار اہلحدیث ۱۰۔ اپریل میں یہ شعر پڑھ سنایا ہے ؎ حضرت ناصح جو آئیں دیدہ دل فرش راہ ۔ کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا۔ عرصہ ۱۰۔ ۱۲ سال سے ان اصول کے برخلاف عربی تفسیر لکھ کر اور عرصہ سات سال سے ان اصول سے اپنا اختلاف اخبار نام کے اہلحدیث اور رسالہ اتباع سلف میں ؟ اور اس کا اظہار کرکے تم نے کیوں گروہ اہلحدیث پنجاب لاہور امرتسر پٹیالہ اور ہندستان دہلی وغیرہ میں تفرقہ قائم کر رکھا ہے جو روز افزوں ترقی پر ہے اس کا اقرار تم نے پرچہ اخبار ۲۴۔ اپریل اسکے صفحہ ۲ میں بایں الفاظ کیا ہے جماعت اہلحدیث لاہور کا نفاق و شقاق اس عنوان کا ایک مطبوعہ اشتہار ہمارے پاس پہنچا۔ مناسب ہے کہ حسب منشاء مشتہرین ہم اسکو شائع کرکے جواب دیدیں (ایڈیٹر) چند دنوں سے جماعت اہلحدیث لاہور میں اختلاف و نفاق شروع ہے جو دن بدن بڑھ رہا ہے آئندہ اسکے بڑھنے کا اور زیادہ خطرہ محسوس کرکے بہ تعمیل ارشاد مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ ہم مجبور ہیں کہ اپنی خفتہ قوم کو متنبہ اور بزرگوں

سے استفسار کریں کہ ہماری بہت قلیل جماعت کا جو پہلے ہی ضعیف ہے۔ اور جو ابھی تک اپنے آپ کو
سنبھال نہیں سکی اور اس قدر بڑے شہر میں انکی صرف دو مسجدیں ہیں جہاں انکو پناہ مل سکتی ہے
ایک چھوٹی سی درسگاہ ہے جنکے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اس قدر اختلاف عظیم کے بعد کیا حشر ہوگا
اسیلیے ہم جملہ برادران و بزرگان اہلحدیث خصوصا مولانا مولوی صاحب غزنوی مولانا ابوالوفا ثناءاللہ
صاحب امرتسری۔ مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری وغیرہ سے نہایت اصرار کے ساتھ ملتجی ہیں کہ وہ اس اختلاف
کے دور کرنے کی وقت نکالیں اس جماعت کی طاقت کو یکجا کرنے کی پوری کوشش کریں (ایڈیٹر) واقعی
لاہور کی جماعت کی تفرقہ سے دل پر سخت رنج ہوتا ہے یہ ایسا فقرہ ہے جسکا سر ہے نہ پیر۔ امرتسری نزاع بھی
ایک نامبارک تھی مگر تاہم اس کی بنا کہنے میں آسکتی تھی کہ مذہبی ہے۔ لیکن لاہوری نزاع کی بنا ہماری
سمجھ سے بالاتر ہے خاکسار ناتوان ہر طرح کوشش کر چکا ہے مگر "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"۔
تاہم چونکہ کام کرنی ہے اسیلیے اپنی ناقص رای کا اظہار کر دیتا ہوں۔ میری خیال میں فریقین اگر چاہیں
تو صلح بالکل آسان ہے جس کی صورت میں بتلاتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ میرے خیال
میں اس نزاع کے تصفیہ کی صورت یہی ایک صورت ہے کہ دونوں فریق اپنا جھگڑا منصفوں ذیل
اصحاب [illegible] پنشنر خان بہادر بابو چنن
دین پنشنر۔ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری مولوی کرم بخش صاحب مالک مطبع پانچویں کی ضرورت
ہو تو شیخ امیر الدین صاحب یا حاجی عبدالغفار صاحب خلف حاجی علی جان مرحوم دہلی کو شریک
کریں۔ اصحاب موصوفین کسی مسلمہ عالم سے فتوی لے لیں کہ جن دو فریق کا اختلاف ہو اس کا مل کر
کسی امر مشترک کو کرنا جائز ہے یا نہیں اور عام قوم اہلحدیث اور خاص ساکنان بٹالہ کے تفرقہ کو
اخبار ۱۰۔ اپریل کے صفحہ ۶ میں ان الفاظ سے بیان کیا ہے افسوس ہی کہ جب سے آپ نے قوم کو
چھوڑا۔ قوم نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے کیسے چھوڑا اپنے نام اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا یا
جسکو اہلحدیث کی قوم نے ناپسند کر کے آپ کو الگ کر دیا اسمیں میرا کیا قصور ہے میں اب بھی اہلحدیث
ہی جانتا ہوں مگر اسی طرح جس طرح تصدیق بشرط شی مطلق تصور ہے آپ نے اپنی نسبت کہا ہے کہ
میں اہلحدیث حنفی ہوں ہزارہا میری اتباع اور پیرو ہیں ہمیں اس سے بہت خوشی ہے مگر افسوس ہے
یہ تعداد نہیں معلوم ہوتی ہم مولینا کے ہزارہا میں سے جملہ صفر (جو در حقیقت بے حقیقت میں) اٹھا
دیتے ہیں) صرف ایک ہی واحد شخص پیرو دکھانے کی تکلیف دیتے ہیں۔ جو اہلحدیث کی جماعت میں
حنفی کا ضمیمہ لگا کر آپ کا پیرو کھلاتا ہو دیکھاتے ہوئے بٹالہ سے شروع کیجیے پھر اس کے

تصفیہ کی وہی صورت سابقہ بتائی ہے مگر اسمیں بجائے چار تین منصفوں کی کمیشن مقرر کی ہے چنانچہ
پہلے میرا قول اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۷ سے بایں الفاظ نقل کیا ہے میں نے مسجد چینیانوالی
کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ
اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوئی صاحب نیک نیتی سے کھڑی ہو جاویں
اور آپکی تسلیم پر آپ معتقد ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے
دور ہو جائے پھر کہا ہے ای جناب آپ کسی اور کو کیوں تکلیف دیتے ہیں میں خود حاضر ہوں اپنی قول
کے مطابق عمل دکھلانے کو تیار ہوں مگر نہ آپکے کہنے سے نہ اپنے انکار سے۔ بلکہ اس طور سے کہ تین علماء کی
کمیشن مقرر کریں۔ جو میرا رسالہ اجتہاد و تقلید دیکھ کر مجھ سے پابندی کرا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کمیشن
کے ممبران بالاتفاق یا بکثرت رای جو فیصلہ دیں گے میں عمل کر دونگا ایسا ہی میں بھی آپکے قول و
فعل کی مطابقت چاہونگا جس کی اجازت بھی آپنے اسی جلد اشاعۃ السنہ میں مجھ دی ہے
مولٰنا کیا میری پیش کردہ کمیشن منظور کریں گے خاکسار ہیچکارہ اہلحدیث کا گورنمنٹ و پبلک میں مسلم
خدمتگذار کہتا ہے کہ میں بھی اس تجویز پر صاد دے مگر اسقدر ترمیم کیساتھ کہ محل فیصلہ صرف یہی امر نہ
ہو کہ مختلف الاعتقاد [illegible] بلکہ جس اعتقاد میں اُن کا
اختلاف ہو اسمیں اتفاق یا تمیز ہو جانی چاہیے اور بجای تین یا چار اصحاب کے حاضرین مجلس تصیفیکی
میجارٹی کو منصف بنایا جائے اور اگر آپ کو حنفی یا مقلد کے نام کو چڑ یا عداوت ہے اور اسی کو آپنے
مباحثہ سے گریز کا بہانہ بنایا ہوا ہے تو میں آپ کو وعدہ دیتا ہوں کہ اس مجلس میں کسی حنفی صاحب
کو تشریف لانے کی تکلیف نہیں دیجائیگی میرے اس وعدہ پر بھی میجارٹی کا فیصلہ منظور نہ ہوا تو
منجملہ اصحاب ثلثہ یا خمسہ کے جن کو آپ نے نامزد کیا ہے ایک ہی صاحب کی منصفی کو کافی سمجھا جاوے
جنہی صاحبوں کی تصدیع اوقات نہ کی جائے اور اگر آپ حاجی عبد الغفار صاحب ممبر وائین کانفرنس
کو منظور کریں تو وہ سب سے مقدم ہیں مگر چونکہ وہ بڑے تاجر ہیں اپنے کاروبار تجارت کی وجہ سے
لاہور نہیں آسکیں گے لہذا بہتر ہے کہ فریق اہلحدیث سے یہ خاکسار اور فریق مذہب مرکب سے آپ دونوں
دہلی چلے چلیں دہلی میں آپ کو حاذق الملک حکیم صاحب نے بلایا ہے جسکو اخبار ۲۰ اہلحدیث میں
آپ نے بیان کیا ہے بر مطبق ہی چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ یہ کام بھی ہو جائے
تو بہتر ہے۔ بس چلیں۔ اور حاجی صاحب سے فیصلہ کرالیں اگر آپ اس تجویز کی منظوری سے بذریعہ
اخبار یا خط دستخطی پر رجسٹری شدہ سے خاکسار کو اطلاع دینگے تو میں ۱۰ مئی تک دہلی پہنچ جاؤنگا

آپ ہی ۱۰- مئی سے پہلے کوئی تاریخ مقرر کر کے دہلی پہنچ جاویں - امر تنقیح و محل فیصلہ صرف ایک ہی
امر ہے یعنے آپکی ذات ستودہ صفات سے جسکو آپ نے اخبار اہلحدیث ۱۰- اپریل میں اس مصرعہ
کا مصداق قرار دیا ہے ع دجود لک ذنب لا یقاس بہٖ ذنب اور یہ خاکسار اسکو اس مصرعہ
کا مصداق کہتا ہے - ع - اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست - آپکے کلمات طیبات کی جو
آپکے رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحات - ۲۳ - ۲۵ - ۵۰ - ۱ اور ۷۲ میں درج ہیں تحقیق
مفہوم اور تعیین مطلب ہے - کہ آیا اُن کلمات میں اصول خمسہ کی تصدیق و تسلیم پائی جاتی ہے یا
نہیں - اگر تسلیم کا پایا جانا ثابت ہو تو آپ سے اس تصدیق کے مطابق عمل بھی کرا لویں - اگر اُن میں
تصدیق و تسلیم کا پایا جانا ثابت نہ ہو تو پھر جو اصول خمسہ کے ثبوت پر شہادات دیگر علماء اہلحدیث
سلف و خلف پیش کی گئی ہیں - ان شہادات پر منصف صاحب منکر اصول خمسہ کے ساتھ خاکسار
کا مباحثہ کرا دیں - اس مباحثہ کے بعد جو تحریری مع التقریر ہوگا فیصلہ نتیجہ کی نسبت حاجی صاحب
کو اختیار ہے جس عالم کو چاہیں منصف کریں اور اگر میجارٹی یعنے کثرت رای حاضرین کو منصف
بنا دیں تو یہ لحاظ رکھیں کہ ووٹروں یعنی رائے کے دینے والوں میں فریقین مخاصمین کی رائی کو شمار
نہ کریں فریق اہلحدیث خالص اہلحدیث ہی اور فریق ملذہب مذہب مولوی ثناء اللہ و واعظ رحیم
آبادی و حافظ صاحب غازیپوری اور اُنکی ذنابہ ابراہیم سیالکوٹی کیونکہ یہ باہم متخاصم ہیں اور آرار
(یعنے ووٹوں) کی طالب ہیں - مگر یہ بات میں نقارہ کی چوٹ کے ساتھ کہتا اور پیشگوئی کرتا ہوں کہ
یہ حضرات ثلثہ نہ تو اصول خمسہ کا اپنی تحریرات و تقریرات سے ثابت ہونا تسلیم کریں گے کیونکہ ان
اصول خمسہ کی صاف تسلیم سے انکا مذہب مرکب اعتزال و نیچریت باطل و بیکار ہوتا ہے اور یہ انکی لیے
موت کے برابر ہے اور نہ ان اصول کی مثبتہ شہادت و تحریرات جن میں ان تینوں کی تحریرات بھی داخل
و شامل ہیں ان اصول کی ہونے پر مباحثہ کریں گے کیونکہ ان شہادات سے وہ اصول ایسی ثابت
ہیں جیسی نصف النہار میں آفتاب انکی قلم سے انکی ثبوت میں ایسے الفاظ نکل چکے ہیں جنسے انکار کرنے کی
اب گنجائش نہیں رہی - غرض اینز گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کی مثل پوری صادق آرہی ہے اس طرفہ
پر طرہ یہ کہ اس علانیہ اقرار کے ساتھ جو آخر ۱۱ سنہ عیسوی سے انکی طرف سے ہو رہا ہے وہ اس فرار کو
اس خاکسار کی طرف منسوب کر رہے اور اس دلیری میں ع - چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ
دارد - کے پورے مورد و مصداق بن رہی ہیں - انکے پہلے دو دفعہ کے فراروں بمقام دہلی و امرتسر میں اور
گریزوں کی تفصیل تو اس جلد کے صفحہ ۶ ۸ و صفحہ ۱۳۲ میں ہو چکی ہے - آخری فرار کی تفصیل اس

مقام میں ناظرین باتمکین انصاف گزیں سنیں اور انصاف سے داد دیں کہ الاانہ کی اسوقت تک مباحثہ سے کون بھاگتا پھرتا ہے اور بھگوڑی کا مغز خطاب پانیکا کون مستحق ہے اخبار ۱۰ اپریل کے صفحہ ۴ پر شیر پنجاب نے ہماری اصول خمسہ کا خلاصہ بگاڑ کر نقل کیا اور اسکے بعد کہا ہے کہ یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جس صورت میں جماعت اہلحدیث کا عرصہ سے دعوی شایع اور مشتہر ہے جسکا عنوان یہ شعر ہے
اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ پس حدیث مصطفی برجاں مسلم داشتن ۔ تو مولینا بٹالوی کیوں اصول مذہب اہلحدیث پر بحث کرتے ہیں کیا یہ بھی کسی علم کا مسئلہ ہوتا ہے کیا علماء کانفرس نے جو مذہب اہلحدیث قبول کیا ہوا ہے اور وہ علماء کوئی معمولی بھی نہیں ہیں بلکہ بڑے مصنفین مفسر ہیں استاذ بلکہ استاذ الاساتذہ ہیں ۔ کیا انکو بھی مذہب اہلحدیث بتلانے کی ضرورت ہے ۔ پھر ان اصول کے متعلق کانفرس کی مداخلت و مباحثہ کا ناجائز ہونا اور ممبران کانفرس کے حق میں اس مباحثہ کا مؤثر ہونا ان الفاظ سے بیان کیا کہ یہ بات درج کرنیکے قابل ہے کہ کانفرس کی مجلس شوریٰ نے جماعت اہلحدیث کی باہمی فروعی اختلافات کو محسوس کرکے یہ رزولیوشن پاس کیا ہوا ہے کہ کوئی اختلافی مسئلہ بغرض تصفیہ کانفرس میں پیش نہ ہوگا جسکا فیصلہ مجلسی طور پر کیا جاوے ہاں کسی نزاع میں فریقین فیصلہ کی درخواست کریں تو مجلس شوریٰ کیطرف سے کسی ایک یا کئی علماء کو اس کام کے لئے منتخب کیا جاسکتا ہے ۔ مگر یہ فیصلہ ان فریقین کے حق میں مؤثر ہوگا مجلس و ممبران مجلس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ان اصول میں بحث کو پنجابی شیر نے جن مغالطوں اور دروغگوئیوں سے ایک ہوا بنایا اور ناقابل بحث کانفرس ٹھیرایا ہے ان کو ناظرین توجہ سے سنیں ۔ اول مغالطہ اس کا وہی شعر ہے جس کو اُسنے اپنے اخبار کا مایۂ (زیب عنوان) بنا رکھا ہے یہ شعر صاف مشعر ہے کہ اس اخبار کا ایڈیٹر اور اس شعر کے معتقد سنی نہیں ہیں ۔ بدعتی ہیں ۔ جو صرف قرآن کو اور حدیث کو دلیل شرعی جانتے ہیں اجماع اور اتباع اقوال سلف صالحین صحابہ و تابعین سے جس میں ان کے قیاسی اقوال بھی شامل ہیں منکر ہیں اور ان سے بائیکاٹ (علیحدگی) کرچکے ہیں ۔ سنی اہل حدیث جو اس شعر کو اسکے اخبار یا کسی اور گذرگاہ پر دیکھتے ہیں تو فوراً اسکے مذہب کو تاڑ جاتے ہیں ۔ سنی اخبار و رسائل کا مایۂ زیب عنوان وہ رباعی ہونی چاہیے ۔ جو پریزیڈنٹ کانفرس اور فنانشل سکرٹری و دیگر علماء ممبران کانفرس نے پاس کردی ہوئی ہے ؎

اصل دین آمد مسلماں را قرآن ۔ پس حدیث سرور پیغمبراں ۔ پس از ان اجماع اہل اجتہاد ۔ از صحابہ سیّد خیر العباد
بعد ازان اجماع جملہ تابعین ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ پس اقوال خلافیہ ہماں ۔ شد مقدم بر مقال دیگراں

دوسرا کذب و مغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ کیا علماء نے جو مفسر مدرس ہو کر مذہب اہلحدیث
کو قبول کیا ہوا ہے انکو مذہب اہلحدیث کی خبر ہی نہیں۔ ای صاحب جبر تو ہی تب ہی انہوں نے اصول
خمسہ کو تسلیم کیا ہے مگر تمہارے آگے وہ دم نہیں مار سکتے۔ اور تمہاری مخالفت سے کانفرس کو چلا نہیں
سکتے۔ اسی وجہ سے ہی انکو آگاہ کیا گیا ہے کہ کسی طرح منت خوشامد یا حکمت کے ساتھ تم سے اصول اہلحدیث
تسلیم کرا دیں اور اس شعر کی جگہ اس رباعی کو مانو بنانے کی صلاح دیویں۔

تیسرا مغالطہ اسکا یہ کہنا ہے کہ کانفرس میں رزولیوشن پاس ہو چکا ہے کہ کانفرس اختلافی مسائل
کا جائز محل بحث نہیں اور اگر اس کی منتخب کمیٹی اس میں بحث بھی کرے تو وہ ممبران کانفرس پر مؤثر نہیں۔ ای
صاحب ڈھکوسلا اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ اصول خمسہ کانفرس میں پیش نہ ہوں۔ مگر بحکم مثل مشہور ع
دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ڈھکوسلا بنانے والے کو یاد نہیں رہا کہ بحکم قاعدہ چہارم قواعد کانفرس
اختلافی مسائل سے بحث کرنا کانفرس کا فرض منصبی ہے۔ اور نہ یہ خیال آیا کہ اصول خمسہ اتفاقی ہیں
اختلافی نہیں ہیں۔

ان مغالطات اور دروغگویوں کے ساتھ خم ٹھوک کر آپ مدعی مباحثہ بنے اور فرار کو خاکسار کی
طرف منسوب کرتے ہیں [illegible] مولوی عبد العزیز اور
حافظ عبد اللہ غازی پوری سٹیشن لاہور پر مل گئے تو مولوی عبد العزیز نے کہا کہ مباحثہ کے لیے ہم ہر
وقت تیار ہیں۔ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ اور جتنی دیر لگی لگائیں گے۔ مولانا بٹالوی نے نہ مانا اور سٹیشن
پر چل گئے۔ یہ کذب نہایت دلیرانہ ہے۔ حافظ صاحب کی زبان سے میں نے کچھ نہیں سنا اگر انہوں نے بھی یہی
کہا تھا جو رحیم آبادی نے کہا تھا تو دونوں صاحبوں نے جھوٹ سے کام لیا۔ اور اپنے معتقدوں کو دھوکا دیا۔
اگر انکو مباحثہ منظور ہوتا تو جب میں نے انکے جواب میں کہا تھا کہ ریلوی سٹیشن مباحثہ کے لیے موزوں مکان نہیں
آپ کو مباحثہ کے لیے جلسہ چھوڑ دینا منظور ہے تو میرے ساتھ میری فرودگاہ پر چلیں تو وہ میرے ساتھ
ہو لیتے پھر جب میں نے مباحثہ کے لیے انکو تین خط لکھے اور دو تار دیے تب بھی مجھے پشاور یا امرتسر یا لاہور
میں ہی بلاتے اور مجھ سے بحث کرتے اور جب آخر میں نے انکی طرف سے کوئی جواب نہ پایا تو شیخ محمد عمر ساکن
بٹالہ کے نام خط لکھ کر اس کی تین نقلیں ایک پشاور میں ڈاکٹر کے نام روانہ کی اور ایک لاہور میں منشی
عبد اللہ سکرٹری انجمن اہلحدیث لاہور کے نام اور ایک خود ثناء اللہ کے نام امرتسر میں روانہ کی جس میں
یہ مرقوم تھا کہ رحیم آبادی اور غازی پوری صاحبان جہاں پہنچیں انکو مباحثہ کے لیے ٹھہرا لیا جائے وہ نقل پشاور
سے واپس آئی اور خبر لائے کہ مولوی عبد العزیز امرتسر چلے گئے۔ حافظ عبد اللہ صاحب کو وہ نقل لاہور

ہیں منشی عبداللہ و منشی فضل دین نے دکھادی جس پر انکی زبان سے کوئی بات نہ نکلی اور امر تسر والی نقل بالا
اشاعت وصول کر کے رحیم آبادی کو بھی دکھادی مگر کسی سے جرأت مباحثہ نہ ہوئی باوجودیکہ رحیم آبادی
کئی دن امرتسر میں ہی اور میلہ بیساکھی میں شامل ہوئے جس کا ذکر اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ اپریل میں
موجود ہے۔ اس اعراض اور صاف فرار کے ساتھ اس وقت یہ کہنا کہ ہم جلسہ چھوڑ دیں گے اور حقیقی
دیر لگی گی لگائیں گے کسی صاحب عقل و فہم و انصاف و ایمان کے نزدیک کیونکر دل سے اور سچا ہو سکتا
ہے۔ انہی حالات ماضیہ کے قیاس پر ہم نے یہ پیشگوئی کر دی ہے اور نقارہ کی چوٹ سے کہدی
ہے کہ وہ اصول خمسہ کے متعلق مجھ سے مباحثہ نہ کریں گے۔

تفرقہ لاہور کے تصفیہ کی صورت کو جو آپنے اسی ایک امر میں منحصر کر دیا ہے کہ منصفین اس امر کا فیصلہ
کر دیں کہ فریقین کو باوجود اختلاف عقاید کے کسی امر مشترک میں ملکر کام کرنا جائز ہے یا نہیں
یہ خاکسار کی رائے میں کافی نہیں ہے۔ بیشک مختلف خیال کے لوگ مشترک کام ملکر کر سکتے ہیں
اور یہ میرا امر مسلم ہے کہ باوجود اختلاف عقائد امر مشترک میں اتفاق ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس
مضمون کا آرٹیکل ہماری طرف سے پیسہ اخبار میں مدت ہوئی ہے نکل چکا ہے مگر یہ اتفاق اسی
صورت میں ممکن و متصور ہے [illegible] اور کوئی تقیہ
اور نفاق کو عمل میں نہ لاوے اور جھوٹھ اور دہوکے اور خیانت سے کام نہ لے اور جس حالتمیں
کوئی محض جھوٹھ اور دہوکہ دہی سے کام لے مثلاً اہلحدیث کہلا کر اپنی تصانیف و تقاریر و مجالس
میں مسائل و اقوال معتزلہ نیچریہ و مرزائیہ و چکڑالویہ کو داخل اور شامل کر کے اہلحدیث کی مذہب
کی بیخ کنی کری جیسا کہ تفسیر پنجاب اور اُس کی کمیٹی سے عمل میں آ رہا۔ تو پھر کسی مشترک کام میں اہل
حدیث کا اسکے ساتھ شامل ہو جانا اور ملکر کام کرنا محالات عادیہ سے ہے اور کام تو الگ رہے
اُنکی جمعیہ جماعت بھی ایک جگہ محال ہے اور اس سے نقص امن کا اندیشہ ہے اسی اندیشہ سے انہوں
نے اپنی کانفرنس میں خاکسار کو گھسنے نہیں دیا کیا اس وقت آپکو اپنا یہ اصول یاد نہ آیا۔ اسی
نظر سے خاکسار نے اصول خمسہ کو محل تصفیہ ٹھہرایا ہے۔ اور آپ ہی کے کلمات طیبات میں رسالہ
اجتہاد و تقلید کو منصف قرار دیا ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

اس شرح و تفصیل سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کا التوا اس عرصہ تک بنظر
احسان و حصول اتفاق ہوا ہے۔ خاکسار نے اپنا اور اپنے رسالہ کا حرج اس غرض و مطلب سے
گوارا کیا کہ میرا عزیز اور روحانی فرزند مجھ سے اور فرقہ اہلحدیث سے جدا نہ کیا جائے مگر افسوس صد

افسوس ہزار افسوس میری اس پالیسی کا نتیجہ اچھا نہ نکلا۔ وہ اصول خمسہ اہلحدیث کو صریح الفاظ سے بلا معارضہ انکار ما نکر اہلحدیث میں داخل نہ ہوا اور اسکے منصف میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر اور پبلک کے فیصلہ سے وہ خارج از اہلحدیث قرار پایا۔ اور فرقہ اہلحدیث میں اس پالیسی کا یہ ضرر پیدا ہوا کہ ۹ سنہ سے ۱۰ سنہ تک اسکے زہر آلود مضامین اس کی اخبار نا اہلحدیث میں چھپ نکلکر ہو چکی اور ناظرین اخبار کے دہوکہ کہانے اور گمراہ ہو جانے کے باعث ہوئے اور اشاعۃ السنہ میں اسکے جوابات شایع نہ ہو سکے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون اس احسان کے مقابلہ میں اس نے اپنی باپ کو اپنے اخبار کے ناظرین اور خریداروں میں بدنام کرنا چاہا۔ اور مثل مشہور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مطابق مشہور کر دیا کہ یہ خاکسار (جس نے ملک اور گورنمنٹ سے اس گروہ کا نام اہلحدیث مقرر کرایا اور تنہا سینہ سپر ہو کر تمام لوکل گورنمنٹوں اور سپریم گورنمنٹ اور سکرٹری آف سٹیٹ سے انکا نک نیم دبر القب وہابی موقوف کرایا) اب خالص اہلحدیث نہیں رہا کیونکہ اس نے لقب اہلحدیث کے ساتھ لفظ حنفی کا ضمیمہ لگا دیا ہے با وجودیکہ میں نے جلد ۲۲ اشاعۃ السنہ میں اس لفظ کے معنے کی ایسی تشریح کر دی تھی جس سے خالص اہلحدیث ہونے میں کچھ نقصان یا قصور واقع نہیں ہوتا۔ اس جلد کے ۲۳ کے نوٹ میں جو [illegible] تشریح کر دی ہے جسکے دیکھنے سے ناظرین کو یقین ہو گا کہ جیسا حنفی میں ہوں ایسا حنفی حنفیان پنجاب ہندوستان و بنگال و مدراس وغیرہ بلاد میں اسوقت تک کوئی نہیں پایا جاتا۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسی حنفی اب بھی ہیں۔ اور پچھلے زمانے بھی علماء گذر چکے ہیں اس زمانہ میں سبھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا اور انکے مطابق انکا عمل ہے کہ مسائل منصوصہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ غیر منصوصہ میں وہ علماء سلف کی پیروی کرتے ہیں اور زمان گذشتہ میں صدہا اہلحدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلوانے والے تھے جنکا بقیہ حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے خلف الرشید شاہ عبد العزیز اور انکے جانشین شاہ محمد اسحق اور آخری جانشین شیخنا شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین صاحب ہے جن کا تمام عمر یہی عمل رہا جو اس خاکسار کا عمل ہے میاں صاحب کے بہت سے شاگرد اور انکے دیکھنے والے زندہ ہیں وہ ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں انکا عمل قرآن حدیث پر تھا۔ اور غیر منصوصہ مسائل میں کتب فقہ ہدایہ عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتوی تھا اسکا خلاف میرا روحانی فرزند ثناء اللہ یا کوئی دوسرا مرد میدان ثابت کرے۔ اور انکے عمل و اعتقاد اور میرے عمل و اعتقاد میں تفاوت

جو انعام چاہے مجھ سے لے۔ لفظ اہلحدیث کے ساتھ اپنا لفظ حنفی بڑھا دینا اور اس لفظ کو اپنا دائمی شعار مذہب نہ ٹھہرا لینا اور اس کو امر شرعی ضروری اور لازمی نہ سمجھنا جیسا کہ خاکسار کا عمل ہے ان حضرات کی ہدایت اور تحریر کے برخلاف ہونا کوئی ثابت کرے اسپر جو چاہے انعام لے۔

ہاں یہ بات میں بلا مخافۃ لومۃ لائم یعنے معترض یا مخالف کی ملامت کا خوف اٹھا کر کہہ دینا اپنے مذہب کا لازمہ سمجھتا ہوں کہ میں مطلق تقلید کو ناجائز یا حرام کہنے والے اور کتب فقہ کی جملہ مسائل کی توہین کرنے والے اور جملہ مذاہب خصوصاً حنفی مذہب کی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو برا جاننے والے اور ائمہ مذاہب خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ کو بے علمی و غیر سنی و غیر مجتہد ہونے کا طعن کرنے والے کو سخت جاہل و بیدین خیال کرتا ہوں اور اس کی جہالت کا انجام ارتداد از اسلام خیال کرتا ہوں جس کا میں کئی اشخاص سے مشاہدہ کر چکا ہوں اور اس کا ذکر اس سے بیس سال پیشتر جلد ۱۱ گیارہ میں کر چکا ہوں اس جلد کا صفحہ ۵۳ ملاحظہ ہو اعوذ باللہ من الحور بعد الکور میرے اس خیال میں ہی ہمارے شیخ شیخ الکل حضرت میاں صاحب میرے مقتدی ہیں جن کا یہ قول بعض رسائل میں چھپا ہوا موجود ہے کہ جو شخص پیروان مذہب خاص کو مطلق مردود سمجھے وہ خود مردود ہے [illegible] کا یہ قول کہ جو شخص ائمہ مذاہب کو برا کہتا ہے وہی چھوٹا رافضی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

نوٹ صفحہ ۱۱ میں ثناء اللہ کا یہ قول کہ آپ نے قوم کو چھوڑا اور قوم نے آپ کو چھوڑ دیا محض اراجیف باطلہ و اکاذیب عاطلہ ہے۔ اس کا ذکر و رد تفصیلی صفحہ ۳۸۹ تا صفحہ ۳۹۲ جلد ۱۸ میں ہے کہ اس مقام میں اسپر تازہ تازیانہ لگایا جاتا ہے کہ اگر بقول اس مفتری کذاب کے مجھے قوم نے چھوڑ دیا ہوتا تو ۲۱ فروری ۱۹۰۷ء کے ڈیپوٹیشن کا جو گورنمنٹ میں پیش ہوا تھا مجھے معزز اعیان قوم سرگروہ کیوں بناتے اور یہ کذاب ہی کذاب بھی میری ماتحتی و سرکردگی میں میرے ایک فرشتہ وار کے آگے جس کے چارج و اہتمام میں وہ ڈیپوٹیشن پیش ہوا تھا۔ التجا و سفارش کر کے کیوں داخل و شامل ہوا اسوقت یہ کذاب اس کو یاد نہ رہا تھا۔ یا اس نے دیدہ دانستہ شرم وحیا کا خون کیا ہے۔ سرگروہ اس ڈیپوٹیشن کا ذکر اس کی اپنی ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ اور اس جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۲ میں دیکھو

ثناء اللہ کے رسالہ اتباع سلف کی رد و تکذیب

اور

اسکے جواب نصیحتنامہ نمبر ۵ مندرجہ نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ کی تائید و تصدیق

میں

علماء اہلسنت اہلحدیث و حنفیہ کے شہادات و تحریرات

وقعی مصداق

حدیث

اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْاَرْضِ

واصلی مورد ع

کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

پہلے بھی دیکھو اور ایک تمہید سن لو

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ مذکورہ میں تیس نفر کی (جن میں صرف بعض اشخاص تو ایسے ہیں جو کتابی علم (مگر بلا فہم) رکھتے ہیں اور اکثر صرف نام کے علماء ہیں درسی کتابیں بھی پوری نہیں پڑھے اور بعض نام کے بھی علماء نہیں بلکہ باعتراف خود عامی ہیں) رائیں و تحریرات خود حاصل کیں پھر ان کو حدیث مذکور و مصرع مزبور کا مصداق بنایا اور اپنے دام افتادہ عوام کو دھوکہ دیا اور دروغ و کذب و مغالطہ کا ارتکاب کیا۔

(۱) انکی تحریرات غائبانہ شہادات ہیں وہ خود کسی سے خواستگار شہادت نہیں ہوا نہ کسی کے

پاس گیا۔ اور نہ بذریعہ مکتوب (جو نصف الملاقات کہلاتا ہے) اس شہادت کو حاصل کیا۔

(۲) جن جن اشخاص نے وہ شہادات دی ہیں وہ سب کے سب علمای کرام ہیں جن کے نام کو نام کے ساتھ لفظ جناب اور مولانا لگا کر اس نے دہوکہ دیا ہے۔

نمبر اول کا کذب ہونا تو ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہی جس حالت میں اس نی یہ شہادت خود کسی کے پاس جاکر یا خط و رسالہ بھیجکر حاصل کی ہے تو یہ شہادت غائبانہ کیونکر اور کیسے ہو سکتی ہی **نمبر دوم کے کذب** ہونے پر یہ دلیل کافی و وافی ہے کہ ان سب اشخاص سی بعض اشخاص (جیسی نمبر ۳۴ ۳۴) اپنی تحریرات میں خود معترف ہیں کہ وہ عالم نہیں عامی ہیں اور شہد اراللہ فی الارض سے بھی کوئی انکو مولوی یا عالم نہیں کہتا اور بعض (جیسے نمبر ۱۷) انکے واقف جانتے ہیں کہ علم جوتہ وسلیپر فروشی کے علاوہ کسی علم معروف صرف ونحو ومعانی وبیان وحدیث وتفسیر کے عالم نہیں جسکو شک ہو وہ دہلی سے انکا حال دریافت کرسکتا ہے وعلی ہذا القیاس اور کئی ہیں جن کو امرتسری نے علمائے کرام میں داخل کیا ہے ان تیس نفر کے مقابلہ میں یہ خاکسار ایک سو اشخاص علماء کی شہادت پیش کرتا ہے جن میں چالیس کا علماء کا ہونا تو مسلم کل ہے اور بعض کا علماء ہونا امرتسری [illegible] ہوا ہے اور طرفہ یہ کہ بعض انکے [illegible] سالہ بیس سی ہیں اور باقی چند کا علماء قرآن حدیث ہونا انکی شبانروزی شغل و درس ہی ثابت ہے ان سب کی شہادت شہادت غائبانہ ہونا اور واقعی مصرعہ مذکور کا مصداق ہونا اس دلیل سے ثابت ہے کہ ان شہادات کو خاکسار نے بذات خود حاصل نہیں کیا نہ خود انکے پاس پہنچا اور نہ بذریعہ مکتوب (نصف الملاقات) انکی شہادت کو حاصل کیا بلکہ ایک اور ہی مولوی صاحب نے ان حضرات سے حاصل کرکے خاکسار کے پاس بھیجدیا ہے اور اسی وجہ سے اس شہادت کو غائبانہ شہادت اور اس مصرعہ کا مصداق ٹھہرایا جاوے تو بجا ہے۔ انہی مولوی صاحب نے ان شہادات میں سے شہادت اول کو تمامہ وبالفاظ درج رسالہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور باقی شہادات میں چونکہ اس شہادت اول کے مضامین کا اعادہ تھا اسلیے انمیں اختصار عمل میں لاکر قدر ضرورت انتخاب کردیا جو انہی کے اختصار و انتخاب کے مطابق درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ حرف نمبر ۵ ۳ تحریر مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم

سلہ وہ مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم غزنوی ہیں جن کا دستخطی اختصار خاکسار کے موجود ہے جو چاہے ملاحظہ کرسکتا ہے۔

پوری میں اس انتخاب میں چند فقرات انکی ایک اور تحریر کا اضافہ خاکسار نے کردیا ہے جسکا بیان نمبر ۳۵ پر ہوگا۔

نمبر اول

تحریر مولوی ابوالبرکات محمد برکت اللہ صاحب گیاوی مدرس دوم مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ عظیم آباد

بعد الحمد والصلوۃ نمبر (۱) بندہ نے رسالہ اتباع سلف اور اس کا جواب دونوں کا مطالعہ کیا مجیب لبیب نے جو خدشات و تعقبات کیے ہیں وہ بہت چسپاں ہیں۔ للہ درہ (نمبر۲) حضرت رسول اللہ صلعم کے زمانہ مبارک میں جب کسی شخص کو کوئی شبہ ہوتا تو وہ حضرت صلعم سے حل کر لیتے تھے قرآن و حدیث نبوی کے فہم مطلب میں کسی قسم کا شک ان پڑتا تو حضرت صلعم سے دریافت کر لیتے تھے اور حضرت صلعم کے فرمودہ برحق جانتے تھے کیونکہ خدا ہی نے قرآن میں فرمادیا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور آیت وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی نازل فرماکر یہ بھی بتادیا کہ رسول اللہ صلعم کا فرمودہ شک و شبہ کا محل نہیں (باستثناء امور دنیوی) یہی تعامل زمانہ نبوی میں برابر رہا اور اب بھی ہے کہ حدیث مرفوع قابل حجت کو مقابل کسی اور کی سماعت نہیں کا ئنا من کان ہاں نبی صلعم نے اپنی مابعد کے لوگوں میں اختلاف آراء ہونے کو محسوس فرمایا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا یعنے میری بعد جو زندہ رہیگا وہ بڑا اختلاف دیکھیگا تو آپ کو بطور حفظ ماتقدم ایک ایسے امر بتانے کی حاجت ہوئی جو بعد زمانہ نبوی حبل المتین ہو اور اس کا اعتصام اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے ہٹنے نہ دے اور وہ امر وصل اتباع صحابہ تھا کیونکہ خداوند کریم نے مختلف مقاموں میں انکی محامد اور اوصاف بیان کیے ہیں اور یہ بھی فرمادیا ہے واتبع سبیل من اناب الی اور ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا پس آپنے خدائی تعلیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کو پیش رکھ کر اتباع و اطاعت صحابہ کو مابعد والوں پر واجب اور

۱؎ خاکسار ہیچ کار کو مراد رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

اور ضروری قرار دیا اور اُس کی فہمائش و نصیحت کی فرمایا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ یعنے جب تم اختلاف دیکھو تو میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو اور اس کو کبھی نہ چھوڑو مشکوۃ شریف میں ہے عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر (ترجمہ) حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں کب تک ٹہرونگا پس میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ اور مشکوۃ میں ہے قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (ترجمہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ نے عمر کے دل و زبان پر حق بات رکھی ہے اور مشکوۃ میں یہی ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب رضؓ یعنے حضرت صلعم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی عنقریب میری امت میں تہتر فرقے ہو جاویں کے وہ سب کے سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ نہ ہوگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہو فرمایا ما انا علیہ واصحابی [illegible] طریقہ ہوگا انتہے اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ جب خیر القرون کا زمانہ ختم ہو چکا۔ اور شر القرون کا زمانہ آیا۔ تو حسب فرمان نبوی صحابہ کا دامن تھامنا چاہیے ہاں اسمیں بھی اہل حق کو کوئی شک نہیں کہ صحابہ میں تفاوت مراتب و درجات ہے سبھی ایک درجے کے نہیں اول درجہ میں شیخین ہیں اسیواسطے حضرت صلعم نے پرزور لفظوں میں صراحتاً فرمایا فاقتدوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر یعنے میری بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرو درجہ دوم ختنین ہیں اور فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین میں یہ بھی داخل ہیں۔ درجہ سوم باقی صحابہ ہیں اور ما انا علیہ واصحابی میں شامل ہاں بوقت اختلاف صحابہ جو قول نظر انصاف و حق و تقوی و دین میں ارجح معلوم ہو وہی عمل میں ارجح رہیگا مگر ان سے باہر ہو کر اپنی نفس کو دخل دینا معیوب امر ہی۔ اور بقول حافظ ابن قیم مرحوم کے جسکو مولوی ثناء اللہ نے بیان فرمایا ہے ناجائز ہے اسیواسطے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ بعد زمانہ نبوی تابعین کو صحابہ کرام کا دامن تھامے رہنے کے لیے تاکید مزید کرتے تھے اور فرماتے من کان مستناً فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنة اولئک اصحاب محمد کانوا افضل ھذہ الامة وانعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبة نبیہ ولاقامة دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم

وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم یعنے صحابہ کے طریقے پر چلو اسی میں امن ہے یہ لوگ امت محمدیہ میں افضل تھے نیک دل بڑے علم والے بے تکلف لوگ تھے۔ افسوس اس زمانہ میں یہ اوصاف عنقا صفت ہیں) خدا تعالے نے انکو اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے انتخاب کر لیا انکے فضل کو پہچانو انکے قدم بقدم چلو جہانتک ہو سکے انکے اخلاق اور سیر کے رنگ میں رنگ جاؤ یہ لوگ ہدایت مستقیم پر تھے۔ بعد صحابہ کے تابعین اور تبع تابعین کی پیروی ہے اور جو نئی باتیں صحابہ سے پتہ نہ لگیں ان میں انکی اتباع ضروری ہے حضرت صلعم نے فرمایا ہے اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب از یں قبیل اور عبارتیں ہیں غرضکہ سلف صالحین کی اطاعت واجب اور ضروری ہے۔ شکر خدا کا کہ یہ مضمون خدا تعالے نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے نوک قلم سے بھی نکلوا دیا ہے رسالہ اتباع سلف کے دیباچہ میں لکھتے ہیں (سلف صالحین انکی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہے انکا اتباع رسول کا اتباع ہے) اور جناب حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری تقریظ فرماتے ہیں (پس درحقیقت سلف صالحین کی یہ اطاعت رسول اللہ صلعم کی اطاعت ہی اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت باستقلال ہے) ہاں یہ بات قابل یاد داشت ہے کہ اتباع سلف روایت اور درایت دونوں میں ضروری ہے یا محض روایت میں کیونکہ سلف صالحین کی درایت من القرآن والاحادیث جید اور زیادہ معتبر ہے نور الانوار میں موجود ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرھم لانھم شاھدوا احوال التنزیل واسرار الشریعۃ فلھم مزیۃ علی غیرھم اور اگر محض روایت میں ضروری ہے درایت میں نہیں تو حضرت صلعم کا تہتر فرقے بیان فرمانا اور فرقہ ناجیہ ما انا علیہ و اصحابی کو بتانا کوئی معقول بات نہیں معلوم ہوتی دراصل یہ ہے کہ درایت ہی کے اعتبار سے تہتر فرقے ہوئے اور درایت صحابہ الا فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا۔ اور درایت کی پیروی برابر خلف اہلسنت و الجماعت کرتے چلے آئے ہیں نہ یہ کہ سلف کو چھوڑ کر اپنے فہم و فراست کو دخل دیا ہو شاذ کالمعدوم۔ جیسا مولوی ثناء اللہ صاحب سمجھ رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں اور اپنے رسالہ کے متعدد مقامات میں خلف کا اختلاف سلف سے بتایا ہے حالانکہ ایسا نہیں غور کرنے پر وہاں اختلاف ہی نہیں اگر بالتفصیل بتاؤں تو ایک رسالہ بن جاوے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اہل انصاف روایت سلف کو مانتے ہیں مگر درایت کو نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ہرگز ایسا

نہیں کرتے بلکہ روایات سلف میں سے بعض کو بعض پر ترجیح بتاتے ہیں اور وجہ ترجیح بیان کرتی ہیں ع۳ مولوی ثناء اللہ صاحب اس آیت کریمہ کو نقل کرتے ہیں والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرماتے ہیں یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضاء الٰہی ہے وہ اخلاص اور وفاداری میں ہے نہ جزئیات میں بھلا بتلائیے تو کس لفظ کے معنی اخلاص اور وفاداری کے لیے گئے کون لفظ اس معنے پر دلالت کرتا ہے کیا احسان کا لفظ سبحان اللہ اور نہ کوئی وجہ دلالت بیان کی گئی بلکہ مفسرین تو کچھ اور بولتے ہیں تفسیر جلالین میں ہے والذین اتبعوہم الی یوم القیمۃ باحسان فی العمل رضی اللہ عنہم بطاعتہ ورضوا عنہ بثوابہ بیضاوی میں ہے من اتبعوہم بالایمان والطاعۃ الی یوم القیمۃ اور خدا تعالے نے فرمایا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اس آیت سے تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنا چاہیے اور نہ چلنے والے پر سخت وعید خداوندی ہے کہ ہم اس کو جہنم میں جھونکیں گے المؤمنین جو معہود بلام عہد ہے اسکے افراد کامل یہی حضرات ہیں پھر کیونکر اُنکے متعلق میں [illegible] ہاں البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ سبیل کی مراد وہی اخلاص اور وفاداری ہے اور بس اور اسی کے ترک پر جہنم میں جاویں گے جزئیات کو کچھ دخل نہیں ع۴ فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین سے اتباع صحابہ کا وجوب ظاہر ہے اور نور الانوار کی اس عبارت کو والمعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی پیش کرنا اور اس سے یہ ثابت کرنا کہ یہاں دونوں سنت سے سنت نبوی مراد ہے ایک لاطائل امر ہے اولاً نور الانوار میں خاص معرفہ یعنے معرف باللام حکم بیان کیا گیا ہے نہ عام معرفہ کا لاگے کی عبارت ملاحظہ ہو لان اللام یشیر الی معہود ہو کو دفیما سبق ومثال ہاتین القاعدتین قولہ تعالی فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا اور اس حدیث میں لفظ سنت معرف باللام نہیں ثانیاً اہل علم پر ظاہر ہے کہ معرفہ جب اپنی سابقہ حالت پر بلا تغیر وتبدل اعادہ کیا جاوے تو عین اول مراد ہوتا ہے اور یہاں ایسا نہیں یہاں تغائر اضافت ہی باوجود تغائر مضاف اتحاد مضاف کتب اصول سے ثابت نہیں اور کیونکر ہو کیا جاء غلام زید وغلام بکر کا یہی مطلب لیں گے کہ دونوں غلام ایک ہی ہے اور وہی ایک آیا شاید یہی بات دل میں کھٹکتی ہو جو نور الانوار کی عبارت

منقولہ بالا کا ترجمہ مولوی صاحب نے یوں کیا ہے معرفہ جب دوبارہ معرفہ کی شکل میں آوے تو
تو مصداق دونوں کا ایک ہوتا ہے حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے معرفہ جب دوبارہ اسی طرح جب
معرفہ رہکر آوے تو مصداق دونکا ایک ہوتا ہے مگر ہاں آپ قائل دلیل نہیں کما لا یخفی ثم الثا
نور الانوار میں اسی مقام پر یہ عبارت بھی لکھی ہے وقد تعاد المعرفة مع المغایرة کقوله
تعالی وهو الذی انزل الیك الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب پھر باوجود
تغائر اضافت اسی پر کیوں نہ محمول کیا جاویگا۔ اور جس وقت ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول خیال
کرتے ہیں یعنی من کان مستنا فلیستن بمن قد مات تو فوراً پتہ لگجاتا ہے کہ سنۃ الخلفاء
الراشدین سے مراد غیر سنت نبوی ہی ورنہ یوں صاف فرماتے من کان مستنا فلیستن بالنبی
صلعم اگر یوں کہدیا جاوے کہ عبداللہ بن مسعود صحابی نہیں سمجھی تو خیر اور حدیث اصحابی کالنجوم بایهم
اقتدیتم اهتدیتم کو مولوی ثناء اللہ صاحب تسلیم کرتے ہیں مگر صرف اخلاص میں اقتدا مراد
لیتے ہیں نہ جزئیات میں مگر یہ سراسر تحکم ہے کیا بلا جزئیات محض اخلاص سے لوگ ہدایت یاب ہو
جائیں گے آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام (اہلحدیث کا مذہب) اسمیں یہ عبارت موجود ہے۔
اہلحدیث کا مذہب ہو کہ دین کے چار اصول ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد
سوال یہ وارد ہوتا ہے کہ اب مولویصاحب اہلحدیث کا کیوں مذہب چھوڑتے ہیں اور یہ کہہ کر
کہ قرآن اور حدیث میرا مذہب ہے اور بس کون مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اس رسالہ میں
آگے یہ عبارت بھی درج ہے۔ دیکھو اصول شاشی۔ حسامی۔ نور الانوار۔ توضیح تلویح مسلم الثبوت
وغیرہ ان حوالجات کتب اصول سے جو امر مستنبط اور مفہوم ہوتا ہے وہی ہمارا مذہب ہے بیچکے
آپ نور الانوار ہی پر فیصلہ ہوجائے اور اس میں صحابہ اور تابعین کے بارے میں جو اصول قرار دیا
گیا ہے اسکو مان لیا جاوے صحابہ کے حق میں لکھا ہے تقلید الصحابی واجب یترك به
القیاس اور اسکی وجہ بھی بیان کی ہے۔ اور تابعی کے حق میں ہو واما التابعی فان ظهرت
فتواه فی زمن للصحابة کشریح کان مثلهم عند البعض وهو الاصح فیجب تقلیده
اور ان عبارات مذکورہ سے کہیں خصوصیت وفاداری اور اخلاص ہی نہیں پائی جاتی بلکہ
اسکے برعکس صراحتاً آگے لکھا ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرهم لانهم شاهدوا
احوال التنزیل واسرار الشریعة فلهم من یلتفت علی غیرهم مطرحن کہ مولوی ثناء
اللہ صاحب سے رسالہ اتباع سلف میں لغزشیں ہوی ہیں۔ لاریب فیہ ہے کہ جناب حافظ

عبداللہ غازی پوری کہنہ مشق وجہ کو امور زوائد سے بحث نہیں) اور جناب مولینا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی گرفت بیجا نہیں جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دستخط ابوالبرکات محمد برکت اللہ گیاوی

نمبر دوم

تصدیق مولوی عبدالحکیم صاحب امام واعظ اہلحدیث پٹنہ صادق پوری

الجواب حق عبد عبدالحکیم صادق پوری عفی عنہ ۱۹- ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ہجری

نمبر سوم

تصدیق وتحریر مولوی عبدالرحیم صاحب عظیم آبادی صادق پوری رئیس اعظم اہلحدیث پٹنہ

نحمدہ ونصلی للہ در المجیب تم للہ در المجیب احسن ما اجاب مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس تصدیق تحریر مولوی محمد ابوالبرکات صاحب کے علاوہ مفصل تحریر بھی تکذیب رسالہ اتباع سلف تصدیق نصیحت نامہ نمبرہ میں ارقام فرمائی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے میری رائے میں تبوع بالذات ومطاع اصل فرات خداوند تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا خالق ہے اور میں اس کا مخلوق مجھ پر اسی کی اطاعت وحکم برداری فرض ہی اور محض اسی کی لاغیر اسکے بعد رسول اکرم صلعم کی کیونکہ مہبط وحی ہیں۔ مجھ پر جو کچھ حکم آیا ہے وہ انہی کے ذریعہ سے آیا ہے ان کو بفحوائے آیت کریمہ وما ینطق الھوی معصوم سمجھتا ہوں۔ درجہ سوم اتباع صحابہ بفحوائے حدیث شریف ما انا علیہ واصحابی واجب سمجھتا ہوں۔ جیسا آپنے اسی رسالہ صفحہ چودہ کے آخر میں حافظ ابن قیم رح کا مذہب لکھا ہے ٹھیک وہی ہے اہلسنت والجماعت کا معنے بھی یہی ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں چھیالیس دلیلیں لکھی ہیں۔ اتباع صحابہ پر۔ مگر میری نزدیک اسکے اضعاف مضاعفہ موجود ہیں از انجملہ سورہ فاتحہ جس کو ام القرآن کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے ہم کو دعا کا طریقہ بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یوں دعا کیا کرو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پس پہلا جملہ تو دعا یہ ہے وہ خدا تعالےٰ سے سیدھی راہ طلب کرتا ہے۔ دوسرے جملہ کی کوئی

ضرورت نہیں۔ کیونکہ خدا کو بتانا کہ سیدھی راہ وہ ہے یہ عبث کام ہے۔ اس آیت سے مطلوب ہم کو
بتانا ہے کہ سیدھی راہ وہی ہے جس پر اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کا عمل ہو رہا ہے اور انعمت علیہم کی
تفصیل و تفسیر خداوند کریم نے خود دوسری جگہ فرمایا ہے من النبیین والصدیقین و
الشہداء والصالحین پس نبی تو درجہ دوم میں آگئی اور درجہ سوم میں صدیق والشہداء و
صالحین ہیں۔ اور اسکے فرد کامل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ پس کریمہ ہم کو بتا
رہی ہے انکی اتباع کو فرض و لازم سمجھو۔ پس جبکہ حدیث صحیح و صریح موجود ہو ہم کو اتباع رسول کرنا
چاہیے لاغیر۔ اور جس جگہ کہ حدیث صریح نہ ہو اور وہ چند پہلو لئے ہوئے ہو اور وہاں درایت
کی ضرورت ہے تو وہاں ہم کو درایت صحابہ ماننا پڑیگا اسی طرح پر جیسا کہ حافظ ابن قیم نے لکھا
ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین اس میں بھی المومنین کے الف
ولام کیطرف خیال کیجیے تو آپ کو ر مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں معلوم ہو جائیگا۔
کہ اس سے بھی یہی صحابہ کرام ہی مراد ہیں

انا العبد الراجی الی رحمۃ الکریم عبدالرحیم الزبیری الہاشمی ۸ شوال ۱۳۲۵ھ

نمبر ۴

تحریر مولوی عبدالباسط صاحب مدرس اول مدرسہ اصلاحۃ المسلمین پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امور دین میں اتباع سلف صالحین جن کا صلاح و تقویٰ منصوص علیہ ہے ایسا امر ضروری
و مہتم بالشان ہی کہ حضرت فخر الانبیا سید المرسلین صلعم بھی باوجود فخر رسالت کے اپنے سلف صالحین
انبیاء پیشین کے اتباع کے لیے مخاطب و مامور تھے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللہُ فَبِھُدٰھُمُ
اقْتَدِہْ جیسا کہ جناب رسول کریم صلعم نے اپنے سلف صالحین کے تبع تھے باتباع آپکے ہم لوگوں
کو بھی اپنے سلف صالحین خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع و اقتدا ضروری ہے
من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ ترک تقلید شخصی و عمل بالحدیث کا نام
آزادی محض و اطلاق عنان نہیں ہے شعر

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن   کہ جا ہا سپر باید انداختن

احقر انام محمد عبد الباسط عفی عنہ محلہ باکی پور عرف کفایت حسین مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

ضمیمۂ پنجم

تحریر مولوی عبد الجلیل صاحب مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین بمقام پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد انی رایت کتابک المستطاب الذی صنفتہ فی تردید رسالہ اتباع السلف لا ریب فیہ ولا ارتیاب فوجدتہ فی ابلاغ الحق کاملا من المکملات شکر اللہ سعیک وجعلہ وسیلۃ النجاۃ یوم الحساب وان کنت لا بد سائلا عن حسنہ وقبحہ من صمیم قلبی فان کان کتابکم فی قول لین کان اشغف واحسن فی اتباع سنۃ خیر الناس العلماء ورثۃ الانبیاء وما بعث النبی الا قلیما لا حسن الاخلاق

عبد الجلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

ضمیمۂ ششم

تحریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب افضل پوری از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

میری رای میں متبوع بالذات و مطاع اصل ذات باری تعالیٰ ہے جیسے اُس نے خود اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ دوسری درجہ میں رسول اللہ صلعم ہیں۔ کیونکہ وہ مہبط وحی ہیں انہیں پر حکم خداوندی اترا ہے مجہ کو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لیے بجز اتباع و اطاعت رسول چارہ نہیں۔ تیسرے درجہ اتباع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے کیونکہ آیات قرآنی انکی زبان میں اتری اُنکے سامنے اتری وہ اسکے لغات اسکے محاورات اسکے ماسبق اسکے مالحق سے خوب واقف تھے اُن آیات پر جو عمل رسول اللہ صلعم نے کیا اسکو انہوں نے مشاہدہ کیا جو دوسرے کو ہرگز میسر نہیں کیونکہ الشاہد یری ما لا یراہ الغائب سورہ فاتحہ میں انعمت علیہم سے مراد اور اسکے فرد کامل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اس آیت میں انکے راہ پر چلنے کی ہم کو ہدایت کی گئی ہے اور جسوقت آپسمیں علماؤں کے اختلاف ہو اسوقت ہم کو حکم ملا ہے کہ ما انا علیہ و اصحابی کی راہ اختیار کریں جس نے اُس کو اختیار کیا وہ نجات پاگیا۔ اور جو اس سے ہٹا وہ ہلاک ہوا۔ اور قرآن شریف میں آیا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم۔ المومنین میں الف لام عہد کا ہے جو صحابہ کرام کیطرف پھرتا ہے جو کوئی اسکے خلاف چلے گا وصل جہنم ہوگا۔ کس قدر سخت وعید ہی اللھم اعذنا منہا۔ اتباع کے معنے پیچھے چلنے کے ہیں جو افعال جوارح میں سے ہی مراد انکی راہ و روش ہے۔ نہ صرف اخلاص و وفاداری چنانچہ مولینا صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے اپنی تفسیر فتح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین ای غیر طریقتھم وھو ماھم علیہ من دین الاسلام والتمسک باحکامہ فی الاعتقاد والعمل والقول اور اسی کے موافق تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ای غیر ماھم علیہ من اعتقاد او عمل پس ہم کو نہایت حسرت ہی کہ اتباع کے معنے آپنے (مولوی ثناء اللہ کو کہتے ہیں) اخلاص و وفاداری لکھا ہے اور جزئیات میں نہیں۔ للہ آپ مجھ کو بتائیں کہ جزئیات میں نہیں آپنے کس آیت اور کس لفظ سے سمجھا اسکی نفی آپکو کہاں سے ملی براہ عنایت و کرم حوالہ قلم فرما دیں۔ اور آپ نے صفحہ پر تحت آیۃ کریمہ والسابقون الاولون یہ لکھا ہے کہ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا۔ شعر

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی کین راہ کہ تو میروی بترکستانست

اے جناب یہ راستہ تو نیچر ہو نکا ہے جن کا موجد سید احمد خان گذرا ہے آپ اُنکے قدم بقدم چلنا چاہتے ہیں آپنے عربستان کا راستہ چھوڑ کر فرنگستان کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اللہ اس سے بچاوے اور آپنے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے (مکرز اد المعاد میں عمر کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں) اس تحریر پر آپکے بہت ہنسی آتی ہے کہ آپنے اس کا مطلب نہیں سمجھا ہے جناب وہ تو حدیث صریح صحیح کے مقابلہ میں حضرت عمر فاروق کا قول نہیں مانتے اور باقی ہر جگہ انکے اتباع کو واجب و لازم جانتے ہیں۔ جیسا خود انہوں نے چھیالیس دلیلوں سے ثابت کیا ہے وہاں وفاداری و اخلاص کا ذکر کہاں اور جزئیات کی نفی کہاں یہ تو آپکے دل کی بناوٹ ہے آپ خواہ مخواہ ہی انکے اقوال توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق کیا چاہتے ہیں اور آپ نے صفحہ ۴۷ پر

پر لکھا ہے۔ لیکن اس کا علم ہم کو نہ ہوا تو اس سے عدم لازم نہیں آسکتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللھم انی اعوذ بک من مکائد النفس والشیطان

اے جناب ایسے احتمالات تو ہزاروں ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ضال مضل کہہ سکتا ہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے کہا ہو۔ اور شاید صحابہ کرام نے کہا ہو۔ مگر ہم تک وہ حدیث نہیں پہنچی تو پھر دروازہ بدعت کا کھل گیا اور جو جی میں آئے سو کرے شتر بے مہار جدہر چاہے چلا جائے کوئی روٹوک نہیں۔ اے جناب اعمال جو محض دین ہے اس میں ہم کو اسی قدر عمل کرنا چاہیے جس قدر ثابت ہی مثلاً فجر کی سنت دو رکعت ثابت ہی اب کوئی چار رکعت پڑھے اور کہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے پڑھی ہوا اور ہم تک وہ حدیث نہیں پہونچی یا صحابہ کرام نے پڑھی ہو اور ہم تک وہ اثر نہیں پہنچا ہو یہ کہنا ہرگز شرعاً جائز نہیں جس قدر ثابت ہی وہ کرو اور جو ثابت نہیں مت کرو اور اگر کوئی کرے تو اس کا نام بدعت ہی

وانا العبد المذنب الاواہ محمد عبد افضل پوری از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر ہفتم

تحریر مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹی استاذ مولوی ابراہیم ثانی اثنین مولوی ثناء اللہ

رسالہ اشاعۃ السنۃ مؤلفہ مولینا ابو سعید محمد حسین صاحب کو جو جواب اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہے میننے اوقات مختلفہ میں پڑہا تحقیق پر مبنی پایا مدلل بدلائل صحیح بر مذہب سلف صالحین و فقہا و محدثین رحمہم اللہ کو دیکھا اللہ عزوجل مصنف کو جزائی خیر مرحمت فرمائے اور اسکے پڑھنے والوں کو اس سے منتفع فرمائے

حررہ ابو عبد اللہ غلام حسن سیالکوٹی۔

نمبر ہشتم

تحریر مولوی محمد حسین صاحب ہزاروی مدرس مدرسہ تقویۃ الایمان امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اقول وباللہ التوفیق لا شك فی ان ما حررہ مؤلف اشاعۃ السنۃ من ان روایۃ الصحابۃ ودرایتہم مقبولۃ فھو حقیق وعلیہ اجماع الامۃ وھو عقیدۃ اھل السنۃ کیف وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم باصحابی الحدیث بلا فرق بین الروایت والدرایۃ وقال فقہ الامۃ عبد اللہ بن مسعود من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تومن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانو اعمقھا علما وابرھا قلوبھا واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ فاعرفوالھم فضلھم واتبعوا اثرھم اولئک علی الھدی المستقیم وان ما کتب مصنف رسالۃ اتباع السلف من قبول روایۃ الصحابۃ دون درایتہم فھو قول مبتدع محدث فی الاسلام ومثل ھذا القول من ھذا القائل لیست ھو اول قارورۃ کسرت فی الاسلام فیا معشر المسلمین علیکم بالاجتناب عن مثل ھذا القول المحدث المخترع الذی لا اصل لہ من الاحادیث النبویۃ وعلیکم بالتمسك بروایۃ الصحابۃ ودرایتہم رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

انا المفتقر الی اللہ الغنی محمد حسین الھزاروی مدرس مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر

نمبر نہم

تحریر مولوی عبد العزیز صاحب قلعہ میہان سنگھ جنہوں نے اتباع سلف ثناء اللہ پر تقریظ لکھی تو مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے بذریعہ خط انکو غلطی پر متنبہ کیا اسکے جواب میں انہوں نے بنام مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی خط منقول ذیل لکھا اس میں اپنی تقریظ سے گویا رجوع کیا

الحمد للہ کہ آپ نے مجھے کمال رافت و محبت سے میری غلطی پر آگاہ کیا۔ بیشک بموجب فرمان نبوی الدین النصیحۃ۔ دین اسی کا نام ہے سب مجھے مصنف رسالہ (اتباع سلف) کی علت غائی کا کوئی علم نہ تھا میرا عقیدہ ہے کہ جہاں حدیث مرفوع ملجاوے وہاں اثر موقوف بھی جو اسکے مقابل ہو حجت نہیں۔ چہ جائیکہ دیگر ائمہ دین کے اقوال یا افعال حجت ہوں اور یہ میرا عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ بمقابلہ سلف صالحین کے اقوال یا افعال حجت سمجھوں۔ بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ درصورت نہ ملنے حجت کے قرآن و حدیث سے سلف صالحین کا اتباع کیا جاوے اور خلف کے حجج کیطرف خیال نہ کیا جاوے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بسبب ان غلطیوں کے جو انہوں نے تفسیر میں کی ہیں غلطی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس تفسیر کو صحیح جانتا ہوں جو سلف صالحین سے معرض تحریر میں آئی۔ نہ وہ تفسیر جو اس زمانہ میں بعض مفسرین اپنی رائے باطلہ سے لکھتے ہیں۔ انتہے (عبد العزیز بزاز قلعہ میہاں سنگھ)

نمبر دہم

تحریر مولوی عبد الحق صاحب غزنوی مباہل مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ کہ مولوی صاحب نے (خاکسار کو مراد رکھتے ہیں) وجوب اتباع سلف وخیر القرون کی لکھا ہے وہ بالکل حق اور صواب ہے جس نے سلف کی تابعداری کو چھوڑ دیا وہ اس حدیث کا مصداق ہے من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

(حررہ عبد الحق الغزنوی)

نمبر یازدہم

تحریر مولوی عبد المجید صاحب ہزاروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اتباع سلف میں مولوی ثناء اللہ نے اکثر جگہ سلف صالحین کے برخلاف لکھا ہے مگر مولوی محمد حسین صاحب و مولوی عبد الحق صاحب نے اس کا رد ماشاء اللہ خوب انصاف سے لکھا ہے جزاہما اللہ خیرا۔

میں کہتا ہون ایسا شخص کب متبع سلف اور اس کی تصنیف موافق سلف کے ہوسکتی ہے جو
بڑی فخر وگستاخی سے کہتا ہے کہ قرآن کی تفسیر صحابہ سے اگر ہماری تفسیر کے برخلاف ہو توہمار
پر حجت نہین نحن رجال وھم رجال اور لکھتا ہے صحابہ کی درایت معتبر نہیں۔ یعنے ابوبکر
صدیق۔ عمر فاروق وغیرہ صحابہ کرام کا فہم ودرایت ثناء اللہ کی درایت پر کچھ فوقیت نہیں رکھتی
سبحان اللہ کیا عجب دعوی اتباع سلف ہے۔ اب ناظرین خود انصاف کریں کہ یہ شخص تبع سلف
ہے یا تبع ہوا۔ میں للہ مسلمانوں کی خیرخواہی کے واسطے آگاہ کرتا ہوں کہ اس نام کے
اہلحدیث یعنے جو فروش گندم نما کے دہوکہ میں آکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں۔ وما علینا
الا البلاغ عبد المجید ہزاروی

نمبر دوازدہم

خط مولوی شمس الحق صاحب مرحوم عظیم آبادی جو بنام مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم لکھا

میرا خیال ہمیشہ سے متعلق امامت کے یہ ہے کہ اقتدا خلف اہل البدع واہل الالحاد جائز
نہین ہے۔ اور متعلق اہل سلف کے یہ خیال ہے کہ جہاں پر آثار سلف متعارض نصوص کے ہوں
وہاں پر آثار حجت نہین اور جس مسئلہ کا احادیث مرفوعہ میں کچھ نشان نہیں ملتا ہے مگر آثار صحابہ
میں اس کا نشان ہے وہاں پر وہی اثر قابل احتجاج ہے اور تفسیر صحابہ مقدم ہے تفسیر اہل لغت سے
کما صرح بذلک الشیخ ابن القیم فی الصواعق المرسلۃ پس اس بارہ میں میرا وہی مسلک
ہے جو شیخ الاسلام و ابن القیم کا مسلک ہے ہم کو مسئلہ اتباع سلف میں آپکے ساتھ اور جناب مولوی
محمد حسین صاحب کے ساتھ پورا اتفاق ہے اور یہی مسلک شیخنا العلامہ الدہلوی رح کا تھا۔
راجز محمد شمس الحق عفی عنہ از ڈیانواں ضلع پٹنہ ڈاکخانہ کراے پرسرے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ہجری

نمبر سیزدہم

تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مرحوم

خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ اتباع سلف بہی دیکھا اور اس کا رد اشاعۃ
السنۃ مولوی محمد حسین صاحب کا بہی دیکہا معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کی

بنا اس مسئلہ میں اصول اہل ہوا و بدعت ہے اور اشاعۃ السنۃ کی بنا اس مسئلہ میں اوپر اصول اہل سنت و جماعت کے ہے۔ آج کل کے اہل ہوا نیچریہ مرزائیہ۔ چکڑالویہ اسی اصل سے صراط مستقیم جو رستہ انعمت علیہم صحابہ کرام کا ہے چھوڑ کر صحابہ کرام کی درایت و فقاہت معتبر نہیں جانتے ہیں۔ اور اپنے اہوا باطلہ و آرا ردیہ کو انکی درایت پر مقدم کرتے ہیں۔ میرے فہم میں فرقہ ثنویہ (یعنے ثنائیہ) فرقہ چکڑالویہ کے چھوٹے بھائی ہیں ھداھم اللہ الی السنۃ السنیۃ ونجاھم عن ھذہ البدع المضلۃ الردیۃ بحکم آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا و حدیث صحیح علیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم جبتک نص صریح نہ ہو اتباع خیر القرون واجب ہے اور انکی مخالفت اگرچہ تفسیر آیت و شرح حدیث میں ہو بدعت و ضلالت ہے اسی واسطے سلف صالحین نے فرقہ ناجیہ کا نام اہل سنت و جماعت رکھا ہے یعنے حدیث و صحابہ کے تابعدار یہ نام حدیث ما انا علیہ و اصحابی سے لیا گیا ہے جو لوگ صحابہ کے اتباع واجب نہیں جانتے وہ آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین و حدیث ما انا علیہ و اصحابی و حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے نمبر اول کے فقروں ومن یشاقق الرسول۔ ما انا علیہ و علیکم بسنتی کے اقراری ہیں اور نمبر ۲ کے فقروں (ویتبع غیر سبیل المومنین) و اصحابی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے انکاری ہیں خواہ مخواہ اعاذہم اللہ اپنے آپ کو آیہ کریمہ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق بناتے ہیں واللہ اعلم (عبد الجبار غزنوی عفی عنہ)

نمبر چہاردہم

تحریر مولوی عبد الغفور صاحب غزنوی

اس عاجز نے ثناء اللہ امرتسری کا رسالہ اتباع السلف دیکھا فی الواقع یہ رسالہ اہل بدع کی اصول پر مبنی ہے۔ تمام اہل بدع و الحاد کے قدیما و حدیثا یہی اصول ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنے رائے سے صحابہ کرام کے خلاف کرتے ہیں اور حقیقت میں یہی فرق ہے درمیان سبیل اہل

بدعت وسبیل اہل سنت و جماعت کے۔ خاص اہلسنت و جماعت کا راستہ سبیل اللہ ہے۔ باقی سب اہل بدعت کے رستوں پر ایک شیطان ہے چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے ھذہ سبل علی کل سبیل منھا شیطان یدعوا الیہ الحدیث مجاہد رحمہ نے فرمایا ہے کہ سبل سے اہل بدع کے راستے مراد ہیں (عبدالغفور غزنوی عفا اللہ عنہ)

نمبر پانزدہم

تحریر مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ امرتسر

ایھا الاخ ما ذکرہ مؤلف اشاعۃ السنۃ من اتباع السلف فی الروایۃ والدرایۃ فھو صحیح بل واجب علی کل مسلم فی کل حال او ما ذکرہ صاحب الرسالۃ المسماۃ باتباع السلف من الاتباع فی الروایۃ دون الدرایۃ فھو غلط صریح وراس کل خطیئۃ واول منزل من منازل الالحاد

راقم الزمن محمد حسن المدرس الاول بمدرسۃ النعمانیۃ الواقعۃ فی الامرتسر

نمبر شانزدہم

تحریر مولوی ہدایت اللہ صاحب امام مسجد اہل حدیث راولپنڈی

مولیناو بالفضل اولنا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی افضل علماء دیار خود کا رسالہ موسومہ بنصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثناء اللہ متعلق اتباع سلف اس عاجز نے اول سے آخر تک ایک بار دیکھا ایسا پسند آیا کہ گویا مولنا صاحب موصوف نے اس عاجز کے دل کی تقریر لکھی ہیں جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء ما انصہ پر عاجز کا منصب نہیں ہے کہ اہل علم و فضل کی خدمت میں عنقطہ کچھ عرض کرے انکے سوا دوسرے برادران دینی کی خدمت میں آسان آسان لفظوں میں چند باتیں عرض کرتا ہے۔ امید ہے کہ توجہ سے سنیں گے۔ ہر مومن کو یہ عقیدہ رکھنا اہم فرض ہے کہ جیسا محمد رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالی کی باتوں کو سمجھا ہے دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھ سکتا اور جیسا آپکے وقت کے مسلمانوں نے آپ کو دیکھکر اور آپ سے سنکر اور عمر بھر آپکی صحبت میں رہکر سمجھا ہے دوسرا شخص اس ملک کا جس کی بولی بھی وہی ہو جو آپ کی بولی ہے مگر آپ کے

پیچھے پیدا ہوا وہ ہرگز ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ اور جس کی بولی عربی نہ ہو وہ انکے برابر کیونکر سمجھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ آموختہ زبان مادری زبان کے برابر کبھی نہیں ہو سکتی۔ اب تیرہ سو برس کے بعد ہندی آدمی خاص کر جسکے قوی مدرکہ کئی طرف مشغول ہوں سب کو جواب دے کر شتر بے مہار بنجائے اگر اُسکے دل میں کوئی روگ نہیں تو اور کیا ہے۔ (خاکسار ہدایت اللہ امام مسجد راولپنڈی)

مولوی ہدایت اللہ صاحب نے عبدالحق سیالکوٹی کے رسالہ کی تقریظ میں عبارت اتباع سلف نقل کر کے لکھا ہے۔ اگر یہ رسالہ اس قسم کا ہے تو مصنف کے نفاق کی دلیل ہے کوئی ذی علم اسکو قبول نہ کریگا۔ کالائی بد بریش خاوند باید داشت بمیر بغداہم (الکتبہ المعتصم بحبل اللہ ہدایت اللہ)

تحریر مولوی عبد الاحد صاحب خانپوری

اما بعد پس جو کچھ مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے اس رسالہ نصیحت نامہ میں ثنار اللہ بدعتی اہل ہوا کے رد میں لکھا عین حق و صواب ہے۔ اور یہی مذہب ہے تمام ائمہ اور علماء سنت کا کہ اجماع و اتفاق صحابہ کا حجت معصومہ ہے۔ اور جب صحابہ کسی آیت کے معنے میں یا کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو بعض صحابہ کا قول [illegible] اور تمام اقوال صحابہ سے کسی مسئلہ میں عمداً نکلنا حرام قطعی ہے ورنہ لازم آئے گا خلو تمام عصر صحابہ کا حق سے اور اس کا کوئی قائل نہیں بجز منافقین اہل ہوا کے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اعلم و افقہ و اورع و احرص الناس ہیں ہدایت اور حق پر اور احفظ الناس ہیں واسطے دین منزل کے باتفاق ائمہ سنت کے کوئی اس ہیں مخالف نہیں اور باوجود اسکے وہ رضوان اللہ علیہم اہل لسان افصح و ابلغ ہیں جو وہ لغت قرآن و حدیث کو سمجھتے ہیں غیر انکے نہیں سمجھ سکتے۔ اور باوجود اسکے وہ بلا واسطہ مشافہۃ رسول اللہ صلعم سے سنتے اور پوچھتے اور بیر و لنکے وحی اُترتی اور قرآن نازل ہوتا۔ اور وہ بلا واسطہ شاگرد ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے پس انہوں نے کوئی دقیقہ حق و ہدایت کا ثنار اللہ کے واسطے باقی نہیں چھوڑا کہ وہ اُس سے محروم رہے ہوں۔ اور ثنار اللہ پنجابی کشمیری الاصل فائز اور کامیاب ہوا اُس حق کے ساتھ اسمیں امید ہی کہ کفار بھی شک نکریں گے۔ پس مسلمان کس طرح شک کرینگے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے تمام قرآن مجید لفظاً و معناً بلا واسطہ رسول اللہ صلعم سے پڑھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی کے جلد اول ص ۳۱۹ سطر ۱۳ میں فرمایا بحث قرآت میں سو آپ نے ثنار اللہ کے واسطے نصیحت نامہ لکھا لیکن اُس کا ہدایت کی طرف آنا مشکل کیونکہ بحکم آیت

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم اور بحکم ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی اسکے دل کو اللہ عزوجل نے حق سے پھیر دیا ہے بسبب زیغ و شقاق کے اور اپنی طرف سے دھکیل دیا ہے اسواسطے کہ وہ متبع غیر سبیل المومنین ہے۔ اور علمائے اہلسنت وحدیث سالہا سال سے اس کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن وہ باوجود قصور علم و فہم کے بسبب استکبار کے نہیں سمجھتا۔ بلکہ علماء وعظاء اہل سنت کی ہتک کرتا ہے۔ بلکہ وہ مقلدین جامدین اہل بدعت سے بدتر ہے کیونکہ انکی گمراہی غلو فی التعظیم کے سبب سے ہی بمنزلہ خام کے جو صلاحیت پختہ ہونے کی رکھتا ہے کیونکہ وہ تفریط و تقصیر میں ہیں۔ اور ثناء اللہ کی گمراہی بسبب اعتقادی والحاد و افراط و بیباکی کے ہی بمنزلہ محترق و جلی ہوئی چیز کے کہ اصلا صلاحیت درستی و اصلاح کی نہیں رکھتا۔ اور اپنے بزرگوں و شیوخ و اساتذہ کی سوء ادبی کرتا ہے اور اللہ عزوجل و رسول اللہ صلعم کی کلام کی تحریف کرنے میں ایک ذرہ اسکے دل میں خوف نہیں آتا۔ ایسوں کو آپکی نصیحت کیا اثر کریگی۔ البتہ اوروں کے واسطے آپکی نصیحت نہایت مفید ہے اور یہ آپکا بڑا عمل صالح ہے جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

([illegible] مقیم راولپنڈی)

نمبر ہشتم و ہم

تحریر مولوی قاضی محمد صاحب خانپوری برادر مولوی عبد الاحد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ۔ اما بعد پس مذہب ائمہ اربعہ وغیرہم جمیع علماء سنت کا یہی ہے کہ قول صحابہ کا حجت شرعیہ ہے اور جب صحابہ مختلف ہوں تو اس اختلاف کو اللہ و رسول اللہ صلعم کیطرف رد کیا جاوے جو موافق ہو و حیین کے اسپر عمل کیا جاوے اور اپنی طرف سے قول مبتدع نکالنا حرام ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر ایں فرمایا۔

فصل

واما قول الصحابۃ فان انتشرت ولم تنکر فی زمانھم فھی حجۃ عند جماھیر العلماء وان تنازعوا ردوا ما تنازعوا فیہ الی اللہ والرسول ولم یکن قول بعضھم حجۃ مع مخالفۃ بعضھم لہ باتفاق العلماء وان قال بعضھم قولا ولم یقل بعضھم بخلافہ

ولم ینتشر فهذا فیه نزاع وجمهور العلماء یحتجون به کابی حنیفة ومالك واحمد فی المشهور عنه والشافعی فی احد قولیه وفی کتبه الجدیدة الاحتجاج بمثل ذلك فی غیر موضع ولکن من الناس من یقول هذا هو القول القدیم (العبد محمد خان پوری عفی عنہ)

نمبر نوزدہم

تحریر مولوی محمد صاحب کیچمکرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیشک جو اس رسالہ نصیحت نامہ میں لکھا ہے حق ہے اور اتباع خیر قرون وسلف امت کی ضروری ہے دین میں اور ابتداع فی الدین حرام ہے اور قول صحابی کا حجت ہے اہلسنت وجماعت کے نزدیک برخلاف اہل ہوا کے اور فرق درمیان اہلسنت واہل بدعت کے یہی ہے خصوصاً ہم حنفیوں کے نزدیک تو قول صحابی کا حجت ہے واجب ہے تقلید اس کی چنانچہ شامی جلد اول صفحہ ۴۳ سطر ۵ مطبوعہ مصر مطبع میمنیہ میں لکھا ہے والحاصل ان قول الصحابی حجة یجب تقلیده عندنا اذا لم ینفه شیء آخر من السنة انتهی اور صفحہ ۳۰ جلد اول سطر ۱۹ میں لکھا کل خیر فی اتباع من سلف پس مولوی عبداللہ صاحب خطا اور غلطی پر ہے اس سے اس کو توبہ ورجوع کرنا چاہیے اور اس رجوع میں اسکو دین اور دنیا کی عزت ہے چنانچہ ہمیشہ ائمہ دین اپنی غلطی سے رجوع کرتے رہے ہیں اور یہی علامت اہل حق ہے برخلاف اہل ہوا کے چنانچہ شیخ الاسلام نے اپنے فتاوی کی جلد دوم کے صفحہ ۳۰۳ میں فرمایا فقال ابوحنیفة هذا لو رأی صاحبی ما رأیت لرجع کما رجعت فنقله ابو یوسف الی مالك فسأله عن مسئلة الصاع وصدقة الخضروات ومسئلة الاجناس فاخبره مالك بما یدل علی السنة فی ذلك فقال رجعت الی قولك یا ابا عبداللہ اور جلد دوم صفحہ ۳۷ میں فرمایا واجماعهم حجة قاطعة وتنازعهم رحمة واسعة انتهی

(العبد محمد کیچمکرانی ساکن راولپنڈی)

نمبر بستم

تصدیق مولوی غلام حسن صاحب مؤلف قوانین الصرف وخصائل الابواب وغیرہ ساکن تکیہ

وکذا اللہ اعلم (غلام حسن ساکن تکیہ)

نمبر لسبت و یکم

تصدیق پیر فقیر شاہ راولپنڈی

ما فی الرسالۃ صحیح موافق لاھل السنۃ والجماعۃ

(العبد پیر فقیر شاہ ساکن شہر راولپنڈی)

نمبر لسبت و دوم

تحریر مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی مدرس علاقہ مدراس

جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ کشمیری کے رسالہ غلط و بر عکس نام اتباع سلف کے رد جواب میں جو مضمون ارقام فرمایا ہے بہت صحیح اور بجا اور یہی جادہ فرقہ ناجیہ اہل ہدی وما بہ الامتیاز بینھم وبین اہل باطل و شقی ہے اسی طرح وجوب مطلق تقلید بالعموم اور عدم جواز تقلید مجتہد معین باعتقاد وجوب اور بالمقابلہ نص کے بارے میں بھی آپکا مضمون مدلل و صحیح ہے اور ثناء اللہ باوجود کم علمی و بدفہمی کے انکے مقابلہ میں صرف مغالطہ و عام فریبی و ضد و عناد و فساد و کجروی سے کام لیتا اور فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ کی چال چلتا ہے اور عوام بے سمجھ اہلحدیث کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اہلسنت والجماعت کے اعتقاد و عمل و نہج و طرز استدلال کے مخالف اور انکے مخالفین زائغین ضالین غالیں کے موافق ہے اور اسکے رسالہ کے مصدقین یا تو اسکے دھوکہ و فریب میں آ گئے ہیں یا مسئلہ اجماع و تقلید کو غلط سمجھ کر اس کی تحقیق کی توفیق نہیں پاتے اور اسمیں غور و تدبر و خوص کرنے سے اعراض و اغماض کرتے ہیں۔

(حررہ الراجی رحمۃ اللہ فقیر اللہ از مقام پیارم پیٹ علاقہ مدراس)

نمبر لسبت و سوم

تحریر مولوی محمد بشیر صاحب بنگلوری

اما بعد مسئلہ اجماع سلف کا حجت شرعی ہونا جیسا کہ جناب مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب فاضل لاہوری نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ نمبر ۱۱ و ۱۲ میں زیب رقم فرمایا ہی واقعی بلا شک صحیح و بلا ریب قوی ہے مجھ کو آپکے ساتھ اس مضمون میں توافق اور انکے مخالف کے

ساتھ اسکے خلاف میں جو گمراہی کھلی ہے تخالف کلی ہے۔

(حررہ ابوالحسن محمد بشیر بنگلوری مدراسی)

نمبر بست وچہارم

تحریر مولوی فضل اللہ صاحب ساکن وانم باڑی علاقہ مدراس

جناب مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب دام مجدہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا جواب جو آپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں دیاہے مجھے اُسکے ساتھ اتحاد و اتفاق کلی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسکے ہم خیال وہم اعتقاد لوگ سلف صالحین کے اتباع سے دست بردار ہونے کی وجہ سے اہل زیغ و باطل میں داخل اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہوگئے ہیں ھداھم اللہ تعالی الی طریق السداد والصواب وجعلھم متبعین السلف الصالح واخرجھم من الظلمت والغیاہب ونور قلوبھم بنور الاتباع ورزقھم حسن الماب (حررہ الراجی رحمۃ اللہ محمد فضل اللہ وانمباڑی علاقہ مدراس)

نمبر بست وپنجم

تحریر مولوی محمد اسمعیل صاحب کوئمتوڑی علاقہ (مدراس)

اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲۲ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا جو جواب دیا گیا اور اتباع سلف کو ثابت کیا گیا ہے یہی طریقہ ائمہ دین فقہاء و محدثین و سلف صالحین کا تھا۔ اُس کا خلاف سراسر گمراہی و ضلالت ہے۔ والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ (حررہ العبد الذلیل محمد اسمعیل کوئمتوڑی علاقہ مدراس)

نمبر بست وششم

تحریر مولوی رسولخان صاحب بنگلوری

حضرت مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا رد اور اس کا قلع وقمع جو کیا ہے بہت ہی عمدہ وصحیح ہے۔ بیشک یہی شاہراہ محمدی ہے یہی اہلسنت والجماعت کے مذہب کا خلاصہ اور مابہ الفرق اصحاب ضلالۃ وغوایہ سے ہے

اسکے برخلاف اعتقاد رکھنا نیچریہ و فرق ضالہ کی چال چلنی کا نتیجہ لازمہ ہے افسوس صد افسوس ان حضرات علماء پر ہے جو اہلحدیث کے علماء کہلا کر ایک خود پسند کے مقلد بن گئے ہیں۔ افسوس کہ آجکل ائمہ دین کی تقلید سے تو وحشت و نفرت ہو رہی ہے اور مگر اہونکی تقلید اختیار کی ہے۔

نمبر بست و ہفتم

(حررہ رسولخاں بن علی بنگلوری)

تحریر مولوی نجم الدین صاحب العلوی العباسی الدریالوی

رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱-۱۲ جلد ۲۲ نصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثناء اللہ متعلق اتباع سلف کو مینے اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا اسکو اپنے موضوع میں نہایت موزون پایا۔ فی الواقعہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسالہ اتباع سلف میں نہایت ابلہ فریبی سے کام لیا ہے۔ عبارات کتب کی ازحد قطع و برید کی ہے جب خداوند تعالی کا خوف انسان کے دل سے چلا جاتا ہے اور خود غرضی آجاتی ہے تو ایسا ہی کیا کرتا ہے احقاق حق اس کا مقصود نہیں رہتا ولیست بلول قادودۃ کسرت فی الاسلام اس طریقہ کے بہت لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ ہمارے اور سلف کے اجتہاد میں فرق ہی کہ ایک شخص نے متصل بہ غروب آفتاب ایک چیز کی شناخت اور امتیاز کر لیا اور دوسرے نے نہایت تاریکی شب کے وقت خصوصا جبکہ ہر ایک طرف سے ابر محیط افق ہوا وسے چیز کے امتیاز کا خیال کیا۔ بھلا کوئی عقلمند انکو مساوی کہیگا۔ ہرگز ایسا نہیں۔ کیا ایسے وقت وہ خاک تمیز کریگا آفتاب رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے غروب کے وقت متصل ہی درجہ بدرجہ صحابہ تابعین تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب ضرورت اجتہاد کیا۔ اور ہم لوگ تیرہ سو برس بعد غروب آفتاب رسالت اجتہاد میں شروع ہوئے۔ وہ زمانہ خیر القرون میں سے تھا اور یہ زمانہ ثم یفشو الکذب کا ہی آخر بلکہ انبز بہ میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ اجتہاد کا مقابلہ تب ہو سکتا ہے جب اوصاف مجتہدین میں مساوات ہو اب وہ مجتہد صاحب خود ہی بنظر انصاف اپنی علم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے علم سے مقابلہ کریں اور فرا و دریافت و اخلاص و دیانت و زہد و اکل حلال و اتقاء شبہات و اجتناب محرمات و بدعات وغیرہ امور کا موازنہ کریں تو کل حقیقت انکے اجتہادات کی روز روشن اور شب تاریک کی طرح انکے مقابل منکشف ہو جائیگی ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین۔ آمین   کتبہ محمد نجم الدین العلوی العباسی الدریانوی عفی عنہ

نمبر بست و ہشتم

تحریر مولوی احمد الدین صاحب الدریالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد نصیحت نامہ نمبر ۵ متعلق اتباع سلف کو میں نے اکثر مقامات سے دیکھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اہل حدیثی کا اطمینان ہو۔ خداوند تعالی انکو سلف صالحین کا اتباع نصیب کرے اور انکے اجتہادات کو بنظر وقعت دیکھیں اور انہیں کو اپنا مقتدی و پیشوا تصور کریں

(کتبہ احمد الدین الدریالوی عفی عنہ)

نمبر بست و نہم

تحریر مولوی ابو داؤد عبد اللہ صاحب مالک داؤدی شفاخانہ بہرائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہلحدیث کے نامور بزرگ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب دام لقابہ کا نصیحت نامہ نمبر ۵ جو آپ نے اتباع سلف کے متعلق بنام مولوی ثناء اللہ صاحب شائع فرمایا۔ واقعی نصیحت نامہ ورالدین النصیحۃ کا پورا نقشہ ہے۔ اللہ تعالی ایسے قومی بناصحوں کی عمر و دولت میں روزافزوں برکت بخشے جنکی عزیز زندگی ہماری روحانی عارضوں کی تشخیص و علاج اور احتیاط تمام وقف ہو چکی ہے۔ چھوٹی بڑوں سے ذرا اعراض کرتے ہی شرماتے ہیں۔ لیکن اگر مولینا الحق مُر کی مرارت کو ملحوظ رکھ کر کچھ اسمیں شیریں کلامی کا قند اضافہ کر دیتے تو اور بھی کیا اچھا ہوتا۔ کیونکہ مصلحتانہ برتاؤ شریعت نے منافقین تک معمول رکھا ہے احقر نے جب رسالہ اتباع سلف کو دیکھا مؤلف صاحب کو فورًا یہ رائے دی تھی کہ ما انتجہ فصلھا السادس و ما ضاھاھا فبانسبۃ الی الصحابۃ محل تامل یاباہ والقول ما قالت حزام ابن القیم اور یہ بھی لکھا تھا کہ صفحہ ۱۲ میں عبارت اعلام کا خلاصہ دگرگوں دیا گیا اور رسالہ میں قضیات فاروقی پر بھبتی اڑانے کا لفظ ناموزوں ہے اور کا درست ہے نیز امام احمد نے جو اجماع کا رد کیا ہے وہ محض اجماعات مجہولہ کا ہے جو مریسی وغیرہ [illegible]

مخالف آواز کو تقاریظ میں جگہ ہی نہ ملی۔

(ابو داؤد عبداللہ مالک داؤدی شفاخانہ بہ کھائی ڈاک خانہ چونیاں ضلع لاہور)

تبصرہ اہم

تحریر حکیم ابو تراب مولوی عبدالحق صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد واضح رائے اولی الالباب ہو کہ رسالہ اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو چند ماہ سے شائع ہوا ہے میری نظر سے گذرا اسکے مطالعہ معلوم ہوا کہ مصنف مذکور نے ظاہر تو یہ کیا کہ تقلید شخصی منع ہے اور سلف صالحین کا اتباع ضروری ہے۔ مگر حقیقت میں جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ دکھانے کے اور۔ انہوں نے اتباع سلف کا انکار کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین کی روایت معتبر ہے۔ نہ درایت اور کہ اقوال صحابہ حجت نہیں ہیں اور حدیث اصحابی کالنجوم کو تسلیم کرتے ہوئے صحابہ کی پیروی و اتباع صرف خلاص میں بتائی ہے۔ علاوہ بریں اور بہی [illegible] مگر انہوں نے [illegible] خصوصاً اہل حدیث کے خلاف لکھا ہے بنا بریں میرا ارادہ تہا کہ بموجب حدیث جناب رسول اللہ صلعم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الخ کے اس کا جواب لکھوں تاکہ عامہ مسلمین اس زہریلے اثر سے متاثر نہ ہوں اور اعتزال کی ہوا سے محفوظ رہیں اس اثنا میں بعض دوستوں سے سنا گیا کہ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بٹالوی مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کا جواب لکھ رہے ہیں پس میں نے اس خیال سے کہ علامہ موصوف کی قلم سے جو مضمون نکلے گا واقعی بے نظیر ہو گا اور دیگر بزرگان قوم کی تحریروں سے مستغنی کر دیگا۔ اپنا ارادہ ملتوی کیا سو خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا کہ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب کا جواب جس کا عنوان نصیحت نامہ نمبر ۵ ہے مجھ کو بوساطت جناب مولانا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کے پہونچا اور میں نے اس کو غور سے دیکھا واقعی یہ جواب بے نظیر اور مدلل ہے ہر ایک دعوی کو دلیل سے مبرہن کیا گیا ہے اگر اشعار ذیل سے اسکی تعریف کی جائے تو زیبا ہے

سہ

بہر سطرش مسائل با دلائل — محرر از تصانیف لیبیاں

اقوال اور تقریریں سے مبرا ہے۔ اہل بدعت و فرقہ ضالہ کے لیے شمشیر بران ہے ہیں اتفاق کرتا

ہوں کہ اگرچہ بعض جگہ الفاظ سخت ہیں مگر نفس مضمون بہت ہی درست اور زبردست ہے اور حضرت ممدوح کو حق ہے جس طرح چاہیں سختی سے یا نرمی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو سمجھائیں کیونکہ حضرت موصوف مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک واسطہ سے استاذ بھی ہیں اور آپ سے علاقہ تلمذ کا حاصل ہے۔ ولنعم ما قیل۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است　　چو رگ زن کہ جراح مرہم نہ است

سچ ہے کہ اللہ تعالی ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نیک بندہ پیدا کرتا رہتا ہے جو اہل ہوا و بدعتین و گم گشتگان ضلالت کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ایسے ہی عمائد قوم و بزرگان دین کی نسبت کسی صاحب نے کہا ہے۔ کل مبطل محق آپکی عادت ہمیشہ اظہار حق کی رہی ہے ۵ کیا فاتل راوی ہیں جو عیب پایا

مناقب کو چھانا مثالب کو تایا

مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا

ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کو توڑا

نہ ملا کو چھوٹا نہ صوفی کو چھوڑا

غرض کہ جو کام کیا خدا کے واسطے الحب للہ والبغض للہ پر دھیان رکھ کر کیا۔ خداوند کریم آپکی عمر دراز کرے اور ہمیشہ ایسے کاموں کی توفیق عنایت کرے۔ آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

راقم حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر دروازہ خاکروبان مورخہ ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ مطابق ۸ جون ۱۹۱۱ء

نمبر سی دیکھیں

تحریر مولوی خلیل الرحمن صاحب اعظم گڈھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ حمد الشاکرین ونصلی علی رسولہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فہم و درایت پر اپنی ناقص رای کو ترجیح دینا سخت بے ادبی ہے انکی تفسیر پر اپنے رائے کے کی ہوئی تفسیر کو مقدم کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ اس قسم کے اصول کا ایجاد کرنا فرقہ ضالہ کے ہاتھوں میں ایک تیز ہتھیار دینا ہے کہ جس سے بچنے کے لیے اہل حق کے پاس کوئی سپر نہیں مسلمانوں کو عموماً اہل حدیث کو خصوصاً ایسے اصول سے بیزار رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

خلیل الرحمن اعظم گڈھی مولوی مقیم دہلی

نمبر سی و دوم

تحریر مولوی عُبیدُ الرحمٰن صاحب عُمر پوری

الحمد للہ الذی کفی بعبادہ خبیرا بصیرا و بعث رسولہ بین یدی الساعۃ بشیرا ونذیرا **اما بعد نصیحت** نامہ نمبر ۵ مؤلفہ مولینا الفاضل والنحریر الکامل مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نفع اللہ المسلمین بعلمہ وفضلہ مضامین و نصائح کے لحاظ و حیثیت سے قابل قدر و عمل ہی جو کچھ جرح و قدح رسالہ اتباع سلف پر کی گئی ہے وہ درست ہے امید ہی کہ مؤلف رسالہ اتباع سلف اپنی اغلاط کو احتسابا واپس لیں گے۔ کیونکہ رجوع الی الحق اللہ تعالے نے پسند کیا ہی اور یہی طریقہ صلحا رمتقدمین و علماء امت محمدیہ کا ہے۔ بنار خلاف مولف رسالہ اتباع سلف کے معنے آیۃ کریمہ والذین اتبعوھم باحسان اسکے معنے میں انہوں نے سیاق کلام و تفسیر سلف کے بالکل خلاف کیا ہے۔ واللہ اعلم (عبید الرحمن کفاہ المنان عمر پوری)

نمبر سی و سوم

تحریر مولوی محمد فیض اللہ صاحب ملتانی جن کی رسالہ اتباع سلف کے نمبر ۱۲ پر بھی تقریظ ہی اس تحریر سے انہوں نے پہلی تقریظ سے گویا رجوع کیا

قد طالعت ھذہ الرسالۃ وجدتھا قادۃ الی الرشد والصواب صادۃ عن الغی والخطاء وسلختہ من شر التلبیس جلدہ ولو جاب المصنف بالرأفۃ والبرودۃ والحلم والصبر دون الشدۃ والسخونۃ والمرارۃ والغضب لکان اولی وحلی من عسل مصفی (وانا العبد الراجی بعفو الی اللہ محمد فیض اللہ عفی عنہ)

نمبر سی و چہارم

تحریر مولوی عبد الرحمٰن صاحب پنجابی مقیم دہلی

پوشیدہ نہ رہے اہلحدیث و سنت و جماعت پر کہ مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بیشک ٹھیک کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنی ہر چیز میں اصول اسلام ہوں یا فروع اعنی عقائد

ہوں یا احکام اس سب کا نام اتباع سلف ہے کوئی چیز اس سے خاص نہیں ثناء اللہ چونکہ زائغ تھی اسی واسطے صفات کو کسرے سے اڑا دیا جہمیہ معتزلہ کے گروہوں میں شمار ہوا اہلحدیث وسنت جماعت سے خارج ہوا اور صحابہ کی درایت اور فہم کو خفیف سخیف کیک سمجھا۔ اور یہی شیوہ ہے روافض خوارج جہمیہ۔ معتزلہ وغیرہم کا۔ اسی سبب سے تو یہ لوگ گمراہ ہوگئے۔ جبکہ صحابہ تابعین تبع تابعین کے علم درایت فہم کیاست استبصار۔ فراست۔ ہدایت کی قدر اور تعظیم نہ کی۔ اور انکی پیروی سے قدم ہٹالیا۔ اور انکے دامن کو چھوڑ دیا۔ اعاذنا اللہ منہ وجمیع المسلمین آمین

(عبدالرحمن پنجابی مسجد علی جان دہلی)

نمبر سی و پنجم

تحریر مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری مقیم دہلی

نصیحت نامہ نمبر ۵ متعلق اتباع سلف پر ریویو اور تقریظ

الحمد للہ الذی تفرد وکفی والصلوۃ علی رسولہ المصطفی وعلی الہ واصحابہ الذین هم نجوم الهدی [illegible] مصنفہ فاضل جلیل مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب ظلہ میرے پاس پہنچا مقاصد ومضامین کے لحاظ سے بلاشک علامہ ممدوح کی بیش بہا تحقیق اور خداداد قابلیت اور عالی دماغی کا عمدہ نمونہ ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء رسالہ اتباع سلف پر جو جرح وقدح کی گئی ہے اس کا ایک حصہ بلاشک لاجواب ہے[1] جرح قدح سے سبکدوشی کے لئے کوئی پہلو واحتمال نہیں چھوڑا گیا اور بعض حصوں میں اذا جاء الاحتمال کا پہلو اگرچہ وہ خفیف کیوں نہ ہو قائم ہے مثلاً رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۱۰ پر کہ علامہ ابن القیم زاد المعاد میں حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اوڑاتے ہیں۔ اس میں فاضل مولف نے فاش غلطی کھائی ہے اگر غیر کیطرف سے یہ بات پائی جاتی تو صاف طور کہا جاتا کہ یہ مقتضائے بشریت فہم عبارت میں غلطی واقعہ ہوئی۔ اجماع کے متعلق امام احمد بن حنبل کے قول من ادعی وجود الاجماع فہو کاذب کے سمجھنے میں مولف اتباع سلف سے غلطی ہوئی۔ راقم الحروف کو اس امر کا بخوبی اقرار ہے کہ جناب مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب سے اتباع سلف میں سخت غلطیاں واقع ہوئی ہیں اگر انہوں نے ان کو واپس نہ لیا اور رجوع نہ فرمایا تو انکی نسبت وہی حکم لگانا ٹھیک ہے جو مولینا ابوسعید صاحب نے قائم فرمایا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ماہ رمضان رسالہ اتباع سلف تحریر

[1] سبکے حصہ کی یہ مثال ہے جس میں کوئی پہلو احتمال نہیں ۱۲ ۔ یعنی مولف رسالہ اتباع۔

ریویو ارسال فرمایا تھا میں نے اسکو تمام و کمال دیکھا۔ اس میں متعدد اغلاط و نقصانات معلوم ہوئے
فی الفور ایک طویل تحریر مشتمل بر شبہات و خدشات مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں روانہ کی گئی
چند روز کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ تحریر مذکور بہت طویل ہے اور رسالہ میں اختصار
ملحوظ کیا گیا ہے۔ اسلیے وہ مندرج نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

راقم عبدالجبار عمرپوری کان اللہ لہ مقیم دہلی۔ نہر سعادت خان کچا باغ

یہ مضمون چھاپ کر ثناء اللہ کے ہدایت و فہمائش کے لیے اسکے پاس اور اس
کے ہمخیال دیگر ممبران کانفرنس کے پاس دہلی میں بھیجا گیا۔ اور انکے ذریعے مولوی
عبدالجبار صاحب عمرپوری کی نظر سے بھی گذرا۔ تو انہوں نے اخبار اہلحدیث میں
یہ شکایت چھپوادی کہ میرا مضمون پورا درج رسالہ نہیں ہوا۔ اسکے جواب میں میں نے
انکو ایک خط میں لکھا کہ اسمیں جو اختصار ہوا ہے وہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی
نے کیا ہے جن کے پاس آپ نے اپنی تحریر بھیجی تھی۔ یہ خط پڑھ کر مولوی صاحب نے
تسلیم و سکوت اختیار کیا۔ پھر کوئی اعتراض نہ اس اخبار میں کیا نہ جواب خط میں مولوی
صاحب تالیف [illegible] تو مولوی عبدالجبار
صاحب غزنوی کا دستخطی اختصار دیکھ لے۔ اور نیز اس تحریر مولوی عبدالجبار عمرپوری کو
جو اصول خمس کی تائید میں لکھکر براہ راست میرے پاس بھیجی تھی اور وہ نمبر ۲۵ بحث ۲
۲۶ میں منقول ہو چکا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کرے۔ وہ بھی اس تحریر کی موید ہے۔

نمبر سی و ششم

تحریر مولوی محمد جمال صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لولیہ والصلوۃ علی اھلھا اما بعد پس اضعف العباد نے رسالہ
موسومہ نصیحت نامہ اول سے آخر تک بامعان نظر دیکھا مصنف علامہ نے ہر دو اصول کے اثبات میں
خوب تحقیق فرمائی ہے۔ اور یہی مذہب جمہور اہل اسلام کا ہے　　(محمد جمال عفی عنہ امرتسری)

نمبر سی و ہفتم

تحریر مولوی عبدالحق صاحب ملتانی حنفی کی تقریر رسالہ اتباع سلف کی

گیارہویں نمبر پر ہے

میں نے مولوی عبدالحق صاحب سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کیا کہ آپنے جو اتباع سلف کے تقریظ میں الفاظ یہ لکھی ہیں کہ میں نے اس رسالہ شریفہ کو مواضع شتی سے بامعان نظر دیکھا بفضلہ تعالیٰ اپنی نفاست بیان غرابت اسلوب میں لاثانی پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو ترقی علمی اضعافاً مضاعفۃ عطا فرماوے اور زلات اور لغزشوں سے محفوظ رکھے آمین۔ کیونکر صحیح ہے اور ایک خط میں یہی لکھا کہ اس رسالہ میں جو یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ امام احمد بن حنبل حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اڑایا کرتے کیا یہ بھی صحیح ہے اسکے جواب میں مولوی صاحب نے اس خاکسار کے نام ایک مفصل خط لکھا جس کے چند فقرات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بہت افسوس سے جناب کا شرف نامہ ملا جسمیں جناب نے احقر پر والدانہ و معلمانہ زجر بلیغ فرمائی۔ فاحسن اللہ الیکم۔ محض بغرض صفائی و کشف حقیقت کے عرض گذار ہے رسالہ پر دستخط و تقریظ مینے محض سرسری کی ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ بعض مختلف مقاموں سے دیکھا گیا اور جسوقت میرے پاس رسالہ پہنچا بس دس منٹ قدرے ورق گردانی بحالت مشغلہ تدریس کرکے تقریظ لکھدی جن مقاموں پر اُسوقت میری نظر پڑی [illegible] اور چونکہ مصنف کے ڈھنگ میں پہلے سے واقف تھا لہذا میں نے یہ بھی تقریظ میں لکھدیا کہ زلات و لغزشوں سے خدا اسکو محفوظ رکھے پھر آجتک میں نے وہ رسالہ نہیں دیکھا۔ ہاں ایک موقع پر امرتسر میں ایک صاحب کے پاس دیکھا جو مجھے سخت جوش آیا کہ مینے ایک جگہ فی الجملہ تحریف معنوی آیات کی دیکھی تو میں نے مصنف کو بذریعہ خط متنبہ کیا جس کا جواب انہوں نے بظاہر تو بڑی مصالحت کا دیا کہ مجھے آپکی مخالفت کا کوئی رنج نہیں رنج اسکو ہو جو اپنے آپکو معصوم جانے بلکہ ایک ٹھوکر اسمیں مینے ایسی دیکھی جسپر آپنے اخذ نہیں فرمایا (ابو عبدالحق ۲ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ) یہ خط صریح الفاظ سے ناطق ہے کہ جو تقریظ میں رسالہ اتباع سلف معان نظر سے دیکھنا بیان ہوا ہے وہ محض غلط ہے حقیقۃً وہ سرسری نظر سے دوسرے شغل میں دس منٹ میں دیکھا و معہذا اسمیں لغزشیں اور ٹھوکریں بھی پائیں اس سے وہ تقریظ ہباءً منثورا ہوگئی اور رسالہ کی تکذیب ہوگئی اس خط کے جواب میں پھر مولوی صاحب کو تکلیف دی گئی کہ وہ رسالہ اتباع سلف اور اسکے جواب نصیحت نامے پر مفصل اظہار رائے کریں تو انہوں نے خط مورخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کے کارڈ میں یہ تحریر کیا۔

آپ جیسے اعیان کی تحریرات میں میری مداخلت بیجا ہے معنے خیر چونکہ آپ مجھے مجبور فرماتے ہیں تو بلا مخافت لوم لائم چند حرف لکھدیتا ہوں۔ بہرزیادہ اخذ مجھ پر نہ فرمایئے گا نصیحتنامہ کے مضامین بجواب

اتباع سلف من بعض الوجوہ قابل تسلیم ہیں ہیں جمیع الوجوہ میں ان مضامین کا موافق نہیں جیسے
کہ اتباع سلف کا پورا من جمیع الوجوہ موافق نہیں آتا ں جیسے کہ میری تقریظ بر اتباع سلف
شہادت دیتی ہے (محمد عبد الحق ملتانی یکم رمضان ۱۳۲۹ء)

اس خط کے پہنچنے پر مولوی صاحب کے خدمت میں رسالہ اتباع سلف اور اسکا جواب نصیحتنامہ جلد ۲۳
بھیجکر لکھا گیا کہ آپ چند تمثیلات کے ذکر سے بیان کریں کہ اشاعۃ السنہ کن وجوہ سے لائق تسلیم
نہیں ہی اور اتباع سلف کے کس مضمون سے آپکو اتفاق نہیں ہی۔ اور خاصکر اس قول ثناء اللہ کی نسبت
رائی ظاہر کریں جسمیں امام احمد بن حنبل کے اقوال حضرت عمر پر ہنسی کرنیکا دعوی کیا گیا ہے اور
دو ہفتہ سے زیادہ رسالہ اتباع سلف انکے پاس رہا۔ مولوی صاحب نے کسی مثال سے تفصیلی تعرض
نہ کیا اور کہا ہنسی اوڑانے امام احمد حنبل کی نسبت ذرا تطویل ہی جو عرض نہیں کر سکتا۔

تقریظ مولوی محمد عبد الحکیم صاحب شمس العلماء مدرس اول اورینٹل کالج لاہور جنھوں
نے [illegible] یافتہ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے رسالہ اتباع سلف مولوی ثناء اللہ امرتسری کو غور سے دیکھا اسکے مقابلہ میں اشاعۃ
مولوی محمد حسین صاحب کا مضمون نصیحتنامہ نمبر ۵ پر بھی غور کیا اول الذکر کا مسلک سلف صالحین اہلسنۃ و
جماعت بر خلاف ہے اور نصیحتنامہ موافق اہلسنت و سلف امت پایا گیا۔ میں اس تقریظ میں بطور نمونہ دو
مثالوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی رسالہ اتباع سلف میں اجماع و حجیت اجماع کے انکار کرنے میں بڑی
غلطی کی ہی جس کے لحاظ سے یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ مولوی صاحب امرتسری کو کتب اصول میں
نظر کرنیکا بہت ہی کم موقع ملا ہی اکابر علماء سنت و جماعت میں سے کسی نے اجماع او حجیت اجماع کا انکار
نہیں کیا۔ بلکہ اجماع کا مہتم بالشان ہونا یہانتک پیش نہاد خاطر علماء رہے کہ انھوں نے اجماع متواتر
المتواتر کے منکر کو کافر قرار دیا ہے کما قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ رد المختار قال
الشیخ محی الدین بن العربی فی الباب لثامن و الثمانین من الفتوحات ولا جماع اجماع
الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا غیر وما عدا عصرھم

لیس با جماع شیخ محی الدین کا یہی مذہب ہے لیکن دیگر اہلسنت مثل ائمہ اربعہ وغیرہ اجماع تابعین کو بھی سند سمجھتے ہیں۔ قال ابن تیمیہ فی فتاواہ مانصّہ مسئلہ فی اجماع العلماء ھل یجوز للمجتہد خلافہ وما معناہ فاجاب معنی الاجماع ان یجتمع علماء المسلمین علی حکم من الاحکام واذا ثبت اجماع الامۃ علی حکم لم یکن لاحد ان یخرج عن اجماعہم فان الامۃ لا تجتمع علی ضلالۃ ولکن کثیرا من المسائل یظن بعض الناس فیہا اجماعا ولا یکون الامر کذلک بل یکون القول الاخر ارجح فی الکتاب والسنۃ انتہی۔ وقال الذہبی العلم قال اللہ قال رسولہ ان صح والاجماع فاجہد فیہ وحذار من نصب الخلاف جہالۃ بین الرسول وبین رای فقیہ۔ اور امام احمد شرعیہ مسائل میں حضرت عمرؓ کے قول ہی تمسک کرتے رہے اگر وہ حضرت عمر امیر المومنین کے قول پر ہنسی اوڑانے والے تھے تو انہوں نے حضرت عمر کی کیوں تقلید کی حکی ابن الجوزی والخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد انہ کان لاحمد بن حنبل یدیع دارہ ویخرج الزکوۃ عنہا فی کل سنۃ یذھب فی کل ذلک الی قول عمر امیر المومنین فی ارض السواد فقد روی الشعبی انہ رضی اللہ عنہ بعث عثمان بن حنیف فمسح السواد ای سواد العراق فوجدہ ستۃ وثلاثین الف الف جریب فوضع [illegible] ہے مولوی ثناء اللہ کا یہ قول کہ امام احمد حضرت عمر امیر المومنین کے قول پر ہنسی اڑایا کرتے تھے محض افترا ہے اور جو شخص امام احمد پر افترا باندھے اور انکو برائی سے یاد کرے اسکو اپنے اسلام کا فکر کرنا چاہیئے قال الاورقی من سمعتموہ یذکر احمد بن حنبل بسوء فاتہموہ علی الاسلام انتہی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ المعادی نقل کیا ہے اس سے مولوی ثناء اللہ کے قول کا بے اصل ہونا بیشک و ریب ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے رسالہ اتباع سلف پر تقریظیں لکھی ہیں وہ سب حقیقت میں اور وہ مقرظین اور مصدقین کے عدم تقریر پر دلالت کرتے ہیں (کتبہ ابو البرکات محمد عبد الحکیم الکلانوری اللاہوری)

نمبر سی و نہم

تقریظ مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی شمس العلما اول مدرس اورینٹل کالج لاہور وہ بھی حنفی ہونے کے ساتھ اہلحدیث ہونے کے اقراری ہیں اور ان کا فتوی دربارہ نکاح زوجہ مفقود بھی اس امر کا مصدق ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد میں رسالہ اتباع سلف مؤلفہ مولوی محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دیکھا میری رائے میں یہ رسالہ سلف صالحین کی روش اور اسلوب کے بر خلاف ہے مولانا مولوی محمد حسین صاحب کا جواب اس کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے کافی ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب

(کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ ٹونکی)

نمبر چہلم

تحریر حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی مسلم استاد مولوی ثناء اللہ

حافظ صاحب سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنکی رسالہ اتباع سلف ثناء اللہ پر تقریظ ہے۔ حافظ صاحب کی تقریظ میں جو مطلقاً اور عموماً رسالہ اتباع سلف کی تائید پائی جاتی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ حافظ خود آنکھوں سے معذور ہیں جس شخص نے مضامین رسالہ انکو پڑھکر سنائے اسنے عجلت سے کام لیا اور رفع الوقتی کی۔ تمامہ کسی مضمون کو نہیں سنایا اسپر روشن دلیل یہ ہے کہ اتفاقاً میرا گذر [illegible] آباد [illegible] حافظ صاحب کو تنگی وقت اور انکی بیماری کے سبب سے صرف ایک اس مضمون رسالہ اتباع سلف کیطرف توجہ دلائی جو اُسکے صـ۱۳ میں ہے کہ حافظ ابن القیم رح زاد المعاد میں حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور اپنی اس قول کی تائید میں امام احمد کا قول نقل کیا کہ امام احمد حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ پر ہنسی کرتے ہیں تو حافظ صاحب نے اپنے خط مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء میں ثناء اللہ کی اس غلطی کو تسلیم کیا۔ وہ خط یہ ہے)

بخدمت شریف مخدومی جناب مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بعد از تحیہ سلام گذارش آنکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول زاد المعاد اور سبل السلام شرح بلوغ المرام وغیرہما سے بخوبی نکالکر دیکھا ہنسی اور اڑانا انکا حضرت عمرؓ کے قول پر بجد تسلیم ثبوت نہیں ہے بلکہ انکار ثبوت و صحت کا ہے اُسنے دیگر رسالہ ابتک میں نے نہیں دیکھا اور طبیعت میری علیل ہے۔ پیشاب کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ دیکھ گئے تھے (راقم عبد المنان وزیر آبادی)

ناظرین اس خط حافظ سے یقین کر سکتے ہیں کہ اسمیں مطلق و عام تائید رسالہ اتباع سلف سے انہوں نے اب رجوع کر لیا ہے اور اس مطلق تائید کا منشا یہی تھا کہ حافظ صاحب نے کل رسالہ پڑھکر نہیں سنا تھا۔

نمبر تہمیل وتکمیل

تحریر حافظ مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری حال مقیم دہلی

حافظ عبداللہ صاحب وہ شخص ہیں جنہون نے دوسری نمبر پر رسالہ اتباع سلف کی تائید میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اسمیں وہ اپنی خیال میں کل مضامین رسالہ کی پوری تائید وتصدیق شتی لکھکر مجھکو امور زوائدسی بحث نہیں رہی بچ گئے ہیں۔ مگر عوام کالانعام ایسے اشاروں اور رمزوں کو کب سمجھتے ہیں۔ صرف بعض خواص علمار نے اسکو سمجھا ہے۔ چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب گیاوی کی تقریظ میں جو صفحہ ۲۶ جلد ہذا منقول ہوا۔ یہ تصریح کہ حافظ عبداللہ غازی کہہ بیٹھے ہیں +
مینے آپکی مجمل تصدیق سی عوام کی گمراہی کا خوف کرکے اس گمراہی کو دور کرنیکے خیال سی جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ جسمیں مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ بجواب رسالہ اتباع سلف درج ہے آپکے پاس روانہ کرکے اسکے مطالعہ کیطرف آپکو توجہ دلائی توآپکے کارڈ مورخہ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ خاکسار کی نام روانہ کیا جسمیں اس جلد ۲۱ کی رسید دیکر اپنے ضعف دماغ وغیرہ امراض کا عذر کرکے بالفاظ ذیل وعدہ کیا کہ اس پرچہ کو ضرور مطالعہ کرونگا [illegible] ہونگا اگر مجھپر میری غلطی ظاہر ہوگئی تو مجھ کو اس سی رجوع کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ اسکے جواب میں خاکسار نے کارڈ نمبری ۲۰۸۷ مورخہ ۳ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ آپکے نام روانہ کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ آپکو تہذیر اللہ کے اس دعوی کیطرف توجہ دلائی جو صفحہ ۱۳ رسالہ اتباع سلف میں اسنے کیا ہے کہ حافظ ابن القیم حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں اور اپنی تائید میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ امام ممدوح حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ پر جو (فاطمہ بنت قیس کے متعلق انہوں نے کیا ہے) ہنسا کرتے تھے اس توجہ دہی کیساتھ آپسے یہ بہی دریافت کیا کہ جو مولوی محمد علی صاحب واعظ سے مینی سنا ہے کہ آپنے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کے سامنے اس دعوی ثنار اللہ کو رد کیا ہے کیا یہ نقل صحیح ہے تو اُسکے جواب میں اپنے کارڈ ۵ جمادی الاخری روانہ کیا جس میں بوجہ بیماری ضعف دماغ رسالہ جلد ۲۱ نہ دیکھ سکنے کا عذر کرکے باین الفاظ بیان کیا کہ اب سابق کی نسبت کسیقدر اپنی اچھی حالت پاتا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ رسالہ مذکور اور نصیحت نامہ تھوڑا تھوڑا دیکھوں چنانچہ نصیحتنامہ دیکھنا شروع کردیا ہے مگر اسکے دیکھنے سے مجھے اس بات کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اسکے متعلق بعض امور جناب سے دریافت کروں لہذا التجا

کا خواستگار ہوں اجازت ہو تو ان امور کو قلمبند کر کے ارسال خدمت والا کروں کہ جناب انکے جواب سے سرفرازی بخشیں مگر ایک امر ابھی دریافت کرتا ہوں کہ میری تقریظ میں وہ کونسا لفظ ہی جس سے جناب نے معلوم فرمایا ہی کہ میں نے جملہ مضامین رسالہ اتباع سلف کی تصدیق کی ہے۔ اسکے جواب میں خاکسار ہیچکارنے ۱۴ جمادی الاخری ۲۵ھ کو خط نمبری ۹۹ ۳ انکے نام روانہ کیا جس کو بعینہ ذیل میں نقل کیاجاتا ہے (بٹالہ ۹ جمادی الاخری ۲۵ھ ہجری نمبر ۳۹۹)

مجبی مکرمی جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی وعافاہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کارڈ پہنچا۔ میں آپکا ممنون ہوا کہ آپنے میری رسالہ کیطرف توجہ فرمائی ہے۔ میں آپکے اس رسالہ کا امتحان کرانے کو دہلی پہنچنے کو حاضر ہوں تو بذریعہ مراسلت آپکے سوالات امتحانی کا جواب دینا تو اس سے آسان تر ہے۔ خدا کرے آپکی توجہ اسی طرح جاری رہے۔ آپکے سوال اول کا جواب معروض ہے کہ آپنے اپنی تقریظ میں یہ لکھکر کہ "مصنف ممدوح نے جس موضوع پر اس رسالہ کو تحریر فرمایا ہے۔ اسمیں وہ پورے پورے کامیاب ہیں" جملہ مقاصد اہمہ رسالہ کی تصدیق کردی ہے۔ پھر اس اجمال کی تفصیل میں آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ سلف صالحین جو صحابہ [illegible] بروایت نہیں بلکہ متعلق برائی ہوں فرض نہیں کل ما من کان رتعتبہ انہ سواء کانوا الشیخین اوالخلفاء الاربعۃ او کل الصحابۃ المعبر عنہم بالاجماع اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مصنف نے اپنے رسالہ کا موضوع کیا ہی مقرر کیا ہی جس کی آپنے اجمالاً و تفصیلاً تائید و تصدیق کی ہے یا وہ کچھ اور ہے۔ وہ صفحہ ۲ رسالہ میں کہتا ہے کہ سلف صالحین جو ایک نہایت ہی معزز و موقر نام ہے واقعی بہت بڑی عزت کے مستحق ہیں انکی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ انکا اتباع رسول صلعم کا اتباع ہے اسمیں کسی کو کلام نہیں دیکھنا یہ ہی کہ انکی اتباع کے حدود کیا ہیں ان دونوں میں نسبت کیا ہی یہ فرق بتانا ہماری اس رسالہ کا موضوع ہے پھر جو اس رسالہ کے فصول ستہ میں فرق بتایا ہے وہ یہ ہے (نہ کچھ اور) کہ جو بات صحابہ کرام (چہ جائیکہ انکے پیچھے کے سلف) آنحضرت صلعم سے بطور روایت ونقل از حضرت پیش کریں اس کا اتباع فرض ہے اور جو اپنی رای و درایت سے کہیں اگر اس درایت ورای میں وہ متفق ومجمع فرض کیے جادیں اس رای و درایت کا اتباع فرض نہیں بلکہ اس رای کا اتباع تقلید ہی جو ممنوع ہے اور حریت اور آزادی کے برخلاف ہے اور فصل دھم رسالہ میں یہ فرق بتایا ہے کہ آیت واتبعوھم باحسان بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی

جو خلفہ پر لازم ہے۔ اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ آپنے جو مصنف
رسالہ کے موضوع رسالہ میں پوری کامیاب ہونے کی شہادت دی تو اس سے اس فرق بیان
کردہ مصنف کی اور موضوع رسالہ کی پوری تصدیق کی ہے اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ اس
تصدیق میں آپنے مصنف کی محض تقلید کی ہے کوئی دلیل کتاب سنت سے قائم نہ کی اور جو
آپنے دلائل اپنی تقریظ کے صفحہ ۲ و ۳ میں عدم فرضیت اتباع رائی ہر دو رسول کریم کی رائی ہو
قائم کئی ہیں وہ شخصی رائی کی عدم وجوب اتباع پر تو دلائل ہو سکتی ہیں۔ مگر اجماعی رائی صحابہ کے
عدم وجوب اتباع پر دلائل نہیں ہو سکتے۔ اجماع صحابہ باتفاق اکثر امت محمدیہ جن سے صرف شیعہ و
خوارج مستثنی ہیں حجت شرعیہ ہے اور امت اسکو اتفاق و اجماع میں معصوم اور خطا سے مبرا ہے۔
قرآن و حدیث نے اس اجماع کو حجت و عصمت قرار دیا ہوا ہے۔ آپ اجماع صحابہ کو شخصی رائی کی طرح
حجت و عصمت نہیں جانتے تو صاف و صریح طور بیان کریں۔ آپکے بیان و صریح اظہار پر میں ان
آیات و احادیث کو پیش کرونگا جن میں اجماع کا حجت و عصمت ہونا ثابت ہے۔ اور اگر آپ شیعہ و
خوارج کی طرح اجماع و اتفاق صحابہ کے حجت و عصمت ہونے سے منکر نہیں تو آپ خداداد علم
وتقوی سے کام [illegible] فرق مذکور کی
تسلیم و تصدیق تائید ہوئی ہے یا نہیں۔ سو یہی محض تقلید ثناء اللہ ہے نہ کسی شرعی دلیل سے
جسمیں فرع کی اصل پر فوقیت پائی جاتی ہے جس پر آپ معترض ہیں۔ کارڈ نمبری ۲۸۰ مورخہ ۱۱
جون و ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۴۳ھ میں جو کہا گیا تھا کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام احمد کا ہنسی کرنا
صحیح نہیں ہے یہ ثناء اللہ کی سخت غلطی ہے امام احمدؒ نے فیصلہ کے حضرتؓ سے مروی ہونے
اور بسند صحیح ثابت ہونے پر تبسم کیا تھا۔ اس کا آپنے جواب نہیں دیا۔ اس کا عذر در جواب میں
چونکہ ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام احمد ہنسی اوڑاتے اس موضوع کی تائید ہے
جسکو آپ تصدیق کر چکے ہیں لہذا یہ کہنا واجب ہے کہ آپنے یہ بات مولوی عبدالجبار کو کہکر اپنی
تائید و تصدیق کلی سے رجوع کیا ہے۔ یا مولوی محمد علی واعظ کا بیان غلط ہے یا اس قول
جناب کا محمل کوئی اور ہے۔ بینوا توجروا

اس کا جواب آپنے بالفاظ ذیل دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبد اللہ السلام علیکم کے بعد امام احمد رحمہ نے کس بات پر تبسم فرمایا تھا۔ میں نے اس بارہ

یعنی مولوی عبدالجبار صاحب نے تنہائی میں کچھ کہا ہے نہ مولوی محمد علی واعظ صاحب کے سامنے اور نہ اور کسی کے سامنے کہا جناب ہی اسوقت یہ گذارش ہے کہ جنابنے زاد المعاد کی عبارت اس طرح نقل فرمائی ہے وقد انکر الامام احمد ھذا عن عمر اور ترجمہ بھی اس عبارت نقل کردہ کے موافق فرما دیا ہے۔ حالانکہ زاد المعاد میں عبارت اس طرح ہے وقد انکر الامام احمد رح ھذا من قول عمر یا عن قول عمر رض اسپر نظر ثانی کر لینا ضرور ہے جنابنے جو میری سوال کا جواب دیا ہے ۳ کے متعلق میری دو گذارشیں ہیں نمبر ایسے اپنی تقریظ میں رسالہ اتباع سلف کے مضامین کی دو قسمیں کردی ہیں زوائد اور غیر زوائد۔ اور زوائد کی نسبت صاف لکھدیا ہے کہ مجھ کو ان سے بحث نہیں تو ایسی حالتمیں کہ ہنے ایک پوری قسم کی تصدیق سے بالکل قطع نظر کرلی ہے آپنے جملہ مضامین رسالہ مذکورہ کی تصدیق کہاں کی۔ تو جناب کا جواب میری سوال اول کا جواب کس طرح ہوا۔

نمبر (۳) جن امور میں خود رسول اللہ صلعم کی اطاعت فرض نہو سکے کیا ان امور میں او کسی اطاعت کا ئنا من کان (سواء کان واحدا او جماعۃ وسواء کانت الجماعۃ جماعۃ الصحابۃ او [illegible] عصمت بر [illegible] ہے۔ اگر ہو سکتی ہے اور ہے تو اس کی دلیل کتاب سنت سے عنایت ہو۔ والسلام ۶ رجمادی الاخرہ ۱۳۲۹ھ جمعہ از دہلی پھاٹک حبش خان

اسکے جواب میں خاکسار نے ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ ہجری ۳۴ ہم حافظ صاحب کے نام روانہ کیا۔ جو بعینہ ذیل میں منقول ہے۔

بٹالہ ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۸ ہجری نمبر ۲۳

کارڈ ۶ جمادی میں جو ہدایت ہوئی ہے کہ قول احمد رح کے متعلق عبارت زاد المعاد پر نظر ثانی کریں اسکے متعلق گذارش ہے کہ زاد المعاد کی عربی عبارت سے گو لفظ قول کاتب ناقل سے چھوٹ گیا ہے مگر اسکے ترجمہ سے وہ لفظ نہیں چھوٹا بلکہ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ امام احمد رحمۃ نے عمر رضنے سے اس قول کے ثابت منقول ہونے سے انکار کیا ہے تو وہ اس قول کے حضرت عمر رض سے نقل کرنے پر نہ اس قول کو حضرت عمر رضنے سے ثابت و مسلم مان کر اس قول کے سبب حضرت عمر رض پر۔ اور اگر وہ اس قول کو حضرت عمر رضنے سے مسلم مان کر حضرت عمر رض پر تبسم کرتے تو حافظ ابن القیم اس کو یوں ادا کرتے قد انکر الامام احمد رح ھذا القول علی عمر اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ

اس عبارت عربی اور اسکے ترجمہ اردو پر نظر ثانی کرکے بتادیں کہ جو معنے اس قول کے اس خاکسار نے بیان کیے ہیں وہ کیوں غلط ہیں ایسی ایک غلطی کے بیان سے آپ بہت سبکدوش ہوجاویں گے دو امور مستفسرہ متعلق جواب سوال اول جناب کے امر اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ جناب نے امور زوائد رسالہ کو خارج از بحث کرکے اسکی تصدیق نہیں کی مگر اصل موضوع کی (جو امور زوائد سے نہیں بلکہ مقاصد اہم سے ہے) اجمالاً و تفصیلاً تائید کرکے رسالہ کے مقاصد کی تصدیق کی ہے اور میری خط میں عبارت رسالہ اور آپکے تقریظ نقل کرکے اس کا کافی جواب دیا گیا ہے۔ پھر سوال اول کا جواب کیوں ادا نہ ہوا۔ آپ میرے خط پر نظر ثانی کریں

امر دوم کا جواب یہ ہے کہ جن امور دنیاوی میں آنحضرت صلعم کی اطاعت فرض نہیں (جیسی آپکی عقلی تدبیر متعلق تابیر نخل یا سفارش نکاح زوج بریرہ) ان امور میں اطاعت اجماع صحابہ کو بھی کوئی فرض واجب نہیں کہتا بلکہ اطاعت اجماع صحابہ کو تو امور دین اور احکام اسلام میں فرض مانا جاتا ہے اور ان ہی امور میں جماعت صحابہ کو معصوم مانا جاتا ہے جس میں کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت بوجہ اقدم فرض ہے اور ان ہی امور میں آپکی عصمت بطریق اقدم ہے اس میں بھی آپ نظر ثانی کریں اور صحابہ کے اجماعی اقوال [illegible] کس نہ کریں۔

اسکے جواب میں حافظ صاحب نے ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کہ ۱۳۳۱ھ گذر رہا ہے اپنی لبوں پر مہر لگا کر سکوت محض اختیار کیا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اس خط کا مطلب نہیں سمجھا۔ بعد اختتام شہادات و تقریظات ہم اس خط کے مطلب کی مزید تشریح کرینگے انشاء اللہ تعالی اس مقام میں ہم حافظ صاحب کا ایک اور خط نقل کریں جو بحکم اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی۔ اور بر طبق مثل حق وہ ہے جو منہ چڑھ کر بولے۔ حافظ صاحب کی قلم سے شمار اسکے اس دعوی کی کہ حضرت عمر رضی کے قول پر امام احمد ہنسی اور اُڑاتے تکذیب میں نکل گیا ہے جو مولوی احمد اللہ صاحب نے اس امر کے استفسار پر انہوں نے تحریر کیا تھا جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب واعظ کا بیان صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اپنے پیشتر خط میں اس سے انکار کرنا انکے نسیان پر (جو انکے ضعف دماغ کا اثر ہے جسکی وہ پہلے اور دوسرے خطوں میں شکایت کرچکے ہیں) مبنی ہے وہ خط حافظ صاحب کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم از عبداللہ غازی پوری۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ ہوا کہ جناب کا عنایت نامہ مجھے مل گیا تھا۔ مگر بعض عوائق کی وجہ سے جواب میں کچھ تاخیر ہوگئی صحابہ کرام رضی پر ہنسی اور تمسخر کرنا نہیں احمق نادان یا سخت بیہودہ لوگوں کا کام ہے۔

جو ان بزرگوں کے فضائل یا مناقب سے بے خبر ہیں بھلا کوئی ایسا شخص جو اس بات کو جانتا اور ایمان رکھتا ہو
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اکرموا اصحابی فانہم خیارکم اور لو ان احدکم انفق مثل احد
ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ ان بزرگوں پر ہنسی اور تمسخر کر سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز
نہیں ہاں صرف اتنی بات کہ کسی شخص کے قول کو دکائنا من کان اسوجہ سے قبول نہ کرنا کہ قول
مذکور اس شخص کی محض ایک رائی ہے کوئی قابل ملامت امر نہیں ہے اور نہ اس شخص پر ہنسی اور تمسخر کرنے
میں معدود ہو سکتا ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے خاص اپنے رای کی نسبت صاف فرما دیا کہ و
اذا امرتکم بشیٔ من رائی فانما انا بشر تو دوسرے کسی شخص کی رائی کس شمار و قطار میں ہے
اور جو تفاسیر صحابہ کرام بلکہ تمامی آثار صحابہ کرام بھم مرفوع حکمی کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام پچھلے
لوگوں کی تفاسیر و اقوال اور رای محض پر بلاشبہ مقدم ہیں واللہ تعالی اعلم والسلام۔

۱۴ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ ازدہلی

ان خطوط اربعہ میں دوسرے اور تیسرے خط میں حافظ صاحب نے صاف کہدیا ہے
کہ ہمنے رسالہ اتباع سلف کے جملہ مضامین کی تصدیق نہیں کی اور چوتھے خط میں اس رسالہ کو مؤلف
کو حضرت عمرؓ کے قول پر [illegible] کی وجہ سے احمق و
نادان و سخت بیہودہ بنایا ہے لہذا مضمون نصیحت نامہ کی تصدیق اور رسالہ اتباع سلف کی
تکذیب کے لیے حافظ صاحب کا اسیقدر لکھنا کافی و وافی ہے۔ کیونکہ ثناء اللہ اس مضمون کے اقرار نامہ
پر اپنا دستخط کر چکا ہے کہ جو اتباع سلف میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر امام احمد ہنسی
اڑاتے اس کی تحقیق پر جملہ تنازعات کا کل مدار ہے اس امر میں جو فریقین سے حق پر ہوگا وہ سب
ہی دعاوی میں حق پر سمجھا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے رسالہ اتباع سلف ثناء اللہ کی تکذیب اور
نصیحت نامہ نمبر ۵ کی تصدیق کے لیے ثناء اللہ کے دعوی استہزاء امام احمد کے نا راست ہونے کے
ثبوت کے لیے حافظ عبد المنان صاحب و حافظ عبد اللہ صاحب کی تحریرات مذکورہ اور تحریرات
آئندہ مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی عبد السلام صاحب و مولوی ابو الحسن صاحب و مولوی
وحید الزمان صاحب کو کافی و وافی سمجھ کر نقل کیا ہے رہا خاکسار کا حافظ صاحب پر یہ
الزام کہ انہوں نے اپنی تقریظ رسالہ اتباع سلف میں اسکے جملہ مقاصد کی تصدیق کی ہے
جسکا ہمنے اپنے خطوط منقولہ بالا میں کافی ثبوت دیدیا ہے حافظ صاحب اسکے جواب سے
ساکت ہیں اسپر بعد اختتام تقریظات روشنی ڈالیں گے اور تناقضات کر دکھائیں گے انشاء اللہ

(تقاضای الزام امر صحیح ہے اور حافظ صاحب سے اس امر کی تصریح ثبوت نہیں)

نمبر چہل و دوم

تحریر صاحبزادہ مولوی سید عبد السلام صاحب مرحوم ساکن دہلی نبیرہ شیخنا شیخ الکل و ابنا سید نذیر حسین صاحب مرحوم جن کی رسالہ اتباع سلف کی تائید میں ۲۵ نمبر پر تقریظ ہے

دربار دہلی کے موقع پر خاکسار دہلی پہنچا تو مینے صاحبزادہ موصوف سے کہا کہ انہی نے ایسے ہی رسالہ اتباع سلف مخالف اصول مذہب اہلحدیث کی کیونکر تصدیق کی اور دستخط کر دیا تو انہوں نے کہا کہ جو شخص میرے پاس یہ رسالہ لایا تھا اسنے مجھے اس رسالہ کی دیکھنے کیلئے کافی وقت نہ دیا اور بحسب تقاضائے تصدیق کیا میں نے جس مضمون رسالہ کو صحیح پایا اسکی نظر سے اسکی تصدیق میں کچھ لکھ دیا پھر خاکسار نے اس رسالہ اتباع سلف کے چند مقامات صفحہ ۱۳ صفحہ ۳۷ صفحہ ۳۰ نکالکر دکھائیے اور اسکے مقابل میں مضامین صفحہ ۳۲۲ - صفحہ ۳۲۱ صفحہ ۳۲ صفحہ ۳۶۲ رسالہ الشاعۃ السنہ کے مضمون نصیحت نامہ دکھلائے تو انہوں نے [illegible] اسکے انکار عام و مجمل تصدیق و تائیدی رجوع ثابت ہی اور وہ تحریر یہ ہے

جناب استاذی حافظ مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری کے مضمون عبارت سے مجھے بھی اتفاق ہی - اور اس آیت پر اکتفا کرتا ہوں فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم

حررہ سید عبد السلام عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰

نمبر چہل و سوم

تحریر صاحبزادہ مولوی سید ابو الحسن صاحب برادر سید عبد السلام صاحب جن کی رسالہ اتباع کے ۲۶ نمبر پر تصدیق ہے

مولوی ابو الحسن صاحب کو بھی ایسا ہی اتفاق عجلت تقاضا پیش آیا جس کی وجہ سے ان سے بھی عجلت ہو گئی - مگر بحمد اللہ انکی تحریر سے اس عجلت کی مکافات ہو گئی آپ لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امور متذکرہ میں بلاشبہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر ہنسی وتمسخر کرے وہ احمق ونادان ومخطی ہے اور جو تفاسیر صحابہ کرام کی درجہ میں حکم مرفوع کے ہیں وہ بھی بلاشبہ تمام پچھلے لوگوں کی آراء اور اقوال اور رای محض سے بدرجہا مقدم وقابل تسلیم ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

راقم سید ابو الحسن عفی عنہ

حافظ عبد اللہ صاحب اور دونوں حضرت شیخ الکل کی طرف سے حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اور اڑانے کے دعوی پر جو مولوی ثناء اللہ کو انعام ملا ہے اور جن الفاظ سے ہنسی اوڑانے کے مدعی کو خطاب کیا گیا ہے وہ مولوی ثناء اللہ مبارک ہو

نمبر چہل وچہارم

تحریر مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم استاذ مولوی ثناء اللہ

مولوی احمد اللہ صاحب کی تحریر کی نقل کرنے سے پہلے اس اقرار نامے کا نقل کرنا ضروری ہے جس کا ذکر صفحہ ۳ میں ہو چکا ہے۔

نقل اقرارنامہ

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اتباع سلف میں جو مولوی ثناء اللہ نے امام احمد حنبل وابن قیم کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی کیا کرتے تھے اسی کی تحقیق پر کل مدار جملہ تنازعات کا ہے اس امر میں جو فریقین میں سے حق پر ہوگا وہ سب عادی دینی ودنیاوی میں حق پر سمجھا جاویگا

اس نزاع کے فیصلہ کے لیے مولوی ابو سعید میر احمد اللہ صاحب امرتسری کو منصف مقرر کیا گیا ہے ۱۲ مارچ ۱۹۱۲

العبد ابو سعید　　　العبد ابو الوفا ثناء اللہ

مولوی احمد اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اما بعد یہ ہے مولوی ابو سعید صاحب و مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کے فیصلہ کے مختصر کا مختصر جو ایک عبارت زاد المعاد کے فہم میں ان دونوں کا اختلاف ہوا تھا اور راقم کو حکم مقرر کیا گیا اور بسبب وفات عزیزم میر محمد زمان صاحب غفر اللہ لہ اور بسبب میری بیماری وغیرہ وغیرہ موانع کے جو مفصل فیصلہ اور اسکے مختصر میں ذکر ہوئے ہیں اسکے شائع کرنے میں دیر ہوئی اور عبارت زاد المعاد کی متنازعہ فیہا یہ ہے قد انکرہ الامام احمد بن حنبل هذا من قول عمر وجعل یتبسم اس عبارت کے مفہوم پر اختلاف ہے آیا انکار امام احمد کا قصہ عمر رض بحیثیت ثبوت روایت عن عمر ہے یا انکار استدلال اور حکم عمر رض پر ہے پہلا قول مولوی ابو سعید کا ہے دوسرا قول مولوی ابو الوفا کا ہے اور فریقین کے بیانات سے جو فیصلہ طویلہ میں شامل ہیں صاف ظاہر ہے کہ انکی مدار دعاوی کا صحت و عدم صحت حدیث مسند امام احمد متضمن قول و قصہ عمر رض پر ہے کیونکہ مولوی ابو سعید صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے ثابت نہیں کیا کہ یہ حدیث امام احمد کے پاس صحیح ثابت ہے، اور مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ کسی نے محدثین میں سے اس کو ضعیف وغیرہ نہیں لکھا ہے پس اس مختصر المختصر میں اسی کی تحقیقات لکھتا ہوں بحول اللہ و قوتہ جو اس کا نتیجہ ہو گا وہی فیصلہ ہے سو جاننا چاہیے کہ فریقین کے بیانات میں دو امر متنازعہ فیہا پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ عبارت مذکور کا مفہوم کیا ہے جیسے اوپر بیان ہوا ثانی یہ کہ تبسم جو امام کا فعل مذکور ہوا یہ تبسم تحقیر اور توہین کے طور پر ہے یا مجرد تعجب کے لیے اول امر میں میں کہتا ہوں کہ یہ انکار اور تبسم حضرت عمر امیر المومنین کے حکم پر نہیں بلکہ راوی کی روایت پر ہے جس نے قصہ اُن سے منسوب کیا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ مسند امام احمد کی جلد ششم کے صفحہ ۴۱۵ پر یہ حدیث درج ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا علی بن عاصم قال حصین بن عبد الرحمن حدثنا عامر عن فاطمہ بنت قیس ان زوجها طلقها ثلاثا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکو الیہ فلم یجعل لها سکنی ولا نفقۃ قال عمر بن الخطاب لا ندع کتاب اللہ عز وجل وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول امرأۃ لعلها نسیت قال قال عامر حدثتنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرها ان تعتد فی بیت ابن ام مکتوم اس سند میں فاطمہ سے جو راوی ہے وہ عامر شعبی ہے لیکن سوا عامر شعبی کے اور بھی بہت سے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے از انجملہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابو بکر بن ابی الجہم ان تینوں

نے اس حدیث کو روایت تو کیا مگر اس میں قصہ عمرؓ کو بالکل ذکر نہیں کیا اور خود راویان
شعبی میں سے جماعت کثیرہ نے جو تلامیذ شعبی ہیں اس قصہ کو روایت نہیں کیا جیسا سیار ابوالحکم
اور اشعث اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور داود بن ابی ہند اور سلمہ بن کہیل اور مجالد اس جماعت
کثیرہ نے اس قصہ کا نام تک بھی اپنی روایتوں میں نہیں لیا ہاں شعبی کے صرف تین تلمیذوں سے
اس قول و قصہ عمر کا روایت کرنا منقول ہے۔ اول مغیرہ دوم حصین۔ سوم ابو اسحق سبیعی
مگر اُن تینوں پر اُنکے تلامیذ نے اختلاف کیا مثلاً حصین نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس
نے اس قصہ عمرؓ کا کچھ ذکر نہیں کیا اور جریر نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس نے ابراہیم سے
حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا اور مخفی نہیں ہے کہ ابراہیم عن عمر منقطع ہے اور حصین تلمیذ دوم شعبی
پر بھی اسکے تلمیذوں نے اختلاف کیا ہے۔ حصین عن شعبی میں قصہ عمر ندارد ہے اور علی بن
عاصم عن حصین عن شعبی میں قصہ مذکورہ مذکور ہے یہی وہ سند ہے جس سے مسند امام احمد میں
یہ قصہ عمرؓ سے مروی ہوا ہے۔ چنانچہ نقول کتب متعلقہ کے ساتھ فیصلہ مطول میں اور نیز
مختصر میں اور اس مختصر المختصر میں بھی ہم اسکو اوپر نقل کر چکے ہیں۔ پس سند کا جو حال ہے
ناظرین سامعین توجہ سے سنیں اسمیں تین علل قادحہ ہیں

اول یہ کہ اسمیں علی بن عاصم بن صہیب واسطی ہے۔ ذہبی نے میزان میں اس کو کثیر
الغلط لکھا ہے اور فلاس رح لکھتے ہیں کہ فیہ ضعف ہے اور ابن معین کہتے ہیں لیس بشئی اور نسائی
رح کہتے ہیں متروک الحدیث اور بخاری کہتے ہیں لیس بالقوی عندہم اور کہتے ہیں اپنی غلطی
سے رجوع نہیں کرتا تھا اور تقریب میں ہے۔ صدوق یخطی و یصر یعنے اپنی غلطی پر مصر
رہتا تھا۔

اور دوسری علت اس حدیث متضمن قصہ عمر مروی مسند احمد میں یہ ہے کہ حصین بن عبد
الرحمن اسکے راوی کے حق میں خود امام احمد فرماتے ہیں کہ روے مناکیر یعنے اس نے بہت
حدیثیں منکر روایت کی ہیں اب کون کہ سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا یہ قول کہ کسی نے محدثین
میں سے اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہیں کہا ناشی از قلت علم نہیں ہے اور کون کہہ سکتا ہے
کہ امام کو اس کی صحت میں اطمینان تھا اور انہوں نے اسکو صحیح مان کر درج مسند کیا ہے یا
یہ کہ انکا لکھنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔ حاشا۔ وکلا۔

اور تیسری علت اسمیں یہ ہے کہ یہ جملہ قال عمر بن الخطابؓ جو اس حدیث میں ہے اس سند کے

ساتھ منقطع ہے کیونکہ ظاہر عبارت سے کہ یہ مقولہ شعبی کا ہے ۔ اور شعبی کا تولد خلافت عمرؓ کے چھٹے
سال ہوا ہے اس کا سماع عمرؓ سے ثابت نہیں باقی رہا ابو اسحق سبیعی سو اس کی روایت کا بھی
یہی حال ہے کہ اس پر بھی اسکے تلامیذ نے اختلاف کیا ہے پس بنا برآں وجوہ وغیرہا التی ترکنا
ذکرھا عن داعی التطویل الممل امام رحمہ اللہ نے اس سند کو غیر صحیح معلول جانکر ثبوت
روایت عن عمرؓ سے انکار کیا اور اسکے راوی پر تعجبا تبسم کیا کہ غلط روایت قصہ کو حضرت عمرؓ سے
کیوں منسوب کرتے ہیں اور مروی ہونے قصہ سے ان کو انکار نہیں ہے کیونکہ خود انہوں نے اپنی
مسند میں روایت کیا ہے لیکن سند اسکی معلول اور انکے نزدیک غیر ثابت ہے کما تلونا
ھا علیک آنفا پس صواب یہی ہے کہ مفہوم اس جملہ کا (قد انکر الامام احمد ھذا عن
قول عمر وجعل تبسم) یہی ہے کہ امام احمد ثبوت قصہ پر انکار کرکے ناقل پر ہنسی اور تعجب
کرتے ہیں کہ کتاب اللہ میں حکم ایجاب سکنیٰ ونفقہ مطلقہ ثلثہ کے لئے کہاں ہے جو حضرت عمرؓ
کیطرف اس حکم کو منسوب کرتے ہو یہ ہی میرے نزدیک فیصلہ امر اول کا اس امر اول کی بحث میں فریقین
نے کچھ کچھ اپنے وجوہات موئد مدعا بیان کیئے ہیں انکا جواب میں نے فیصلہ مطولہ میں لکھدیا ہے
اور بعض کا فیصلہ مختصرہ میں مثلاً مولوی ابو اسحق نے کہا تھا کہ مسند امام احمد مثل مسند ابو حنیفہ
کے انکی خود اپنی تصنیف نہیں ہے اس کا جواب کافی وشافی فیصلہ مطولہ ومختصرہ میں دیا گیا او
ابو الوفا نے لکھا تھا کہ اتحاد مرجع ضمیر انکرہ وانکرتہ اسکے دعوی کی موئد ہے سو اس کا جواب
بھی مطولہ فیصلہ میں اور مختصرہ میں لکھا گیا ۔ اب رہا امر دوم کہ تبسم کس قسم کا ہے اسکی نسبت میں
کہتا ہوں اولاً تو ہمیں شک ہے کہ یہ لفظ زاد المعاد میں فی الواقع تبسم ہے یا سہو کاتب کہ بجائے تقسیم
کے تبسم لکھا گیا اور تقسیم صحیح ہے چنانچہ فتح العلام اور مسک الختام ان دونوں کتابوں میں
تبسم نہیں ہے بلکہ تقسیم ہے اور اس کا ترجمہ سوگند خوردہ لکھا ہے پس اگر تقسیم کو ترجیح دیجاوے صحیح
سمجھا جاوے تو پھر نہ تو مولوی ثناء اللہ کا اس اثر سلف کی تضعیف کرنا کیونکر صحیح ٹھہرتا ہے بلکہ
اسکا تانا بانا سب بگڑ جاتا ہے اور اسکی تلبیس علی العوام کا راز طشت از بام ہو جاتا ہے سو
نہ فریقین میں کوئی نزاع ہی باقی رہتی ہے اور نہ اس نزاع کے فیصلہ کی جو کوہ کندن اور کاہ
بر آوردن کا مصداق ہے کچھ ضرورت رہتی ہے جس نزاع نے بیفائدہ جماعت اہلحدیث
میں پریشانی ڈال رکھی ہے اب بھی انسب یہی ہے کہ فریقین اس نزاع کو چھوڑ کر مسئلہ
اتباع سلف کے اصل مسئلہ کے تصفیہ کیطرف رجوع کریں اور اگر لفظ تبسم کو صحیح مانا جاوے تو تبسم کا

ترجمہ مسکرانا ہے قال فی لسان العرب تبسم یتبسم تبسما وابتسم والتبسم ھو اقل الضحک و احسنہ۔ قال الزجاج والتبسم اکثر ضحک الانبیاء علیھم السلام و قال اللیث بسم یبسم بسما اذا فتح شفتیہ پس مبسم کا ترجمہ مسکرانا ہے جسمیں کوئی حقارت ہے نہ تمسخر جو ہنسی اڑانے کا مفہوم ہے مبسم کے ترجمہ میں ہنسی اڑانا لکھنا علاوہ بے ادبی اور اظہار اپنی کم علمی کے عوام الناس کو بزرگان دین خلفاء مجتہدین وغیرہم اور سلف صالحین صحابہ و تابعین پر گستاخ کرنا ہے۔ اب رہا یہ کہ حافظ ابن قیم حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں یہ مضمون جو رسالہ اتباع سلف میں مولفہ مولوی ثناءاللہ نے درج کیا ہے محض بے اصل ہے زاد المعاد کی کسی لفظ یا عبارت صریح سے ثابت نہیں ہے چنانچہ زاد المعاد کے دیکھنے والے پر مخفی نہیں ہے کہ مولوی ثناءاللہ نے یہاں نہایت جرأت کی ہے اور اس تھوڑی سی عبارت میں علاوہ ابن قیم رحمہ حضرت عمر کے فیصلوں پر ہنسی اڑانا ہے اس نے تین جھوٹھ کا ارتکاب کیا ہے۔ جب اس حدیث کے ایک راوی کے حق میں خود امام نے فرمایا کہ روی مناکیر اور خود شیخ ابن قیم نے لکھا کہ قال انکر الامام احمد بن حنبل ھذا من قول عمرؓ یا تخصیص[*] خود اس قول کو ہی از جملہ مناکیر قرار دیتے ہیں تو پھر اس قول یا [illegible] باقی رہا پس جب انکار امام کا حکم عمرؓ پر نہ ثابت ہوا تو اس عبارت کو بلا انکار نقل کر دے سے ابن قیم الزام ہنسی ہرگز کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا مولوی ثناءاللہ نے زعم کیا تھا

ھذا ما ظھر لھذا العبد الضعیف من یأتی باحسن منہ فھو احق بالاتباع وانا اضعف احقر خلق اللہ ابو عبیدہ میر احمد اللہ عفی عنہ

نمبر چہل و پنجم

تحریر مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی

مولوی وحید الزمان صاحب کی تحریر نقل سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مولوی صاحب سے ہم مناسبات میں کچھ تحریر کرانا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ مولوی ثناءاللہ نے عبارت زاد المعاد کے متعلق مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے استفتا کیا کہ زاد المعاد میں ابن قیم نے مطلقہ ثلثہ کے سکنے اور نفقہ

---

[*] اور خود امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ مجالد ہو ضعیف اور مجالد اس حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری سند میں ایک راوی ہے۔

کے متعلق جو بحث کی ہے اس کی جو یہ عبارت ہے۔ وقد انکر الامام احمد هذا عن قول عمر رض والنفقة للمطلقة ثلاثا اس عبارت میں حضرت عمر رض کے استدلال کا انکار مذکور ہے یا آپ سے ثبوت روایت کا انکار ہے۔ اور اس استفتا کا مولوی ابراہیم نے یہ جواب دیا کہ اس عبارت میں محل انکار حضرت عمر کا استدلال ہے یہ نہیں کہ روایت جسکے متعلق مصنف علامہ بحث کر رہے ہیں اس کا ثبوت عمر رض سے نہیں ہے۔ پھر اسکے وجوہات بیان کیں جو محض لغو اور مہمل ہیں اور استفتا معہ جواب کے مولوی وحید الزمان صاحب کے پاس بھیجکر اُن سے اس کی تصدیق چاہی تو مولوی صاحب نے اسکے جواب میں یہ تحریر کی جو ذیل میں منقول ہے:۔

بعد غور کامل خاکسار کی رای یہ ہے کہ امام ابن قیم کی عبارت واما المطعن الثانی کی فصل میں یعنی اس عبارت میں وقد انکر الامام احمد هذا عن قول عمر وجعل یتبسم ویقول این فی کتاب الله ایجاب السکنی والنفقة المطلقة ثلثا وانکرته قبله الفقیهة الفاضلة فاطمة مرجع ہذا کا یہ قول ہے لاندع کتاب ربنا وسنة نبینا اور اسکے ثبوت عن عمر کا امام احمد نے انکار کیا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک ایک روایت ثابت ہوا ور امام احمد اس کو منکر کہیں یعنی امام احمد کی یہ قول الانکر ... ہے جسکا مضمون مجھے اسوقت یاد نہیں ہے اور صحیح مسلم شریف بھی میرے پاس اسوقت موجود نہیں ہے اور انکرته کی ضمیر بھی اُسکی طرف راجع ہے یعنی فاطمہ بنت قیس نے بھی اسکے ثبوت کا عن عمر انکار کیا اور بینی وبینکم سے یہ امر مترشح ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فاطمہ نے یہ قول اسوقت کہا جب حضرت عمر گذر گئے تھے اور مروان کا زمانہ تھا چنانچہ زاد المعاد ہی میں شروع فصل میں یہ عبارت ہے فقال مروان لم نسمع هذا الحدیث الا من امرأة فقالت فاطمة حین بلغها قول مروان بینی وبینکم القرآن اور مطعن رابع کے جواب کی فصل میں ونحن نقول قد اعاذ الله امیر المومنین من هذا الکلام الباطل الذی لا یصح عنه ابدا قال الامام احمد لا یصح ذلک عن عمر میں صاف ذلک کا اشارہ دونوں کلاموں کی ثبوت کی طرف ہے یعنے لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا اور سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لها السکنی والنفقة۔ اور اسمیں صاف ثبوت ہی اسبات کا کہ امام احمد نے اس قول کے ثبوت میں ہی عن عمر کلام کیا ہے یعنے لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا من گو امام مسلم اسکو اپنی صحیح میں روایت کریں۔ والسلام۔ خاکسار محمد وحید عفی عنہ

نوٹ۔ مولوی وحید الزمان صاحب نے ایک خط عربی میں رسالہ میں درج کرنے کی غرض سے ارسال کیا تھا وہ بھی اس تحریر کے

نمبر چہل و ششم

تحریر نامے مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی

مولوی عبد العزیز صاحب جنکو مولوی ثناء اللہ اپنا بڑا حامی سمجھتا ہے۔ ہمارے پرانے دوست
تھے اپنے زمانہ طالب العلمی سے جلسہ کانفرس منعقدہ ۲۵ فروری ۱۹۱۲ء تک محبت و کمال اتحاد و
محبت کی مظہر رہے ہیں۔ مگر بمقتضای البشریت وہ ثناء اللہ کو دھوکہ میں آکر اس کی اکثر بعض غلط
باتونکو بھی صحیح سمجھ کر اس مصرعے کے مصداق ہو رہے ہیں۔ فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
وہ اور انکے ثانی اثنین حافظ مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری ثناء اللہ کی بعض مسائل
میں متابعت یا موافقت کے سبب بہت لوگونکے ٹھوکر کھانے کے موجب ہو رہے ہیں

وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دونوں بہت بڑے عالم فرقہ اہلحدیث ثناء اللہ کے موافق ہیں تو اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح کہتا ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان دونوں کی قلم
سے ثناء اللہ کے حق میں ایسی تحریریں نکلوا دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ثناء اللہ
سے کلی اتفاق [illegible] چکے ہیں۔ اب تحریر
مولوی عبد العزیز صاحب کو بھی ملاحظہ کریں جس سے ثناء اللہ کی تفسیر تزویر و رسالہ اتباع
سلف اور آیات متشابہات کی کل مخترعات و مستحدثات جو محض رای بمقابلہ آثار و اقوال صحابہ
پر مبنی ہیں بیکار و بے اعتبار ہو گئے ہیں۔ آپ خط مورخہ ۔ اگست ۱۹۱۱ء میں میرے ایک کارڈ
کے جواب میں جو ثناء اللہ کی خود رائی کی شکایت میں میں نے لکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اخی المعظم مولینا المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ
گرامی کارڈ پہونچا موجب کامرانیہا شد۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اپنی رای محض کو صحابہ کی
رائے پر ترجیح دینے والا خاطی ہے۔ اس کا میں بھی قائل ہوں عبد العزیز

اس خط کے وصول پر خاکسار نے انکو لکھا کہ صحابہ کی رای یا درایت پر اپنی رای کو ترجیح دینے
والے کو آپنے خاطی لکھا ہے۔ اسمیں یہ بھی تشریح کر دیں کہ اس کی یہ خطا خطاء اجتہادی ہے جس
پر در صورت خطا بھی ایک اجر ملنے کی امید ہوتی ہے یا خطا منکر جو مستحق اجر نہیں بلکہ موجب معصیت
ہے اسکے جواب میں آپنے اسکو خطا منکر قرار دیا۔ مگر یہ شرط لگا کر اس میں خاطی نیت بخیر رکھتا
ہو۔ اس اثناء میں جلسہ کانفرس اہلحدیث پیش آگیا اور مولوی صاحب سے میں نے ثناء اللہ کے

ساتھ جلسہ کانفرس میں زبانی گفتگو کرنے کی درخواست کی تھی۔ اور تین خط متواتر لکھے اور اخبار وکیل میں بھی یہ درخواست مشتہر کرائی مولوی صاحب نے معلوم نہیں کس مصلحت سے مجھ کانفرس میں بلا کر ثناء اللہ سے میری گفتگو کرانی کو پسند کیا۔ اور مجھ سے باوجود عادت قدیم تعظیم وتکریم ولطف و محبت کے مولوی صاحب خفا ہو گئے اور جواب خط دینا ترک کر دیا لہذا اب اس شرط کی نسبت بذریعہ رسالہ کہا جاتا ہے کہ اتباع صحابہ شرعاً مامور بہ ہے اس کا اعتراف آپکے امام مولوی ثناء اللہ نے بھی کیا ہے رسالہ اتباع سلف صفحہ میں ملاحظہ ہو اور اس کا خلاف خلاف نصوص اور امر منکر ہے اور امر منکر میں اگر نیک نیتی مؤثر ہو سکتی تو چاہیے کہ جملہ ممنوعات شرعیہ زناکاری۔ شراب خواری۔ وغیرہ نیک نیتی پر مبنی تجویز ہو کر جائز ہو جاویں۔ جس کا کوئی مسلمان جاہل ہو خواہ عالم بشرطیکہ اسکو دین سے کچھ تعلق ہو قائل نہیں ہو سکتا ہاں کوئی فاتر العقل ومسلوب الحواس ہو چکا ہو تو اس سے بعید نہیں کہ وہ نیک نیتی سے قطعی حراموں اور یقینی گناہوں کو حلال اور جائز کر دے

اجی جناب نیک نیتی تو ان امور میں لائق لحاظ واعتبار ہے جو شرعاً جائز اور ثابت ہوں یہ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہے کہ پہلے ایک امر کی مشروعیت اور شرعاً اسکا جواز یا اولویت یا وجوب ثابت کرنا چاہیے [illegible] اگر آپ غور کرینگے تو امید ہے کہ اپنی شرط کو واپس لینگے اور اس اصول کو بلا شرط واجب التسلیم قرار دینگے کہ اپنی رائی محض کو اقوال صحابہ پر مقدم کرنیوالا خاطی اور خطا منکر کا مرتکب ہے

یہ شہرہ اصول قلم میں لا کر آپنے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول اور اصلی موضوع کو رد کر دیا ہے اور اپنی تقریظ سے گویا رجوع کر لیا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں معروض ہے

مولوی عبد العزیز صاحب کو میں مژدہ سناتا ہوں اور مبارکباد کہتا ہوں کہ جو اصول آپکی قلم سے نکل گیا ہے یہ خدا تعالی مولوی ثناء اللہ کی قلم سے بھی نکلوا دیا ہے۔ وہ رسالہ اجتہاد وتقلید کے صفحہ ۵ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ سے سلف صالحین کا عمل ودستور با الفاظ منقولہ حاشیہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت وحدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔

واذا فرغوا جهد هم في تتبع الاحاديث ولم يجد وافي المسالة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين حجة الله مصري صفحه ۱۴۲ حجة الله صدیقی صفحه ۱۵۲

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہم بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہماری بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہ کے محض کے اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے ماس سے کسیکو خصوصاً ہم کو انکار نہیں۔ انکار تو اس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفرداً نہ اجماعاً نہ متفرقاً۔

پھر اس کی تائید میں آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم نقل کرکے کہا ہے یہ آیت وجوب کیلیے ہے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا۔ اسیلیے ہمارا دعوی ثابت ہے کہ صحابہ وغیرہ تابعین کے محض اقوال بھی ہماری محض خیال ومقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی

اس کلام حق التیام انصاف نظام میں مولوی ثناء اللہ نے نہ صرف ہماری اور آپکے اور جملہ محدثین کے مسلمہ اصول کو تسلیم کرلیا ہے۔ بلکہ اپنے اور اپنے جملہ مخالفین و معترضین کی مابین منازعت کو ہمیشہ کے لیے قطع کردیا ہے۔ اور اسمیں مصالحت اور اتحاد کی بنا کو قائم کردیا ہے۔ یہ خاکسار اور مولوی ثناء اللہ کے دوسری مخالفین دلنکے مسلم استاذ مولوی احمد اللہ صاحب اور خاندان غزنویہ کے جملہ ممبر) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام کے مطابق عمل کرلینے پر اسکو سینہ سے لگالیں گے اور جماعت [illegible] قلم [illegible] کریں گے انشاء اللہ تعالی کیونکہ مولوی ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے پر جو دلائل ثلثہ انکے مخالف قائم کیے ہوئے ہیں اور وہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۱۲ و صفحہ ۱۱۳ میں بیان ہوچکے ہیں ان دلائل کے کبریات سے کبری دلیل سوم (جس کا بیان جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۳۹ میں ہے) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام اور آپکے اعتراف خط فرحت نمط سے بخوبی ثابت ہے اب اس دلیل کی صحت و ثبوت میں دیر ہے تو تسلیم صُغری کی دیر ہے سو خاکسار جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ میں بضمن خط بنام حافظ عبد اللہ صاحب صفحہ ۱۴۷ سے صفحہ ۱۵۲ تک اس کا کافی ثبوت دی چکا ہے مگر افسوس صد افسوس نہ حافظ صاحب نے اس جلد ۲۱ کو ملاحظہ کیا نہ (مولوی عبد العزیز صاحب) خود ابھی اس جلد ۲۱ کو دیکھا اور بلا ملاحظہ واپس کردیا

اب بھی اس جلد کو آپ اور حافظ صاحب ملاحظہ کریں اور جن مسائل میں مولوی ثناء اللہ نے آپ دونوں صاحبوں کے نزدیک در فیصلہ آرہ کے باقی منصفوں کے نزدیک اپنی رای محض کو رای صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین پر ترجیح دی ہوئی ہے انمیں مولوی ثناء اللہ رجوع کا اشتہار اپنے اخبار میں دیں اور آپ دونو صاحب مولوی ثناء اللہ کو رجوع کا اشتہار

دینے کی رغبت و لادیں یا وہ یہ ثابت کر دیں کہ جو رای ان مسائل میں انہوں نے اختیار کی ہے وہ رای محض نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اللہ و سنت سے اسپر فلان فلان دلائل قائم ہیں۔ اس صورت میں ہم لوگ انکی رای کو صحیح تسلیم کر لینگے۔ اور صلح قائم و مستحکم ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالی اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں۔ اور امید نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ تو آپ مولوی عبد العزیز صاحب اپنے اصول کو پیش نظر رکھکر کبری دلیل سوم کو صحیح تسلیم کر کے اسکے صغری کے ثبوت کیلیے فیصلہ آرہ کے محاکمہ نمبر ۶ و ۷ متعلقہ طیور اربعہ حضرت ابراہیم و رزق مریم علیہما السلام وغیرہ کی طرف رجوع کریں اگر ان نمبروں میں آپ مولوی ثناء اللہ کے رای کا محض رای بلا سند کتاب و سنت ہونا پاتے ہیں۔ چنانچہ آپکا فیصلہ شاہد ناطق ہے تو پھر ہماری دلیل کا صحیح ہونا مان لیں اور اس دلیل اور دوسری دلیلوں کی صحت و ثبوت کی نظر سے جو جلد ۲۱ اشاعۃ مقامات محولہ میں خاکسار بہم پہنچا چکا ہے ثناء اللہ کو اہلحدیث سے خارج کریں اور اس سے اختلاط ترک کریں اور اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری شپ و ممبری سے اس کو علیحدہ کر دیں منصفین آرہ سے یہ بھول ہو گئی ہے اور سخت بھول ہو گئی کہ جن نمبروں میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ [illegible] ثناء اللہ کی رای کا صرف اسکی متمسک بہا دلائل و وجوہات کے تغلیط و تخطیہ کیا اور یہ سوچکر کہ اس غلطی و خطا میں مولوی ثناء اللہ نے سلف صالحین صحابہ تابعین وغیرہ کا خلاف کیا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا التزام کے ساتھ اتباع کیا ہے اسکو اختیار خلاف سلف اور التزام مذاہب اہل بدعت کی وجہ سے اہل حدیث و اہلسنت سے خارج نہ کیا۔ بلکہ اپنے فیصلہ میں خاکسار کے اصول اخراج کو نہایت قابل قدر و انصاف تسلیم کر کے اس فیصلہ کے صفحہ ۱۶ و ۱۷ میں الٹا مجھ پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ تم نے خود اس اصول انصاف پر عمل نہیں کیا اور مولوی ثناء اللہ کو خارج از اہلحدیث کرنے میں اپنے بیان کردہ اصول سے کام نہیں لیا۔ خاکسار نے انکے الزام کا کافی جواب اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ میں صفحہ ۳۰۰ سے ۳۱۸ تک دیدیا ہے مگر افسوس صد افسوس ان حضرات نے نہ اس جلد کو ملاحظہ کیا نہ میرے جواب کو پڑھا۔ اب بھی میں مولوی عبد العزیز کے اس اصول کو جو میری دلیل سوم کا کبری ہے تسلیم کر لینے اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول سے اپنا اتفاق ظاہر کرنے پر بطور تمثیل صرف ایک نمبر ۶ کے محاکمہ کی طرف ان دونوں کو توجہ دلاتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ اس نمبر میں جو رای مولوی ثناء اللہ نے اختیار کی ہوئی ہے اور اسپر

اسکو ابتک اصرار اور اس کا التزام ہے وہ ابو مسلم جاحظ معتزلی سے پہلے صحابہ تابعین و دیگر سلف صالحین میں سے کسی ایک کی بھی رائی ہے۔ اگر ہے تو اس کا نام بتاویں اور بنقل صحیح اس کا ثبوت دیں اگر نہیں تو مولوی ثناء اللہ اپنے مسلمہ اصول پر عمل کر کے سلف کی تفسیر کو کہ جن چار جانوروں کو حضرت ابراہیم نے چار پہاڑو پر رکھدیا تھا ان کو ذبح کر کے انکے گوشت و پوست کو ملا کر چاروں پہاڑوں پر رکھدیا تھا مرجح کہکر تسلیم کریں اور برخلاف اسکے جو اپنی تفسیر میں جاحظ معتزلی کی رای اختیار کی ہے اس سے رجوع کا اشتہار دیں اور اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں تو مولوی عبد العزیز صاحب سکو اپنے مسلم اصول کی رو سے خاطی قرار دیکر ہمبری وسکرٹری شب کانفرس اہلحدیث سے علیحدہ کریں اور اگر انکا یہ عذر ہو کہ ایسا چلتا پرزہ سکرٹری ہمکو اور نہ ملے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے بہتر سکرٹری ہم پہنچا دینا ہماری ذمہ ہے۔ اور وہ اس طمع سے اپنے اور انکے اصول مسلم کے خلاف کو جائز نہ رکھیں۔ مولوی عبد العزیز صاحب سے اتنا بھی نہ ہو سکے تو وہ اپنے اصول اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول کو تسلیم کو پیش نظر رکھکر اتنا تو کہدیں اور کسی اخبار میں مشتہر کردیں کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں جو یہ لکھا ہے کہ صحابہ وتابعین کی پیروی کا صرف اخلاص اور وفاداری کیلئے جزئیات میں نہیں ہے اور بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے جو ممنوع ہے اور دلیل سے کسی بات کا ماننا اتباع ہے جو لازمی امر ہے یہ انکی غلطی تہی جس کو انہوں نے اب رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵ میں بخوبی ظاہر کردیا ہے اور اسکے برخلاف محض بلا دلیل اقوال صحابہ کی پیروی کو جائز تسلیم کیا ہے اور جزئیات میں انکی رائے محض کو اپنی بلکہ جملہ متاخرین کی رائے پر ترجیح دیکر انکی اخذ و پیروی کی رغبت دلای ہے۔ اور یہ بھی مشتہر کردیں کہ مولوی ثناء اللہ کی اس غلطی سے ہم نے بھی غلطی کھائی اور تقریظ رسالہ اتباع سلف میں یہ بات لکھ دی کہ ہمنے اسمیں کہیں لغزش نہیں پائی اب جو ہم نے اس خط میں یہ اصول بیان کیا ہے جس کی مزید تفصیل تشریح انہوں نے اس رسالہ جدید میں کردی ہے تو اب اس بات سے ہمنے اس تقریظ سے رجوع کرلیا ہے

نمبر چہل و پنجم

خود بدولت ایک مدت سے ہماری مخاصم و مخاطب عزیزم مولوی ثناء اللہ صاحب مؤلف رسالہ اتباع سلف کی تحریری شہادت مصدق اصل اصول نصیحت نامہ بنمبر ۵

و مکذب رسالہ اتباع - بحکم الفضل ما شہدت بہ الاعداء

للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

مولوی ثناء اللہ صاحب وہ دلیر بہادر ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں سب سے پہلے جواز اتباع یا تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین سے انکار کیا اور اس کو ناجائز اور خلاف حریت ٹھہرایا اور بعض علماء کو اور بہت سے عوام اپنے پیچھے لگا لیا۔

ان سے پہلے فرقہ اہلحدیث میں کم سے کم ایک بھی نہ تھا جس نے مسائل غیر منصوصہ و اجتہادیہ میں اس اتباع یا تقلید جماعت سلف سے انکار کیا ہو گو ایسے ہزاروں گذر چکے ہیں اور موجود ہیں جو نصوص کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اور انکے مقابلہ میں کسی کی تقلید نہ کرتے اور مسائل اجتہادیہ میں بھی کسی خاص مذہب یا شخص واحد کے مقلد نہ کہلاتے اور ایسی تقلید کو ناجائز و خلاف حریت سمجھتے تھے اور ہیں کچھ عرصہ سے جو غیر منصوصہ و اجتہادیہ مسائل میں اتباع جماعت سلف سے فرقہ اہلحدیث میں انکار پیدا ہو گیا ہے تو اسکے موجد و امام لیڈر (قائد و رہنما) یہی مولوی صاحب ہیں اور باقی سب کے سب (علماء کہلاتے ہیں یا عوام میں داخل ہیں) انہی مولوی صاحب کے مقلد ہیں گو زبانی وہ مقلد ہونے کے اقراری نہیں۔

از انجملہ انکا ایک مقلد جس کو وہ اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید میں سحبان ہند کا خطاب اور اپنے بعض مکاتیب میں غازی انور بے کا لقب دے چکے ہیں اس رسالہ کی تقریظ میں جو نمبر ۵ پر ہے انکی اسی ترک تقلید جماعت سلف کی مدح میں لکھتے ہیں۔

ہم فاضل مصنف سلمہ اللہ تعالی کے مساعی جمیلہ کو اس نظر سے بھی مشکور جانتے ہیں کہ اس ملک ہندوستان میں اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کے دور کو ایک قرن گذر گیا اور جیسا کہ مسلم ہے امتداد زمانہ کی وجہ سے خیالات میں انقلاب اور ہمتوں میں پستی ہو جاتی ہے اسی طرح اہلحدیث میں بھی وہ بلند ہمتی و حریت کا جو انکا مایۂ ناز تھی کم ہونے لگی اور بہی عرصہ کی متروک تقلید* برنگ دیگر و طرز جدید انمیں بھی آنے لگی تو ایسے وقت پیشتر اسکے کہ یہ فرقہ حقہ ضعیف ہو جائے اور اسکے علمی آثار مٹ جاویں۔ حضرت مولنا مصنف سلمہ اللہ کو یہ توفیق ملی کہ وہ

* وہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی ہے جس نے کچھ حدیث حافظ عبدالمنان صاحب سے پڑھی ہے وجہ ہماری اقراری شاگردی یہ کہ کتب صرف و نحو و منطق کی شرح تہذیب تک مولوی غلام حسن صاحب سے پڑھی اس سے علاوہ علم فقہ اصول معانی بیان وغیرہ میں اس کا کسی سے کچھ پڑھنا معلوم نہیں ہوا۔ شاید یہ علم اس کو لدنی ہو گا خاکسار سے بلا واسطہ بھی اس نے میرے سفر حج میں چند روز ساتھ رہکر استفادہ کیا ہے جس سے اسکے والد اور بھائی احمد الدین واقف ہیں۔

بلکہ یہ ہمارے ناز بردار شاگرد کی اس خاکسار اور اسکے ہم خیال متبعین سلف پر اشارہ و جوش ہے

فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً انکا یہ مایۂ ناز شعر پھر یاد کرائیں ؎

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن ۔ پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

جس سے اس مقلد مولوی صاحب کی مراد یہی ہے کہ اس وقت اہلحدیث میں اتباع یا تقلید جماعت سلف صالحین کا خیال پیدا ہونے لگا تھا جس کو مولوی صاحب نے مٹا دیا۔ اور شعر مذکور کو بنا کر یہ تعلیم کیا ہے کہ صرف ایک کتاب اللہ اور دوسری حدیث رسول اللہ پر عمل کرنا چاہیے ان دونوں کے سوا اقوال اجماعیہ و اختلافیہ صحابہ و تابعین و غیرہ ائمہ دین کی پیروی کا نام نہ لینا چاہیے ان سب کے بائیکاٹ (علیحدگی) کر دینا چاہیے

اس ناداں و بے خبر مقلد مولوی صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اتباع جماعت سلف صحابہ و تابعین تو اہلحدیث میں قدیماً و حدیثاً متوارث چلا آیا ہے ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں گذرا جس نے اس کا انکار کیا ہو ایسا ہی حال و مقال مولوی صاحب کے دوسرے مقلدوں کا بھی جنہوں نے رسالہ اتباع سلف پر بے سوچے بغیر سمجھے کے دستخط کر دیئے تھے اور مولوی صاحب کی تقلید مسئلہ اتباع سلف میں عام لوگوں کے دھوکہ کھانے کے باعث ہوئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ان سب مقلدین [illegible] دستخط کر کے پھر رسالہ اتباع پر دستخط کرنے سے رجوع کر لیا۔ ایسی مولوی صاحب کی تقلید انکے کام آگئی اور موجب تدارک ما فات بن گئی۔

ان ہی مولوی صاحب کے روکدینے سے وہ مقلدین مولوی صاحب ہماری اصول خمسہ مذہب اہلحدیث پر (جو تائید مضامین نصیحت نامہ اور تخطیہ مضامین رسالہ اتباع سلف میں ہم نے قلمبند کر کے پہلے ارکان و ممبران کانفرنس اہلحدیث کے پیش کئے تھے۔ پھر ممبران انجمن اہلحدیث لاہور کے سامنے پیش کیے تھے) دستخط کرنے سے روک دیئے گئے۔

اور جلسہ افتتاحی کانفرنس اہلحدیث دہلی میں اور جلسہ انجمن اہلحدیث لاہور میں ان اصول کی بحث ہونے سے منع کر دیئے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسہ افتتاحی کانفرنس اہلحدیث لاہور سے ہم کو خود علیحدہ ہونا اختیار کرنا پڑا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو ممبران انجمن اہلحدیث لاہور کے (جو معتقدین اتباع سلف ہیں) مجبور کرنے سے اس انجمن کی ممبری سے استعفا دینا پڑا اور ایک جماعت تابعین مولوی صاحب کو جماعت جمعہ مسجد چینیاں والی لاہور سے علیحدہ ہو کر مسجد بنگلہ ایوب شاہ میں الگ جمعہ قائم کرنا پڑا۔

"الغرض ان اصول حسنہ کی نسبت انکے اختلاف ظاہر کرنے سے اہلحدیث لاہور و امرتسر میں ایسا تفرقہ برپا ہوا جس کا انسداد احاطہ قدرت وامکان سے خارج ہوتا نظر آنے لگا تو خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب موصوف کے اس انکار کے بعد اور اسکے نتائج بد نکلنے کے زمانہ ہی میں مولویصاحب سے ایک رسالہ اجتہاد و تقلید تصنیف کرا دیا۔ اور محض اپنے کرم و الہام سے اس رسالہ میں انکی قلم سے ایسے مضامین نکلوا دیے جن سے رسالہ اتباع سلف کے فساد کی اصلاح ہوجاوے اور تدارک مافات عمل میں آوے اور وہ تفرقہ اختلاف مبدل باتحاد و اتفاق ہوجاوے۔ وہ رسالہ مولوی صاحب نے خاکسار کے پاس بغرض تقریظ بھیجا اور میں نے اس رسالہ کو دل ناخواستہ سے دیکھنا شروع کیا تو جسقدر دیکھتا جاتا اسی قدر اس رسالہ سے تنفر اور اسکے مصنف و مصدقین پر میرا تعجب بڑھتا جاتا۔ اور مجھے یہ افسوس انگیز ہوتا جاتا کہ ہماری جماعت اکے علماء کے علم و فہم کو کیا ہوگیا ہے کہ انمیں سے کسی نے بھی یہ سمجھا کہ اس رسالہ کا موضوع تو بیان منصب مجتہد و اجتہاد تھا جو اجتہاد کی تعریف جامع و مانع بیان کرنے کے سوا بیان ہونا ممکن تھا اور اسکی فصل اول میں جسکی سرخی یا عنوان مجتہد و اجتہاد ہے شروع سے آخر تک جو عبارات کتب اصول نقل کیں ہیں انمیں سے [illegible] عبارت مسلم الثبوت کے کہ اسمیں تعریف اجتہاد منطق و تشریح طلب ہے اور اس کی پوری تشریح نہیں ہے ان عبارات کے بیان سے مصنف نے اپنے ناظرین رسالہ کو یہ جتایا ہے کہ جس شخص نے کم سے کم اصول الشاشی پڑھکر اصول فقہ کی تعریف کو سمجھ لیا ہوا اور بعض احکام شرعیہ کو انکی ادلہ سے جان لیا وہ مجتہد ہوگیا۔ حالانکہ اس مسئلہ کا قائل اسلامی اور علمی اور اصولی دنیا میں بجز مصنف اور اسکے مصدقین کے کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے اس امر کی تفصیل آیندہ عنقریب ہوگی۔ اس تعجب و افسوس کے ساتھ ہی اس رسالہ کو بغور دیکھا گیا تو اسکے صفحہ ۲۳ میں مجھے مضمون و عنوان تقلید نظر آیا پھر اسکے صفحہ صدہ۵ میں عمل زمانہ سلف نگاہ سے گذرا۔ ان دونوں مقام میں مصنف نے اپنے رسالہ اتباع سلف کا خلاف کیا ہے۔ اس رسالہ میں جو اس سے انکار اتباع یا تقلید سلف وقوع میں آیا ہے اور وہ موجودہ تفرقہ جماعت کا موجب ہوا ہے اس سے گویا مصنف نے رجوع کر لیا ہے۔ ان دونوں مقام کو پڑھکر خاکسار کو اسقدر مسرت حاصل ہوئی جس قدر اس شخص کو ہوتی ہی جس کا ذکر حدیث صحیح نبوی میں آیا ہے کہ اسکی سواری کا جانور جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھا کھویا گیا تھا وہ تلاش کرنے کے بعد نا یوس ہو کر سو گیا۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسکا جانور اسکے پاس آ گیا ہے اسکی خوشی ہوئی ایسا از خود رفتہ وحواس باختہ ہو گیا کہ اسکے منہ سے بجائے اللھم انت ربی وانا عبدک۔ اللھم انت عبدی وانا ربک نکل گیا۔ اسی خوشی میں میں لاہور پہنچا اور پہلے منشی مبارک علی کورٹ انسپکٹر کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو تحریری پیغام بھیجا جس کا ماحصل تھا کہ جو رسالہ اجتہاد وتقلید میری پاس بغرض تقریظ بھیجا گیا ہے میں اسپر تقریظ لکھنے کو تیار ہوں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب وعدہ دیں کہ اس تقریظ کو بلا کم وکاست اپنے اخبار میں چھاپ دیں گے۔

وہ پھر جب دوہری صدائے برنجاست کا نقشہ نظر آیا تو میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کرکے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد وتقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے کوئی صاحب نیک نیت کھڑے ہو جائیں اور اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف وتفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اس مسجد کے چند مقتدی یہان کا جمعہ چھوڑ کر علیحدہ جمعہ پڑھنے لگ گئے ہیں دور ہو جائے حاضرین مجمع [illegible] منشی [illegible] صاحب [illegible] تھے جو جماعت جمعہ کی تفریق پر اس مجلس میں افسوس کر رہے تھے بعض احباب نے انہی کو اس تحریک واتفاق کے لیے مامور کیا تھا پھر خاکسار نے بٹالہ پہنچکر انکے نام اس تحریک کے لیے خط لکھا تو انہوں نے یہ زبانی جواب دیا کہ میں سفر جاتا ہوں وہاں سے واپس آکر تحریر کرونگا۔ مگر اب تک انکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لہذا میں اس تسلیم مولویصاحب کو پبلک کے سامنے بذریعہ رسالہ پیش کرتا ہوں۔ منشی شمس الدین صاحب و منشی مبارک علی صاحب اور جو کوئی اہی خواہ قوم ہمت کرسکے اس رسالہ کو ہاتھ میں لیکر مولوی صاحب کے پاس پہنچیں۔ اور کہیں کہ اب وہ اپنے ان مضامین رسالہ اجتہاد وتقلید پر عمل کرکے باہم اتفاق واتحاد کو قائم ومستحکم کریں اور قوم کے حال پر رحم کریں۔ پس ہم پہلے عبارات رسالہ اتباع سلف نقل کرتے ہیں جن میں مولویصاحب کا جواز تقلید واتباع سے انکار پایا جاتا ہے اسکے بعد انکی عبارات رسالہ اجتہاد والتقلید نقل کریں گے جن میں اس تقلید کا جواز پایا جاتا ہے اور اس سے مولویصاحب کا انکار سابق سے رجوع ثابت ہوتا ہے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۵ میں کہا ہے۔ فصل دوم سلف صالحین کی تعریف اور انکی پیروی کی تاکید۔ پھر چند احادیث و آثار اور ایک آیت متضمن تاکید اتباع سلف نقل کرکے صفحہ میں کہا ہے۔ یہ آیت صاف بتلا

رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ جزئیات میں نہیں۔ اسکے بعد کہا ہے

فصل سوم اتباع اور تقلید۔ پھر ابو عبد اللہ مالکی سے نقل کیا ہے کہ بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے اور دلیل سے کسی کی بات مان لینا اتباع ہی یہ عربی وارد دونوں عبارتیں

التقلید معناہ فی الشرع الرجوع الی قول لا حجۃ لقائلہ وذلک ممنوع منہ فی الشریعۃ والاتباع ما ثبت علیہ حجۃ۔

رسالہ اتباع کی ہیں۔ عربی عبارت میں جس کو تقلید کہا ہے اسکو شرعاً ممنوع کہا ہی جسکا ترجمہ مولوی صاحب سے چھوٹ گیا ہے مگر اس کا مطلب و معنی خیال سے نہ چھوٹا ہوگا۔ پھر اسکے صفحہ ۹ میں سلف کی روایت اور درایت (فہم و سمجھ) اور رای میں فرق بیان کرکے کہا ہے کہ روایت اور درایت دو مفہوم الگ الگ ہیں۔ معتبر صادق القول (یعنے سلف صالحین و صحابہ و تابعین) کی روایت تو مسلم ہے۔ مگر روایت اور فہم یعنے وہ نتائج جو اس درایت سے اُس نے اخذ کیے ہیں ممکن ہے کہ نا قابل تسلیم ہوں۔

پھر صفحہ [illegible] پھر اسکے صفحہ ۱۳ میں کہا ہے کہ حافظ ابن القیم حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسی اڑاتے اور امام احمدؒ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسا کرتے۔ پھر اسکے صفحہ ۲۳ میں کہا ہے کہ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ جو شخص تقلید سے یعنے بے دلیل علم حاصل کرتا ہے۔ اسکی مثال رات کو ایندھن لانے والی کی ہے جو اپنے خیال میں لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھاتا ہے۔ حالانکہ اسمیں سانپ بھی ہوتا ہے جو اسکی بیخبری میں اُسے کاٹ کھاتا ہے۔ پھر اسکے صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں اجماع و جمہوریت کا بے اعتبار ہونا بیان کرکے صفحہ ۳۷ میں کہا ہے کہ ہمارے نزدیک کسی قول کے صحیح ہونے کی دلیل یہ نہیں کہ وہ اجماع یا جمہور کے موافق ہو۔ اور غلط ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اجماع یا جمہور کی مخالف ہو۔ بلکہ ہر ایک قول کی صحت یا غلطی دلیل کے وجود اور عدم پر مبنی ہے۔ پھر صفحہ ۴۰ میں کہا ہے حافظ ابن قیم مرحوم نے جو سوال پیش کیا تھا کہ اگر کسی امر میں ہم تمام صحابہؓ کے اقوال ہی علیحدہ کوئی بات کہیں اور اسی کو حق جانیں تو لازم آتا ہے کہ طبقہ صحابہ کرام تمام حق گوئی سے خالی ہو جائے۔ اس سوال کا جواب اجماع اور جمہوریت کی بحث سے مل سکتا ہے کیونکہ جن صحابہ کے اقوال ہم تک پہنچے ہیں کہیں زیادہ ایسے ہیں جو ہم تک نہیں پہنچے۔ پھر ہم کیونکر باور کر سکتی

ہیں کہ جتنے اقوال ہم تک نہیں پہنچے وہ موصولہ اقوال سے متفق تھے ہم مانتے ہیں کہ زمانہ صحابہ کرام کیا کوئی زمانہ بھی حق گوئی سے خالی نہیں رہ سکتا۔ لیکن اسکا علم ہم کو نہ ہو تو اس سے اس کا عدم لازم نہیں آسکتا یہی ایک اصول ہے جس سے غفلت کرنے سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ آخری التماس مصنف۔ میری غرض اس رسالہ سے یہ ہے کہ مسلمانوں میں طبقہ علماء اپنے علم و فضل کی حیثیت سے ہر مسئلہ کو بطریق سلف صالحین تحقیق کیا کریں تاکہ جو تقلیدی جمود صدیوں سے ہم میں آرہا ہے تحلیل ہو۔ یا اسمیں کسی طرح کی کمی آئے۔

یہ عبارات صاف اور صریح الفاظ سے بتارہی ہیں کہ مولویصاحب بلا دلیل کسی کی تقلید کو سلف کی ہو۔ خواہ خلف کی۔ ایک کی ہو۔ یا سو کی ہزار کی یا بے شمار اشخاص کی ہو ناجائز جانتے ہیں۔ اور اتباع سلف کا جو حکم شرع میں وارد ہے اس کو انکی روایت قبول کرنے سے مخصوص کرتے ہیں یا صرف اخلاص و وفاداری سے اس کو مختص سمجھتے ہیں مسائل جزئیات ہیں جنکی دلیل معلوم نہ ہو۔ انکی تقلید جائز نہیں رکھتے۔

اب انکے رسالہ اجتہاد و تقلید کی عبارات سنو۔ اسکے صفحہ ۲۲ میں ہے۔ وہ

فصل پنجم تقلید ... جو شخص علم نہ رکھتا ہو۔ وہ علماء کی پیروی کرے پھر تعریف تقلید میں اشکال ظاہر کرکے اسکے صفحہ ۲۵ میں اس کا ص ابن سبکی سے یوں نقل کیا ہے کہ انہوں نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے کہ کسی بات کو قبول کرنا اس کی دلیل پہچاننے کے بغیر اس تعریف پر وہ اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ عامی کو عالم کی پیروی کا حکم ہے وہی حکم اس کی پیروی کی دلیل ہے۔

اس عبارت میں آپنے فیصلہ کر دیا ہے کہ جس شخص کو کسی مسئلہ کی دلیل کا علم نہ ہو وہ علماء کی تقلید کرے بغیر اسکے کہ وہ اس مسئلہ کی دلیل اس کو بتا وے تو یہ تقلید اسکے لیے جائز ہے اور اس تقلید کا اسکے لیے شرع میں حکم آچکا ہے اس قول میں اپنے قول رسالہ اتباع سلف سے کہ بلا دلیل کسی کی بات کو مان لینا تقلید ہے اور وہ ناجائز و ممنوع ہے۔ صاف رجوع کیا ہے۔ اور پہلے قول کو غلط قرار دیا ہے اگر آپ اسمیں عذر یا ویل کریں کہ رسالہ اتباع میں ہم نے علماء کے حق میں تقلید ناجائز کہا تھا اور رسالہ اجتہاد و تقلید میں عامی و بے علم کے لیے تقلید کو جائز کہا ہے۔ لہذا اس میں مخالفت نہیں ہے تاکہ کلام ثانی کو کلام اول سے رجوع تجویز کیا

ہم کہتے ہیں یہ عذر باطل ہے اور رسالہ اجتہاد و تقلید

جا سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قول آیندہ میں آپنے ائمہ محدثین کے طریق عمل میں جو احادیث کا تتبع کرتے صحابہ و تابعین کی تقلید کو داخل کیا ہے۔ لہذا اس کلام سابق اتباع سلف کو علماء سے مخصوص کرنا اور کلام جدید رسالہ اجتہاد و تقلید کو عامی کے حق میں قرار دینا بے معنی و نا ممکن امر ہے۔ احادیث کا تتبع کرنے والے ائمہ محدثین عامی نہیں کہلاتے۔

اب اس سے بڑھکر سنو۔ صفحہ ۵ میں اس رسالہ میں آپنے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی

> واذا فرغوا بجھدھم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین الخ (حجۃ اللہ مصری جلد اول ص۱۱۶ حجۃ اللہ صدیقی ص ۱۵۴)

کتاب حجۃ البالغہ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ سلف میں دستور تھا کہ کوئی مسئلہ اگر حدیث میں ملتا تو اقوال صحابہ اور تابعین کو لیتے اس حوالہ سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہی کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے اس میں کسی کو بھی خلاف نہیں ہم بھی بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہماری بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہ کے اقوال کو ترجیح ہے ... کو انکار نہیں انکار تو اس سے ہی کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفردانہ اجماعا نہ متفرقا۔ چنانچہ اس کی مفصل بحث ... ہو چکی ہے یہی معنے ہیں قرآن مجید کی اس آیت کہ خدا تعالے کے الہام کیے ہوئے کلام

> اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء

(قرآن و حدیث) پیروی کرو اور اسکے سوا کسی کی مت کرو چونکہ یہ حکم الامر للوجوب یہ آیت وجوب کے لیے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا اس لیے ہمارا دعوی ثابت ہی کہ صحابہ تابعین وغیرہ سلف کے محض اقوال بھی ہمارے محض خیال اور مقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب ارجح ہوگی

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں اسی عنوان سے فصل مقرر کی ہو

> فصل فی جواز الفتوی بالآثار السلفیۃ والفتاوی الصحابیۃ وانھا اولی بالاخذ بھا من آراء المتاخرین ج ۲ ص ۱۶۲

چنانچہ لکھتے ہیں۔ یعنے آثار صحابہ پر فتوے دینا جائز ہے۔ اور وہ متاخرین کے اقوال سے اولی ہیں۔ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ

الفاظ لکھے گئے ہیں اسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے

اس عبارت میں سلف صالحین علماء محدثین کا یہ عمل بتایا گیا ہے کہ وہ احادیث رسول اللہ صلعم کا تتبع وتلاش کرتے جب انکو حدیث نہ ملتی تو اقوال صحابہ وتابعین کو اخذ کرتے یہ علما کے حق میں بلا دلیل اقوال کے تقلید کی تجویز نہیں تو اور کیا ہے

اے میرے عزیز مولوی صاحب۔ اگر یہ الفاظ الہام والقا ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی وہدایت عقل انسانی آپنے دل سے کہے ہیں تو بس آپکی اور آپکی مخالف پارٹی کے علماء وعوام کی جماعت اہلحدیث لاہور وامرتسر سے پختہ اور دائمی مصالحت ہو جانے میں اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیان مسجد چینیانوالی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اسکے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اسقدر دیر وتوقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر عربی کے ان مقامات کے متعلق جہاں آپکی تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر سے سلف کو راجح کہدیں اور اپنی تفسیر سے اس کو اولی قرار دیں اور اس امر کا اپنے اخبار میں اشتہار کر دیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب وسنت سے بیان کر دیں جو آپکی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں اجماع واقوال جماعت صحابہ کو واجب الاتباع کہو یا [illegible] اقوال ہی مقدم ہونے کا اشتہار دیگر انکی تفسیر کو اپنی تفسیر سے جو رائی محض پر مبنی ہے نہ کتاب وسنت پر راجح مقدم ہونے کا اشتہار کر دو۔ اب رہی یہ بحث کہ اقوال سلف منفردا یا اجماعا حجت شرعی ہیں یا نہیں اس بحث کو بالفعل ٹوکرہ سکوت کے نیچے دبا رکھیں یہ بحث پھر سہی۔ یار باقی صحبت باقی۔ مجھکو خدا تعالی نے زندگی میں مہلت دی تو میں قرآن اور حدیث سے بلکہ آپ ہی اس رسالہ اجتہاد وتقلید سے ثابت کر دکھاؤنگا انشاء اللہ تعالی کہ اگرچہ اکیلے صحابی کا قول حجۃ شرعی نہیں ہے۔ اور یہی محمل ہے اس اصول محدثین کا ہے جس کو آپ سنہرا اصول بتاتے ہیں یعنے قول الصحابی لیس بحجۃ مگر شیخین اور خلفاء اربعہ اور دیگر جماعت صحابہ کے اقوال جن کا خلاف دوسرے صحابہ سے مروی نہ ہو اور اجماعی اقوال ہر زمانہ کے کتاب وسنت کا بدل اور شرعیہ حجت ہیں۔

اب ہم اس شہادت تحریری مولوی صاحب کی تائید میں مولویصاحب کی تمام پارٹی اور جملہ مقلدین ومصدقین رسالہ اتباع سلف وا کابر علمائے محدثین متقدمین و متاخرین کی شہادت پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ یہ اصول زمانہ قدیم سے متفق علیہ

چلے آئے ہیں۔ اس زمانہ کے اخیر میں جن لوگوں سے انہیں اختلاف ظاہر کیا وہ بھی اب ان سے متفق ہو گئے ہیں۔ اب انمیں کسیکا اختلاف باقی نہیں رہا۔ مگر اس ثبوت کے لیے بطور تمہید انکے اختلاف کی ہسٹری کا بیان ضروری ہے پس واضح ہو کہ ان اصول قدیمہ میں سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں اختلاف ظاہر کیا تھا باقی انکے ہمخیال انہی کی مقلد ہو گئے اور انہوں نے اپنی علم اور فہم سے کچھ کام نہ لیا۔ خاکسار نے اس رسالہ کے جواب میں نصیحتنامہ نمبر ۵ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ کو میں شتہر کیا تو اسپر انکے مصدقین رسالہ ہی بڑ کر ہماری علمائے وقت نے خاکسار کے رسالہ سے اتفاق کیا۔ بلکہ بعض مصدقین رسالہ اتباع سلف نے ہی اپنی تصدیق سے رجوع کیا جنکی تحریرات اسی جلد کے نمبر ۲ میں منقول ہو چکی ہیں۔ پھر خاکسار دوبارہ کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو ان اصول خمسہ کو مستقل طور پر قلمبند کر کے علماء دہلی کے سامنے پیش کیا

وہ اصول خمسہ یہ ہیں

(۱) جو حکم قرآن و حدیث میں منصوص ہو اسکا اتباع بلا واسطہ غیر واجب ہے اگر متبع خود عالم ہی تو وہ اپنی خدا داد علم سے قرآن و حدیث کا اتباع کرے اور اگر وہ جاہل و عامی ہے تو کسی عالم قرآن و حدیث سے مضمون آیت و حدیث کو اور اسکی صحت و معنی دریافت کر کے اس کا اتباع کرے اور جو اس حکم کا مخالف کسی کا قول (ایک ہو یا جماعت کا) اس کو ہرگز اس کی تقلید و پیروی نہ کرے

(۲) اور جو حکم قرآن و حدیث میں نہ ہو اسمیں آثار و اقوال صحابہ کا اتباع واجب ہے۔ اگر وہ آثار و اقوال اجماعی ہوں یا غیر خلافی یعنے انمیں کسی صحابی کا اختلاف معلوم و مروی نہ ہو

(۳) جو صحابہ کے اقوال اختلافی ہوں انمیں کسی نہ کسی صحابی کے قول کی پیروی ضروری ہے خصوصاً خلفائے اربعہ و شیخین کے اقوال کی اور ان سب کا خلاف کرنا اور سب کو چھوڑ کر اپنی رای یا آراء متاخرین خصوصاً اہل بدعت و اہواء معتزلہ وغیرہ کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے

(۴) صحابہ کے اقوال بھی نہ ملیں تو حسب تشریح و ترتیب اصل دوم و سوم تابعین کے اقوال کی پیروی مناسب ہے اور اقوال قرون متاخرہ پران کو تقدیم ہے یہ اصول اربعہ ہر ایک امر دین میں متعلق اعمال ہوں خواہ متعلق اعتقاد یا تفسیر قرآن وغیرہ انکے لیے دستور العمل ہیں۔

(۵) و معہذا انکے نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت و اہواء معتزلہ و نیچریہ و مرزائیہ وغیرہ کے اصول سے محترز رہیں۔ مثلاً معتزلہ کے اس اصول سے کہ قرآن مجید کی تفسیر مجرد لغت سے بلا استشہاد و استمداد احادیث و آثار جائز ہے (۲) جو

امر انکے خیال میں نیچر و قانون قدرت معلوم ہو وہ لائق تسلیم نہیں ہے بلکہ واجب التاویل ہے
(۳) حقیقت شرعی احکام میں مقدم ہوتی ہے نہ اخبار گذشتہ و پیشینگویوں میں وعلے ہذا القیاس۔

اس مذہب اہلحدیث اور انکے اصول کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۴ و اعلام الموقعین کے صفحہ ۲ جلد اول اور صفحہ ۳۱۶ لغایت صفحہ ۳۳ جلد ۳۔ وغیرہ و تفسیر اتقان کے صفحہ ۵۳۷ وغیرہ میں اور مجمع الزوائد ابوبکر ہیثمی صفحہ ۱۷ و مشکوۃ شریف وغیرہ و قرآن مجید و فرقان حمید میں ہے

ان سب اصول کا خلاصہ ابیات ذیل میں ہے جو پرچہ قواعد کانفرنس و انجمن اہلحدیث لاہور و اخبار اہلحدیث امرتسر کے سر ورق پر مشتہر ہونے کے لائق ہے ؎

اصل دین آمد مسلماں را قرآں   پس حدیث سرور پیغمبراں
پس ازاں اجماع اہل اجتہاد   از صحابہ سید خیر العباد
بعد زاں اجماع جملہ تابعین   رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پس [illegible]

ان اصول کو خاکسار نے ۳۰ ذی الحجہ سنہ ۲۹ھ کو دہلی کی مسجد اہلحدیث (مسجد خلیفہ جی) میں جمعہ کے خطبہ میں جسمیں علماء مشاہیر اہلحدیث سے حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ اہلحدیث۔ مرزا ضمیر الدین صاحب صدر کانفرس اہلحدیث دہلی۔ مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب وغیرہ موجود و مخاطب تھے پیش کیا۔ تو بعد نماز جمعہ جملہ حاضرین و مخاطبین سے بجز حافظ عبداللہ صاحب کہ وہ بعد نماز مجلس سے چلے گئے تھے) سب نے بالاتفاق کہا کہ اتباع سلف کا منکر کون ہے۔ آپ یہ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دیں گے۔ (اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء سنہ ۳۰ھ ملاحظہ ہو)

اسکے بعد میر عبدالسلام صاحب کے مطبع فاروقی دہلی میں کانفرس اہلحدیث کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں خاکسار نے بہ تحریک مولوی سید احمد حسن صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ریاست حیدر آباد دکن و تائید صدر انجمن مرزا ضمیر الدین احمد صاحب پہلے یہ تمہید پیش کی۔ کہ سکرٹری کانفرس نے میرے نام ایک کارڈ لکھا تھا کہ آپ کانفرس کی مجلس انتظامیہ کے ممبر قرار دیئے گئے ہیں اور اسکے بعد کے وہ کئی کارڈ و نمبر کانفرس کی کاروائی

سے یہ بھی اطلاع دیدی ہے خاکسار نے پہلے کارڈ کے جواب میں لکھدیا تہا۔ کہ جب تک کانفرنس
اصول اہلحدیث کے پابند نہ ہو۔ اور یہ نہ بتلائے کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں۔ میں ممبری کی
منظوری سے معذور ہوں کیونکہ میں بعض اخص ارکان کانفرنس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اصول
مذہب اہلحدیث کے خلاف پر مصر ہیں۔ اس وقت جو میں دہلی پہنچا ہوں اور اس جلسہ کانفرنس میں
شریک ہو گیا ہوں اس سے میری یہی غرض ہی کہ میں اس کانفرنس کو دیکھوں کہ اصول مذہب اہلحدیث کی پابند ہی یا نہیں
اس تمہید کے بعد خاکسار نے ان اصول خمسہ کو تحریر کے ذریعہ پیش کر کے کہا کہ اگر اس
تحریر کو کانفرنس صحیح تسلیم کرتی ہے تو صاحب پریزیڈنٹ و دیگر ممبران اس تحریر پر دستخط کریں
میں بڑی خوشی سے اس کانفرنس کا ممبر ہونا منظور کرونگا اور اگر کسی کو انکی تسلیم سے انکار ہے
تو میں اسپر بحث کرنے کو حاضر ہوں۔ اسپر حاجی عبدالغفار صاحب امین کانفرنس وغیرہ ارکان نے
کہا۔ اس جلسہ میں ان اصول کا مخالف کوئی نہیں ہے ایک صاحب بولے کہ فلاں فلاں مولوی
صاحب جو اسوقت حاضر نہیں ہیں۔ شاید ان اصول کے مخالف ہوں۔ انکے کہنے سے یہ قرار
پایا کہ ان اصول پر مرزا ضمیر الدین احمد صاحب اور مولوی سید احمد حسن صاحب غور کریں انکی
اتفاق کے بعد [illegible] کو ان اصول کا
مخالف خیال کیا جاتا ہے اس تحریر کی نقل ارسال کی جائے انکا بھی اتفاق ہو گیا۔ تو ان اصول
کو اصول کانفرنس قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کسی کا خلاف ہوا تو ان سے اصول پیش کنندہ کا مباحثہ
کرایا جائیگا۔ جلسہ افتتاحی کانفرنس کی پہلی یا عین جلسہ میں۔ اس تحریر کی نقل اخبار میں چھپ
جائے تاکہ مخالف کو بحث کرنے کا موقعہ ملے۔

جب یہ تحریر متضمن اصول خمسہ مولوی سید احمد حسن صاحب و مرزا ضمیر الدین احمد صاحب کے سپرد
ہوئی۔ تو خاکسار نے اس غرض سے کہ ممبران کمیشن جنکی نظر و غور و فکر کے لیے یہ اصول سپرد
ہوئے ہیں ہمیں خلط بحث کر کے ان اصول کی صحت و مدلل ہونے یا نہ ہونے میں نہ لگجا دیں
امور تنقیح طلب لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجدئے۔ جن کی نقل یہ ہے :۔

امور تنقیح طلب و لائق غور و توجہ

جناب مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب ممبر جو ممبر کے

* مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری و مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی

اصول خمسہ پر غور کرنے کے لیے کمیشن مقرر ہوئے ہیں۔ میں انکی رفع تکلیف اور اپنے مطلوب و مدعا کی تحقیق کی غرض سے امر تنقیح خود ہی مقرر کئے دیتا ہوں۔ اور صرف تنقیح اس امر کے متعلق آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور اسی امر کے متعلق آپکی رائے لینا اور کانفرس اہلحدیث کو اس کا فیصلہ سنا کر متفق کرنا مطلوب ہے

وہ یہ ہے

کہ جو اصول خمسہ بیان کئے ہیں وہ اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور انکا عمل زمانہ صحابہ رضی سے قرون متاخرہ تک ان ہی اصول کے مطابق و موافق چلا آیا ہے۔ یا نہیں۔

صرف اس امر کے متعلق کمیشن اپنا فیصلہ دے اور اسی امر میں جو اور شخص مجھسے بحث کرنا چاہے بحث کرے اس امر کے علاوہ نہ یہ بحث کریں کہ اجماع صحابہ رضی یا تابعین رح یا عدم خلاف حجت شرعیہ ہے یا نہیں۔ اگر حجت ہے تو قطعی ہے یا ظنی۔ اور اجماعی یا غیر خلافی اقوال کو عمل میں لانا یا اس کو واجب العمل یا جائز الاتباع سمجھنا تقلید ہے یا نہیں۔ اور یہ تقلید جائز ہے یا ناجائز۔ ان امور سے بحث کرنا اس وقت منظور نہیں۔ یہ بحث پھر سہی یار باقی صحبت باقی۔ (ابو سعید محمد حسین)

اسکے جواب [illegible] اس کی نقل یہ ہے۔

جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم سلامت۔ السلام علیکم آپکے سوالات کا جواب انشاء اللہ تعالی بغور دیا جائیگا۔ حقیر ضمیر الدین احمد لوہاردی۔

حاضر الوقت دحقیر زمن احمد حسن کیطرف سے سلام مسنون بوحدت مضمون فقط۔ احمد حسن بقلم خود

یہ جواب ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو دہلی سے روانہ ہوا ۲۳ کو بٹالہ میں خاکسار کو موصول ہوا اسی اثناء میں (یعنے خاکسار کی طرف سے درخواست دستخط اور مولویصاحبان کیطرف سے مواعید دستخط کے زمانہ میں) ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء کا اخبار اہلحدیث امرتسر شائع ہوگیا اور اسمیں جماعت اصحاب ثلثہ (حافظ عبد اللہ صاحب و مولوی عبد العزیز صاحب و مرزا ضمیر الدین احمد صاحب) کو انکی امام و لیڈر مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ آرڈر (حکم) ٭ نگران حضرات ثلثہ کو پہنچ گیا کہ اسکو (یعنے کانفرس اہلحدیث کو) ان جھگڑوں سے مطلب نہیں۔ اسلیے جتنی کارروائی دینے سلف کے اتباع یا تقلید پر بحث

٭ اس آرڈر کو مشتہر کرنے کے وقت مولوی صاحب کو اپنے کانفرس کے قواعد و اغراض سے نمبر ۲ کا ذہول ہوگیا جسکے الفاظ یہ ہیں (د) یعنے منجملہ اغراض مقاصد چہارم مسلمانوں کے عموما اور اہلحدیث کے خصوصا باہمی خلاف و شقاق کو دور کرنے میں سعی کرنا۔ مولوی صاحب کو تو یہ ذہول و نسیان ہونا ہی تھا۔ انکے مقلدین جملہ ممبران و ارکان کانفرس بھی اسکو بھول گئے کسی کو یاد نہ رہا کہ ان اصول میں اختلاف کو رفع کرنا تو اس کانفرس کا پہلا فرض ہے ہم اس میں کوتاہی کیوں کرتے ہیں۔

کے متعلق ہوگی میری اور آپکی تشخصی ہوگی اہلحدیث کانفرس کو اس سے تعلق نہ ہوگا نہ اسکے جلسہ میں ہوگی نہ اسکے رجسٹر میں لکھی جاویگی۔ تو ان حضرات نے اپنے اس آرڈر (حکم) پر ایمان لاکر اس کو واجب العمل سمجھ لیا اور اپنے پہلے اس وعدہ کو کہ آپ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دیں گے۔ پہر دوسری اس وعدہ کو جو جلسہ کانفرس میں ہوا تھا پہر اپنے تیسرے وعدہ کو جو پرچہ امور تنقیح کے جواب میں ان دونوں حضرات نے بذریعہ رقعہ کیا تھا نسیا منسیا کر دیا یا دیدہ دانستہ اپنے امام کی تقلید سے اس کا خلاف کیا اور اس وقت تک اسکا ایفا نہ کیا باوجودیکہ میں دو دفعہ مولوی احمد حسن صاحب کے مکان پر جہاں مرزا صاحب بھی تہے پہنچا اور ان سے مکرر وعدہ لیا۔ اور پہر تین دفعہ بذریعہ خطوط بھی انکو یہ وعدہ یاد کرایا گیا جو ذیل میں منقول ہیں۔

لاہور موچی دروازہ مکان مولوی سلطان احمد ۲۵ جنوری ۱۹۱۳ء نمبر ۲۵۔

مجی مولوی سید احمد حسن صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دہلی میں رہ کر میں نے آپ کو ایک خط لکھا تہا۔ اسکا جواب آپنے نہ دیا تہا۔ پہر اپنے وطن بٹالہ سے ۴ جنوری ۱۹۱۳ء کو ایک تحریر مولوی عبد الرزاق و مولوی احمد اللہ صاحب کے ذریعہ خدمت میں ارسال کی۔ اس کا جواب بہی آجتک نہیں آیا۔ اب یہ [illegible] نواب مرزا ضمیر الدین صاحب کے نام کا خط آپکی خدمت میں بہیجا جاتا ہے۔ اسکو ملاحظہ فرما کر مولوی عبد الرزاق صاحب کے ذریعہ انکے پاس بہیجدیں۔ اور اسکے جواب دینے کی سفارش کریں۔ اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ بتاویں کہ میرے اصول خمسہ ابتک کیوں دستخط کر کے واپس نہیں کیے (ابو سعید محمد حسین)

دوسری دفعہ کا خط

روپڑ ضلع انبالہ۔ ۱۲ مارچ ۱۹۱۳ء ۱۷۷

جناب مرزا ضمیر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم۔ مدت ہوئی آپ کا نوشتہ آیا تہا کہ ہم سوچ اور غور کے بعد اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کی نسبت رائے ظاہر کریں گے۔ جناب نقل را چہ عقل سوال صرف یہی ہے کہ وہ اصول اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اور ان کتابوں میں جن کا حوالہ میں نے دیا ہے منقول ہیں یا نہیں۔ اسمیں زیادہ غور و سوچ کی ضرورت نہیں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر صرف تصحیح یا تغلیط نقل کر دینی چاہیے۔ آپ کو اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ درخواست ہے اب بہی آپنے توجہ نہ کی تو آپ کا نوشتہ سابق اور اس کا یہ جواب معہ اس اعتراف کے جو لیچار اہل حدیث ۱۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اس رسالہ میں چھاپ دیا جائیگا۔

مولوی سید احمد حسن صاحب عالم و مصنف دینی کتب* ہونے کے ساتھ دنیاوی منصب بھی اعلیٰ رکھتے ہیں مرزا صاحب صدر انجمن کانفرنس ہونے کے ساتھ ترجمہ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اور ایک اسلامی ریاست لوہارو کے رئیس اعظم کے بھائی ہوتے ہیں ان دونوں حضرات نے اپنے کسی منصب کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور غیر مقلد کہلا کر اپنے امام مولوی ثناء اللہ کے مقلد بن گئے۔ پانچ دفعہ وعدہ کر کے اسکا ایفا اب تک نہیں کیا (رسالہ ۱۳ کا ذکر ہے)

انکی اس فاحش اور غلط تقلید پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں یہ لکھنا کہ کانفرس اہلحدیث میری تابع اور مقلد نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس معنی سے صحیح ہے مولویصاحب چونکہ انجمن معاونین کے ممبر و سکرٹری ہیں لہذا انکا منصبی فرض ہے کہ وہ اس سوال کے جواب میں راستی سے کام لے کر انصاف سے کہیں کہ مرزا ضمیر الدین صاحب و مولوی سید احمد حسن صاحب اخص ارکان کانفرس متعدد وعدے زبانی و تحریری دیگر ان وعدوں کو پورا نہ کر کے آپکے مقلد ٹھیرتے ہیں یا اس وعدہ خلافی کے ارتکاب پر وہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل رکھتے ہیں یا آپ انکی طرف سے کوئی دلیل قائم کر سکتے ہیں اگر کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ دونوں آپکے مقلد ہوئے [illegible] نے پر ایک روشن اور قطعی دلیل ہے کہ ان اصول خمسہ کو زبانی تحریر ذریعہ پیش کرنے سے پہلے یعنی مرزا صاحب سے دہلی میں ملکر درخواست کی تھی کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دہلی میں بلا کر اور جس مسئلہ اتباع سلف میں جماعت اہلحدیث سے انکی نزاع ہے اسمیں میری اُن سے گفتگو کرا دیں۔ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو بلایا اور مجھے پیغام بھیجا کہ وہ دہلی آگئے ہیں آپ آئیں اور ان سے گفتگو کرلیں خاکسار نے اسکے جواب میں انکی نام ایک رقعہ لکھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

مجی مکرمی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا زبانی پیغام مولوی عبد الرزاق صاحب لائے آپنے مجھے یاد فرمایا ہے ساڑھے تین بجے یہاں سے چلونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پیشتر مجھے یہ اطلاع ملنی چاہیے کہ اس وقت مجلس میں کون کون صاحب ہونگے اور گفتگو کس مسئلہ میں ہوگی کیا اس مسئلہ میں جیسے کہ میری درخواست تھی کہ اگر

---

* ایک تفسیر قرآن احسن التفاسیر اردو میں آپنے لکھی ہے کتاب مشکوٰۃ میں امام ابوبکر بیہقی سے زیادات بڑھا کر چھاپی ہے ان کتابوں میں جو وعدہ خلافی پر وعید وارد ہوئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں مرزا صاحب قرآن کا ترجمہ اکثر پڑھا یا کرتے ہیں ان کی نظر سے آیات ایفائے وعدہ گذرتی ہونگی۔

کوئی بات نص قرآن و حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو اسمیں اقوال سلف بلا اختلاف پائی جاتے ہوں
تو اسمیں اقوال سلف لائق دستاویز ہیں اور متاخرین کی رائے پر اسکو تقدم ہے یا کسی اور
مسئلہ میں گفتگو متعین ہونے کے بعد میں اپنا آنا مناسب سمجھتا ہوں۔ ابو سعید محمد حسین
۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

اسکا جواب مرزا صاحب نے اسی خط پر لکھدیا جسکی نقل یہ ہے۔

جناب مخدوم و مطاع مولنا صاحب سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی صاحب
آپکی طلب پر آئے ہیں اس مسئلہ میں جسکا آپنے ذکر فرمایا گفتگو کرینگے۔ اور جس گفتگو میں امکان
اور میں اور مولوی عبد الرزاق صاحب ہونگے اور مقصود یہی ہے کہ نزاع اگر کچھ ہے تو مرتفع
ہو جائے اور گفتگو جو ہوگی تحریری ہوگی۔ صرف زبانی نہ ہوگی۔ حقیر ضمیر احمد۔

پھر جب خاکسار انکے مکان پر پہنچا اور سوال کے متعلق بحث لکھ کر جواب کے لئے پیش کیا
جو ذیل میں منقول ہے۔

سوال یہ امر اہلحدیث میں متفق علیہ ہے کہ جس امر میں قرآن ناطق ہو یا حدیث
صحیح فیصلہ کن ہو اسمیں برخلاف قرآن و حدیث کسی کی تقلید نہیں اور جس امر میں قرآن
و حدیث کا کوئی صریح فیصلہ نہ ہو صرف اقوال و آثار صحابہ و تابعین ہوں اس امر میں اتباع
اقوال سلف ضروری ہے اگر وہ اقوال متفق علیہ ہوں تو ان اقوال کے ماننے میں کسی اہل
حدیث کو نزاع نہیں اور اگر انمیں اتفاق صریح مروی نہ ہو صرف اختلاف معلوم نہ ہو تو وہ
اقوال بھی ضروری لائق دستاویز ہیں۔ اقوال متاخرین ان اقوال متفقہ یا غیر مختلف فیہ کے
برخلاف ہوں تو وہ لائق اتباع نہیں ہے جو شخص اہلحدیث ہونے کا مدعی ہو اسکو ان اصول
کی تسلیم لازم ہے۔ کیا ان اصول کو آپ مانتے ہیں۔ (دستخط ابو سعید محمد حسین)

نقل مطابق اصل ہے ضمیر الدین احمد

تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور یہی سوال اپنے پاس
سے گھڑ کر مجلس میں پیش کر دیا۔ اور اسکا جواب مرزا صاحب سے لیکر اخبار ۲۹ دسمبر سنہ ۱۱ء
مشتہر کر دیا اس اخبار میں عنوان **جناب مولوی محمد حسین صاحب دہلی میں**
کے ذیل میں بہت سی باتیں خلاف واقعہ لکھی ہیں انا بجملہ جو اس گفتگو کے متعلق برخلاف

واقعہ ہیں ان کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں
میں نواب صاحب کے مکان پر اترا تھا۔ نواب صاحب کے بلانے پر مولوی صاحب رخاکسار
وہاں ہی تشریف لائے اور گفتگو ہوئی۔ گفتگو کیا تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک عبارت
لکھوائی لکھنے والے مولوی محمد حسین صاحب سوداگر کونڈ تھے۔ عبارت میں ایک ہی فقرہ قابل
بحث تھا کہ جس مسئلہ میں جمہور سلف کا قول بے دلیل ہو تو اس کا خلاف مروی نہ ہو تو
اسکی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں ہے مجھ سے اس کی تصدیق چاہی
میں نے کہا یہ مجلس ندا کرے ہے۔ نواب صاحب (صدر) فرما دیں یا اور صاحب بتلا دیں انہوں نے
اہلحدیث کا مذہب جو اختیار کیا ہے تو کیا سمجھ کر کیا ہے۔ اس پر نیر صاحب بیک زبان بولے کہ
ہم کسی بے دلیل قول کی تقلید واجب نہیں جانتے۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں کسی
مسئلہ میں قرآن و حدیث نہ ہو اور محض سلف کا قول ہو تو وہ قول ہمارے قول سے راجح
ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ اس پر میں نے رسالہ اتباع سلف کا صفحہ ۳ نکالکر نواب صاحب
کو دیا انہوں نے پڑھا تو یہی لکھا تھا۔ پڑھ کر نواب صاحب نے فرمایا بس یہی ہمارا مذہب ہے۔ نواب
صاحب نے بڑ[illegible] کہا کہ آپ نے بڑی بڑی
خدمات کی ہیں۔ اب ہمارا اپنا بنایا گھر کیوں گراتے ہیں۔ ہم تو تقلید کو مدت سے چھوڑے
ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں میں نے مولوی صاحب کی اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ سے عبارت نکالکر
دکھائی کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں میں نے کہا بس یہی
اہلحدیث کی تعریف ہے۔ مگر مولوی صاحب نے کہا یہ تعریف جامع نہیں۔ غرض اہل مجلس میں سے
کوئی ایک متنفس بھی مولوی صاحب سے متفق نہ ہوا۔ دوسرے روز بموجودگی میر عبدالسلام صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری اہل حدیث کانفرنس مولوی صاحب موصوف پھر تشریف لائے میں نے بمنت*
و سماجت عرض کیا کہ للہ آپ اس جھگڑے کو جانے دیجئے اور کوئی مفید کام کیجئے۔ بولے نہیں یہ
فیصلہ مقدم ہے۔ ایک کمیٹی بناؤ جو اس کا فیصلہ کرے۔ میں نے کاغذ پنسل لیکر عرض کیا۔ آپ علما
کے نام لکھوا دیں۔ ناموں میں میرے جناب مولینا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور
مولینا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کا نام بھی لکھا تو فرمایا کہ آپ کام کو لمبا کرتے ہیں۔ میں

* صرف ترباقی منت نہ کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے جس کا اعتراف لاہور پہنچکر اپنے معتقد و محب میاں فضل صاحب
گلگٹ ساز کے پاس کیا ۱۲

چاہتا ہوں جلدی ہو جائے دو چار عالم نہیں سکے بیٹھ جائیں۔ مینے عرض کیا دو چار آج بیٹھیں دو چار کل بیٹھیں گے۔ وہ آج والوں کے خلاف کریں گے۔ آج والے انکی مخالف۔ تو یہ فیصلہ کیا ہوا۔ اتنے میں اٹھ کر چلے گئے۔

اس بیان اخبار کا میرے سوال کو مقابلہ کر کے ناظرین با فہم و تمکین یقین کر سکتے ہیں کہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے۔ اس میں نہ میرے اصل سوال کو نقل کیا ہے اور نہ اس کا جواب مولوی صاحب نے دیا ہے بلکہ میرا اصل سوال مرزا صاحب کو اور دیگر حاضرین مجلس کو بہلا کر اور باتوں (نئے سوال اور اسکے جواب) میں بہلا لیا ہے۔ مرزا صاحب جو افراط تقلید مولوی صاحب میں مبتلا تھے۔ اتنا نہ سمجھ سکے کہ ہمنے کیا تحریری وعدہ دیکر خاکسار (ابو سعید) کو مجلس میں بلایا تھا۔ اور مجلس میں کیا ہو رہا ہے۔ نہ ابو سعید کے سوال کو مولوی ثناء اللہ نے چھوا۔ نہ اس کا جواب انہوں نے دیا۔ جس کا ہمارے خط میں وعدہ تہا۔ خود ایک نئے سوال کے سائل بن گئے اور مجھ (مرزا صاحب کو) مجیب بنا لیا۔ اور خود بیچ میں سے ایسے نکل گئے جیسے مکھن سے بال نکلتا ہے اور پھر اس سوال و جواب کو بر خلاف واقعہ اخبار میں مشتہر کر دیا۔ اس چالاکی مولوی صاحب کو مرزا صاحب فرط اعتقاد و تقلید ... مولوی صاحب کا اس بیان خلاف واقعہ ہونے پر مرزا صاحب کو بذریعہ ایک استشہاد متنبہ کیا اور ان سے اس کا جواب چاہا وہ استشہاد یہ ہے:۔ جناب نواب مولوی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر انجمن اہلحدیث کانفرنس سے

استشہاد

(ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ۔ واقیموا الشہادۃ للہ)

۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو جو مرزا صاحب کے مکان پر مینے ایک سوال لکھ کر مولوی ثناء اللہ سے اسکا جواب طلب کیا تہا۔ اس کی عبارت وہی تہی جو اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں درج ہے کہ جس مسئلہ میں جمہور سلف کا قول بے دلیل ہم کو ملے جس کا خلاف مروی نہ ہو تو اس کی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں ہے۔ اور کیا اس عبارت کی مینے مولوی ثناء اللہ یا دیگر حاضرین سے تصدیق چاہی تہی۔ یا سوال کی عبارت اور تہی اور اس سوال کا جواب مولوی ثناء اللہ سے چاہا تہا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس سوال کا جواب دیا تہا۔ اگر اور سوال ہے تو وہ سوال یا اس کی نقل بسر دستخط کر کے عنایت کریں (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اس

سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہ کہا کہ جس صورت میں کسی مسئلہ میں قرآن حدیث نہ ہو اور محض سلف کا ہو تو وہ ہمارے قول سے راجح ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳۷ سے اپنا یہ قول دکھایا کہ گو ہم انکے اقوال کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ درصورت مساوات دلائل سلف کو ترجیح ہے اور دلائل خلاف ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی۔ تو کیا خاکسار نے اُس کا یہ جواب دیا تھا کہ اس قول نے درصورت تساوی دلائل قول صحابہ کو راجح کہا گیا ہے۔ لہذا یہ قول نہ قول مرزا صاحب کے موافق ہے اور نہ میرے سوال کا جواب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے قول میں اور میرے سوال میں وہ صورت پیش کی گئی ہے جس میں قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل معلوم نہ ہو۔ کیا اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ سے کچھ بن پڑا اور کچھ کہا۔ اگر کہا تو کیا کہا۔

مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنہ جلد ۹ کے صفحہ ۲۹۶ کی عبارت نکال کر دکھائی کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں اور یہ کہا کہ اس میں اہلحدیث کی تعریف ہے تو اس سوال کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث جامع و مانع نہیں ہے۔ یہ صرف لقب وہابی سے جو اہلحدیث کے مخالف انکے حق میں استعمال کرتے ہیں تمیز کرنے کے لیے انکا ایک وصف و لقب بتایا گیا تھا۔ کیا اس کی تصدیق و تفصیل میں خاکسار نے جلد ۱۲ اشاعۃ السنہ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں برطبق مقولہ متفقہ ائمہ۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی صلعم کو بلا واسطہ تقلید فقہاء اپنا مذہب قرار دیں اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ و تابعین سے تمسک کریں اور جس امر متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہو۔ اسکے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیتاً انکار کریں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس کا جواب کیا دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپکے سوال کے جواب میں حسب ذیل گذارش ہے کہ میرے مکان پر جو آپنے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال کیا تھا وہ میرے پاس موجود ہے اس کا مضمون بجنسہ نقل کرتا ہوں ملاحظہ

کر بھیجے (اسکے بعد ہمارا وہ سوال پورا نقل کیا ہے جو صفحہ ۱۴ میں بہ تصدیق مرزا صاحب منقول ہے)

سوال دوم کی بابت گذارش ہے کہ مینے غالباً یہی جواب دیا تھا (جیسے جو خاکسار کے استشہاد میں منقول ہے) اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہی غالباً یہی کہا تھا جو باہمی نزاع اور جدال شروع ہوئے تو صحیح یاد نہیں کہ کیا گفتگو ہونے لگی۔

سوال سوم کی بابت گذارش ہے کہ مجھ کو یاد ہے غالباً آپنے یہی کہا تھا کہ یہ تعریف کامل نہیں ہے زیادہ تقریرات کل صحیح طور پر بھی یاد نہیں۔ اب مجھ کو معاف فرمایئے۔ والسلام

حقیر شمیم الدین احمد دہلی

اس استشہاد کو پڑھنے اور اسکے جواب میں خاکسار کے بیانات کی تصدیق کرنے پر بھی مرزا صاحب سے رکانفرنس سے فرط تقلید مولوی ثناء اللہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اتنا نہ ہوسکا کہ وہ مولوی صاحب کو انکی اس خلاف بیانی پر متنبہ کرتے اور ہمارے سوال متعلق اتباع سلف کے جواب دینے پر مجبور یا مامور کرتے تاخاکسار ہی کو پرائیویٹ طور پر اطلاع دیتی کہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کے (جن کے ہاتھ میں کانفرس کی چابی ہے) آگے مقہور و مجبور ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ کانفرنس اور اسکے اخص ارکان مولوی صاحب کے پیرو و مقلد ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر ایک اور ثالث ثلثہ اور اخص ارکان کانفرنس کے مقلد مولوی ہونے کا حال سنو وہ بزرگ خضر سورت اور اتفاق سیرت مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی ہیں جو کانفرنس کے بانی بہانی ہیں انکی بکا آمیز قرات قرآن اور مواعظ خوش بیان سے متاثر ہو کر بہت لوگ کانفرس کے معاون ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے آخری خط میں جس میں مولوی صاحب کی خطا نیک نیتی پر مبنی ہونا تجویز کیا ہے) ان اصول خمسہ پر کانفرنس الحدیث میں بحث ہونے کی ضرورت کو بایں الفاظ تسلیم کر چکے ہیں کہ کانفرنس میں بھی انکا پیش ہونا نہایت مناسب اور ضروری ہے۔ اور کسیکو موقعہ انکار نہیں ہے پھر صرف مولوی ثناء اللہ کی تقلید اور ان کے آرڈر اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۳ء کی تعمیل میں با وجود میرے سخت تقاضے والحاح کے کہ مجھے کانفرنس میں شامل ہوکر ان اصول خمسہ کے بیان کرنے کا موقعہ دیا جاوے مجھے کانفرس میں شامل ہونے کا موقعہ نہ

دیا اس باب میں جو بہری ان سے خط وکتابت ہوئی ہے اس کا اس مقام میں نقل کرنا نہایت ضرور ہے تاکہ اہلحدیث کو روشن اور مبرہن ہو جاوے کہ ان اصول مذہب اہلحدیث کے (جنپر عمل پیرا ہونے کے بغیر کوئی شخص اہلحدیث نہیں ہوسکتا) تسلیم کرنے یا اسپر بحث کرنے سے اعراض میں ثنائی جماعت کے اکابر نے کس قدر صدق ودیانت سے کام لیا ہے اور اپنا عجز وگریز اور مولوی ثناء اللہ کا مقلد ہونا ظاہر کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ کانفرنس اہلحدیث کانفرنس یعنے عام مجلس نہیں ہے بلکہ وہ خاص ثناء اللہ کا ایک شخصی محکمہ ہے وبس۔

یہ کس قدر غضب و اندھیر کی بات ہے کہ جس شخص (خاکسار بٹالوی) نے ہندوستان و پنجاب میں مولانا وشیخ الکل حضرت میاں صاحب دہلوی کے بعد اہل حدیث کے مذہب کی بنا کو قائم کیا اور انکے برے القاب وہابی وغیرہ کو اٹھا کر انکے قدیم لقب اہلحدیث کو جو مردہ ہو چکا تھا زندہ کیا اور سپریم گورنمنٹ اور تمام لوکل گورنمنٹوں کے انصاف سے مدد لے کر بجائے لفظ وہابی انکے حق میں لفظ اہلحدیث ہندوستان سے انگلینڈ تک جاری کرایا ہے تو وہ کانفرنس اہلحدیث کے افتتاحی جلسہ میں شامل ہونے سے روکدیا جاوے اور جو لوگ بہ اتفاق اعیان اہلحدیث اہلحدیث کہلانے کے اہل نہیں پائے اور وہ ابتک اتنا بھی نہیں جانتے کہ اہلحدیث کہتے کس کو ہیں وہ کانفرنس کے روح وروان واخص ارکان قرار دیئے جاویں ؎

برے نہفتہ رخ دیوار کرشمہ وناز   بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی ہستا

اس افتتاحی جلسہ کے وقت اگر شیخ الکل موجود ہوتے یا مولوی عبد العزیز صاحب کے والد ماجد ایک رئیس اہلحدیث زندہ ہوتے تو کیا ممکن تھا کہ خاکسار کی شمولیت کے بغیر وہ جلسہ کانفرنس ہونے دیتے۔ اس سوال کا جواب ہم کو پہلے مولوی عبد العزیز صاحب پھر حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری پھر اور جو پرانے صحبت یافتہ میاں صاحب ان دیں نو خیز و نو آموز جن کو میاں صاحب کی حضور میں خاکسار کی ملازمت و منزلت مشاہدہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا وہ کچھ بولنے کی تکلیف نہ اٹھاویں

مولوی عبد العزیز صاحب کے پاس ہم نے اخص ارکان کانفرنس سے اسباب میں خط وکتابت کی نقل ارسال کر کے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جلسہ کانفرنس

کانوٹس یعنے نوید طلبی خاکسار کے نام نہیں پہنچا تو انہوں نے اپنے آخری خط میں
ہم کو یہ لکھکر ٹلایا کہ کانفرنس سے ابھی تک میری پاس بھی رقعہ نہیں آیا۔ اس واسطے خیال
ہوتا ہے کہ شاید رقعات اب جاری ہوں ابھی وقت ہے اسکے جواب میں خاکسار نے انکے
نام یہ خط لکھا اور بذریعہ رجسٹری (جس کی رسید ابتک خاکسار کے پاس ہے)
روانہ کیا۔ خو ذیل میں منقول ہے ؛

بٹالہ　　۲۰ رفروری ۱۹۱۳ء یکم ربیع الاول ۱۳۳۱ء نمبر ۱۱۲

بعد سلام مسنون۔ آپ نے میرے خط کا ایسا جواب دیا ہے جو اس خط کا جواب نہیں
ہوسکتا۔ بلکہ وہ محض ٹلانا اور دفع الوقتی ہے اور یہ خیال کرلیا ہے کہ ہمارا مخاطب نادان
و بے عقل ہے وہ اس دفع الوقتی کو نہیں سمجھیگا۔ افسوس دعوی دلی محبت اخلاص
اور عمل یہ

(۲) میرے خط کا جواب دفعہ اول میں جو آپنے فرمایا ہے۔ اس میں اپنے خداداد علم
و فہم سے کام نہیں لیا۔ شریعت کا قاعدہ تو یہ ہے کہ پہلے ایک عمل و اعتقاد کی نسبت
شریعت سے اجازت لیجاوے۔ پھر اس میں نیت اخلاص کی جاوے۔ صرف نیت سے
کوئی عمل اچھا [illegible] محض نیت اخلاص
سے وہ کرتے ہیں اور بدعتیوں کے بدعی اعتقادات و اعمال جو محض بسدہ کرتے ہیں نیت
کی وجہ سے خطاء اجتہادی میں داخل ہو جاویں جس کا کوئی مسلمان و اہل سنت قائل نہیں
(۳) میرے خط کی دفعہ ۲ کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اور جو یہ کہا ہے کہ کانفرنس میں
ان اصول کا پیش ہونا ضروری ہے اسکی نسبت یہ سوچنا اور فرمانا تھا کہ ثناء اللہ جو
کانفرنس پر جابرانہ اثر رکھتا ہے اس کو کانفرنس میں پیش ہونے نہ دیگا۔ اور یہ لکھنا تھا کہ
ان اصول کو کانفرنس میں پیش کیا جاویگا۔ تم کانفرنس میں پیش کرنے کے لیے
دہلی آجاؤ۔ تار پہنچنے پر میں دہلی جلسہ کانفرنس پر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالے
پھر ایسا نہ ہو کہ اسکو پیش کرنے سے روکا جاؤں۔ یہ بھی اس جبار قہار (ثناء اللہ)
کو بذریعہ تار اطلاع دیں کہ مجھ کو کانفرنس کیطرف سے ان اصول پیش کرنے کے لیے بذریعہ
تار اطلاع دیں اگر چٹھی کا وقت نہ ہو۔ ان تاروں کا خرچ میں دونگا۔
(۴) جو آپنے میری آخری سوال کا جواب لکھا ہے کہ میری پاس بھی ابھی رقعہ طلبی نہیں آیا

یہ بھی اس سوال کا جواب نہیں اور صاف ٹلانا ہے اس کا جواب یہ تھا کہ میں ثناء اللہ کو ایسا لکھونگا یا لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ سوال پھر پیش کرتا ہوں اسکے متعلق اس کو کچھ لکھنا منظور ہو تو اس کو لکھدیں یا تار دیں یا مجھے لکھدیں کہ ہم اسکے آگے مبہوت و مجبور ہیں ہم اسکو کچھ نہیں لکھ سکتے۔ ابو سعید محمد حسین۔

اسکا جواب ہی نہ آیا تو مینے ایک کھلی چٹھی مولویصاحب اور دیگر اراکین انجمن کے نام پیسہ اخبار میں شائع کرادی جس کی نقل یہ ہے

کھلی چٹھی

جناب مرزا صاحب حمید اللہ خان احمد صدر کانفرنس و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرنس و اخی مکرمی مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی بانی کانفرنس و جناب حافظ عبد اللہ صاحب سابق صدر سالسلام علیکم۔ اصول مذہب اہلحدیث جس کو حسب ہدایت مرزا [illegible] ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری بمقام دہلی خاکسار نے قلمبند کیا اور ایک جماعت علماء اہلحدیث دہلی لاہور و امرتسر و وزیر آباد وغیرہ نے ان سے تحریری اتفاق کیا ہے۔ عرض خدمت ہیں۔ اگر یہ اصول واقعی اہلحدیث کو زمانہ صحابہ و تابعین سے قرون متاخرہ تک مسلم اصول ہیں تو آپ صاحبان انکی تحریری تصدیق کریں (جیسا کہ نمبر اول مرزا صاحب) جلسہ وعظ ۲۹ ذی الحجہ میں اور وہ دو نمبر ۲ مولوی صاحب) ۲۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کے جلسہ کانفرنس میں اور ۳۰ جنوری ۱۹۱۲ء کے مجلس منتظمہ مولوی صاحب میں زبانی تصدیق کر چکے ہیں اور ان اصول کو قواعد کانفرنس اور دیگر انجمن ہائے اہلحدیث میں شامل و داخل کرنے کی ہدایت کریں اور اگر منجملہ ان اصول کے کسی اصول میں کسی صاحب کو خلاف او نزاع ہو تو حسب منشاء دفعہ (۴) قواعد کانفرنس کے اسکے جلسہ افتتاحی میں یا اس سے پہلے یا پیچھے انہی دنوں میں اس خاکسار سے بحث کر کے خلاف و شقاق کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ بالفعل میرے ذمہ تصحیح نقل ہوگی اور کتب اہلحدیث سے اس امر کا ثبوت ثابت کر دینا کہ یہ اصول اہلحدیث کے مسلم و معمول بہا ہیں بالفعل یہ بحث نہ ہوگی کہ یہ اصول صحیح اور شرعی حجت ہیں یا نہیں یہ بحث پھر ہی۔ یار باقی صحبت

و بحث حجیت باقی۔

ایڈیٹر اخبار اہلحدیث نے اس سر و اصل بحث مقصود کو نہیں سمجھا۔ لہذا اُس نے اپنے اخبار ۶ ا فروری سنہ ۱۳ ع میں ان اصول کو نقل کرکے بعض اصول کی صحت و حجیت میں کلام کیا اور ہماری عبارات و مسلمات کو نقل کرکے بزعم خود ہم پر اتمام حجت کر دیا۔ ہم ان عبارات کو ابتک صحیح مانتے ہیں۔ مگر انکو اثبات مدعا ایڈیٹر صاحب نے اجنبی سمجھ کر بالفعل اس کو یہ مجمل کہدینا کافی سمجھتے ہیں۔ ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست × اسکی تفصیل پھر کریں گے اور پبلک کو ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ عبارات باوجود صحت اثبات مدعا ایڈیٹر نہیں کرتین پھر اصول خمسہ نقل کیے جو صفحہ (۷۷) میں منقول ہیں۔

اس خط اور کھلی چٹھی کیطرف مولوی صاحب نے توجہ نہ کی تو میں نے اپنا آخری خط ۲۳ فروری کو مولوی صاحب کے نام روانہ دہلی کیا۔ جو پہلے جلسہ کانفرنس میں انکو ملا ہوگا جسکی نقل یہ ہے

بٹالہ۔ ۲۳ فروری

مولوی عبد العزیز صاحب رکن رکین و بانی کانفرنس سلام مسنون۔ میرا خط ۲ فروری سنہ ۱۹۱۳ء کا بھیجا ہوا شرف قبولیت پا گیا اور مجھے آپکا تقاضہ طلب حاضری کانفرنس پہنچا۔ لہذا میں حاضر نہ ہو سکا ناخواندہ مہمان بنا بیٹھے پسند نہ کیا نہ اپنی ہتک کے لحاظ فان ابی و والدتی و عرضی × لعرض محمد منکم وقاء × بلکہ صرف اس نظر سے کہ میری وہاں کوئی سننی کا ایسے میرا وہاں جانا فضول ہوگا۔ کل ۲۳ فروری کو دو مہینے کے بعد آپکے صدر کانفرس مرزا صاحب دفتر انشل سکرٹری مولوی صاحب نے میری پیش کردہ اصول خمسہ کی نسبت یہ فقرہ تحریر کرکے ارسال کیا ہے کہ بعد غور اس کا جواب دیا جائیگا۔ اجی جناب انکو آپ میری طرف سے حسبتہ سہ کہدین کہ بر طبق مقولہ نقل را چہ عقل۔ میری نقل مذہب اہلحدیث ہیں میں آپکو غور کرنیکی (جو دو مہینہ تک نہیں ہوئی) کیا ضرورت ہی اگر وہ نقل مطابق اصل کتب محولہ ہے۔ تو اسکی تصدیق کریں ورنہ مجھے تصحیح نقل کی درخواست کریں۔ غور و فکر کی تو اسوقت آپکو ضرورت ہوگی جبکہ آپ عیسائی کونسل نائیس کی قسل کا ہیچ

اعنی بضمیر کم الذین ھم بصدد دفع السنۃ النبویۃ وسنۃ الخلفاء واجماع الصحابۃ والتابعین العظماء واقامۃ البدع الکونسلی مقامھا کما اقام النصاری مقام کتبھم القدیمۃ الکتب المجوزۃ المرضیۃ لھم فلینظر اشاعۃ السنۃ المجلد الحادی عشر العدد التاسع صفحہ ۲۶۷

یاکونسل ٹرنٹ یاکونسل فلورنس کی مانند ان اصول میں چھانٹ کرنا شروع کرینگے اور اجماع اور
غیر خلافی اقوال جماعت صحابہ و تابعین کو درجۂ حجیت سے نکالنا چاہیں گے اور اگر وہ نقل مطابق
اصل ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر نہ کریں گے اور صحت اصول اور انکی حجیت میں غور کرنے لگجائیں
گے جیسے کہ مالک قایہ اہل کانفرنس مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۱۹ صفر ۱۶ / فروری میں کیاہے تو
مورد سہام طعن اشاعۃ السنہ ہونگے۔ اشاعۃ السنہ جبتک زندہ رہے کبھی انکو اس راستہ کو نسلی
عیسائیوں کے چلنے نہ دیگا۔ جبتک وہ نقل کی صحت یا عدم صحت کو تسلیم نہ کریں۔ ابو سعید محمد حسین
خاکسار کی اس مراسلت سے اور مولوی صاحب و دیگر اعیان کانفرنس کے سکوت ہی صاف
ثابت ہے کہ یہ حضرات سب کے سب مولوی صاحب کے مقلد محض ہیں۔ اس لیے نہ وہ اسقدر جرأت
رکھتے ہیں کہ اپنے ہادی و امام کی اجازت و حکم کے بغیر اصول خمسہ اہلحدیث کو صحیح تسلیم کر کے انپر
دستخط کرتے۔ اور نہ اُن کو یہ حوصلہ و علمی لیاقت و جرأت ہے کہ وہ ان اصول کو غیر صحیح و غیر
مسلم ثابت کرنے کے لیے کانفرنس کے جلسہ میں یا کسی اور جلسہ میں خاکسار کے مقابلہ میں
نکلتے۔ اگر خدا تعالے کے ہادی مطلق اور اسکے اعلاء کلمۃ الحق کو دیکھو کہ اس نے جماعت
کے امام و رہبر کو [illegible] ستہ کرا دیا اور

بیت

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابیٔ بسیار

کا ایک تازہ نمونہ دکھا دیا۔ مولوی صاحب امام جماعت کانفرنس نے اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید
کے صفحہ ۵۰ میں صاف اور صریح الفاظ سے اعتراف* کرلیا ہے کہ جس مسئلہ میں کتاب و سنت
سے کوئی دلیل نہ پائی جاوے اس مسئلہ میں اہلحدیث سلف صحابہؓ و تابعین کی رح کی پیروی
کیا کرتے تھے۔ اور زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا۔ یہی انکا دستور العمل تھا اور یہی انکا مذہب
تھا۔ لہذا اصول خمسہ کی تصدیق کے لیے اسی قدر اعتراف کافی ہے رہا یہ کہ اس عمل کو وہ حجت
سمجھتے ہیں یا نہیں اور انکے نزدیک اجماعی اقوال یا غیر خلافیہ صحابہ و تابعین حجت شرعی تھی
یا نہیں۔ اس پر ہم سر دست بحث کرنا نہیں چاہتے۔ اسی وجہ سے ہم نے پرچہ امور تنقیح
طلبہ میں اس امر پر بحث کرنے کو روک دیا تھا اور صرف عمل کے ثبوت یا عدم ثبوت سے
کمیشن کانفرنس اہلحدیث و دیگر علماء سے سوال کیا تھا جسکا جواب اہل کانفرنس کے امام
نے دیدیا۔ اور صاف کہدیا کہ زمانہ سلف کا یہی عمل تھا۔ اب اس امام کے جملہ مقلدان و

---

* اسکے رسالہ کی اصل عبارت صفحہ ۶۵ میں گذر چکی ہے

پیروان اخص ارکان وممبران کانفرنس کو چاہیے کہ وہ سب کے سب اس عمل کو تسلیم کر کے
پرچہ اصول خمسہ پر اپنے اپنے دستخط کریں اور ان اصول کے خلاصہ اشعار اربعہ کو جو حاشیہ
اصول میں گذر چکے ہیں رسہ

اصل دین آمد مسلما ترا قرآن　　پس حدیث سرور پیغمبران
پس ازان اجماع اہل اجتہاد　　از صحابہ سید خیر العباد
بعد ز ان اقوال جملہ تابعین　　رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پس تر اقوال خلافیہ ہمان　　شد مقدم بر مقال دیگران

قواعد ومقاصد کانفرنس کا ماٹو بنا دیں اور اسکے سرورق پر چھپوا کر مشتہر بھی کریں اس امر
کو مولوی صاحب خود بھی عمل میں لاویں اور اپنے اخبار کے سرورق پر بجائے اس بیت کے

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن　　پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مقدم داشتن

جس سے مفہوم ومتوہم ہوتا ہے کہ اہلحدیث کے نزدیک اقوال صحابہ وتابعین (جو مقابل نصوص
نہوں) لائق عمل نہیں ہیں۔ ان ہی اشعار اربعہ کو بنا دیں

انجمن اہلحدیث لاہور کو جس کے [illegible] سلطان احمد۔
منشی عبد الکریم۔ میاں عبد الرحیم۔ میاں فضل الدین گلٹ ساز۔ مولوی فضل حق ولاور کے
جو لاہور میں رہتے ہیں۔ اور وہ مولوی ثناء اللہ کے مقلد یا معتقد نہیں اور وہ سب کے سب زبانی
اور آخر الذکر مولوی صاحب تحریری یہ بھی اقرار کر دینے کے ساتھ کہ یہ اصول خمسہ صحیح اور
اصول مذہب اہلحدیث ہیں (اور یہ اصول انجمن اہلحدیث کے مشتہر ہونے کے لائق ہیں
ان اصول پر انجمن اہلحدیث کے جلسوں میں پیش ہونے سے مانع ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے
خاکسار نے انجمن کے جلسوں میں جانا چھوڑ دیا) یہی مناسب ہے کہ اب وہ اپنا اصرار چھوڑ دیں
اور ان اصول کو انجمن کے پرچہ مقاصد واغراض کے سرورق پر درج کر کے مشتہر کریں
جیسا کہ مولوی فضل حق تحریری رای دے چکے ہیں۔ ان کی اس تسلیم عام کے سوا یہ
انجمن انجمن اہلحدیث نہ کہلائے گی۔ اور یہ قائم نہ رہے گی بلکہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر
نمے ماند۔ کے مصداق ہوگی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جیسے کہ اب رسالہ اجتہاد وتقلید میں اتباع وتقلید اقوال
محض سلف صالحین صحابہ وتابعین کو جائز وارجح واولی بالقبول مان لیا ہے ویسے ہی

بلکہ اس سے بڑھ کر زمانہ قدیم میں مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کو اصول مذہب محدثین قرار دی چکے ہیں معلوم نہیں بیچ کا تھوڑا سا منحوس زمانہ فترت (زمانہ تالیف رسالہ اتباع سلف نومبر سنہ ۹۰۹ لغایت زمانہ تالیف رسالہ اجتہاد و تقلید مئی سنہ ۱۹۱۲) اُنپر کیسے اور کیونکر آگیا۔ جسمیں انکو شیطان لعین نے مذہب اہلحدیث سے پھسلا دیا اور اس جادہ قویمہ سے بہلا دیا اور اُنکا قدم پھسلا دیا مگر خدا تعالیٰ ہادی برحق کا شکر ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل و دستگیری سے پھر مولویصاحب کا قدم مذہب محدثین، واتباع سلف صالحین پر جما دیا اور یہ پنجابی مقولہ اُنپر صادق آگیا۔ بھولا نہ جانیئے جو پھر راستے پڑے۔ مولوی صاحب بحوالہ رسالہ اہل حدیث کا مذہب میں یوں درافشانی وحق بیانی فرماتے ہیں اہلحدیث کا مذہب اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ قرآن شریف۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد۔ سب سے مقدم قرآن شریف ہے۔ پھر علے سبیل المراتب قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے لیے علم لغت قواعد صرف ونحو علم معانی اصول فقہ وغیرہ ذرائع ہیں جو مسئلہ قرآن حدیث سے طریق مذکورہ ہماری سمجھ ناقص میں نہ حل ہو سکے تو جس مسئلہ پر عام امت کا اجماع ہوگا وہ قابل عمل ہے اور جو مسئلہ اجماع سے بھی نہ حل ہو سکے اس میں کسی مجتہد کا قیاس قابل عمل ہوگا (اس رسالہ مبارکہ میں اصول [illegible] تقلید سے بڑھکر ہو چکی ہے۔ رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اقوال جماعت صحابہ تابعین کو جمع کے الفاظ میں جائز الاتباع واولی بالاخذ قرار دیا ہے اور اس رسالہ متبرکہ میں کسی ایک مجتہد کے قول کو لائق عمل قرار دیا ہے۔ ونیز رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اجماع کی حجیت سے صاف انکار ہوا اور اس رسالہ متبرکہ میں اجماع امت کو اصول دین سے ایک اصل قرار دیا ہے جس میں حجیت کا اقرار ہے اب اے مولوی صاحب کے مقلدو کانفرنس اہلحدیث کے ارکان و ممبرو اور نیم مردہ انجمن اہلحدیث لاہور کے لاہوری ممبرو مولویصاحب کے اس اعتراف "بیان اصول مذہب اہلحدیث کو اپنا دستور العمل بناؤ اور ہمارے ان اشعار کو جو مولوی صاحب کے ان اعترافات کا خلاصہ ہیں اپنی اپنی انجمنوں کے پرچہ قواعد اصول کا ماٹو (زیب عنوان) بناؤ اس رسالہ اجتہاد وتقلید میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول سے رجوع کرنا۔ اور اصل اصول نصیحت نامہ نمبر ۵ دیکھئے جزئیات مسائل دین میں جو منصوص نہوں اقوال سلف صالحین صحابہ وتابعین کا اتباع یا تقلید کرنا اور اپنی رائے سے انکی رای

کو مرجح اور اولی بالقبول سمجھتا) تسلیم کر لینا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے تو اس رسالہ اجتہاد و تقلید پر جسقدر علمائے وقت (جن کی تعداد مولوی صاحب نے ستر بتائی) تقریظیں ثبت ہیں وہ سب کی سب رسالہ نصیحت نامہ کے مصدق ہوئے اور رسالہ اتباع سلف کے مکذب گو ہمارے علم و خیال میں ان ستر انفار میں اصلی علمار صرف اسقدر ہیں جن کو ہم ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں۔ اور باقی سب نام کے علمار ہیں لیکن چونکہ مولوی صاحب ان سب کو علمار کا خطاب دیکر ہمارے مصدق و شہد ابناتے ہیں تو ہم کیوں اُنکی کثرت اور نام کی علمیت سے فائدہ نہ اٹھائیں لہذا ہم اپنے مصدقین پر جن کی تعداد چہل و ہشت ۴۸ تک پہنچ چکی ہے۔ ہفتاد (ستر) نمبر بڑھا کر انکی تعداد یکصد و ہفدہم قرار دیتے ہیں۔ اور آئندہ ہمارے مصدقین کا نمبر یک صد و ہردہم (۱۱۸) ہو گا۔ یہ اصول خمسہ کی تسلیم سے پہلے مولوی ثنار اللہ صاحب اور انکے تابعین یا متوالحقین کا انکار اور آخر اقرار کی ہمسری کیا ہے اب ہم ان اصول کی تسلیم پر شہادات علمارے زمانہ حال و زمانہ سابق نقل کرتے ہیں تا کہ باتفاق کل یہ امر ثابت ہو جائے کہ یہ اصول کل اسلامی حلقہ میں اصول مذہب اہلحدیث تسلیم کئے گئے ہیں اور جو شخص ان اصول کا پابند نہ ہو گا وہ جماعت اور گروہ اہلحدیث سے خارج سمجھا جائیگا ان شہادات پر [illegible] اصول خمسہ کا نمبر عام مصدقہ نصیحت نامہ نمبر ۵ کے جس کا یہ اصول ایک جزہے پس اولاً نمبر ۲ مصدقہ اصول خمسہ سے ارکان و ممبران کانفرنس کے تحریرات و تقریظات کو ہم پیش کرتے ہیں جن کے مقلد مولوی ثنار اللہ ہو جانے کی ہم تفصیل دلیل کر چکے ہیں۔ اس تفصیل کے درج رسالہ ہو جانے کے بعد ان حضرت کے تحریرات و تقریظات ہمارے پاس پہنچی ہیں جس کو ہم کمال مسرت سے سب سے پہلے درج رسالہ کرتے ہیں۔ اور جسقدر انکی شکایات کر چکے ہیں اس سے بڑھ کر انکا شکر آدا کرتے ہیں کہ انہوں نے بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کی اور داد حق دی ہے۔ اور باوجودیکہ وہ مولوی ثنار اللہ صاحب کے اہلحدیث کانفرنس کا کام چلانے میں محتاج ہیں۔ انکی لحاظ و تقلید کا پٹہ اپنی گردنوں سے اوتار کر اصول خمسہ کی تائید و تصدیق کھلے الفاظ میں کر کے اپنا سچا اور خالص اہلحدیث ہونا ثابت کر دکھایا ہے انکی اس جرأت و حریت سے ہم کو امید ہو گئی ہے کہ اگر مولوی ثنار اللہ صاحب نے اپنی تقریظ رسالہ اجتہاد و تقلید اور اس سے پہلے رسالہ اہلحدیث کا مذہب کے اصول پر عمل نہ کیا اور رسالہ سلف کی تکذیب

کے محض اقوال کو اپنے اور دیگر متاخرین کے اقوال محض پر جو موید بدلائل منصوصہ نہیں ہیں خصوصا تفسیر القرآن میں) مقدم نہ کیا اور مرجح اولی بالقبول ہونا تسلیم نہ کیا۔ تو وہ انکو اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری شپ اور ممبری سے ہی علیحدہ کر دیں گے۔ اور انکے چلتا پرزہ ہونے کا کچھ بھی خیال و لحاظ نہ کرینگے انشاء اللہ تعالے

ان حضرات کے بعد دوسرے علمائے زمانہ حال اور زمانہ سابق شہادات کو نقل کرینگے انشاء اللہ تعالے

نمبر خاص یکم یا بنظر ترتیب سابق نمبر عام یکصد و ہشتم تحریری شہادت مرزا ضمیر الدین احمد صاحب رئیس لوہارو صدر انجمن کانفرنس اہلحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی از حقیر ضمیر الدین احمد لوہاروی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اما بعد آپنے چند بار لکھا کہ میری اصول جسکا جواب دو مخدوم [illegible] کا قول الخ ہیں۔ اسکے واسطے دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے اجماع صحابہ کے بابت جو تحقیق کے بعد سمجھ میں آیا۔ وہ میں نے اس خط میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا۔ اور یہ خط بطور تقریظ تھا چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب رسالہ شائع کر چکے تھے۔ اسواسطے انہوں نے واپس بھیجدیا۔ اسپر دستخط ہماری بعض علماء کرام دہلی کے ہیں۔ جناب مولوی احمد حسن صاحب جن سے زیادہ آپ خطاب فرماتے ہیں۔ انکے بھی ہیں۔ اس خط کو آپ سمجھ لیں اور جماعت اہلحدیث بالخصوص جناب مولوی عبد الجبار صاحب کو مطلع کر دیں اور شائع کر دیں کہ ہم اہل دہلی جو رکن اہلحدیث کانفرنس ہیں ہمارا یہی مذہب ہے کہ اجماع صحابہ حجت ہے۔ اور بمقابلہ تفسیر صحابی کوئی تفسیر مقبول نہیں والسلام خیر الختام اصل میں نے رکھ لیا ہے اور نقل آپکی خدمت میں ارسال ہے

(فقیر ضمیر الدین لوہاروی)

نقل خط بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ابوالوفا امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم مخدوم مکرم جناب مولینا صاحب سلامت السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکا رسالہ اجتہاد و تقلید بغور دیکھا۔ مشفقا جو بحث آپنے شروع کی اور جس امر کو رسالہ کا
موضوع قرار دیکر ثابت کیا تو وہ آپکے علم و وسعت نظر پر دلیل واضح ہے مگر بعض اقوال سے
ہم کو اختلاف ہے جس کو کہ یہاں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اول یہ کہ آپ اجماع صحابہ رضوان اللہ
علیہم کو حجت نہیں جانتے۔ دوم یہ کہ خازن و رازی نے جو ابن عباسؓ کی تفسیر کو غلط کہا
ہے اسکی گویا تحسین کرتے ہیں۔ مخدوما واضح ہو۔ کہ ہمنے تدبر کیا تو امر حق یہی واضح ہوا کہ اجماع
صحابہ کا حجت ہے۔ اور تفسیر صحابی بالخصوص ابن عباسؓ کی درست ہے حجیت اجماع پر اول
اقوال محققین پیش کیے جاتے ہیں جن کو آپ بھی مستند جانتے ہونگے۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ
نے ابطال تقلید و اشاعت تحقیق کے واسطے پیدا کیا تھا۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء اول
امام ابن حزم وہ فرماتے ہیں انما الحق فی الدین ما جاء عن اللہ تعالیٰ نصا او عن رسوله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کذلک او صح اجماع الامۃ کلہا علیہ وما عدا ھذا فضلال
وکل محدث بدعۃ۔ (کتاب الفصل ابن حزم) جبکہ کل امت کے اجماع کو حق مانتے ہیں
تو صحابہ کا اجماع بشرط اولیٰ حق ہوا۔ اور جو حق ہے وہی حجت ہے۔ دوسرے امام ابن تیمیہؒ وہ
فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ عند جماھیر العلماء (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد اول) تیسرے
امام شوکانی رحمہ فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف (ارشاد الفحول) چوتھے
امام ابن قیمؒ انہوں نے تو دلائل کثیرہ سے ثابت کیا ہے یہاں بھی براے آگہی خاص
و عام چند دلائل نقل کیے جاتے ہیں نمبر ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یایھا الذین اٰمنوا
اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اور صحابی کے شان میں فرمایا ہے اولٰئک ھم الصادقون
ظاہر ہے کہ صحابہ کی معیت انکا اتباع ہے اور اتباع جب ہی ہوگا کہ انکے قول کو جو اجماعی
ہو حجت مانا جاوے نمبر ۲ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له

۱؎ دین میں حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے نص صریح میں آپکو ملا ہے وہ جو رسول اللہ صلعم سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہو
جیسے اجماع تمام امت کا صحیح ہو چکا ہو اسکے سوا جو ہو وہ گمراہی ہے اور جو نیا دین میں نکالا جاوے وہ بدعت ہے ۲؎ صحابہ کا اجماع اکثر علماء
کے نزدیک حجت ہے ۳؎ صحابہ کا اجماع بلا اختلاف حجت ہے ۴؎ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاوو
۵؎ وہ لوگ صحابہ ہی سچے لوگ ہیں ۶؎ اور جو شخص رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو چکی ہو اور وہ مومنوں
کے راستے کے سوا اور راہ چلے ہم اسکو اس حالت پھیر دینگے جدھر وہ پھرتا ہے - اور ہم اسکو دوزخ میں داخل کریں گے -

عہ نوٹ اس فقرہ مرزا صاحب سے خاکسار کو اتفاق نہیں - اجتہاد و مجتہد کے متعلق جو کچھ مولوی ثناء اللہ
صاحب نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو علم کتب اصول میں متعلق نظر نہیں - چاہئے کہ وسعت
نظر ہو

الهدى ونتبع غير سبيل المؤمنين نولّه ما تولّى ونصله جهنم وساءت مصيرا۔ سبیل
المؤمنین سے امام شافعیؒ اور دیگر علماء محققین نے اجماع مراد لیا ہے اور اسکو حجت کہا ہے اگرچہ
امام شوکانیؒ نے اسمیں چار احتمال نقل کیے ہیں کہ مراد سبیل المؤمنین سے ایمان یا مناصرت یا
متابعت یا اقتدا ہو سکتی ہے اسواسطے اجماع قطعی طور پر مراد نہیں ہو سکتا۔ تاہم صحابہ کی نسبت
امام موصوف نے بعد نقل اقوال یہی فرمایا۔ کہ اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف جس سے معلوم
ہوا کہ وہ احتمال انکی نظر میں وقعت نہیں رکھتے۔ نیز جملہ اولی ومن یشاقق الرسول سے صاف
ظاہر ہے کہ عدم ایمان یا عدم مناصرت وغیرہ سب شقاق رسول علیہ السلام میں داخل ہیں
تو اتباع غیر سبیل المؤمنین سے جو جملہ ثانیہ ہے کوئی مغایر چیز مراد ہے۔ اور وہ وہی اجماع ہے اسواسطے
سبیل لغت میں صلہ کو کہتے ہیں۔ اور وصلہ اتصال کو چنانچہ لسان العرب میں اس کو بتا
کر اول آیت قرآن مجید یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا پھر شعر ابو عبید کو سند لائے ہیں وہو ہذا

فبعد مقتلکم خلیل محمد * ترجوا القبول مع الرسول سبیلا

پس ظاہر ہے کہ اتصال و اجماع ایک ہی بات ہے نمبر ۳ فرمایا اللہ تعالے نے والسابقون
الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم[1] اس سے
ثابت ہوا کہ اتباع مہاجرین و انصار باعث رضوان جب ہی ہو گا کہ موافق امر الہی بغرض اللہ ہو۔
پس جب موافق ہوا تو حجت ہو گیا۔ نمبر ۴ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واتبع سبیل من اناب الی[2]
جو منیب ہو اسکا اتباع کرو اور جماعت صحابہ ظاہر ہے۔ کہ منیب تھے کیونکر فرمایا ویہدی
الیہ من ینیب[3] اور یہ صفت ان حضرات کی ہے نمبر ۵ اور فرمایا وکذلک جعلنکم امۃ وسطا
لتکونوا شہداء علی الناس[4] اور وسط کا ترجمہ حضرت صلعم نے عدل کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے
ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا قال عدلا[5] حافظ
فتح الباری میں کہتے ہیں احتج بہا اہل الاصول لکون الاجماع حجۃ لانہم عدلوا بقولہ
تعالی جعلنکم امۃ وسطا ای عدولا ومقتضی ذالک انہم عصموا من الخطأ فیما اجمعوا
علیہ قولا وفعلا[6] نمبر ۶ اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المہدیین من بعدی تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ[7] جسکے خلفاء

[1] اگلوں پر سبقت لے جانیوالے پہلے مہاجرین اور انصار اور جو نیکی کے ساتھ انکے پیرو ہوں۔ خدا ان سے راضی ہوا۔ [2] اسکے راہ کی پیروی کرو جو میری طرف متوجہ ہوا [3] جو میری طرف متوجہ ہوا اس کو خدا تعالیٰ اپنی طرف ہدایت کرتا ہے [4] ایسا ہی بنایا ہم نے تم کو امت عادلہ تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو [5] پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی اور لفظ وسط کی تفسیر عادل سے کی [6] اہل اصول نے اس آیت سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ لوگ بشہادت قول خداوندی عادل ہیں اور اس کا یہ مقتضا ہے کہ وہ اپنے اجماعی اقوال و افعال میں خطا سے معصوم ہیں [7] میری سنت کو اور خلفاء راشدین راہ یافتہ کی سنت کو جو میرے بعد ہونگے اپنے اوپر لازم کرو۔ اور اس سے پنجہ مارو اور اس کو دانتوں سے پکڑو

الراشدین کی سنت کے اتباع کا حکم ہوا تو اجماع صحابہ کا بشرط اولیٰ ہے **نمبر ۷** اور فرمایا
انا آمرکم بخمس امرنی اللہ بھن السمع والطاعة والجھاد والھجرة والجماعة فان من فارق الجماعة
قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه یہ حدیث مروی حارث بن الحرث الاشعری کافی دلیل
اتباع وحجیت اجماع صحابہ پر ہے کیونکہ جماعت سے اجماع مراد ہے **نمبر ۸** اور فرمایا جناب رسول اللہ صلعم
نے ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین فرقة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی وعن
معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وھو الجماعة روایت اول کی ترمذی
نے تحسین کی ہے۔ اور روایت ثانیہ معاویہ کی بابت تخریج مشکوٰۃ میں فرمایا رجال اسنادہ
رجال الحسن ورواہ ایضا الحاکم باسناد حسن وفیه زیادة ما انا علیه واصحابی الیوم **نمبر ۹**
عن علیؓ قلت یا رسول اللہ صلعم ان نزل بنا امر لیس فیه بیان امر ولا نھی فما تامرنی قال
تشاوروا الفقھاء والعابدین ولا تمضوا فیه رای خاصة ورجاله موثقون من اهل الصحیح
(مجمع الزوائد) **نمبر ۱۰** اور فرمایا النجوم امنة السماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا
امنة لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنة لامتی فاذا ذھبت
اصحابی اتی امتی ما یوعدون وجه الاستدلال بالحدیث انه جعل نسبة اصحابه الی من
بعدھم کنسبة الی اصحابه وکنسبة النجوم الی السماء ومن المعلوم ان ھذه النسبة یعطی من
وجوب اھتداء الامة بھم ما ھو نظیر اھتدائھم بنبیھم صلی اللہ علیه وسلم ونظیر اھتداء اھل
الارض بالنجوم (اعلام الموقعین) **نمبر ۱۱** اور فرمایا ان یطع القوم ابا بکر وعمر یرشدوا (صحیح مسلم)
محض اطاعت دو خلیفوں پر حصول رشد ہے۔ تو اجماع پر بشرط اولیٰ ہونا چاہیے۔ بعد عرض دلائل
مذکورہ کے شاہ ولی اللہ صاحب نے جو حجة البالغہ میں طریقہ محدثین محققین لکھا ہے پیش کیا جاتا ہے

اور وہ عبارت یہ ہے۔ اور اب نہایت کوشش و تتبع احادیث کے بعد بھی اس مسئلہ میں حدیث نہ ملتی تھی۔ تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کا اقتدا کرتے تھے اور اُنکے اقوال پر عمل کرتے تھے اسمیں اُنکو کسی قوم کسی شہر کی خصوصیت اور قید نہ تھی اُنسے پہلے قدماء کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایسی صورت میں اگر اس مسئلہ میں جمہور خلفاء اور فقہاء کا اتفاق متابعت و اطمینان کافی کے قابل ہوتا اور اگر وہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا تو ایسے شخص کے قول کو ترجیح دیتے تھے جس کو ورع و علم و ضبط اور اس کی شہرت کی وجہ سے فوقیت ہوا کرتی تھی یہ وہی طریقہ ہے جس کا ارشاد علی کی حدیث مذکورہ میں ہوا ہے کہ فقہا عباد سے مشورہ کرو پس اجماع حجت ہوا امر دوم یعنے تفسیر قران مجید کی بابت گذارش ہے کہ خلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کسی متاخر کی تفسیر مقبول نہیں جو تفسیر امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس امر میں کی ہے بہر آگہی انقل کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اول تفسیر القرآن بہ قرآن پاک کی جاوے وہ نہ ہو تو سنت صحیحہ مطہرہ مرفوعہ سے۔ وہ نہ ہو تو اقوال صحابہ سے تفسیر کی جاوے امام فرماتے ہیں فانہم ادری بذلک لما شاھدوا من القرائن والاحوال التی اختصوا بہا ولما لہم من الفہم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح لاسیما علماءہم وکبراءہم کالائمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المہتدین المہدیین اس واسطے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب کوئی ہم لوگوں میں دس آیتیں سیکھتا تھا تو اس سے تجاوز نہ کرتا جبتک معانی نہ جان جاتا اور ابو عبدالرحمن سلمی نے فرمایا کہ جنہوں نے ہم کو قرآن پڑھایا انہوں نے کہا کہ ہم حضرت صلعم سے قرآن پڑھتے تھے جب دس آیتیں پڑھ لیتے تو تجاوز نہ کرتے جبتک کہ عمل نہ کرلیتے تو قرآن و عمل یعنے معانی دونو سیکھتے تھے۔ اور فی الحقیقت یہ اقوال قرآن مجید کے موافق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے لتبین للناس ما نزل الیہم اور اس وقت وہی صحابہ تھے تو معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے صحابہ سے معانی بیان فرما دیئے اور انہوں نے بہ فحوائے ولا تکتمونہ کے اسکا کتمان نہ کیا اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو بتا دیا اب اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ رضی نے اسرائیلی روایات کو ممکن ہے کہ بیان کیا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس کی بھی روایت جس کا آپ نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں ذکر کر کے امام رازی کے قول

لہ وہ لوگ معانی قرآن کو بہت اچھا جانتے تھے کیونکہ وہ حالات اور موقعی کا مشاہدہ کرتے تھے اور وہ پورا اور علم صحیح رکھتے تھے خصوصاً جو ان میں بڑے تھے جیسے خلفاء اربعہ اور ائمہ ہدایت یافتہ

کو انکی بابت ظاہر فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضؓ سے روایت ہے
وہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو تم اہل کتاب سے نہ پوچھو۔ تمہارے پاس ایک صاف ستھری چیز
موجود ہے۔ پس جبکہ وہ دوسروں کو منع کریں تو خود کیونکر ان کی روایات کو لیکر بیان فرماتے
اور انکا علم نتیجہ حضرت رسول اللہ صلعم کی دعا کا ہے جیسے کہ فرمایا اللھم علمہ الکتاب ابن
مسعود فرماتے ہیں قسم کھا کر کہ جو آیت کتاب اللہ میں اتری ہے میں اسکو خوب جانتا ہوں کہ
کہاں اتری اور کس کے شان میں اتری ہے اب ان حضرت کے تفسیر کے مخالف متاخرین
کی تفاسیر انکی رای کی بابت فرما دیا من قال فی القران برایہ او بما لا یعلم فلیتبوأ مقعدہ
من النار چونکہ آپ نے بار بار فرمایا اسلیے جو حق سمجھ میں آیا مختصر لکھ دیا۔ اور بہت سے
دلائل کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ کے مخالف یہ تحریر ہے تو آپ کو اختیار ہے درج رسالہ کرنے کا
یا نہ کرنے کا۔ والسلام خیر الختام

حقیر نظیر الدین لوہاروی

نمبر خاص دوم نمبر عام یکصد و نوزدہم تصدیق مولوی سید احمد حسن صاحب دہلوی فنانشل سکرٹری اہلحدیث کانفرنس ڈسٹرکٹ کلکٹر حیدرآباد۔ میرا اعتقاد وہی ہے۔ احمد حسن

نمبر خاص سوم و نمبر عام ۱۲۰ تصدیق حاجی محمد عبد [illegible] کانفرنس اہلحدیث
خاکسار کے نزدیک یہ تقریظ رسالہ اجتہاد و تقلید کیا تھے ضرور شائع کیجاوے۔ محمد عبد الغفار

نمبر خاص چہارم و نمبر عام ۱۲۱ تصدیق مولوی عبد الرحمان صاحب پنجابی مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم۔ ہذا الکلام صحیح وغیرہ باطل زائغ محمد عبد الرحمن

نمبر خاص پنجم و نمبر عام ۱۲۲۔ تصدیق مولوی عبد الوہاب صاحب امام مسجد صدر دہلی
الجواب صحیح والرای نجیح۔ ابو محمد عبد الوہاب۔

نمبر خاص ششم و نمبر عام ۱۲۳ تصدیق مولوی حاجی عبد الرشید صاحب ممبر کانفرنس اہلحدیث
الجواب صحیح والمجیب مصیب عبد الرشید عفا اللہ عنہ

نمبر خاص ہفتم و نمبر عام ۱۲۴ تصدیق مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ حاجی علیجان تحریر مذکور کے ساتھ مجھے اتفاق ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے اس کا خلاف امر مذموم ہے اصحاب کرام اعدل الائمہ وافضل الامہ ہیں کسی امر میں اتفاق فرمائیں یا کسی

لہ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے یا جس کا علم نہ پہنچا ہو وہ آگ میں اپنی جگہ بنا لے۔

آیت کی تفسیر فرمایا میں۔ ما انزل الیکم کے خلاف نہیں وہی لوگ اتبع بالحق تھے۔ وہی لوگ اتقی تھے انہیں کے ذوات کو جناب باری جل مجدہ نے نبی علیہ السلام کی صحبت وکلمہ تقوی کے لئے منتخب فرمایا قال اللہ تعالی والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا[1] مجردا سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دور رہتے تھے۔ اور اسکو گمراہی سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم احمد اللہ غفر لہ وعافاہ۔ مولوی احمد اللہ صاحب نے اتفاق ممبران کانفرنس اہلحدیث سے پہلے ہی اصول خمسہ سے اتفاق رای ظاہر کردیا تھا۔ اور اصول خمسہ کے متعلق یہ تحریر قلمبند کرکے دیدی تھی جو ذیل میں منقول ہے۔ نمبر اول ونمبر دوم میں متفق ہوں۔ مگر دوم میں کچھ تفصیل ہے۔ اگر قرآن وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی مسئلہ نہ ملے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں متفق ہوں۔ اتباع اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے خلاف کرنا جائز نہیں بدلالت آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی[2] الآیۃ اگر اقوال اجماعی (یعنے غیر خلافی) اصحاب رسول اللہ صلے اللہ [illegible] ہوں [illegible] صحت روایت خلاف کرنا قبیح ومذموم ہے۔ نمبر سوم کے متعلق میری تحقیق یہ ہے اگر اقوال صحابہ کسی مسئلہ میں مختلف ہوں جس کی دلیل قوی معلوم ہوگی عمل کرنا چاہیے۔ اور جس کی دلیل ضعیف ظاہر ہو ترک کرنا چاہیے اقوال صحابہ چھوڑکر اپنی رائے پر یا کسی متاخر کی رای پر عمل کرنا دین کے خلاف ہے۔ نمبر چہارم میں بقاعدہ اصل دوم خلاف کرنا صحیح ہے مگر اس صورت میں کہ بعض کا قول ہے خلاف کرنے میں حرج نہیں۔ اور بقاعدہ مندرجہ اصل سوم بشرط دلیل قوی بلا تخصیص یہ دعمر پیروی کرنا مناسب ہے اعمال ہوں یا عقائد یا تفسیر قرآن کی متعلق ہو۔ نمبر پنجم میں میں متفق ہوں۔

حررہ احمد سلمہ الصمد المعروف احمد اللہ ساکن الحال دہلی ۔ محرم ۱۳۳۰ھ

نمبر خاص ششم ونمبر عام ۱۲۵ تحریری شہادت مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم

---

[1] خدا تعالی نے کلمہ پرہیزگاری انکے لئے لازم ٹھہرادیا۔ وہ اسکے اہل اور اسکے مستحق تھے

[2] جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہوچکا اور سبیل المومنین کا خلاف کرے اسکو ہم ادھر پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے

غیر المغضوب علیہم یہی ہیں اصول اہلحدیث جن کا خلاف کرنیوالا اہلحدیث نہیں اور فقرۂ اول و
ثانی میں اس امر کا لحاظ بھی ہے کہ وہ عالم اس نص سے جو حکم فہم کرے اس میں کوئی سلف راہی بھی کہتا
ہو۔ ورنہ لازم ہوگا ان یقول من یشاء ما یشاء اور جائز ہوگا تقدم فہم عجمی کا عرب عربا پر اور
رای اہل بدعت کا اہلسنت پر حالانکہ عقلاً و شرعاً محال ہے کہ خیر القرون سب کے سب حق
کو چھوڑ کر خلاف پر مجتمع ہوں۔ اور اصل سوم میں بھی اسی کی تائید ہے اور تفسیر اتقان میں ہے
قال العلماء من اراد تفسیر کتاب العزیز طلبہ اولاً من القرآن فان اعیاہ طلبہ من السنة
فان لم یجده فی السنة رجع الی قول الصحابة فانہم ادری بذلک لما شاهدوه من القرائن و
الاحوال عند نزوله واعطوا من الفهم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح۔ وقد قال الحاکم فی
المستدرک ان تفسیر الصحابی الذی شهد التنزیل له حکم المرفوع۔ قال ابو طالب الطبری و
ان کان ای المفسر متهما بهوی لم یؤمن ان یحمله هواه علی ما یوافق بدعته کالقدریة
فان احدهم اذا صنف الکتاب فی التفسیر ومقصوده منه الایضاح الساکن لیصدهم
عن اتباع السلف و لزوم طریق الهدی مختصراً اور اللہ تعالیٰ نے اولوالالباب کی تفسیر کی ہے اور
فرمادیا ہے [illegible] ہم ہیں پس انکا تذکرہ
بکتاب اللہ سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے فہم عالی کا پس صحابہ کی فہم کی تعریف جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
فاعتبروا یا اولی الابصار اور آنحضرت صلعم نے فرقہ ناجی کا نشان فرمایا ما انا علیہ و اصحابی اور
شیخین رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ما اجتمعتما فی امر لا اخالفکما او کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا
اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر پس ان بزرگوار ونکی اطاعت حکم اتباع میں ہے نہ تقلید میں
اور اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم پڑھنے کا ارشاد کیا ہے
قال المفسرون فیہ اشارة بالاقتداء بالسلف الصالح پس سلف کا طریقہ وہی طریق مستقیم

علماء نے کہا ہے کہ جو تفسیر کا ارادہ کرے وہ پہلے اسکو قرآن ہی سے تلاش کرے اس سے وہ نہ مل جائے تو پھر حدیث میں تلاش
کرے اگر اس میں وہ تفسیر پاوے تو پھر اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرے وہ تفسیر زیادہ علم رکھتے تھے کیونکہ وہ حالات اور مواقع نزول
کلام دیکھتے تھے اور پورا فہم اور علم صحیح اور عمل صالح دیے گئے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ صحابی کی تفسیر کا حکم مرفوع
ہوتی ہے۔ ابو طالب طبری نے کہا ہے کہ اگر مفسر ہوائے نفسانی سے متہم ہو تو اس کی محفوظ اور امن نہ ہوگا کہ اسکے
ہوائے نفس کو ایسی تفسیر کرنے پر برانگیختہ کرے جو اس کی بدعت کے مطابق ہوگی۔ جیسے قدریہ کا حال ہے کہ ان میں سے بعض تفسیر
قرآن تصنیف کرتے ہیں تو ایسی باتیں درج کرتے ہیں جن سے وہ اتباع سلف و لزوم طریق ہدایت سے لوگوں کو روکیں
۔ جس امر میں تم دونوں اتفاق کرو گے اس میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ ۔ ان دونوں ابو بکر و عمر کا جو میرے بعد
ہونگے اقتدا کرو۔ ۔ علماء نے کہا ہے کہ اس آیت میں اتباع سلف کی طرف اشارہ ہے۔

* نوٹ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے اپنی تقریظ میں اصل اول کے فقرۂ اول و فقرہ دوم میں قید لگادی ہے کہ

اس کا خلاف کرنا صراط مستقیم سے عدول کرنا ہے لہذا اہلحدیث کا قدیما و حدیثا یہی طریق اور اصول ہے۔ اور احمد حنبل رح و شافعی رح و مالک رح ابو حنیفہ رح ان سب بزرگوار و نکا یہی مذہب ہے کہ اقوال و اعمال صحابہ کرام غیرہ پر مقدم ہیں۔ اسلیے کیا گیا ہے کہ اختلاف ائمہ مجتہدین فرع

جو حکم کوئی فہم کرے ہمیں کوئی سلف صالحین کا خلاف نہ کرے ان سے پہلے مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے اپنی تقریظ آیندہ میں ان دونوں فقروں میں تامل ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے فہم میں اتباع بالواسطہ واجب ہے یعنی یہ امر ضروری ہے کہ صحابہ کرام و ائمہ میں سے کوئی اسکے موافق ہو۔ اگر سب اسکے خلاف پر ہوں تو معلوم ہو کہ نص کے جو معنے سمجھتے ہیں اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص مؤول ہے۔ یا منسوخ ہے یا ضعیف۔ اگر اتباع اس قید کے ساتھ مقید نہ ہو تو یاد رکھو کہ ملحدوں کی بہنگ چڑھ جاے گی۔ اور یہ اصل اول انکے واسطے دلیل بن جائے گی۔

یہ تقیید و تنقید ان دونوں صاحبوں کی نص کے معنے اصطلاحی اہل اصول سے ذہول اور اسکی طرف عدم توجہی پر مبنی ہے۔ حکم منصوص اصطلاح اصول میں جسکے مطابق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، وہ کہلاتا ہے جس میں ایسی نص قرآن و حدیث کی وارد ہو جو محل تاویل و احتمال نہو اور یہی حکم نص کا کتب اصول فقہ میں بیان ہو چکا ہے

ایسے ہی حکم منصوص کا علماء قرآن و حدیث کے لیے خاکسار نے بلا واسطہ غیر واجب الاتباع ہونا بیان کیا ہے۔ نہ ظواہر محتملۃ التاویل کا ان میں قرآن و حدیث کا اتباع بواسطہ فہم صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین واجب ہے جس میں قرآن و حدیث کا اتباع صحابہ وغیرہ نے کیا ہے اس ظاہر کا اتباع ہمارے لیے واجب ہے اور جس ظاہر کو جملہ صحابہ و ائمہ نے ترک کیا ہے وہ ہمارے لیے بھی متروک العمل ہے۔ اس اصول مسلم اہلحدیث و اہلسنت کی نظر سے علماء کلام نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو واضح المراد خطابات وارد ہیں اُن سے اُن کے ظاہری معانی مراد قرار دا دیے جائیں گے۔ اور انکے ظاہری معنے چھوڑ کر باطنی معانی جن کا مدعی باطنیہ فرقہ ہے۔ مراد ٹھہرانا

المنطوق ینقسم الی قسمین الاول ما لا یحتمل التاویل وھو النص والثانی ما یحتمل وھو الظاھر (ارشاد الفحول)

النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنھا دلیل قطعی والعدول عنھا ای عن الظواھر الی معان یدعیھا اھل الباطن ھم الملاحدۃ

اختلاف صحابہ ہے۔ اور جملہ آیات قرآنی جو فضل میں مہاجرین اور انصار اور انکے تابعین کے فضل میں وارد ہیں اور جملہ احادیث نبوی جنہیں فضیلت صحابہ کرام مروی ہے۔ وہ سب غیب ہیں صحابہ سے معیت رکھنی کے اور اُن سے موافقت کی عقائد اور اعمال میں اور جن لوگوں نے ان اصول کی رعایت نہیں کی وہ نیچری مرزائی وغیرہ فرق ضالہ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون اور غریب مسلمانوں کو اتباع سلف اور راہ ہدی سے روکا ھداھم اللہ تعالیٰ واللہ اعلم

حررہ ابو عبید میر احمد السلام تسری۔

نمبر خاص نہم ۹ تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مقیم امرتسر امام مسجد جماعت غزنویہ

جنکی عام شہادت نمبر ۱۳ پر گذر چکی ہے اسواسطے انکا عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علے رسولہ محمد۔ امام الہدی وعلی اصحابہ و

وسموا الباطنیۃ الحادا شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۹۳ | الحاد کفر ہے وکسی ظاہر کے ظاہر معنے متروک ہونے پر صحابہ وغیرہ ائمہ سلف کا اتفاق کرنا اس معنے کے مراد نہ ہونے سے قطعی معنے سمجھا جائیگا۔ جبکہ اصل اول میں لفظ نص سے یہ معنے مراد ٹھہری تو پھر ممکن نہیں کہ کوئی ملحد اس اصل سے تمسک کرکے اپنے الحاد اشد مخالفہ ظاہر نصوص سے تمسک کرے اور اس اصول کو اپنی دلیل ٹھہرائے +

اس حاشیہ کا خلاصہ لکھکر مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ تو انہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب کو بھی دکھایا۔ اور اپنے کارڈ در ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء میں اس کی نسبت لکھا ہے کہ جو حاشیہ اصول تجویز ہوا ہے اسکے اخیر میں مولوی عبد الجبار صاحب نے زیر خط عبارت زیادہ کی ہے۔ اگر محل تاویل واحتمال ہو اس جگہ صحابہ وتابعین کی تقلید کا خلاف نہ کریں

ابو عبید احمد اللہ

بقیہ حاشیہ: اصول ثانی صفحہ گذشتہ

واتباع الذین اصطفی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار کو نمبر اول کے دو فقرہ نمبر تامل ہے فقرہ اول (اسکا اتباع بلا واسطہ غیر واجب ہے) فقرہ دوم اپنے خداداد علم سے قرآن وحدیث کا اتباع کرے۔ میری فہم میں اتباع بالواسطہ واجب ہے یعنی یہ امر ضروری ہے کہ صحابہ کرام وائمہ اسلام میں سے کوئی اس کا موافق ہو اگر سب اسکے برخلاف ہوں تو معلوم ہوا کہ نص کے سمجھنے میں اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص مؤول ہے یا منسوخ یا ضعیف پس اپنے علم خداداد سے قرآن وحدیث کا اتباع اس شرط پر کرے کہ اسکا فہم صحابہ کرام وائمہ اسلام کے خلاف نہو غرضکہ تفسیر واتباع نصوص میں سلف صالحین وقرون خیر کی موافقت ضروری ہے اپنے فہم وعلم سے سب کا خلاف کرنا سبیل مومنین کو جواب دینا ہے اگر اتباع اس قید کے ساتھ مقید نہو تو یاد رکھو کہ محدثوں کی پتنگ چڑھ جاویگی۔ اور آپ کا یہ اصل انکے واسطے دلیل بنجاویگی۔

باقی نمبر ۲ میں ہمارا آپکے ساتھ اتفاق ہے کتاب وسنت اسی کے شاہد ہیں و تعامل و اقوال اکابر امت اسی کے مؤید ہیں۔ خاکسار کچھ آیات واحادیث واقوال اکابر امۃ بطور نمونہ لکھتا ہے تاکہ ناواقف لوگوں کو اس سے بصیرت حاصل ہو جاوے اور واقف لوگوں کو دوبارہ غور کرنا پڑے قال اللہ تعالیٰ۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین حافظ ابن القیم اعلام میں لکھتے ہیں قال غیر واحد من السلف ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولاریب انہم ائمۃ الصادقین وکل صادق بعدہم فبہم یاتم فی صدقہ بل حقیقۃ صدقہ اتباعہ لہم وکونہ معہم ومعلوم ان من خالفہم فی شیء وان وافقہم فی غیرہ لم یکن معہم فیما خالفہم فیہ حینئذ فیصدق علیہ انہ لیس معہم پس معیت مطلقہ کی اس سے نفی ہوئی۔ اگرچہ

سلہ یہ تامل منشاء نص سے ذہول یا عدم توجہی پر مبنی ہے (نوٹ) متعلق تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری میں اسکی تفصیل ہوچکی ہے۔ (صفحہ ۱۱ دیکھو)

سلہ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور صادقین (سچوں) کے ساتھ ہو جاؤ۔

سلہ بہت سے سلف نے کہا ہے کہ صادقین آنحضرت صلعم کے اصحاب تھے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ صادقین کے امام ہیں انکے بعد جو صادق ہوئے وہ صدق میں ان ہی کی پیروی کرتا ہے۔ بلکہ درحقیقت اسکا صدق یہی ہے کہ وہ انکا پیرو ہے اور انکے ساتھ رہے۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہے کہ جو شخص ایک امر میں بھی انکا مخالف ہو۔ اگرچہ دوسرے میں موافق ہو وہ انکے ساتھ نہیں ہے۔۔

مطلق معیت ثابت ہو۔ اور معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مراد اس امر سے معیت مطلقہ ہے نہ مطلق معیت۔

وقال اللہ تعالیٰ واتبع[1] سبیل من اناب الی۔ ولاشک[2] ان ائمۃ منیبی ھذہ الامۃ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللہ تعالیٰ ومن[3] یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس امت کے مومنوں میں فرد کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں اگر انکا اتباع واجب نہ ہوتا تو یہ سخت وعید انکے خلاف پروارد نہ ہوتا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علیکم[4] بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین وقال علیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم من اراد بحبوحۃ الجنۃ فیلزم الجماعۃ اخرجہ الترمذی وقال[5] من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ ابوداود۔ جماعت سے بلاریب مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ اور انکی امثال سے جو بکثرت کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ ائمہ سنت نے صحابہ کرام کے قول کو حجت اور انکے اتباع کو واجب لکھا ہے۔

مترجم [1] اس شخص کی پیروی کر جو میری طرف متوجہ ہوا ہو [2] اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امت سے خدا کیطرف متوجہ ہونے والوں کے امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب تھے [3] جو شخص رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اس کو ہدایت ظاہر ہوگئی ہو اور اس راہ کی پیروی کرے جو مومنوں کی راہ نہ ہو اسکو ہم اسی طرف پھیرتے ہیں جدہر وہ پھرتا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ دوزخ بری جگہ پھرنے کی ہے۔

[4] آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اوپر لازم کرلو میرے اصحاب کی پیروی پھر جو انکے قریب ہونگے پھر ان لوگوں کی جو انکے قریب ہونگے۔ جو شخص بہشت کے بیچ جگہ چاہے وہ جماعت کی پیروی لازم کرے ۱۲ [5] جو شخص جماعت سے بالشت کے قدر جدا ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا ۱۲

حافظ ابن القیم اعلام میں لکھتے ہیں وان لم یخالف الصحابی صحابیاً آخر فاما ان یشتهر قوله فی الصحابة او لا یشتهر فان اشتهر فالذی علیه جماهیر الطوائف من الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة منهم هو حجة ولیس باجماع وقال شرذمة من المتکلمین وبعض الفقهاء المتاخرین لا یکون اجماعا ولا حجة - وان لم یشتهر قوله او لم یعلم هل اشتهر ام لا فاختلف الناس هل یکون حجة ام لا - فالذی علیه جمهور الامة انه حجة هذا قول جمهور الحنفیة صرح به محمد بن الحسن وذکر عن ابی حنیفة نصا وهو مذهب مالک واصحابه وتصرفه فی موطاه دلیل علیه وهو قول اسحق بن راهویه وابی عبید ومنصوص الامام احمد فی غیر موضع عنه - واختیار جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعی فی القدیم والجدید

شیخ الاسلام ابن تیمیہ حمویہ میں مسئلہ صفات میں لکھتے ہیں قولنا فیها ما قال الله ورسوله والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوه باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه وما قاله ائمة الهدی الذین اجمع المسلمون علی هدایتهم ودرایتهم وهذا هو الواجب علی جمیع الناس فی هذا الباب وفی غیره -

ترجمہ ۱؎ اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابی کا خلاف نہ کیا تو اس کا قول یا دوسرے اصحاب میں مشتہر ہوا ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر وہ قول مشتہر ہو گیا ہو تو جمہور فقہاء کا اس قول کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ قول اجماع ہے اور حجت (لائق تمسک آوری) ہے۔ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ حجت ہے مگر اجماع نہیں ہے۔ بہت تھوڑے لوگ متکلمین سے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ قول نہ اجماع ہے نہ حجت۔ اور اگر وہ قول مشتہر نہ ہوا ہو یا اس کی نسبت مشتہر ہونے یا نہ ہونے کا کچھ علم نہ ہو تو اسمیں بھی اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ وہ قول حجت ہے۔ اور یہی قول اکثر حنفیہ کا ہے امام محمد بن حسن نے اسپر تصریح کی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ سے صاف طور پر منقول ہے اور یہی امام مالک کا قول ہے اور کتاب موطا میں انکا عمل اسپر دلیل ہے۔ اور یہی امام احمد کا اور انکے اکثر پیرو اصحاب نے اسی کو پسند کیا ہے۔ اور یہی امام شافعی کا قول قدیم و جدید ہے۔ ۲؎ ہمارا اس میں وہی قول ہے جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے اور سابقین اولین مہاجرین و انصار نے فرمایا ہے اور جو انکے تابعین نے فرمایا ہے۔ اور جو ہدایت کے اماموں نے فرمایا ہے وہ لوگ جن کی ہدایت و فہم پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور یہی امر عام لوگوں پر واجب ہے۔

تفسیر اتقان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے منقول ہے فان الصحابۃ و التابعین والائمۃ اذا کان لھم تفسیر فی الایۃ وجاء قوم فسروا القرآن بقول اٰخر لاجل مذھب اعتقدوہ وذلک المذھب لیس من مذھب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرھم من اھل البدع فی مثل ھذا وبالجملۃ من عدل عن مذاھب الصحابۃ والتابعین وتفسیرھم الی ما یخالف ذلک کان مخطئا فی ذلک بل مبتدعا لانھم کانوا اعلم بتفسیرہ و معانیہ انتھی

اور امام طبری سے اتقان میں منقول ہے ویجب اعتماد المفسر علی النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن اصحابہ ومن عاصرھم ویجتنب من المحدثات
اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو قول صحابہ و تابعین کے خلاف ہو وہ محدثات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ

اور حافظ ابن القیم صواعق مرسلہ میں لکھتے ہیں واذا لم یکن لنا طریق الی العلم الا من جھۃ نقل اشعر وغرایب اللغۃ وحشیھا وافھام الجھمیۃ والمعطلۃ لا من طریق نقل الاحادیث [illegible] لتعطلت دلالۃ الکتاب والسنۃ وسقط الاستدلال بہ

مترجم — جبکہ اصحاب نبوی اور تابعین اور ائمہ دین کی کسی آیت قرآن کی کوئی تفسیر ہو۔ اور کوئی قوم اسکے برخلاف کوئی اور تفسیر کرے کسی ایسے مذہب کی پابندی سے جو صحابہ کا مذہب نہو تو وہ قوم معتزلہ کے شریک ہوگی۔ جو اہل بدعت سے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ جو شخص صحابہ و تابعین وغیرہ کی تفسیر سے عدول اختیار کر کے اُن کے مخالف تفسیر کریگا تو وہ خطاکار ہوگا۔ بلکہ بدعتی ہوگا صحابہ و تابعین تفسیر قرآن اور اسکے معانی کو اچھا جاننے والے تھے ۔۱۲ مفسر کو اس نقل پر اعتماد واجب ہے جو آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب اور انکے ہمعصر احمدی منقول ہوا اور ان لوگوں کی تفسیر سے اجتناب ضروری ہے جو پیچھے ہوئے ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو امور دین میں پیچھے پیدا ہوں اُن سے بچو جو بدعت اور گمراہی ہے ۱۲ اور اگر ہمارے لیے طریق علم نقل شعر اور نادر لغت اور جہمیہ معطلہ کی فہم ہی ہوں نہ نقل حدیث و آثار سے تو پھر کتاب و سنت بیکار ہوجائیگی اور ان سے دست آویز کرنا ساقط الاعتبار ہوگا اور مجوسیوں کے چوزوں اور فرقہ صابئین کے وارثوں اور فلسفیوں کے شاگردوں اور معتزلہ کے احمقوں پر حوالہ و یدینا باقی رہجائیگا یہ لوگ قرآن کی تحریف کرتے ہیں اور اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں باقی بر صفحہ ۱۱۱

حصلت لنا الحوالۃ علی افراخ المجوس وورثۃ الصابیئن وتلامذۃ الفلاسفۃ واذقال المعتزلۃ الی ان قال رحمہ اللہ وقد علم ان ہولاء یحرفون الکلم ویفسرون القران بارائہم فلا یجوز العدول عن تفسیر الصحابۃ والتابعین الی تفسیرہم۔ بحکم ما قل وکفی خیر مما کثر اسی پر اکتفا کیا گیا اور استیعاب کی ضرورت نہیں۔ والسلام

عبد الجبار عفی عنہ

نمبر خاص دہم ونمبر عام ۱۲۶

تصدیق مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی

خاکسار کو ان اصول سے اتفاق ہے۔ اور ان شاء اللہ تفصیل وار پھر لکھونگا

عبد الواحد بن عبد اللہ صاحب غزنوی عفا اللہ عنہ از لاہور

نمبر خاص یازدہم ونمبر عام ۱۲۷

تصدیق مولوی ابو الحسن محمد حسن صاحب سیالکوٹی مقیم لائل پور

مجھے جواب استفتا مولینا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی سے کلی اتفاق ہے حررہ ابو الحسن محمد حسن

نمبر خاص دوازدہم۔ تحریر مولوی عبد الجبار صاحب عمر پوری نزیل دہلی

انکا نمبر عام نمبر ۳۵ پر گذر چکا ہے۔ اسلیے عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا گیا

اصول خمسہ کی تصدیق بالتفصیل

(۱) اصل اول جو مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا شبہ

بقیہ نوٹ صحابہ کی تفسیر چھوڑ کر انکی تفسیر کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

ہم کو تسلیم ہے۔ اور اس قابل تسلیم اصل سے کسی کو انکار از روئے حق نہیں ہو سکتا۔

اصل دوم بھی قابل تسلیم ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ جو امر مسائل شرعیہ سے قرآن و حدیث میں نہ ملے تو اسکے لیے اقوال و آثار صحابہ کیطرف رجوع کیا جاوے اُسکی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک امر پر اجماع پایا جاوے اس صورت میں ظن غالب ہو گا کہ وہ امر بے دلیل نہیں کیونکہ بے دلیل بات کہنا دین میں خطا ہے اور صحابہ کا خطا پر اجماع کرنا عادۃً محال ہے۔ کما قال صاحب التلویح وغیرہ مثلاً محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ صحابی اگر کوئی امر دینی بیان کرے جس میں قیاس و اجتہاد کے لیے گنجائش نہیں تو وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ صحابہ کی نسبت یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسے امر میں قیاس کو دخل دیں جسمیں شرعاً دخل دینے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ حاشاہم عن ذالک اسی طرح یہ بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسی بات پر اجماع کریں جو محض بے دلیل ہو اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ اجماع کے لیے سند کی سخت ضرورت ہے اس صورت میں صحابہ کا اتباع واجب ہے کیونکہ دراصل حدیث مرفوع اور حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتباع ہے

(۳) جس حکم میں صحابہ کا اختلاف پایا جاتا ہے اور کسی قول انکے موافق کوئی مرفوع حدیث دستیاب نہیں ہوئی۔ تو اس صورت میں ہر قول کی نسبت خطاء و صواب دونوں کا احتمال قائم ہے کسی کے قول کو اتباع کے لیے معین کرنا تخصیص بلا مخصص کا وہم پیدا کرتا ہے اس حالت خاص میں کسی کی اتباع کو واجب و ضروری نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اولے و افضل کہا جاویگا۔ کیونکہ اصحاب کرام کی عدالت و صداقت دوسروں پر بدرجہا فائق و بہتر ہے۔ اسی وجہ سے موافق حدیث علیکم بسنتی و سنت خلفاء الراشدین المہدیین الخ اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم بلا تردد مسلمین اہلسنت کا مسلمہ اصول ہے کہ وہ حضرات اسی حیثیت سے مقتدا ہیں کہ خلفاء آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام ہیں۔ یا مستفید بصحبت و ہدایت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نہ اس حیثیت سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ عالی نسب عربی تھے۔ یا سلمان فارسی اور بلال حبشی تھے۔ جائے غور ہے کہ ابوطالب کو کہ باوجود پرورش و حمایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ منصب حاصل نہوا پھر ابوہریرہ اور بلال رضی اللہ عنہما وغیرہ کیونکر ائمۃ الہدیٰ اور منصب بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے مشرف ہوئے اس کا سبب یہی ہے کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے سچے متبع تھے اور ہر طرح آنحضرت کے

روبرو امتحانات میں صادق الارادہ پائے گئے۔ مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کی اتباع بحیثیت اتباع کتاب وسنت واجب ہو سکتی ہے۔ پس انکی سنت وطریق کا فرمان رسول صلعم سے متحد ہونا ضروری ہوکر واجب الاتباع مانا جاسکتا ہے۔

(۴) تابعین کے اقوال کی پیروی واتباع کی بھی یہی کیفیت ہے جو کہ تصدیق نمبر ۳ سے مفہوم ہے۔ بجز بشارت نبویہ مذکورہ کہ وہ مخصوص باصحاب ہیں۔ قرون ثلاثہ کے تقدیم قرون متاخرہ پر مسلم ہے۔ یہ قابل بحث امر نہیں ہے۔ اور حسب شرط نمبر ۳ سبکا خلاف جائز نہیں۔ تفسیر قرآن کی حدیث مرفوع سے ہر طرح واجب الاتباع ہے۔ اور اقوال صحابہ اگر مختلف ہوں۔ تو اس صورت میں ایسی تفسیر بیان کرنا جو اقوال صحابہ کی مغائر ہو لیکن بالکل مخالف ومناقض نہو۔ اور نظم قرآنی کی لحاظ سے مناسب وموزون ہو مذموم نہیں ہوسکتا۔ مثلاً آیۃ کریمہ واذا قرء القران فاستمعوا الخ کی تفسیر کبیر میں ایک معنی جدید لطیف بیان کیے ہیں۔ یعنی یہیں کفار کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سیاق وسباق اسپر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ سلف سے یہ معنی بالکل منقول نہیں۔ لیکن چونکہ اقوال سلف کے بالکل مناقض [illegible] اسکو خوشی سے تسلیم کیا ہے۔ ایسے ہی شاہ ولی اللہ صاحب رح نے فوز الکبیر میں آیہ کریمہ وعلی الذین یطیقونہ الخ کے جدید معنی بیان کیے ہیں۔ یعنی یہ آیت صدقہ فطر کے بارہ میں ہے۔ روزے کے بارہ میں نہیں اسکی بھی ایسی ہی کیفیت ہے جو بیان کیگئی۔ معتزلہ وغیرہ کی تفسیر جو صحابہ کے اور سلف صالحین کے منافی ہو۔ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ جیسے سید احمد خاں نے آیہ کریمہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ضرب کے معنی چلنا اور حجر سے پہاڑ مراد ہیں۔ یعنی عصا کے سہارے سے پہاڑ پر چلو۔ اس قسم کی تفسیر بالفوی غلط اور مردود ہے۔ واللہ اعلم۔

راقم عبد الجبار عمر پوری کان اللہ لہ۔

نمبر خاص سیزدہم

تصدیق حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی

(انکا نمبر عام پہلے نمبر ۴ پر گذر چکا ہے اسلئے نمبر عام دوبارہ نہیں لگایا۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما قالہ اخی عبد الجبار عمرپوری فھو صحیح وبہ اعتقد اعنی ما یتعلق بالاصول الخمسۃ التی حررھا مولانا ابو سعید محمد حسین البٹالوی وھذہ الاصول ینبغی ان تشتہر مع قواعد مجلس اھل الحدیث۔ قالہ بفمہ وامر برقمہ العاجز عبد المنان خادم سنت وزیر آبادی۔

نمبر خاص چہاردہم[۱۴] نمبر عام ۱۲۸

تصدیق مولوی فضل حق صاحب لاہوری مقیم لاہور

یہ صاحب انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبر ہیں اور ان کے سوا اس انجمن کے لاہوری ممبروں میں کوئی بھی اہل علم نہیں ہے (بیان)

میں ان اصول کے ساتھ متفق ہوں۔ بہتر ہے کہ یہ قواعد انجمن اہلحدیث مشتہر کرے۔

حررہ فضل حق عفی عنہ

نمبر خاص پانزدہم[۱۵] نمبر عام ۱۲۹

تحریر مولوی وحید الزمان حیدرآبادی ملقب بنواب وقار نواز جنگ

ایکی تحریر نمبر چہل وپنجم پر متعلق اس مضمون رسالہ اتباع السلف کے امام احمد حضرت عمر کے قول پر ہنسا کرتے۔ گذر چکی ہے۔ اب اصول خمسہ کی تصدیق میں ان کی دوسری تحریر نقل کیجاتی ہے۔ اسوجہ سے عام نمبر دوبارہ لگایا گیا ہے۔

مجھکو ان اصول خمسہ سے بالکل اتفاق ہے اور یہی اصول خمسہ اصول اہلحدیث ہیں۔ جنپر سلفاً وخلفاً علماء اہلحدیث کا عمل اور اعتقاد رہا ہے۔ جناب مولوی ضمیر الدین صاحب کی تحریر میں نے دیکھی۔ جو انہوں نے مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ مجھکو اس سے پورا اتفاق ہے۔

امام شوکانی رح فرماتے ہیں:۔

اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف

اصحابؓ کا اجماع بلا اختلاف حجت یعنی لائق سند ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

* یہ تحریر ہے جو صفحہ ۹۸ میں اس جلد کے نقل ہے۔

اجماع الصحابة مثل الكتاب والخبر المتواتر واجماع من بعدهم بمنزلة المشهور من الاحاديث

صحابہ کا اجماع مثل قرآن وخبر متواتر ہے۔ انکے مابعد کے لوگوں کا اجماع بمنزلہ حدیث مشہور ہے۔

اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

كان امامنا احمد بن حنبل اذا وجد النص من الكتاب والسنة افتى به ولا يلتفت الى من خالفه كائنا من كان من الصحابة او غيرهم ثم اذا لم يجد نصوصا اخذ بما افتى به الصحابة ولا يعرف له مخالف منهم ثم اذا اختلف الصحابة تخير من اقوالهم ما كان اقرب الى الكتاب والسنة ولا يخرج عن اقوالهم انتهى مختصرا حرره عبد العاجز المفتقر الى رحمة ربه المنان المدعو وحيد الزمان غفر له الرحمن۔

ہمارے امام احمد بن حنبل جب کوئی (کھلے بیان کی) آیت قرآن وحدیث پاتے تو اسپر فتوے دیتے اور اس کے خلاف کرنے والے کی طرف التفات نہ کرتے خواہ وہ صحابی ہو۔ یا کوئی اَور ہو۔ اور جب وہ کوئی نص قرآن حدیث نہ پاتے تو اُسپر فتوے دیتے جسپر اصحاب نبوی صلعم نے فتوے دیا ہو۔ اور اسمیں انکا خلاف نہ ہو پھر جب صحابہ میں اختلاف ہوتا تو ان کے اقوال سے اسی قول کو اختیار کرتے جو قرآن حدیث کے قریب ہوتا اور ان سب کے اقوال سے باہر نکلتے

اسوقت کے علماء اہلحدیث کی تحریرات وتقریرات ہمارے پاس اَور بھی ہیں۔ مگر طوالت مضمون کے خوف سے ان تحریرات کی نقل کو ملتوی کرکے اس سے پہلے زمانہ کی اہلحدیث کی تحریرات نقل کرتے ہیں۔

نمبر خاص شانزدہم [۱۶] ونمبر عام ۱۴۰

تحریر نواب صاحب بھوپال رحمۃ اللہ علیہ

نواب صاحب بھوپال کو ہندوستان وپنجاب سب کے سب اہلحدیث جانتے اور مانتے ہیں اور انکی تالیفات پر اعتماد رکھتے ہیں۔ لہذا سب سے پہلے انکی شہادت اصول خمسہ کی نسبت نقل کی جاتی ہے:۔

نواب صاحب رسالہ الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ کے صفحہ دس میں فرماتے ہیں:

وقال ابو حاتم الرازی العلم عندنا ما کان عن الله تعالی من کتاب ناطق ناسخ غیر منسوخ وما صحت به الاخبار عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه مما لا معارض له وما جاء عن الصحابة ما اتفقوا علیه فاذا اختلفوا لم یخرج من اختلافهم فاذا خفی ذلك ولم یفهم فعن التابعین فاذا لم یوجد عن التابعین فعن ائمة الهدی من اتباعهم مثل ایوب السختیانی وحماد بن زید وحماد بن سلمة و سفیان ومالك والاوزاعی والحسن بن صالح ثم ما لم یوجد عن امثالهم فعن مثل عبد الرحمن بن مهدی وعبد الله بن المبارك وعبد الله بن ادریس ویحیی بن آدم وابن عیینة و وکیع بن الجراح ومن بعدهم محمد بن ادریس الشافعی ویزید بن هارون والحمیدی واحمد بن حنبل واسحق بن ابراهیم الحنظلی وابی عبید القاسم بن سلام انتهی

فهذه طریقة اهل العلم وائمة الدین جعل اقوال هؤلاء بدلا عن الکتاب والسنة واقوال الصحابة بمنزلة التیمم انما یصار الیه عند عدم الماء فعدل هؤلاء المتأخرون المقلدون الی التیمم والماء بین اظهرهم۔

امام ابو حاتم رازی نے فرمایا ہے کہ ہمارے (یعنی ائمہ اہلحدیث) کے نزدیک علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ناطق سے ہو جو منسوخ نہ ہو اور وہ حدیث ہے جو آنحضرت سے بلا معارض منقول ہوا اور جو اصحاب رسول اللہ صلعم سے بلا اختلاف منقول ہو اور جب ان میں اختلاف ہو تو ان سب کے اقوال سے باہر نہ ہو جاویں۔ جب یہ امر مخفی ہے تو پھر جو تابعین سے منقول ہو۔ تابعین سے بھی کچھ پایا نہ جاوے۔ تو پھر جو ہدایت کے اماموں سے منقول ہو۔

جیسے ایوب سختیانی ہیں اور حماد بن زید وحماد بن سلمہ و امام سفیان و مالک و اوزاعی و حسن بن صالح اور جو ایسے اماموں سے بھی نہ پایا جاوے تو پھر جو ایسے لوگوں سے مروی ہو جیسے عبد الرحمان بن مہدی و عبد اللہ بن مبارک و عبد اللہ بن ادریس و یحیٰے بن آدم و سفیان بن عیینہ و وکیع بن جراح ہیں اور ان کے بعد امام شافعی و یزید بن ہارون و امام احمد بن حنبل و اسحٰق بن ابراہیم و ابی عبید قاسم بن سلام۔

پس یہی طریق اہل علم کا اور دین کے اماموں کا (جنہوں نے ان لوگوں صحابہ و تابعین) کے اقوال کو قرآن و حدیث کا بدل ٹھہرایا ہے۔ انکے

نیز ایک صحابی کے قول کو [illegible] اقوال بمنزلہ تیمم ہیں ان کی طرف [illegible] کیا جاویگا جبکہ پانی نہ ملیگا

(یعنی کتاب اللہ وسنت میں کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ ملیگا) پچھلے زمانہ کے مقلدوں نے پانی کے موجود ہوتے تیمم کیطرف رجوع کیا ہے یعنی قرآن وحدیث کے صریح حکم ملنے کے ساتھ بھی اپنے پیشواؤں کی تقلید کو جائز رکھا ہے۔

اور نواب صاحب مرحوم نے کتاب اتحاف النبلاء کے صفحہ ۱۸۱ وغیرہ میں امام احمد کے اصول خمسہ (جو ہمارے بیان کردہ اصول خمسہ میں سے پہلے تین اصول کی بالفاظہا تصدیق کرتے ہیں اور باقی دو اصولوں کے بالمعنے مصدق ہیں) کا ترجمہ فارسی میں کتاب اعلام الموقعین حافظ ابن قیمؒ سے بیان ونقل کیا ہے جس کو ہم عنقریب اصل کتاب اعلام کی عربی عبارت میں نقل کر کے اُردو میں اسکا ترجمہ کردیں گے ان اصول کو بیان کرنے کے بعد آپ صفحہ ۱۸۳- اتحاف میں فرماتے ہیں:۔ "آنچہ درو ے اصول خمسہ امام احمد ذکر کردہ ہمیں اصلہا اصول فرقہ توحید واتباع ایں زمان ست راشا براہی وکسانیکہ بریں اصول اطلاع ندارند واتباع آں ازیں گروہ حق نیز وہمی بینید امر جدید یدگمان کردہ تہمت احداث عقائدی نہند واہل آنرا وہابیہ نامند حاشاہم عن ذالک"

نواب صاحب [illegible] کا انہیں اصول خمسہ پر عمل ہے جو لوگ ان اصول پر اطلاع نہیں رکھتے وہ ان اصول پر عمل کرنے سے اہلحدیث زمانہ حال پر وہابی ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔

نمبر خاص ہفتم ۲ نمبر عام ۱۳۱-

شہادت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۲ میں اہلحدیث اور اہل الرائے میں فرق بیان کرنے کا ایک باب عقد کرکے اہلحدیث کا یہ وصف وحال بیان کیا

اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب وابراہیم والزہری وفی عصر مالک وسفیان وبعد ذالک قوم یکرھون الخوض بالرأی ویھابون الفتیا والاستنباط

ہے کہ انکا بڑا مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرنا تھا نہ رائے سے فتوے دینا۔ پھر صفحہ ۱۵۴ میں کہا ہے کہ اس طبقہ کے رئیس [illegible] عبد الرحمن بن مہدی کی یحیی بن سعید

الا لصغر ورقة لا يجدون منها بداً وكان اكبر همهم رواية حديث رسول الله صلے الله تعالٰے عليه وآله وسلم۔

كان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية عليه فان لم يجدوا فی كتاب الله اخذوا بسنة رسول الله صلے الله عليه وسلم سواء كان مستفيضاً دائراً بين الفقهاء او يكون مختصاً باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان فی المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلاف اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا جهدهم فی تتبع الاحاديث ولم يجدوا فی المسئلة حديثاً اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا يلتزمون بلد كما كان من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علماً واورعهم ورعاً واكثرهم ضبطاً او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شيئاً يستوی فيه قولان فهی مسئلة ذات قولين

قطان یزید بن ہارون عبدالرزاق ابوبکر بن شیبہ مسدد ہناد احمد بن حنبل اسحٰق بن راہویہ فضل بن دکین علی بن المدینی اور ان کے ہمسر یہ لوگ طبقات محدثین سے اعلیٰ شان تھے انہیں سے محققین نے فن روایت حدیث کو پختہ کرنے کے بعد حدیث کی فقہ (اس سے اجتہاد کرنے) کی طرف توجہ کی ان کے نزدیک فقہ یا رائے اس قسم کی نہ تھی کہ ائمہ متقدمین میں سے ایک شخص کے مقلد ہو رہیں باوجودیکہ احادیث و آثار باہم مختلف ہر مذہب میں انکو نظر آتے ہوں لہٰذا وہ احادیث و آثار صحابہ و تابعین و مجتہدین کے تتبع و تلاش میں (ان قواعد کے ساتھ جن کو انہوں نے محکم سمجھ رکھا تھا) لگ گئے۔ میں (شاہ صاحب فرماتے ہیں) ان کو تھوڑے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ ان کے نزدیک یہ مقرر تھا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن کا کوئی صاف حکم ہوتا تو اسکو چھوڑ کر کسی قول کیطرف جانا جائز نہ سمجھا جاتا۔ اور اگر قرآن کسی مسئلہ میں کئی صورتوں کا احتمال ہو تو وہ حدیث کو اس کا فیصلہ کرنے والے سمجھتے اور اگر قرآن میں وہ حکم نہ پاتے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیتے خواہ وہ عموماً فقہاء

فان عجزوا عن ذلک ایضاً تاملوا فی عمومات الکتاب والسنۃ وایماء اتہما واقتضاء اتہما وحملوا النظیر المسئلۃ علیہا فی الجواب اذا کانتا متقاربتین بادی الرای لا یعتمدون فی ذلک علی قواعد من الاصول ولکن علی ما یخلص الی الفہم ویثلج بہ الصدر۔

میں مشتہر ہوتی خواہ کسی خاص شہر یا قوم میں پائی جاتی خواہ اسپر کسی مجتہد نے عمل کیا ہوتا یا نہوتا۔ حدیث کے ہوتے وہ کسی اثر یا قول صحابی یا کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل نہ کرتے اور جب وہ حدیث کی تلاش میں کوشش کرنے کے ساتھ حدیث بھی نہ پاتے تو جماعت صحابہ کے اقوال کو لیتے اسمیں وہ کسی قوم یا شہر کے لوگوں کے پابند نہ ہوتے اگر وہ کسی قول میں خلفاء اربعہ اور جمہور فقہاء کا اتفاق پاتے تو وہ ان کے لئے موجب قناعت ہوتا۔ اور اگر ان میں اختلاف پاتے تو جس شخص کو کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ ضابطہ جانتے اسکے قول پر عمل کرتے اور اگر ان اقوال مختلفہ کے قائل مساوی رتبہ کے ہوتے تو وہ مسئلہ دو قول والا یعنی جو اختلافی کہلاتا جس قول پر کوئی چاہے عمل کرتے اور اگر ایسا قول پانے سے عاجز ہو جاتے تو کتاب اللہ اور سنت کے عمومات ایماء و اقتضاء سے کام لیتے۔ اسمیں وہ قواعد اصول پر جو علماء اصول نے بنا رکھے ہیں اعتماد نکرتے۔ بلکہ اپنے خداداد فہم اور اطمینان قلب سے کام لیتے۔

نمبر خاص ۱۸ ماہ دسمبر عام ۱۳۲

شہادت حافظ ابن القیم

حافظ ابن القیم کا اہلحدیث ہونا اہلحدیث زمانہ حال میں مسلم ہے ان کی کتاب اعلام الموقعین میں اصول خمسہ کا اصول مذہب اہلحدیث ہونا بڑے زور شور سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس مقام میں اس کتاب کی چند عبارات کا نقل کرنا مناسب ہے۔ اسکی جلد سوم کے صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے۔

فصل۔ فی جواز الفتوی بالآثار السلفیۃ والفتاوی الصحابیۃ وانہا اولی بالاخذ بہا من آراء المتاخرین وفتاویہم وان قربہا الی

یہ فصل اس بیان میں ہے کہ سلف کے آثار اور صحابہ کے فتووں سے فتوے دینا جائز ہے اور متاخرین کی رائوں اور فتووں سے وہ

الصواب بحسب قرب اهلها من عصر
الرسول صلوات الله وسلامه عليه وعلى
آله - وان فتاوى الصحابة اولى ان يوخذ
بها من فتاوى التابعين وفتاوى التابعين
اولى من فتاوى تابعي التابعين وهلم جرًا و
كلما كان العهد بالرسول اقرب كان
الصواب اغلب وهذا حكم بحسب الجنس
لا بحسب كل فرد فرد من المسائل كما ان
عصر التابعين وان كان افضل من عصر
تابعيهم فانما هو بحسب الجنس لا بحسب
كل شخص شخص ولكن المفضلون في العصر
المتقدم اكثر من المفضلين في العصر المتاخر
وهكذا الصواب في اقوالهم اكثر من الصواب
في اقوال من بعدهم فان التفاوت بين
علوم المتقدمين والمتاخرين كالتفاوت
الذي بينهم في الفضل والراى ۔۔۔
اذا قال الصحابي قولًا فاما ان يخالفه
صحابي آخر ولا يخالفه فان خالفه مثله
لم يكن قول احدهما حجة على الآخر وان
خالفه اعلم منه كما اذا خالف الخلفاء الراشدين
او بعضهم غيرهم من الصحابة في حكم فهل
يكون الشق الذي فيه الخلفاء الراشدون
او بعضهم حجة على الآخر فيه قولان للعلماء

مقدم ہیں اور صواب (درستی) کیطرف
ایسے اور اس قدر قریب تر ہیں جیسے کہ انکے
قائل آنحضرت صلعم کے زمانہ کے قریب ہیں صحابہ
کے فتوے تابعین کے فتووں سے مقدم اور
تابعین کے تبع تابعین سے وعلی ہذا القیاس
جسقدر زمانہ آنحضرت صلعم سے قریب ہوگا - اسی
قدر درستی اور صحت بھی غالب ہوگی - یہ حکم
بلحاظ جنس متقدمین ہے نہ بلحاظ ہر شخص
کے زمانہ متقدم کے لوگ زمانہ متاخر کے لوگوں
سے فضیلت میں بڑھکر ہیں تو اس زمانہ کے
لوگوں کے اقوال بھی اقوال زمانہ متاخر کے
لوگوں سے بڑھکر ہونگے جیسا ہی ان کے
اقوال میں صواب و درستی کی نسبت ہے -
متقدمین و متاخرین کے علوم میں ویسا ہی
فرق ہے - جیساکہ ان کے رتبہ و فضیلت میں
ہے - پھر اسی جلد میں کہا ہے - جب ایک صحابی
نے ایک بات کی ہو اور دوسرے صحابہ نے
اس کے برخلاف کہا ہوگا - یا نہ کہا ہوگا - اگر
برخلاف کہا ہوگا - تو ایک کا قول دوسرے پر
حجت (لائق دستاویز) نہ ہوگا - جیسے مثلاً
چاروں خلفاء یا کسی نے دوسرے صحابہ سے
اختلاف کیا ہو - تو کیا جس طرف بھی خلفا
یا بعض ہوں وہ دوسری جانب سے غالب

وهما روايتان عن الامام احمد والصحيح
ان الشق الذى فيه الخلفاء او بعضهم
ارجح واولى ان يوخذ به من الشق الآخر
فان كان الاربعة فى شق فلا شك انه
الصواب وان كان اكثرهم فى شق فالصواب
فيه اغلب وان كانوا اثنين واثنين فشق
ابى بكر وعمر اقرب الى الصواب فان اختلف
ابو بكر وعمر فالصواب مع ابى بكر وهذه
جملة لا يعرف تفصيلها الا من له خبرة
واطلاع على ما اختلف فيه الصحابة و
على الراجح من اقوالهم ويكفى فى ذلك معرفة
رجحان قول الصديق فى الجد والاخوة
وكون الطلاق الثلاث بفم واحد مرة واحدة
وان تلفظ فيه بالثلاث وجواز بيع امهات
الاولاد واذا نظر العالم المنصف فى ادلة
هذه المسائل من الجانبين تبين له ان
جانب الصديق ارجح وقد تقدم بعض ذلك
فى مسئلة الجد والطلاق الثلاث بفم واحد
ولا يحفظ فتوى ولا حكم ماخذها ضعيف
ابدا وهو تحقيق لكون خلافته خلافة نبوة

اور اولی بالقبول ہونگے علماء اور امام احمد سے اس
باب میں دو قول مروی ہیں۔ صحیح یہی قول ہے
کہ جس جانب چاروں خلفاء یا ان میں سے
اکثر ہونگے وہ جانب غالب ہوگی اور اگر دو
دو میں اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب غالب ہوگی
اور اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما
کا باہم اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ کی
جانب صواب ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل
کو وہی شخص جانتا ہے جسکو صحابہ رضؓ کے
اختلاف اور اس اختلاف سے قول راجح
کا علم ہو [illegible] قول صدیقی وراثت
جدا اور بھائیوں میں اور تین طلاقوں کے
(جو ایک وقت میں دیجاویں) ایک ہونے
میں اور بیع ام ولد کے جائز ہونے میں
پیش کرنا کافی ہے۔ عالم بانصاف ان
مسائل کے دلائل میں نظر کرے گا تو اسکو
واضح ہو جائیگا کہ ان مسائل میں قول
صدیقی غالب ہے اور سابقاً مسئلہ جدا ور
طلاق میں یہ امر واضح ہو چکا ہے اور حضرت
صدیق رضؓ سے کوئی قول ایسا محفوظ نہیں جسکے برخلاف کوئی نص وارد ہو یا اسکا ماخذ
ضعیف ہو اس سے ثابت ہے کہ آپکی خلافت خلافت نبوۃ تھی۔
پھر اس جلد کے صفحہ ۳۲۶ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر صحابی نے دوسرے صحابی کا

وان لم يخالف الصحابي صحابيا اخر فاما
ان يشتهر قوله في الصحابة اولا يشتهر
فان اشتهر فالذي عليه الطوائف من
الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفه
منهم هو حجة وليس باجماع وقالت شرذمة
من المتكلمين وبعض الفقهاء المتاخرين
لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر
قوله او لم يعلم هل اشتهر لا فاختلف
الناس هل يكون حجة ام لا فالذي عليه
جمهور الامة انه حجة هذا قول جمهور الحنيفة
صرح به محمد بن الحسن وذكر عن ابي حنيفة
ايضا - وهو مذهب مالك واصحابه و
تصرفه في موطئه دليل عليه وهو قول
اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص
الامام احمد في غير موضع عنه واختيار
جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في
القديم والجديد اما القديم فاصحابه
مقرون به واما الجديد فكثير منهم
يحكي عنه انه ليس بحجة وغاية ما تعلق به
من نقل ذلك انه يحكي اقوالا للصحابة
في الجديد ثم يخالفها ولو كانت عنده حجة
لم يخالفها وهذا تعلق ضعيف جدا فان
مخالفة المجتهد الدليل [illegible]

خلاف نہ کیا ہو تو پھر اسکی دو صورتیں ہیں
ایک یہ کہ انکا قول مشتہر ہو چکا ہے۔ اس
صورت میں اکثر فقہا قائل ہیں کہ وہ قول
اجماع ہے اور حجت ہے اور ایک جماعت
نے کہا ہے کہ وہ حجت تو ہے۔ مگر اجماع
نہیں ہے۔ اور بہت ہی تھوڑے سے لوگوں
متکلمین اور متاخرین فقہا نے کہا ہے
کہ نہ وہ حجت ہے نہ اجماع۔ دوسری
صورت یہ ہے کہ وہ قول مشتہر نہ ہوا ہو۔
یا یہ کہ اس کا مشتہر ہونا اور نہ ہونا کچھ بھی
معلوم نہ ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے کہ
حجت ہے یا نہیں جمہور امت محمدیہ اسپر
ہیں کہ وہ حجت ہے یہی جمہور حنفیہ کا قول ہے
چنانچہ امام محمد رح نے تصریح کردیا ہے
اور یہی امام ابو حنیفہ سے انکی تصریح سے
نقل کیا ہے اور یہی امام مالک اور ان کے
شاگردوں سے تصریح منقول ہے۔
اور یہی امام شافعی رح سے قول قدیم و جدید
میں صاف طور پر پایا جاتا ہے ان کے
قول قدیم کو تو ان کے اصحاب بھی مانتے
ہیں۔ رہا قول جدید سو بہتیرے لوگ ان سے
حکایت کرتے ہیں کہ قول صحابی حجت نہیں ہے
یہ [illegible] کہ اس فعل سے نکالی جاتی ہے

فی قطرۃ منہ لا یدل علی انہ لا یراہ دلیلاً من حیث الجملۃ بل خالف دلیلاً لدلیل ارجح عندہ منہ۔

کہ امام شافعی صحابہؓ کے اقوال نقل کرکے پھر اُنکا خلاف کرتے ہیں اور اگر وہ اُنکو حجت جانتے تو اُن اقوال کا خلاف نہ کرتے۔ مگر یہ وجہ استنباط نہایت ضعیف ہے کیونکہ مجتہد کا کسی ایک دلیل سے دوسری اقوی دلیل کی نظر سے مخالفت کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ پہلی دلیل کو نفی الجملہ بھی حجت نہیں جانتا بلکہ یہ مخالفت اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ وہ دوسری دلیل کو پہلی دلیل سے قوی تر سمجھتا ہے۔

اسکے بعد اسمیں کہا ہے۔ کہ امام شافعی رح نے اپنے قول جدید میں جو ربیع نے ان سے

وقد صرح الشافعی فی الجدید من روایۃ الربیع عنہ بان قول الصحابۃ حجۃ یجب المصیر الیہ × × قال البیہقی وقال فی کتاب اختلافہ مع مالک ما کان الکتاب و السنۃ موجودین [illegible] مقطوع الا باتیانہ فان لم یکن ذلک صرنا الی اقاویل الصحابۃ او واحد منہم ثم کان قول الائمۃ ابی بکر و عثمان اذا صرنا الی التقلید احب الینا × × × قال الشافعی رضی اللہ عنہ والعلم طبقات (الاولیٰ) الکتاب والسنۃ (الثانیہ) الاجماع فیما لیس کتابا ولا سنۃ (الثالثۃ) ان یقول الصحابی فلا یعلم لہ مخالف من الصحابۃ (الرابعۃ) اختلاف الصحابۃ (الخامسۃ) القیاس ھذا کلامہ فی الجدید قال البیہقی بعد ان ذکرھذا و فی الرسالۃ القدیمۃ للشافعی بعد ذکر الصحابۃ

روایت کیا ہے کھولکر لکھدیا ہے کہ اصحاب کے اقوال حجت (لائق سند) ہیں انکی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ × × × اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رح نے اپنی اُس کتاب میں جسمیں [illegible] ظاہر کیا ہے کہتے ہیں کہ جب قرآن اور حدیث موجود ہوں تو ان کے سننے والا کا عذر قطع ہوجاتا ہے۔ اور اس کو بجز اسکے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرے کچھ نہیں پہنچتا اور جب قرآن و حدیث نہ ہو تو ہم جماعت صحابہ یا انہیں سے کسی ایک کے قول کیطرف رجوع کریں گے اور اگر ابوبکر و عمر رض وغیرہ اماموں کا قول ہوگا تو ہمکو انکی تقلید کیطرف رجوع کرنا بہت پیارا ہوگا × × × اور امام شافعی رح نے کہا ہے کہ علم کے کئی درجے ہیں پہلا درجہ قرآن و حدیث ہے۔ دوسرا درجہ اجماع جہاں صریح قرآن و حدیث

وتعظیمهم فقال وهم فوقنا فی کل علم و
اجتهاد وورع وعقل وامر استدرک به علم
وآراؤهم لنا احمد واولی بنا من رأینا و
من ادرکنا ممن نرضی او حکی لنا عنه ببلدنا
صاروا فیما لم یعلموا فیه سنة الی قولهم
ان اجتمعوا او قول بعضهم ان تفرقوا
وکذا نقول ولم نخرج من اقوالهم کلهم
وقد قال فی الجدید فی قتل الراهب انه
القیاس عنده ولکن اترکه لقول ابی بکر
الصدیق رضی الله عنه فقد اخبرنا انه
ترک القیاس الذی هو دلیل عنده
لقول الصاحب فکیف یترک موجب
الدلیل لغیر دلیل وقال فی الضلع بعیر
قلته تقلیدا لعمر وقال فی موضع آخر
قلته تقلیدا لعثمان وقال فی الفرائض
هذا مذهب تلقیناه عن زید ولا
تستوحش من لفظة التقلید فی کلامه و
تظن انها تنفی کون قوله حجة بناء علی
ما تلقیته من اصطلاح المتاخرین ان
التقلید قبول قول الغیر بغیر حجة فهذا
اصطلاح حادث وقد صرح الشافعی رح
فی مواضع من کلامه بتقلید خبر الواحد
فقال قلت [illegible] اعلام

نہ ملے۔ تیسرا درجہ اقوال صحابہ جس میں انکا
اختلاف نہو۔ چوتھا درجہ اقوال صحابہ جن
میں انکا اختلاف ہو۔ پانچواں درجہ قیاس میں
یہ انکا قول جدید ہے بیہقی نے اسکو ذکر
کرنے کے بعد کہا ہے کہ امام شافعی رح کے
رسالہ قدیمہ میں بعد ذکر صحابہ اور انکی تعظیم
کے کہا ہے کہ وہ ہر علم و اجتہاد میں ہمپر
فوقیت رکھتے ہیں انکی رائے ہماری رائے
سے بڑھکر تعریف کے لائق ہے جن لوگوں
کو ہمنے پایا ہے یا انکا قول ہمکو پہنچا ہے
وہ اُن کے اجماعی اقوال یا بصورت اختلاف
بعض صحابہ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے چلے
آئے ہیں ایسا ہی ہمارا قول ہے ہم ان سب کے
اقوال سے باہر نہ نکلینگے اور آپنے جدید
قول میں یہ بھی کہا ہے کہ راہب (نصاری
کے عابد) میں ان مقابلہ و مقاتلہ کیوقت
قتل کرنے کا میں قائل تھا لیکن میں نے
بقول صدیق اکبر اس قول کو ترک کردیا اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ قول صدیقی کو حکم شرعی
سمجھتے تھے۔ آپ نے کہا ہے پسلی کی دیت
(خونبہا) ایک اونٹ ہونے کا میں بہ
تقلید حضرت عمر قائل ہوگیا ہوں ایک
اور موقعہ پر آپ نے کہا کہ میں اسکا بتقلید

کلهم علی قبول قول الصحابی قال نعیم بن حماد ثنا ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفة یقول اذا جاء عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن الصحابة نختار من قولهم واذا جاء عن التابعین زاحمناهم۔

عثمان قائل ہو گیا ہوں اور فرائض کے مسائل میں کہا ہے کہ میں نے یہ مسئلہ زید بن ثابتؓ سے اخذ کیا ہے امام شافعی کے اس قول میں جو لفظ تقلید مستعمل ہوا ہے اس سے ہم متوحش نہیں ہوتے ہم سمجھتے ہیں کہ اس لفظ سے قول صحابہؓ کے حجت ہونے کی بنا پر اس اصطلاح متاخرین کے کہ تقلید بلا دلیل کسی بات کے مان لینے کا نام ہے نفی ہوتی ہے مگر یہ اصطلاح پیچھے پیدا ہوتی ہے امام شافعی نے (جو سلف سے ہیں) بہت جگہ اپنی کلام میں خبر واحد کی پیروی کو تقلید کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے فلاں بات بتقلید غیر کہی ہے۔ اسلام کے سبھی امام قول صحابی کے اتباع و قبول کرنے پر متفق ہیں (اس اتباع پر امام شافعی نے لفظ تقلید بولا ہے) نعیم بن حماد نے کہا کہ میں نے ابن المبارک سے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ جو بات اصحاب نبوی سے مروی ہو جائے سر آنکھوں پر ہے۔ اور جو تابعین سے مروی ہو گا اس کا ہم مقابلہ کریں گے۔

فٹ نوٹ۔ جو شخص سچا اہلحدیث رہنا چاہتا ہے وہ اس نوٹ کو ملاحظہ کرے اور اسیر کا رہنے ہو ورنہ مطلق تقلید سے متنفر ہو کر اعتزال نیچریت۔ مرزائیت۔ چکڑالویت اور دہریت میں جا پڑے گا۔

امام شافعی رح نے جو فقہ و حدیث کے مسلم امام ہیں اپنے اس قول جدید میں اتباع قول صحابہ کا نام تقلید رکھا ہے۔ ایسا ہی آپ سے جلد اوّل اعلام کے صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹ میں نقل کیا گیا۔ حافظ ابن القیمؒ نے جو مسئلہ ترک تقلید ناجائز کے بڑے حامی ہیں امام شافعی کے اس محاورہ کو جائز و مسلّم رکھا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ متاخرین کی اصطلاح کی پرواہ نہ کر کے ہم اس لفظ تقلید سے متوحش نہیں ہوتے۔

امام شافعی اور حافظ ابن القیم کے یہ اقوال فرقہ اہلحدیث کے ان جہلا اور بعض علما بر بد ان خواہش جہلا کے لئے ایک عبرت خیز و ہدایت انگیز تازیانہ ہے جو لفظ تقلید و مقلد کے نام سے چونک اٹھتے ہیں اور یہ الفاظ سنتے ہی ایسے جلتے اور چلتے ہیں جیسے

والذين قالوليس بحجة قالوا لان الصحابی مجتهد والمجتهد يجوز عليه الخطأ فلا يجب تقليده - + + + + + + + + الكلام فی مقامين (احدهما) فی الادلة الدالة على وجوب اتباع الصحابة (الثانی) فی الجواب عن شبه النفاة فاما

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اقوال صحابہ حجت نہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ صحابی بھی مجتہد ہے اور مجتہد سے خطا کا صدور ہونا جائز ہے تو پھر اسکی تقلید کیونکر واجب ہے ... اسکے جواب میں ہم دو مقام میں کلام کرینگے ایک مقام بیان دلائل جن سے اتباع صحابہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے دوسرے مقام میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱۲۵)

رہاتی سکھ بانگ سننے سے یا متعصب ہندو کلمہ پڑھنے سے ان حیلاا ورانکی روش اختیار کرنے والے علماء کو معلوم ہو کہ جن لوگوں نے ہندوستان میں مسئلہ ترک تقلید ناجائز کو پھیلایا ہے یا بلاد عرب وغیرہ میں ان سے یہ مسئلہ شیوع پایا ہے انہوں نے مطلق تقلید کو ناجائز نہیں کہا بلکہ خاص کر تقلید مقابلہ نص (قرآن وحدیث) اور تقلید مذہب معین با عتقاد وجوب کو ناجائز کہا ہے اور مطلق تقلید کو بوقت لاعلمی واجب اور تقلید مذہب واحد کو اگر اسکے [illegible] کے صفحہ ۱۵ میں کہا ہے۔ باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اوّل واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہدین اہل سنت کی سی لا علے التعیین جسکو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسطرح پر ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت ہو تو عمل کیے جاؤں گا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کے تو اسکو پھینک دونگا اسکے بعد عبارت عربی عقد الجید کو نقل کیا۔ تقليد مجتهد على وجهين واجب وحرام الخ۔

اسکے بعد کہا ہے۔ قسم ثانی ۔مباح اور وہ تقلید مذہب معین کے ہے بشرطیکہ مقلد اس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نظر سے تعیین کرے کہ جبکہ امر اللہ تعالےٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جب ایک مجتہد کا اتباع کرینگے اوسی کی اتباع سے عہدہ تکلیف کیسے فارغ ہو جائیں گی۔ اور اسمیں سہولت بھی پائی جاتی ہے۔ اور علامت اس

الاوّل فمن وجوہ (احدھما) ما احتج به
مالک وھو قوله تعالیٰ والسابقون الاولون
من المھاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنه
واعدلھم جنّٰت تجری تحتھا الانھار خالدین
فیھا ابدا ذٰلک الفوز العظیم ۔ الوجه السادس
والاربعون انه لم یزل اھل العلم فی کلّ

ان لوگوں کے شبہات کا جواب بمقام اوّل کے
بیان میں آپنے چھیالیس دلائل ذکر کیے ہیں پہلی
دلیل آیت السابقون الاولون ہے جس سے استدلال
صفحہ ۵۹ میں گذر چکا ہے ۔ چھیالیسویں دلیل جو اس
جلد کے صفحہ ۲۰۴ میں بیان ہوئی ہے یہ ہے کہ
تمام زمانوں اور شہروں کے اہل علم ہمیشہ سے
فتاوے صحابہ اور ان اقوال سے استدلال کرتے چلے آئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶

تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کر سکے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی
شخص عمل کرنے والے کو برا نہ جانے اور ملامت اور تکفیر نہ کرے مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین
اگر معلوم ہو تو اسکے استعمال سے نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کبھی کبھی کر لیا کرے اور حنفی ہو کر کسی کرنے والے کو
طعن نہ کرے ۔ اور حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۲۶ میں کہا ہے :۔
جہتما تقلید غیر [illegible] النبی الذی [illegible] وھذا التقلید
غیر ما اتفق علیه الامة المرحومة فانھم اتفقوا علی جواز التقلید للمجتھدین مع
العلم بان المجتھد یخطی ویصیب ومع الاستشراف لنص النبی صلی اللہ علیه وسلم
فی المسئلة والعزم علی انه اذا ظھر حدیث صحیح خلاف ما قلد فیه ترک التقلید واتبع الحدیث
ایسا ہی اعلام الموقعین جلد دوم کے صفحہ ۲۹۳ میں تقلید ممنوع اور تقلید واجب و جائز میں
فرق کے بیان میں کہا ہے ۔
پھر کمال تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ علماء کہلاتے ہیں اور یہ کتابیں ان کی
نظر سے گذر چکی ہیں وہ کیوں مطلق تقلید و مقلد کے لفظ سے ناخوش ہوتے ہیں اور
حنفی یا شافعی کہلانے کو ایسا برا سمجھتے ہیں جیسے شیعہ یا غیر مسلم کہلانے کو ۔
اشاعۃ السنہ کے جلد ۱۱ صفحہ ۴۷ اور جلد ۲۲ کے صفحہ ۲۸ میں خاکسار نے اپنے
آپکو اہلحدیث حنفی کے لقب سے یاد کیا ۔ تو اس پر دو تین لوگوں نے اخبار بمبئی اہلحدیث
میں شور مچایا اور طعن کیا اسکے جواب میں [illegible] صفحہ ۲۹۷ سے صفحہ ۳۱

عصر و مصر یحتجون بما ھذا سبیلہ من فتاوی الصحابۃ واقوالھم ولا ینکرہ منکر منھم وتصانیف العلماء شاھدۃ بذلک ومناظراتھم ناطقۃ بہ قال بعض العلماء المالکیۃ اھل الامصار مجمعون علی الاحتجاج بما ھذا سبیلہ وذلک مشھور فی روایاتھم وکتبھم ومناظراتھم واستدلالاتھم ویمتنع والحالۃ ھذہ اطباق ھؤلاء کلھم علی الاحتجاج

انہیں کسی نے اس استدلال پر انکار نہیں کیا انکی تصانیف اسپر شاہد ہیں اور انکے مناظرات اس سے ناطق ہیں بعض علماء مالکیہ نے کہا ہے کہ تمام شہروں کے اہل علم کا اسپر اجماع ہے اور انکی کتب ومناظرات مشہورہ ہیں یہ استدلال موجود ہے جو کسی کتاب سلف اور خلف کے کسی حکم اور اسکی دلیل پر مشتمل ہوگی اسمیں تو اصحاب سے استدلال موجود ہوگا جو اسکا اعلیٰ نشان

تک ایک مضمون بعنوان "ہمارا حنفی ہونا کس معنے کر ہے" شائع کیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مسائل منصوصہ قرآن و حدیث میں ہم کسی کے مقلد نہیں اور مسائل غیر منصوصہ اجتہادیہ میں ہم اکثر مسائل میں امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کرتے ہیں اور معہذا بعض مسائل میں دیگر ائمہ مجتہدین کی پیروی و تقلید بھی کرتے ہیں [illegible] پر بھی بعض اہل علم نے اس انتساب بمذہب حنفی اور تلقب باہلحدیث حنفی پر اعتراض نہ چھوڑا جس کی وجہ صرف یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے ہمارا وہ مضمون نہ پڑھا ہوگا اور پڑھا ہوگا تو دل ناخواستہ سے پڑھا ہوگا اور اسکا مطلب نہیں سمجھا ہے

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

دسمبر ١٩١١ء میں خاکسار دربار کلاروالیش کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو پہلے جمعہ کی نماز کے بعد یہ اعتراض خاکسار پر ہوا پھر ایک جلسہ کانفرنس اہلحدیث میں جس میں خاکسار بھی شامل تھا حافظ حمید اللہ صاحب تاجر رکن کانفرنس نے یہ سوال پیش کیا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب جو اہلحدیث ہونے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتے ہیں یہ امر جائز ہے۔ اسکا جواب پہلے مولوی سید احمد حسن صاحب دہلوی پنشنر ریاست حیدر آباد نے دیا کہ ہاں جائز ہے پھر خاکسار نے اسی تفصیل سے جواب ادا کیا جو اس نوٹ میں ہو چکی ہے پھر حافظ صاحب موصوف نے یہ سوال کیا کہ کیا حنفی مذہب [illegible] تقلید ہمکو آئمہ اور دیگر علماء [illegible] کہ تقلید کرنی شرک ہے انکو خود بھی

بحالہ تشریع اللہ ورسولہ الا احتجاجہ ولا نفیہ دلیلا للامۃ فان کتابہ شئت من کتب السلف و الخلف المتضمنۃ للحکم والدلیل وجدت فیہ الاستدلال باقوال الصحابۃ ووجدت ذلک طرازھا وزینتہا ولم تجد فیہا قط لیس قول ابی بکر وعمر حجۃ ولا نحتج باقوال اصحاب رسول اللہ صلعم وفتاویھم ولا ما یدل علی ذلک۔	وزینت ہوگی۔ ان میں سے کسی کسی کتاب میں یہ نہ پاؤ گے۔ کہ کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول حجت نہیں یا اقوال صحابہ نبوی اور فتاوی سند و فتاوی نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا مضمون جو اس انکار پر دلالت کرتا ہو۔

خاکسار نے کتاب معیار الحق کے صفحہ ۱۴۱ سے نکال کر دکھایا۔ کہ تقلید چار قسم ہے۔ اول
واجب ہے۔ تا آخر اصلی عبارت جو اس نوٹ میں منقول ہے۔ بعد اس کے صفحہ ۱۷۹ کی
یہ عبارت سنادی۔ کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں
اولی و مستحسن بلکہ ضروری ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے [illegible]
لیکن ہر شخص کیواسطے نہیں جسکو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید
کرے۔ پھر کتاب الاحکام [illegible]۔ اجمع
المسلمون علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء
واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکرؓ وعمرؓ فلہ ان
یستفتی اباہریرۃؓ ومعاذ بن جبلؓ ویعمل بقولہما بغیر
نکیر فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان
پھر کہا کہ یہ اجماع بھی معیار الحق صفحہ ۱۴۲ میں منقول ہے۔ پھر یہ دعوی
کیا۔ کہ بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت سے اس وقت تک چلا آیا ہے۔ اس کی مثال وہ مختصر بیان کیا جو
حدیث صحیح میں آچکا ہے۔ کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا اور اس نے کسی صحابی
سے پوچھا کہ مجھے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جائز نہیں۔ تو اس نے
غسل کیا۔ مرد وہ ہلاک ہوا۔ جب پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط فتوی دینے
والے [illegible] خفگی ظاہر کی [illegible] پوچھنے والے کے حق میں

اور کتاب اعلام الموقعین جلد اول کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ امام احمد

وکانت فتاویہ مبنیۃ علی خمسۃ اصول (احدھا) النصوص فاذا وجد النص افتی بموجبہ ولم یلتفت الی ما خالفہ ولا من خالفہ کائنا من کان ولم یکن یقدم علی الحدیث الصحیح عملا ولا رأیا ولا قیاسا ولا قول صاحب ولا عدم علمہ بالمخالف الذی یسمیہ کثیر من الناس اجماعا ویقدمونہ علی الحدیث الصحیح وقد کذب احمد من ادعی ھذا الاجماع ولم یسغ	کے فتوے پانچ اصول پر مبنی ہوتے تھے ایک اصل نصوص (قرآن و حدیث) جب وہ قرآن اور حدیث میں صاف صاف حکم پاتے تو اسکے موجب و موافق پر فتوے دیتے اور کسی قول یا شخص کی جو اسکے مخالف ہوتا پروانہ کرتے اور حدیث صحیح پر کسی عمل یا رائے یا قیاس یا قول صحابی کو مقدم نہ کرتے اور اس قول صحابی کے مخالف علم نہ ہونے کو (جسکا نام بعض لوگ

ولا من خالفہ

نہ فرمایا۔ کہ اس نے کیوں قول بلادلیل کی تقلید کرلی۔ اس استدلال کی حاضرین نے تحسین کی۔ اس پر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کو اس وقت حنفی کہلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کا جواب [illegible] ہماری جماعت میں یہ تشدد پھیل گیا ہے۔ کہ حنفی کہلانیکو مطلقاً ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ جیسے مشرک کہلانے کو تو اسوقت حنفی یا شافعی کہلانا۔ ان کے رفع جہالت تشدد کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ فایدہ دیتا ہے کہ اس سے جواز القاب کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسکی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو بتایا۔ کہ آپنے حجۃ الوداع میں مفرد حج والوں کا احرام کھلوا کر تمتع کرایا۔ جسکو وہ ناجائز جانتے تھے۔ اور سختی کے ساتھ حکم دیکر تمتع کا جواز ظاہر کیا۔ اہلحدیث ہو کر حنفی کہلانے پر تشدد و انکار صرف عوام وجہلا فرقہ اہل حدیث میں ہی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ بعض خواص جو علماء کہلاتے ہیں۔ اور کانفرنس اہلحدیث کے حامی و بانی ہیں اس تشدد میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک تعجب خیز و حیرت انگیز واقعہ ہے جو ماہ مارچ ۱۹۱۳ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ اہلحدیث کانفرنس بمقام امرتسر میں ہوا تھا۔ جلسہ کا رقعہ دعوت خاکسار کے نام پہنچا۔ تو خاکسار نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ اگر

تقدیمہ علی الحدیث الثابت وکذالک
الشافعی ایضا نص فی رسالتہ الجدیدۃ علی
ان ما لا یعلم فیہ بخلاف لا یقال لہ اجماع
ولفظہ ما لا یعلم فیہ خلاف فلیس
اجماعا وقال عبد اللہ بن احمد بن
حنبل سمعت ابی یقول ما یدعی فیہ
الرجل الاجماع فھو کذب من ادعی
الاجماع فھو کاذب وھذا ھو الذی
انکرہ الامام احمد والشافعی

اجماع نام رکھتے ہیں۔ اور اس کو حدیث صحیح پر مقدم
کرتے ہیں، حدیث صحیح پر مقدم کرتے۔ اور
اس اجماع کے مدعی کو وہ دروغ گو کہتے اور ایسے
اجماع کی تقدیم حدیث پر جائز نہ رکھتے۔ ایسی ہی
امام شافعی بھی اپنے رسالہ جدید میں تصریح کر چکے
ہیں۔ کہ جس قول میں خلاف کا علم نہ ہو اسکو
اجماع نہیں کہا جاتا۔ یعنیہ امام شافعی کے الفاظ ہیں
اور عبد اللہ بن احمد نے کہا کہ میں نے اپنے باپ امام احمد کو
یہ کہتے سنا ہے کہ ایسے اجماع کا دعوی کذب ہے

کانفرنس اصول خمسہ اہل حدیث کو تسلیم کرے۔ یا بصورت عدم تسلیم اس جلسہ
کانفرنس میں اسپر مجھ سے بحث کرنے کا وعدہ دے۔ تو خاکسار بڑی خوشی
سے شا[illegible] کانفرنس کی طرف
سے باوجود مکرر ریمائنڈر (رقعات یاددہانی) بھیجنے کے کچھ نہ
آیا۔ مگر کانفرنس کے رکن رکین مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی
نے اپنے قلم سے یہ رقعہ خاکسار کے نام تحریر کیا۔

مکرم من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ فرماتے ہیں اصول خمسہ میرے
اہل جلسہ تسلیم کریں۔ تو میں شریک ہونگا۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ آپ
تشریف لاویں۔ اور جلسہ میں تقریر فرماویں۔ اپنے اصول خمسہ مع الدلائل پیش
کریں۔ انشاء اللہ تسلیم کیا جائیگا یا وجوہ تردید ان کے جواب میں عرض کئے
جائیں گے۔ وھو المستعان۔

عبد العزیز

فی دعوی الاجماع لا ما یظنہ بعض الناس (انہ) استبعاد لوجودہ -

الاصل الثانی من اصول فتاوی الامام احمد ما افتی بہ الصحابۃ فانہ اذا وجد لبعضھم فتوی لا یعرف لہ مخالف منہم فیہا لم یعدھا الی غیرھا ولم یقل ان ذلک اجماع بل من ورعہ فی العبارۃ یقول لا اعلم شیئاً یدفعہ او نحو ھذا

الاصل الثالث من اصولہ اذا اختلف الصحابۃ تخیر من اقوالہم ما کان اقربہا الی الکتاب والسنۃ

جو ایسی اجماع کا مدعی ہو وہ کاذب ہے ایسی ہی اجماع (خیالی) سے امام احمدؒ نے انکار کیا ہے - ایسا نہیں جیسے بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اجماع کی وجود ہی کو بعید سمجھتے ہیں -

دوسرا اصل اصحاب نبوی کے فتوے جب بعض اصحاب کا فتوی پاتے ہیں جن میں ان کو صحابہ سے کوئی مخالف معلوم ہوتا - تو پھر وہ اس فتوے کو چھوڑ کر دوسرے قول کی طرف رجوع نہ کرتے - مگر وہ اس فتوے پر اجماع ہونے کا دعوی نہ کرتے - بلکہ پرہیزگاری سے وہ اس فتوے کے بیان کرنے میں یہ فرماتے - کہ میں اس فتوے کے برخلاف

[illegible] پہنچا - اور مولوی عبد العزیز صاحب کے نام اس مضمون کا رقعہ بھیجا - کہ میں امرتسر آگیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے واسطے وقت مقرر کر دیں - تو میں اس وقت حاضر ہو جاؤں - اس کے جواب میں مولوی عبد العزیز صاحب نے دوسرے دن مجھے جلسہ میں وقت دینے اور جلسہ میں تقریر کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا - اور یہ رقعہ تحریر فرما کر ارسال کیا -

از عبد العزیز - بجناب مولانا المحترم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم - آپ کا خط مجلس شورے میں پیش کیا گیا - اس پر اراکین کانفرنس نے چند امور پیش کئے -

۱ - یہ جلسہ خالص اہل حدیث کا ہے - اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ کو حنفی المحدیث لکھتا ہے - اور باقرار خود خالص المحدیث نہیں ہے

پھر تین نمبر الیسے تجویز کئے - جن کو مجھ سے تعلق نہ تھا - مولوی عبد الجبار و مولوی احمد اللہ

ولم یخرج عن اقوالھم فان لم تبیّن له موافقة احد الاقوال حکی الخلاف فیما ولم یجزم بقول

الاصل الرابع الاخذ بالمرسل والحدیث الضعیف اذا لم یکن فی الباب شئ یدفعه وھو الذی رجحه علی القیاس

الاصل الخامس وھو القیاس فاستعمله للضرورة وقد قال فی کتاب الخلال سألت الشافعی عن القیاس فقال انما یصار الیه عند الضرورة ۔

کوئی قول نہیں پاتا۔ جو اس فتوے کو رد کر سکے۔ یا ایسی کوئی اور عبارت ہوتی۔ تیسرا اصول اصحاب نبوی کے باہم مختلف اقوال اختلاف کے وقت انکی کسی قول کو جو کتاب اور سنت کے قریب تر ہوتا لی لیتے۔ اور ان سب اقوال سے باہر نہ جاتے اور جس صورت میں انکو کسی قول کا کتاب سنت سے قریب تر ہونا معلوم نہ ہوتا اسمیں صرف اختلاف بیان کر دیتے۔ اور کسی قول پر اپنا یقین ظاہر نہ کرتے۔ چوتھا اصل حدیث مرسل (یعنی تابعی کا اس قول کو کہ آنحضرت نے ایسا کیا

صاحبان سے [illegible] ان کے علاوہ اور لوگ بھی مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں۔ جلسہ کے سوا اور موقعہ آپ ٹھیرائیں۔ اور اپنے سابق رقعہ دعوت کی نسبت لکھا کہ: میں نے جو پہلے لکھا ہے وہ میری ذاتی رائے ہے۔ آپ جب فرمادیں حاضر ہوں۔ ہاں اس قدر بات ہے کہ جلسہ کے بعد اس کا موقعہ ہووے۔ کیونکہ میں اپنا وقت اس میں دے چکا ہوں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے فوراً دوسرا رقعہ ارسال کیا۔ جو ذیل میں منقول ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ میں خدا کے فضل سے خالص اہلحدیث ہوں۔ کتاب اور سنت کے ہوتے میں کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جاوے بلفظ صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا ایسے مسائل میں اول پیروی اجماع کرتا ہوں اگر اجماع بھی نہ ملے۔ اور صحابہ اور تابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی

وکان تشدید الکراہتہ والمنع للافتاء بمسئلۃ لیس فیہا اثر عن السلف کما قال لبعض اصحابہ ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام

اعلام صفحہ ۳۲ جلد ۱ .

یا کہا تھا) لے لیا اور حدیث ضعیف پر بھی عمل کر لیا۔ جبکہ کسی مسئلہ میں کوئی حدیث قوی نہ ہو۔ جو اس حدیث کو رد کر سکے اس حدیث کو بھی وہ قیاس سے مقدم کرتے۔

پانچواں اصول قیاس ہے اس کو وہ ضرورت کے وقت استعمال کرتے ایسا ہی امام شافعی سے کتاب خلال میں نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے قیاس کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ قیاس کی طرف ضرورت کیوقت ہی رجوع کیا جاتا ہے۔

امام مالک اس مسئلہ میں جسمیں سلف سے کوئی اثر مروی

کے قول کی پیروی کرتا ہوں [illegible] یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف میں نہیں کرتا۔ اور صحابہ اور تابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث کا ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں آپ اور آپکی جماعت کے نزدیک ایسی اعتقاد والا اہلحدیث نہیں ہے تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے مجھے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپ نے میری اس درخواست کو نہ مانا۔ تو پبلک سمجھ لیگی۔ کہ آپ کا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو جسکی وجہ۔ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیدیا کرتا ہوں۔) مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا گریز کا بہانہ ہے۔ اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دھرم پال جو ہنوز مسلمان ہونے کا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے اور ایک شخص جسنے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قایم کی اور

نہ ہو۔ فتوے دینے سے بہت سختی سے منع کرتے۔ اور بعض شاگردوں کو فرمایا کرتے۔ اس مسئلہ میں کلام کرنے سے بچو جسمیں تمہارا سلف سے کوئی امام نہ ہو۔

اِن نقول و شہادات و تقریظات و تحریرات متقدمین و متاخرین سے آفتاب نیم روز کی مانند ثابت و متحقق ہو گیا۔ کہ اصول خمسہ جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ مذہب اہلحدیث کے مسلمہ اصول ہیں۔ متقدمین اہل حدیث سے جن کے سرخیل اور اعلیٰ نشان امام مالکؒ امام اوزاعیؒ و امام شافعیؒ و امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ تھے۔ ان اصول پر اتفاق رکھتے ہیں اور

اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام اہلحدیث مستقر کرا دیا ہے وہ تقریر کر نیکا مجاز نہ ہو۔ اس کا جواب تحریری کچھ نہ آیا۔ اور سکرٹری کانفرنس (مولوی ثناء اللہ) کا ایک شخص زبانی پیغام لایا۔ جسکے مضمون کی تصدیق پیچھے سے سکرٹری صاحب کی زبان سے بھی ہو چکی ہے۔ کہ آپ اپنی عمر کا بڑا حصہ لے چکے ہیں۔ اور ہم ہنوز امیدوار ہیں آپ [illegible] تو خون [illegible] ہوجائیگا۔ اور ہم کو بعد گھر جیل خانہ دیکھنا پڑیگا۔ آپ جلسہ کانفرنس میں نہ آویں۔ یہ پیغام سنکر خاکسار بٹالہ چلا گیا۔ آخری جلسہ کانفرنس کے دوسرے دن ۱۷۔ تاریخ کو کانفرنس کے مقابلہ میں اہل حدیث کی پبلک نے زیر اہتمام انجمن تائید الاسلام امرتسر جلسہ کیا جسمیں خاکسار کو ایک خاص آدمی بھیجکر مدعو کیا جسمیں مندرجہ ذیل تین رزولیوشن پاس ہوئے۔

۱۔ یہ جلسہ اہل حدیث کا جلسہ کانفرنس اہل حدیث منعقدہ ۱۴ و ۱۵۔ ۱۶ مارچ ۱۹۱۳ء پر افسوس کرتا ہے۔ کہ اس نے عمائد مسلمہ گروہ اہلحدیث پنجاب کو جن میں بعض گورنمنٹ کے نزدیک بھی اہلحدیث کے ریپریزنٹیٹو (یعنے درخواست کنندہ اور قومی ضروریات بحضور گورنمنٹ پیش کرنیوالے) اور ایڈوکیٹ (یعنی وکیل) مسلم ہیں جلسہ میں مدعو کر کے پھر ان کو شامل جلسہ ہونے اور تقریر کرنے سے روک دیا۔ اور بعض عمائد کے فی منٹ ایک روپیہ انعام دینے پر بھی انکی تقریر کرنے کو قبول نہ کیا۔ یہ جلسہ عام اہلحدیث اس فعل ناپسندیدہ پر کانفرنس کے حق میں ملامت کا ووٹ پاس کرتا ہے۔

اور متاخرین سے حافظ ابن القیمؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ و نواب صدیق حسن خاں صاحب
بھوپال اور جو اس قسم کے اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ جن کا مبسوط فیصلہ ہمارے رسالہ اسمہ ہدایت المستفید بتیح
کیا ہے ان اصول سے متفق ہیں۔ ان متاخرین سے ان اصول میں پہلے اختلاف ظاہر کرنے
والے ہمارے عزیز دلیر و شیر بہادر مولوی ثناء اللہ ہیں۔ وہ بھی بالآخر رسالہ اجتہاد و
تقلید میں ان اصول کے سکونی اصل اصول سے کہ غیر منصوص مسائل میں تقلید صحابہ و پیروی
اجماع عام ہے۔ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں۔ اور ان کے ثانی اثنین خوش صورت نیک سیرت
مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی اور ثالث ثلٰثہ صاحب علم لدنی اور ظاہری تعلیم یافتہ ہیں

نمبر ۲

چونکہ کانفرنس اہلحدیث اصول مذہب اہلحدیث یعنی اتباع سلف و اجماع امت
کے مخالف ہے باوجودیکہ صدر کانفرنس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب و فنانشل
سکرٹری مولوی [illegible] احمد صاحب [illegible] مولوی [illegible] و مولوی
عبد الجبار صاحب عمرپوری و مولوی عبد الوہاب صاحب امام مسجد صدر۔
ان اصولوں کو تسلیم کر چکے ہیں صرف ایک دو شخص ان اصول کو کانفرنس
کی طرف سے شائع ہونے نہیں دیتے۔ لہذا یہ کانفرنس اہل حدیث نہیں ہے
آئندہ کوئی اہل حدیث اس کے جلسہ میں شامل نہ ہو جب تک یہ اصول کانفرنس
کی طرف سے مشتہر ہو کر مسلم نہ ہوں۔ یہی ان کے پیغام صلح کا جواب ہے۔
جو اثنائے وعظ میں پہنچا تھا

محرک خلیفہ عبد الرحمن صاحب

مؤید حکیم مولوی عبد الحق صاحب ابوراب

نمبر ۳

چونکہ ہر ایک مجلس اور کانفرنس اور انجمن کو گورنمنٹ سے بھی تعلق ہوتا ہے
گورنمنٹ ان کی کارروائیوں پر نظر رکھتی ہے لہذا ان دونوں ریزولیوشنوں کی
نقل گورنمنٹ میں بھی بھیجی جاوے۔ مگر بعد انتظار تو یہ کانفرنس کے اس فعل
ناپسندیدہ سے اور بعد از انکار قبولیت اصول مذہب اہلحدیث کے جلسے واسطے

مجرد و مستغنی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ اور ان سب سے بڑھکر مدرس علوم
عقلی و نقلی مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری (ان کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر دستخط
کر کے) ان اصول کے مصدق بن گئے ہیں۔ اور ثانی الذکر یہ کہکر کہ صحابہ کی محض رائے
ہماری محض رائے سے مقدم ہے۔ اصل ان اصول کے مصدق ہو گئے ہیں۔ اور ثالث
الذکر مجلس مکالمہ دوستانہ امرتسر میں اقوال جماعت صحابہ و اجماع کی پیروی کو جائز کہکر
اصل ان اصول کے مسلم بن گئے ہیں۔ لہذا اب ہم کو حاجت نہیں رہی۔ کہ تصدیق نصیحت نامہ
ع۵ اور تکذیب رسالہ اتباع سلف میں اور اقوال متقدمین و متاخرین کی شہادات پیش کریں
اس لیئے ہم اس مضمون کی تصدیق و تکذیب کو ختم کرتے ہیں مگر خاتمہ مضمون میں زمانہ حال کے
متشددین اہلحدیث کی اصلاح خیال و دفع غلطی کے غرض سے اس قدر حقیقت حال بیان کرنا
اور خیال خلاف پر ناقدانہ نظر کرنا ضروری جانتے ہیں۔ کہ جو خالص اہلحدیث ہونیکے لئے حنفی
یا شافعی نہ کہلانا اور اپنا لقب سوائے اہلحدیث مقرر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہ علم اصول فقہ

دوسرے [illegible] اور ان [illegible] جواب طلب کیا
جاوے۔ اور اس طرف سے جواب شافی نہ ملے۔　　محرکہ مولوی احمد اللہ صاحب
　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مویدہ مولوی عبدالعزیز مدرس

ان ریزولیوشنز کی نقل جبکہ سرکاری طرف سے کسی خاص شخص نے گورنمنٹ میں نہیں بھیجی۔ بلکہ اس رسالہ کے ذریعہ جو ایڈووکیٹ
اہلحدیث شائع کرتا ہے۔) انکا پیش ہونا کافی سمجھا اسی غرض سے خاکسار نے ان ریزولیوشنوں کو
درج رسالہ کر دیا۔ امید ہے کہ گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی اس رپورٹ کو قوم اہلحدیث کی رپورٹ سمجھے گی:

اس جلسہ کے تیسرے دن ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء کو سکرٹری مولوی (ثناء اللہ) کا
خط (اشال "باسی کڑہی کو ابال" - اور "مشت بعد از جنگ کا مصداق) اس مضمون کا خاکسار کے
نام پہنچا۔ کہ جناب کو جس سے خلاف ہے۔ تو ۱۷ - مارچ ۱۹۱۳ء کے جلسہ میں مجھ سے گفتگو کریں
اس کا جواب ۲۰ - مارچ کو یہ دیا گیا۔ کہ اگر آپ یا آپکے ثانی اثنین مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی یا
ثالث ثلثہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی اصول خمسہ کا مذہب اہلحدیث نہ ہونا ثابت کر دیں۔ تو ہر ایک
کو جو اثبات خلاف کرے۔ ایک سو روپیہ انعام دیا جاویگا۔ یہ خط وصول پاکر مولوی عبدالعزیز
صاحب کو بجز اس کے کچھ نہ سوجھا۔ کہ وہ وطن [illegible] چلتے ہوئے وہ اس مضمون کا

وفروع فقہیہ اور سیرت وحالاتِ سلف اُمّت اور کتب طبقات واسماء الرجال سے
ناعلمی و بےخبری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسی ملحدانہ اجتہاد کا ثمرہ ہے۔ جو کچھ جی میں آیا۔ اور
رائے غیر مستند بنقل سلف سوجھا۔ اس کو قلم میں دھر گھسیٹا۔ عمل وقرار داد سلف اُمّت
کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ بےشک اہلحدیث سلف میں بہت اکابر ایسے گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے
مسائل منصوصہ میں بجز قرآن وحدیث کسی کا اتباع نہیں کیا۔ اوران مسائل میں حنفی
یا شافعی مذہب کے مجتہدین کے اتباع کا قصد ھی نہیں کیا۔ اوران مسائل کی نظر سے اپنے
آپکو ان مذاہب کی طرف منسوب کیا۔ بلکہ اہلحدیث یا محمدی المذہب کہلایا۔ ان کی فہرست
ہم بڑے اہتمام سے رسالہ (۱۱) جلد (۸) کے صفحہ ۱۸ ۲۳ وغیرہ میں شایع
کر چکے ہیں جس سے ہمارے نکتہ چین ومعترضین ہمیشہ بڑے فخر سے استدلال واستشہاد کرتے
ہیں۔ مگر ایسے ائمہ اکابر بھی ان کے ساتھ ہی چلے آئے ہیں۔ جو لفظ اہلحدیث

رُقعہ لکھکر چھوڑ گئے۔ کہ انعام کا روپیہ پہلے جمع کرادیں۔ تو ہم گفتگو کے لیے آجاوینگے۔
اس رقعہ کے الفاظ یہ ہیں "بسم اللہ الرحمن الرحیم از عبد العزیز [illegible]
[illegible] السلام علی من اتبع الہدیٰ
آپ کا خط بنام مولوی ثناء اللہ (جنہیں آپ نے مجھکو بھی خطاب کیا ہے) مینے دیکھا۔ اگر آپ کو
مناظرہ کا حوصلہ ہوا ہے تو بسم اللہ۔ آپ حسب وعدہ روپے جمع کیجیے۔ جس وقت آپ روپے
جمع کردینگے۔ میں جہاں ہوں گا وہاں سے حاضر ہو جاؤں گا انشاء اللہ الرحمن × × × ہاں مناظرہ میں یہ
بھی ضروری ہے کہ آپ کے ثانی اثنین مولوی عبد الجبار غزنوی پیری مریدی والے اور روپیہ لیکر میت کیلئے
قرآن پڑھنے والے وغیرہ وغیرہ۔ اور ثالث ثلثہ مولوی احمد اللہ (جو سود دینا جائز رکھتے ہیں) بھی
موجود ہوں تاکہ پھر موقع اقتجا باقی نہ رہے اور اہلحدیث کون ہے نصف النہار کی طرح ظاہر
ہو جائے۔ اس خط میں لائق رہبار کے توجہ اہلحدیث دو امر ہیں۔ اول یہ کہ جس مسلمان
بھائی کو تمام عمر اس خط کی تحریر سے چند روز پہلے تک مولانا محترم ومعظم السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ
سے خطاب وسلام کیا جائے کیا اُس سے اِسی عنوان سے خطاب وسلام کرنا چاہیئے تھا جو اس
خط میں ہوا ہے۔

دوم۔ یہ کہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی ومولوی احمد اللہ وہی دونوں بزرگ فرقہ
اہلحدیث ہیں جنکو خاکسار کے شریک ارباب شوریٰ انتخاب متولی وقف حسینی نہ کرنے کی
شکایت آپ کے قائد ورہبر اول الثلثہ اخبار ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ میں کرتے ہیں۔ فالوجہ
ہو الوجہ۔ والعذر ہو العذر۔

مولوی عبد العزیز صاحب کے خط منقولہ صد ۱۴۲ سے یہی دو امر متعلق مولوی صاحبان موصوف
اجنبی سمجھکر حذف کئے گئے تھے آپ نے بتکرار اُس خط میں دوبارہ [illegible] کو بھی کرنا پڑا۔

کے اصلی معنی (منصوصات میں بلا واسطۂ غیر کتاب و سنت پر عمل و استدلال کرنا اور نفس کے برخلاف کسی کی تقلید نہ کرنا) کے رو سے وہ پکے اہلحدیث ہی تھے۔ معہٰذا وہ مسائل غیر منصوصہ اجتہادیہ میں مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ کے اماموں کی تقلید بھی کرتے۔ اور حنفی یا شافعی بھی کہلاتے تھے۔ بہت سے متقدمین ائمہ مذاہب اربعہ ایسے ہی تھے۔ اور متاخرین فقہا و محدثین بھی اکثر ایسے تھے۔ کتب تواریخ طبقات و اسماء الرجال ملاحظہ کرو گے۔ تو ان میں ایسے لوگ صدہا پاؤ گے۔ زیادہ دسترس نہ ہو۔ تو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ اور بستان المحدثین شاہ عبد العزیز۔ و اتحاف النبلا نواب صاحب بھوپال۔ و فوائد بہیہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی ملاحظہ کرو۔ اور ان میں اہلحدیث ہو کر حنفی اور شافعی کہلانے والوں کے صدہا نام نامی دیکھ لو۔ اتنی ہمت بھی نہ ہو تو ہمارے رسالہ جلد ۲۲ میں مضامین

مگر مولوی ثناء اللہ اور مولوی ابراہیم نے حوصلہ کیا۔ اور ڈپٹی محمد یوسف صاحب کے مکان پر امرتسر میں خاکسار سے نقد سو روپیہ لیکر ایک امین میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر (پشمینہ) کے پاس رکھوالیا۔ مگر گفتگو سے بچنے کے لئے اس شرط کی آڑ میں پناہ لی۔ کہ اس گفتگو میں منصفی کے لئے کوئی مسلّم فریقین ثالث مقرر ہونا ضروری ہے ٭ اور جب ادہر سے پہلے مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سہارنپور

٭ یہ شرط مولوی ثناء اللہ ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں اس شرط کی ضرورت یا جواز پر قرآن یا حدیث میں کونسی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ ہوا۔ تو اس وقت کون ثالث منصف مقرر ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مقابلہ ہوا۔ تو کون منصف ہوا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود۔ نصاریٰ سے مقابلہ ہوتا تھا۔ تو کون ثالث منصف ہوتا؟ اب بھی ملکی انجمنوں اور پبلک کے جلسوں میں حتیٰ کہ پارلیمنٹوں میں مباحثات ہوتے ہیں تو کون ثالث منصف ہوتا ہے ہمیشہ حاضرین کی میجارٹی (اکثر یا جمہور) کے اتفاق رائے پر فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں پبلک حاضرین کی اتفاق

"کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے" اور "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے"۔ اور "ریویو صارم" ہی کو ملاحظہ کرو۔ ان میں امام محمد علیہ الرحمۃ و امام طحاوی" جیسے اہلحدیث و مجتہد حنفیوں کے نام نامی پاؤ گے۔ جن کا اہلحدیث بمعنی مذکور ہونا انکے عمل و تالیف میں پایا جاتا ہے۔ اور ان کا حنفی ہونا تمام اسلامی دنیا نے مانا ہوا ہے۔

یہ بیان حقیقت حال ہے۔ اب خیال خلاف پر ناقدانہ نظر کی جاتی ہے۔ جو لوگ آج کل ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو حنفی یا شافعی ہونیکو خالص اہلحدیث ہونے کے برخلاف جانتے ہیں۔ ان کے اس خیال پر سلف امت کے اقوال سے کوئی شاہد و موافق نہیں ہے۔ ان کی اس غلطی خیال کا منشاء و مبدا (اگر ان کے حق میں حسن ظنی اختیار کی جاوے۔ اور دیدہ دانستہ جعل سازی و افترا پردازی کا انپر گمان نہ ہو) یہ ہے کہ وہ کتب اصول فقہ و کتب فقہ و تواریخ و اسماء الرجال میں پوری نظر نہیں رکھتے۔ وہ کسی مدرسہ

کا نام پیش کیا گیا۔ پھر مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیو بندی کا (جو مولوی ثناء اللہ سے [illegible] بھی [illegible] صاحب [illegible] سکرٹری کانفرنس اہلحدیث کا۔ تو مولوی ثناء اللہ نے ان سب کو نامنظور کیا۔ اور بجائے اُن کے مولوی حافظ عبد اللہ غازی پوری کو پیش کیا۔ (جو اصول خمسہ میں سے اصل سوم چہارم و پنجم کے برملا منکر ہیں) اس اختلاف تقرر ثالث کی وجہ سے گفتگو موقوف ہوئی۔ اور مثل مشہور ہے ؎

بس ہو چکی نماز مُصلّا اُٹھائیے

صادق آئی۔ اور سو روپیہ انعام جو امانت رکھوایا گیا تھا۔ خاکسار کو واپس مل گیا۔ خاکسار نے یہ سوچکر کہ یہ خط و کتابت و آمد و رفت امرتسر و اجتماع ارباب جلسہ کی تکلیف محض رائگاں نہ جائے۔ اس سے کچھ تو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ارکان جلسہ سے درخواست کی۔ کہ شرطی و انعامی گفتگو تو ہونے سے رہی۔ اب مجھے صرف پانچ منٹ تقریر کے لئے دیئے جاویں۔ جسمیں میرا یہ مضمون جو پہلے کانفرنس اہلحدیث میں پھر اس جلسہ میں ادا کرنا چاہتا تھا۔ ادا کروں۔ حاضرین جلسہ

یا کالج میں معمولی کورس (کتب مقررہ) سے عبور کر کے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے مولوی فاضل بنکر پھر ہندوستانیوں کے یا شیعہ سُنیوں یا مقلدین و غیر مقلدین کے باہمی خلافیات کی کتابوں میں نظر کر کے صرف علم مجادلہ (جسمیں حق طلبی کی بُو بھی نہیں ہوتی) میں شہرت حاصل کر کے مناظر و مفتی و مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ لہذا جو ان

کی معیاری (جمہوریت) اس سے جو نتیجہ نکال سکے نکال لے۔ یہ درخواست منظور ہوئی تو میں نے یہ مطلب بجائے پانچ منٹ کے تین منٹ میں ادا کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۵۰ میں اور طبع ثانی کے صفحہ ۲۷ میں صاف اقرار کیا۔ اور شہادت دی ہے۔ کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہؐ اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اور صفحہ ۲۳ طبع اول اور صفحہ ۲۷ طبع دوم میں اس تقلیدِ صحابہ اور تابعین کو جائز کہا ہے۔ اور صفحہ [illegible] حجت ہونے پر کوئی دلیل قرآنی یا حدیثی قایم نہیں۔ تاہم جس کام پر امت کا حقیقی اجماع ہو۔ میری رائے ہے۔ کہ خدا کے نزدیک اس میں مصلحت ہوتی ہے۔

اِن کی اس شہادت اور اعتراف سے صاف ثابت ہے۔ کہ اصول خمسہ کا جسمیں قرآن کے حدیث بعد صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کی تاکید ہے۔ اصول مذہب اہلحدیث ہونا مولوی ثناء اللہ نے مان لیا ہے۔ اور اس کے مطابق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ اب اگر ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے۔ تو ہماری ان کی کوئی نزاع باقی نہیں رہی۔ اور اگر ان کا عمل ان اصول کے برخلاف ہو جیسا کہ ان کی عربی تفسیر میں ہوا۔ تو وہ باقرار خود اہلحدیث نہیں ہیں۔"

اس کے مقابلہ میں انہوں نے بھی تین منٹ لئے اور میرے کلام کا رد کا اس قدر حصہ کہ اب تو رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپکو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے پڑھ سُنایا۔ اور اس کا آخری حصہ کہ خدا تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ ایک دن عملی اہلحدیث بھی ہو جائیں گے نہ پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ جس حالت میں میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں اصول خمسہ کے برخلاف

کی عقل میں آتا ہے۔ بغیر اس کے کہ نقل سے اس کی اصل تلاش کریں۔ جھٹ پٹ فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ ان سب کے پیش امام اور مسائل اجتہاد و تقلید میں سب کو بہکانے والے اور راہِ راست سے بچلانے والے ہمارے عزیز مولوی **ثناء اللہ** امرتسری ہیں۔ جنہوں نے ۸۳ صفحہ کا رسالہ اجتہاد و تقلید لکھا ہے۔ اور ۶۶ صفحہ کا ایک رسالہ اہلحدیث کے

لکھا ہے۔ اور معہذا آپ نے مجھے اعتقادی اہلحدیث تسلیم کر لیا ہے۔ تو اب آپ میرے اعتقادی اہلحدیث ہونے سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا۔ کہ اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اپنے اعتراضات مذکورہ بالا میں اصول خمسہ کو مان لیا تھا۔ تب ہی آپکو اعتقادی اہلحدیث کہا گیا تھا۔ جسکو میں اب بھی مانتا ہوں۔ مگر یہ تو آپکے عملی اہلحدیث ہونے کی ہے۔ جب آپ کا عمل اس اعتقاد کے مطابق ہو جائیگا۔ تب آپ پورے اہلحدیث کہلائیں گے۔ اور ہم اور آپ ایک ہو جائینگے۔ مگر میرے اس جواب کو انکی پارٹی والے لوگوں اور مقلدوں نے نہ سنا [illegible] اہلحدیث [illegible] کر کے شور و غل مچایا۔ اور میری شرط عمل کو جو پرخط میں بھی تصریح ہے۔ بعض اشخاص نے سُنا تو اس کے جواب میں یہ کہا۔ کہ اس وقت اعتقاد کے مطابق عمل کس مسلمان سے ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اشخاص تو شور و غل کی وجہ سے سُن ہی نہ سکے۔ اور اِس وجہ سے میجارٹی (جمہوریت) کی رائے لینے کا موقع نہ ملا۔ اور وقت نماز مغرب قریب ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست ہو گیا۔ ان کے اس شور و شغب و بے محل شکریہ اور بے وجہ شادمانی سے میرے دل میں ارمان رہا۔ تو میں نے یہ شرط عمل سمجھانے کے لئے پھر ایک خاص مجلس میں پہلے زبانی اور پھر بذریعہ رقعہ انکو مدعو کیا۔ اس دعوت کے جواب میں دوسرے دن علی الصباح مولوی ابراہیم سیالکوٹی اور منشی برکت علی لودہانوی خاکسار کی فرودگاہ پر آئے۔ اور اس امر کے خواستگار ہوئے۔ کہ یہ مجلس خاص مولوی ثناء اللہ کے مکان پر ہی ہو۔ اور مولوی ابراہیم بولے کہ ہم اب آپکے تابعدار ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں۔ کہ مولوی

مذہب پر لکھا ہے۔ مگر خیریت ہے اسوقت تک اتنا نہیں سمجھا کہ مجتہد کون ہوتا ہے۔ اور مقلد کون؟ اور اہلحدیث کا مذہب کیا ہے ان کے اس حال و مقال پر یہ مثل پوری صادق آتی ہے سہ چندیں مدت خدائی کردی ہنوز گاو خر را نشناختی۔ تعریف لفظ فقہ کی تلاش میں مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ میں آپکی نظر اس فقرہ پر جا پڑی اما المقلد

ثناء اللہ رسالہ اجتہاد و تقلید میں بوقت لاعلمی صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کو اہلحدیث کا مذہب مان چکے ہیں۔ اور اجماع کے اتباع کو بھی وہ اس رسالہ میں اپنی وجدانی رائے سے تسلیم کر چکے ہیں۔ تو اس کے مطابق عمل بھی کر لینا۔ آپ ان کے کان پکڑ کر ان سے منوالیں گے۔ آپ انکے مکان پر چلیں۔ خاکسار ان کے مکان پر پہنچا۔ اور ان سے یہ سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے اس قدر اعتراف کر لیا۔ کہ جہاں قرآن حدیث سے بدلالۃ کچھ ثابت نہ ہوگا۔ وہاں ہم جماعت صحابہ کے اقوال کے پابند ہو جائیں گے۔ اور ان کے برخلاف کوئی بات اپنی رائے محض سے تجویز نہ کرینگے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ اگر جماعت صحابہ کا قول نہ ملے گا۔ تو ہم شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کے اقوال کو بھی تسلیم کر لیں گے۔ مگر بجز شیخین کے ایک قول صحابی تسلیم میں تامل رہا۔ اور اس وجہ سے ہمارا انکا اتفاق نہ ہوا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

پھر جب مباحثہ شیعہ ملتان کے لئے ہمارا انکا ملتان میں چار روز اکٹھے رہنے کا اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے ایک صحابی کے قول کی پیروی کو بھی تسلیم کر لیا۔ اور ہمارا ان کا اعتقاد میں کلی اتفاق ہو گیا۔ اب ہمارے ان کے اتفاق کلی میں کسر ہے۔ تو صرف یہ ہے۔ کہ اس اعتقاد کے مطابق وہ عمل بھی کر دکھائیں اور جہاں ان کے خیال میں ہمارا عمل اس اعتقاد کے برخلاف ہے۔ وہاں وہ ہم سے یہ عمل کرا کے دیکھ لیں۔ کہ ہم اس اصول و عمل کے پابند ہیں یا نہیں؟

اعتقاد کے مطابق عمل کرنے کی شرط پر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے۔ جو جلسہ انعامی یک صد روپیہ میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ کہ ہزار روں

فمستندہ قول مجتہد لاظنہ اور اتفاق سے ابتدائی اوراق درمختار میں یہ فقرہ ویفتی علی قول الامام مطلقاً ان کی نظر سے گذرا۔ تو ان دونوں فقروں کا صرف اپنی غلط فہمی اور حقیقت سے محض جہالت اور ناواقفی کی وجہ سے یہ مطلب قرار دیا۔ اور بیان کیا جو اس عزیز کے الفاظ سے

مسلمان صرف اعتقاد ہی سے مسلمان تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جو نماز نہیں پڑھتے۔ روزہ نہیں رکھتے۔ وعلی ہذا القیاس۔ اعتقاد کے مطابق عمل کرنے والے مسلمان تو بہت ہی کم ہیں۔ اس کا جواب یہی جو اس الزامی میں بھی دیا گیا تھا (جو اس وقت بخوبی نہ سنا گیا تھا) کہ عمل دو قسم ہے۔ ایک وہ جو اعتقاد کا مکذب ہوتا ہے۔ جیسے منافقوں کا یہ عمل کہ وہ آنحضرت صلعم اور مومنوں سے جدا ہو کر اپنے شیاطین میں کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں سے ٹھٹھا کیا کرتے ہیں۔ دوسرا وہ عمل جو بوجہ غفلت [illegible] مسلمانوں سے وقوع میں آتا ہے۔ بناءً علیہ اصول خمسہ کو اصول مذہب اہلحدیث مان کر ان کا خلاف کرنا۔ اور انکے اقوال اجماعیہ کے برخلاف کسی عمل و اعتقاد کو دین قرار دینا۔ اعتقادی اہلحدیث ہونے کا مکذب ہے۔ اور ترک عمل فساق نادم ان کے اسلام کا مکذب نہیں ہے اس نوٹ کے ملاحظہ کے ساتھ حنفی یا شافعی کہلانا اور مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کو اپنے رائے و اجتہاد کو ترک کر کے کسی کی سلف صالحین سے تقلید کرنا جائز ہے۔ اور یہ خالص اہلحدیث ہونیکے منافی و مخالف نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعینہ مذہب اہلحدیث ہے جسکو بالآخر خصوم نے بھی مان لیا ہے۔ اور مسائل منصوصہ میں عمل بالحدیث والقرآن کرنے کے ساتھ غیر منصوصہ مسائل میں حنفی یا شافعی مذہب کی تقلید کر لینا۔ اور اس نظر سے اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلانا جائز ہے۔ اور اس پر تشدد و انکار محض تعصب ہے۔ اور اصول و فروع کو جہالت کا نتیجہ ہے یہی جہالت اس وقت کے اہلحدیث و احناف کی باہمی عداوت کا موجب ہی کر اور یہی جہالت ہے جو اس وقت کے نفس دین نام کو اہلحدیث کے معزلی بنا رہی ہے۔ اور سلف صالحین کی پیروی سے ہٹا رہی کر اور بالآخر اس کو الحاد و دہریت کا خوف ہے اللّٰھم احفظنا [illegible] خوف سے یہ نوٹ لکھا گیا ہے۔ مزید تاکید خاتمہ مضمون میں ہو گی۔

نقل کیا جاتا ہے کہ "مقلد کا بھروسہ اپنے امام کے قول پر ہوتا ہے۔ نہ اپنی تحقیق پر۔ مثلاً مقلد کے فہم میں ایک بات قرآن و حدیث سے سمجھ میں آئی۔ مگر امام کی تحقیق اور قول اس کے برخلاف ہے۔ تو اس صورت میں مقلد کا حق نہیں ہے کہ اپنی تحقیق پر جو قرآن وحدیث سے اس کو تحقیق ہوئی ہے۔ بھروسہ کرلے۔ بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے امام کے قول پر اعتقاد کر کے اپنا خیال چھوڑ دے۔ (اچھی خاصی غلامی ہی) اسکی مزید شرح صاحب دُرِ مختار کے اس قول میں ہے وَیُفتِی علٰی قولِ الامام مُطلقاً۔" اخبار اہلحدیث جلد ۷ نمبر ۲۲ و ۲۳ صفحہ ۶ میں اس عزیز کی عبارت ہے۔ جسمیں ان فقرات کا یہ مطلب اس نے ادا کیا ہے اس مطلب بیان کردہ عزیز مذکور کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ صاحب مسلّم و دُرِ مختار کے نزدیک حنفی یا مقلد وہی ہے۔ جو قرآن و حدیث سے ایک بات سمجھکر اسپر اعتقاد نہ کرے۔ اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام کی پیروی کرے پھر اس [illegible] بنانے کے لئے عزیز مذکور اشاعۃ السُّنّۃ سے جا لپٹا ہے۔ اور اُسکے چار فقرات منقولہ ذیل نقل کرکے ان کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اہلحدیث وہی ہے جو کسی کی مطلق تقلید نہ کرے۔ خواہ اس کو قرآن و حدیث سے کوئی مسئلہ نہ ملے

(۱) اہلحدیث کے اہل علم احادیث کے ساتھ استدلال کرنے میں کسی کے مقلد نہیں۔ (اشاعۃ السُّنّۃ جلد ۹ صفحہ ۳۰۰)

(۲) فرقہ اہلحدیث بجز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کسی تابعی کسی صوفی کسی مولوی زندہ یا مردہ کا مقلد نہیں۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ صفحہ ۴۲)

(۳) جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ وہ اہلحدیث ہیں (اشاعۃ السُّنّۃ جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۲۴۳ و جلد ۹ صفحہ ۱۲)

(۴) مذہب اہلحدیث یہ ہے کہ بلا وساطت مجتہدین حدیث پر عمل کرنا۔ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۹ نمبر ۱ صفحہ ۹

ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد عزیز مذکور نے کہا ہے۔ "کیئے اہلحدیث ان معنے سے اور حنفی ان معنی سے۔ جو مسلم الثبوت اور دُر مختار سے مفہوم ہیں یہ دونوں لقب ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں"

صِدقَ اِن مفترقان اے تفرقاً

عزیز مذکور کے اس بیان سراسر کذب بہتان کو دیکھکر ان لوگوں نے جو عزیز مذکور کی تقلید میں اندہے بہرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اصل کتابیں مسلم الثبوت در مختار واشاعة السنة نہ دیکھے ہونگے یقین کر لیا ہوگا۔ کہ ہمارے دلیر بہادر شیر پنجاب نے حنفی ہونے اور اہلحدیث ہونے میں بحسب اعتراف مصنفین کتب اصول فقہ ومؤلف اشاعة السنة کی تضاد وتخالف ثابت کر دیا۔ مگر جو اصل کتابوں کو دیکھنے والے ہیں۔ اور خداداد فہم اور عقل بھی رکھتے ہیں۔ وہ اگر عزیز مذکور پر عملاً جعل سازی افترا پردازی کی بدگمانی رکھتے ہونگے۔ تو صاف کہیں گے۔ کہ عزیز مذکور نے جو کہا ہے اس میں [illegible] سے کام لیا ہے۔ اور اگر وہ اس کے حق میں حسن ظنی رکھیں گے۔ تو یہ کہیں گے۔ کہ عزیز مذکور یونیورسٹی کا فاضل ہو کر علم اصول فقہ سے محض جاہل ہے ومع ہذا نافہم اور غلط فہم ہے ان کتابوں کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ اور جو کہا ہے۔ نادانی ونافہمی اور جہالت سے کہا ہے ؎

وَکَم مِن عائبٍ قولاً صحیحاً　　وآفتہ من الفہم السقیم

فقرہ مسلم الثبوت کا مطلب یہ نہیں ہے۔ اور قطعاً اور یقیناً نہیں ہے کہ مقلد نص قرآن و حدیث سے ایک بات سمجھکر پھر اسکو وہ تقلید امام سے چھوڑ دیتا ہے اور بمقابلہ نص قرآن وحدیث وہ اس کے قول پر اعتماد اور اس سے استناد کرتا ہے اور نص قرآن اور حدیث پر اعتماد نہیں کرتا۔ جیسا کہ عزیز مذکور نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ جو مسئلہ محل ظن ہے۔ اور وہ نصوص قرآن و حدیث سے کسی عالم کے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ اس مسئلہ میں وہ کسی مجتہد کی تقلید اختیار کرکے اپنے ظن پر اعتماد واستناد نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے امام

کے قول پر اعتماد کرتا ہے سے ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

اسپر آفتاب جیسی روشن دلیل جیسی اصل کتاب مسلّم الثبوت میں فقرہ مذکورہ کو اور اس کتاب کے خاتمہ میں صاحب مسلم کے اس قول کو جسمیں اس نے دلیل کو چھوڑ کر تقلید اختیار کرنے کو خلاف معقول کہا ہے۔ اور مسلم کی تعریف اجتہا کو پڑھنے والا ذرہ برابر شک نکریگا یہ ہے کہ صاحب مسلم نے فقرہ مذکورہ کے پہلے ظن کے ذریعہ علم حاصل ہونے کو خاصۂ مجتہد قرار دیا ہے۔ اور اسی محل ظن ہی مقلد کے لئے قول مجتہد کو لایق اسناد و اعتماد قرار دیا ہے۔ (نہ نصوص قطعیہ قرآن و حدیث کے اجن کا مفاد قطع و یقین ہوتا ہے) کے مقابلہ میں اور انکو ترک کر کے جیسا کہ عزیز مذکور نے صاحب مسلم پر افترا کیا ہے۔

ناظرین! اصل عبارات و فقرات کتاب مسلم کو توجہ سے دیکھیں۔ اور داد انصاف دیں۔ مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ[۲] میں پہلے فقہ یعنی اجتہاد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ کہ فقہ یعنی اجتہاد احکام شرعیہ کو ان کے دلائل تفصیلیہ سے جاننے کا نام ہے۔ پھر اس تعریف پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر اس سے تمام احکام کو انکے دلائل سے جاننا مراد ہے تو یہ تعریف جامع نہیں رہتی۔ اس سے بہت سے مجتہد خارج ہو جاتے ہیں جنسے بعض مسائل کی نسبت لا ادری (میں نہیں جانتا) مروی ہے۔ اور اگر بعض احکام کو انکے دلائل سے جاننا مراد ہے۔ تو پھر تعریف مانع نہیں رہتی۔ اسمیں بعض مقلد عالم (یعنی وہ جو منصوصات کے خود عالم ہیں اور اجتہادیات میں مقلد ہیں۔ اور وہ بعض احکام منصوصہ کو انکے دلائل منصوصہ قرآن حدیث سے جانتے ہیں۔) داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تعریف مانع نہیں رہتی

وعرّفوہ بانہ العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ واورد ان کان المراد الجمیع فلا ینعکس لثبوت لا ادری او المطلق فلا یطرد لدخول العالم المقلد واجیب بانہ لا یضر لا ادری لان المراد الملکۃ فیجوز التخلف وبان المراد بالادلۃ الامارات اذ تحصیل العلم بوجوب العمل بوسط الظن من خواص المجتہد اھ ملخصاً (مسلم)

پھر شق اول اعتراض کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ علم احکام سے بلکہ اجتہاد و استنباط حاصل ہونا مراد ہے۔ نہ جمیع احکام کا علم۔ لہذا بعض احکام میں لا ادری کہتے سے مجتہد نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ اور شق ثانی اعتراض کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ ادلہ سے جنسے مجتہد کا احکام کو جاننا ضروری ہے۔ امارات ظنیہ مراد ہیں نہ نصوص قطعیہ اور علم بوجوب عمل بواسطہ ظن مجتہد کا خاصہ ہے۔ نہ علم احکام قطعیہ بواسطہ نصوص قطعیہ۔ لہذا اس عالم کا نصوص قطعیہ سے بعض احکام کو جان لینا اس کو مجتہدوں میں داخل نہیں کرتا۔ اور اس سے تعریف مجتہد کا مانع ہونا نہیں ٹوٹتا۔

اس جواب کے بعد صاحب مسلم نے وہ فقرہ کہا ہے کہ مقلد کا محل سند و اعتماد

اما المقلد فمستنده قول مجتهده لا ظنه ولا ظنه	اپنے مجتہد کا قول ہوتا ہے۔ نہ اس کا ظن اور نہ اپنا ظن جس سے عزیز مذکور نے سرقہ خیال

کرکے یہ مطلب نکالا ہے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مجتہد کا قول مقلد کا محل سند و اعتماد ہوتا ہے۔ جو صاحب مسلم پر بلا امتراء افترا ہے۔

جس شخص نے کتاب مسلم کو کسی استاد جی سے بھی پڑھا ہوگا۔ وہ ہرگز اس افترا پر جرأت نہ کریگا۔ کہ صاحب مسلم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مقلد کے لئے قول مجتہد کو لائق سند و اعتماد ٹھیرایا ہے۔

خصوصاً اس حالت میں جبکہ اس نے صاحب مسلم کا یہ قول خاتمہ کے پہلے ہی مسئلہ میں دیکھا ہوگا۔ کہ علم دلیل کو چھوڑ کر تقلید کرنا خلاف معقول ہے حالانکہ اس تقلید

ترك العلم عن دليل الى التقليد خلاف المعقول كيف وفيه ريب وقد قال صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك	میں شک ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسمیں شک ہو اس کو چھوڑ دو اس کے مقابلہ میں جسمیں شک نہ ہو وعلی الخصوص اس حالت میں

کہ چھوٹی بڑی کتب اصول میں یہ مسائل اس کی نظر سے گذرے ہونگے۔ کہ (۱) اجتہاد کا مفاد ظن ہے (۲) اور تقلید ان ہی مسائل اجتہادیہ ظنیہ میں کی جاتی ہے

(۳) اور ظاہر نص کا مفاد قطع و یقین ہے۔ (۴) اور منصوصات میں عالم کے لئے کسی تقلید نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے مسلم ہی کی عبارت سنو جو خاتمہ کتاب کے شروع ہی میں ہے۔ اجتہاد مجتہد کا اپنی پوری طاقت کو حکم شرعی ظنی حاصل کرنے میں صرف کر دینے کا نام ہے۔ مجتہد سے وہ مراد ہے۔ جو ملکہ اجتہاد

الاجتہاد بذل الطاقة من الفقيه في تحصيل حكم شرعي ظني - اقول المراد من الفقيه من اتقن بمباديه لا المجتهد بالفعل ولا من يحفظ الفروع فقط كما شاع [illegible] لان [illegible] سميه ليس باجتهاد اصطلاحاً اما التقييد بالظن فمبني على ان النظرية يستلزم الظنية لانها لضعف دلالة المتن او السند وفيه ما فيه قال في الحاشية فان الامر الثابت عن رسول الله صلى الله عليه بالتواتر مع قوة الدلالة يفيد القطع ضرورة (مسلم الثبوت)

اقول وانا ايضاً لا سيما على قول من يعتقد احاديث الصحيحين مفيدة العلم القطعي

ثم الاجتهاد استفراغ الفقيه وسعه لتحصيل ظن بحكم شرعي ومن شرائط [illegible]

رکھے۔ نہ یہ کہ وہ دمِ نقد ہر مسئلہ میں اجتہاد کرے۔ اور نہ وہ جو مسائل فرعیہ کو بنصوص قطعیہ سے سمجھ کر محفوظ رکھتا ہو۔ ظنی کی قید اس لئے لگائی ہے۔ کہ جن مسائل نظریہ میں اجتہاد ہوتا ہے۔ انکے لئے ظنی ہونا لازمی [illegible] متن یا سند کی دلالت ضعیف ہونے کی وجہ سے مگر اس میں شبہ ہے کیونکہ جو احادیث یا آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے ثابت ہیں اور اُنکے معنی بھی قطعی ہیں۔ وہ بالبداہتہ مفید یقین ہیں۔ نہ نظری مفید ظن یعنی وہ محل اجتہاد نہیں ہوسکتیں اور نہ ان دلائل سے مسائل فرعیہ کو جاننے کا نام اجتہاد ہے۔

اور توضیح تلویح صفحہ ۳۴۸ میں ہے اجتہاد مجتہد کا اپنی تمام طاقت کو حکم شرعی کے متعلق ظن حاصل کرنے میں صرف کر دینا (ایسے طور پر کہ [illegible] طاقت صرف

کرنے سے وہ عاجز ہو جائے) کہلاتا ہے

اس قید سے غیر فقیہ کا اپنی طاقت کو کسی حکم شرعی کے نصوص قطعیہ سے معلوم کرنے میں صرف کرنا نکل گیا۔ ایسا ہی مجتہد کا کسی قطعی حکم کو نصوص قطعیہ سے معلوم کرنا اجتہاد کی تعریف سے نکل گیا۔

الوسع ان يبذل تمام الطاقة بحيث يحس من نفسه العجز عن المزيد عليه فخرج استفراغ غير الفقيه وسعه في حكم شرعي وبذل الفقيه وسعه في حكم شرعي قطعي ١٢ (توضیح تلویح ص ۳۳۸)

ان احکام شرعیہ قطعیہ کی مثالوں میں (جن کو نصوص شرعیہ سے یا بداہۃً جاننے والا مجتہد نہیں کہلاتا) کتاب توضیح وتلویح کے صفحہ ۱۷ میں حکم فرضیت صوم وصلوٰۃ کو بیان کیا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ ان احکام کو جاننے والا اصطلاح اصول میں مجتہد نہیں کہلاتا۔

يعني ان العلم بوجوب الصلوة والصوم ونحو ذلك مما اشتهر كونه من الدين بالضرورة حتى يعلمه المتدينون وغيرهم مما لا يعد من الفقه اصطلاحا ١٢ (تلویح ص ۱۷)

ان تصریحات کتاب مسلّم و توضیح تلویح کو دور سے دیکھنے والا بھی یہ تجویز نہ کریگا۔ کہ صاحب مسلّم نے قرآن وحدیث سے احکام شرعیہ قطعیہ کے جاننے والے عالم کے لئے قول مجتہد کو مستند ٹھیرایا۔ اور لائق تقلید و محل اعتماد و مقلد ٹھیرایا ہے۔ ۱۲

ان لوگوں کے نزدیک نصوص قطعیہ سے احکام قطعیہ کو جاننے والا مجتہد ہی نہیں کہلاتا تو پھر ایسے مسائل قطعیہ میں کسی کا ان کی تقلید کرنا اور ان کا مقلد کہلانا اور ان کے قول پر اعتماد کرنا کیونکر ممکن اور جائز ہے۔

اب اس سے بھی بڑھکر سنو قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتے ہیں کہ فتویٰ لینے والا مقلد ہوتا ہے۔ فتوے دینے والا مجتہد۔ اور جن مسائل میں کسی کا فتویٰ لیا جاتا ہے۔ وہ مسائل اجتہادیہ ہیں۔ اب اصول فقہ کی

المستفتی المقلد- المفتی المجتہد المستفتی فی المسائل الاجتہادیہ ۱۲	چھوٹی بڑی ان کتابوں کی تصریحات سے جو ظواہر و نصوص کے مفاد کو قطعی کہتے

ہیں۔ اور وہ اجتہاد و تقلید دونوں کے محل نہیں ہیں۔

حسامی میں ہے۔ اما الکل (ای الظاہر و النص و غیرہما) فیوجب ثبوت ما انتظمہ یقیناً ؂

اسکی توضیح تلویح میں ان الفاظ سے کی ہے کہ والکل ای الظاہر النص والمفسر والمحکم یوجب الحکم ای یثبتہ قطعاً و یقیناً و عند البعض حکم الظاہر و النص وجوب العمل و اعتقاد حقیقۃ المراد لا ثبوت الحکم قطعاً و یقیناً لان الاحتمال وان کان بعیداً قاطع للیقین و رد بانہ لا عبرۃ باحتمال لم ینشاء عن الدلیل و الحق ان کلا منہما قد یفید القطع و ھو الاصل و قد یفید الظن و ھو ما اذا کان احتمال غیر المراد مما یعضدہ دلیل؂

اب ان صاحب مسلم الثبوت پر عزیز مذکور کا افترا یا اپنے فقرہ مذکورہ

اما المقلد الخ کے صحیح معنی سمجھنے ہیں۔ اسکے خطا کا بیان ہے اب صاحب در مختار پر اسکے افترا یا خطا کا بیان سنو۔ صاحب در مختار کے اس قول کا بھی وہی مطلب عزیز مذکور نے قرار دیا ہے۔ جو فقرہ مسلم کا قرار دیا ہے۔ کہ قرآن و حدیث سے جو بات مقلد کی سمجھ میں آوے۔ اسکی پیروی نکرے۔ بلکہ اسکے برخلاف اور مقابلہ میں جو امام کا قول پاوے بہرحال اسی کی پیروی کرے قول در مختار یفتی بقول الامام علی الاطلاق کے یہی معنی عزیز مذکور نے قرار دیئے ہیں۔ اور فقرہ سابق مسلم الثبوت کا مطلب عمداً بگاڑنے یا غلط سمجھنے سے بڑھکر اس فقرہ کا مطلب عمداً بگاڑنے یا غلط سمجھنے کا ارتکاب کیا ہے۔ در مختار کے فقرہ مذکورہ میں روایات حدیثیہ کے مقابلہ میں قول امام کو علی الاطلاق و بہرحال لائق افتا نہیں بنایا بلکہ دیگر ائمہ صاحبین وغیرہما کے اقوال کے مقابلہ میں لائق افتا قرار دیا ہے اس فقرہ کے پہلے اور پیچھے در مختار میں رسم المفتی کے بیان میں کہا ہے اعلم ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایات الظاہرۃ یفتی بہا قطعاً و یقیناً و اختلفوا فیما اختلف فیہ و الاصح کما

فی السراجیۃ وغیرہا ان یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد۔ وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک جس کا لفظی ترجمہ ہے۔ کہ جن اقوال پر سارے ائمہ مذہب حنفی امام ابوحنیفہؒ پھر امام ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر حسن وغیرہ کا ظاہر روایات میں (جن سے امام محمد صاحب کی منصفہ کتب مبسوط جامعین وغیرہ کی روایات مراد ہیں) اتفاق ہوگا۔ انپر یقین کے ساتھ فتویٰ دیا جائیگا۔ اور جن اقوال میں ان ائمہ کا اختلاف پایا جائیگا۔ ان اقوال پر فتویٰ دینے میں سراجیہ میں اس امر کو اصح قرار دیا ہے کہ بہر حال پہلے قول امام اعظم پر فتویٰ دیا جائیگا۔ پھر دوسرے امام (ابو یوسف) کے قول پر۔ پھر تیسرے امام محمد کے قول پر۔ پھر چوتھے امام زفر پر۔ پھر امام حسن پر۔ اور حاوی قدسی میں ہے کہ ان اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دیجائے گی جسکا ماخذ محل ادراک (قرآن اور حدیث سے) قوی دیکھا جائیگا۔ عزیز مذکور نے یا تو اس وجہ سے کہ کتب فقہ میں اسکو نظر نہیں۔ اور ظاہر الروایۃ کے معنی کی اسکو خبر نہیں۔ اسلئے کہ فقہ [illegible] (یقیناً اعداء [illegible]) اسکو عداوت ہے۔ اس عبارت میں ظاہر الروایۃ سے روایات حدیثیہ صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ سمجھ لیا۔ اور اس عبارت کا مطلب یہ قرار دیا ہے۔ کہ روایات حدیثیہ میں جو حکم نبوی وارد ہوا ہے۔ اسکے مقابلہ میں اور اسکے برخلاف بہر حال امام صاحب کے قول کے مطابق فتویٰ دینا واجب ہے۔ اس مطلب کے بیان میں شیخ صاحب در مختار پر سفید جھوٹ کا افترا کیا ہے۔ صاحب دُر مختار اور کوئی فقیہ فقہا حنفیہ سے اس امر کا قائل نہیں گذرا۔ کہ جو بات قرآن و حدیث سے عالم مقلد کی سمجھ میں آوے مقلد اس کو چھوڑ کے بہر حال امام صاحب کے قول پر فتویٰ دے۔

یہ جُرات افترا یا فحش خطا عزیز مذکور ہی کا حصہ ہے۔ آپ کے سوا کسی ادنیٰ اہل علم و اہل فہم سے یہ ممکن و متصوّر نہیں۔ کہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق کے یہ معنی کرے۔ کہ اسمیں ایک حکم خواہ قرآن و حدیث میں صاف طور پر وارد ہو۔ اسکو چھوڑ کر قول امام پر فتویٰ دینے کا حکم لگایا گیا ہے۔ بلکہ اس

عبارت درمختار کے آخری فقرہ میں جو حاوی قدسی سے نقل کیا گیا ہے صریح اسکا خلاف موجود ہے کہ بصورت اختلاف اقوال ائمہ مذہب حنفی اس قول پر فتوی دینا چاہیئے جسکی دلیل قرآن و حدیث سے قوی معلوم ہو۔ اس سے قطعاً و یقیناً ثابت ہوا کہ صاحب درمختار پر اس تحریر کا افترا۔ یا اسکی عبارت سمجھنے میں اسکا فحش خطا صاحب قلم پرافترا یا اسکی عبارت کے معنے سمجھنے میں فحش سے بڑھکر ہے اب اس سے بڑھکر خاکسار پر اسکا افترا یا عبارات اشاعت السنہ کے معنے سمجھنے میں اسکے فحش خطا کا بیان سنو اور کان کھولکر سنو۔

عزیز مذکور نے یہ دعوی کیا ہے کہ مؤلف اشاعت السنہ نے سابق تحریرات میں اہلحدیث اس شخص کو کہا ہے جو کسی مسئلہ میں بھی (گو وہ مسئلہ قرآن و حدیث سے صاف طور پر ثابت و معلوم ہو) کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کی پیروی نہ کرے اور یہ محض کذب و افترا ہے یا فاحش خطا۔

مؤلف اشاعت السنہ نے خاصکر ان ہی مسائل منصوصہ میں جو قرآن و حدیث سے ثابت و معلوم ہوں کسیکی تقلید نہ کرنیوالے کو اہلحدیث کہا ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ آئندہ اسپر شاہد ناطق ہیں۔ ان مسائل میں جنکا قرآن و حدیث سے کہیں پتہ نہ لگے کسیکی تقلید نہ کرنے والے کو اہلحدیث نہیں کہا بلکہ صاف ان ہی کے الفاظ ان مسائل غیر منصوصہ میں اہلحدیث کو پیروی سلف صالحین صحابہ و تابعین کی رغبت دلاتی ہے اور جو شخص سب کا خلاف کرے اور سب کی پیروی یا تقلید چھوڑکر با وجود مجتہد نہ ہونے کے خود مجتہد بن بیٹھے اور اپنی رائے نارسا پر عمل کرے اہلحدیث سے خارج کہا ہے۔ ترک تقلید کے لئے نصوص موجود نہ ہونے کی قید و شرط عبارات نقل کردہ عزیز مذکور سے عبارت نمبر اول و نمبر سوم و نمبر چہارم میں تصریح کے ساتھ خاکسار نے کہدی ہے۔ اور لفظ احادیث و حدیث ان عبارات میں موجود ہے۔ گو عبارت نمبر دوم میں اسکا اعادہ نہیں کیا گیا اور تین جگہ اسکا ذکر ہو جانا کافی سمجھا گیا۔ اور بہت جگہ اشاعت السنہ میں تصریح کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جو شخص مجتہد نہونے کے ساتھ ان مسائل میں جو قرآن و حدیث سے نہیں ملتے سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم سے کسی نہ کسی کی تقلید و پیروی کرے وہ اہلحدیث ہو سکتا ہے۔ جو سب کی تقلید و پیروی چھوڑکر خود مجتہد بن بیٹھے وہ اہلحدیث نہیں رہتا بلکہ ایک نہ ایک دن دہریت و الحاد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱۰ میں کہا ہے "اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں بر طبق مقولہ متفقہ ائمہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی حدیث نبوی کو بلا واسطہ فقہا اپنا مذہب ٹھہرائیں۔ اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ سے تمسک کریں

یہ عبارت جلد ۲۱ بغرض تفصیل و شرح عبارت نمبر دوم منجملہ عبارات منقولہ عزیز مذکور اس عزیز کو بمقام دہلی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب پریزیڈنٹ کانفرنس اہلحدیث کے مکان پر اس جلسہ میں جسکا ذکر جلد ہذا میں صفحہ (۴۳ سے ۴۸) میں ہو چکا ہے دکھائی۔ تو عزیز مذکور نے اسکے جواب میں بات بنائی کہ یہ بات آپ نے قدیمی اعتقاد کے برخلاف اب میری ضد و ردّ و مقابلہ کے لئے کہی ہے۔

اسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ جو اس وقت شور و غل میں سنا نہیں گیا تھا کہ میرا قدیم خیال و مقال یہی ہے جسکو میں جلد ۱۱۔ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء میں (جبکہ مولوی ثناء اللہ ہنوز طفل مکتب تھے۔ اور انکی مولویت و خیالات و مقالات مخالفہ نے جنم بھی نہ لیا تھا) ظاہر کرچکا ہوں اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ کے صفحہ ۵۳ میں ہے کہ تقلید کا مسئلہ صحیح ہے۔ اور سلف کی تالیفات میں اسکی ترغیب بکثرت پائی جاتی ہے۔ مگر اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہیں جو بصیرت رکھتے ہوں۔ انہی لوگوں کے لئے خاصکر انہی مسائل میں جنمیں انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جائز بلکہ ضروری ہے۔ ولیکن جو لوگ قرآن و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں علوم عربیہ ادبیہ سے (جو خادم قرآن و حدیث ہیں) محض نا آشنا ہوں صرف اردو و فارسی کا ترجمہ پڑھ کر یا لوگوں سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک التقلید بن بیٹھیں۔ انکے حق میں ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ انمیں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام اسلام سے فسق تو اس آزادی کا ادنےٰ نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں سے بعض کھلم کھلے جمعہ جماعت نماز۔ روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود۔ شراب سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں۔ ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ ناجائز طور پر لوگوں کے اور خدا تعالےٰ کے مال و حقوق دبا رکھتے ہیں۔ کفر و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانیکے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔" اس کلام خاکسار کو نظر انصاف سے دیکھنے والا ہرگز شک نہ کرے گا کہ اس کلام میں غیر منصوص مسائل میں خاکسار تقلید سلف کی

رغبت دلاتا ہے۔ اور آجکل کے لوگوں کو مطلق تقلید سے انکار کرکے اپنی رائے نارسا سے اجتہاد کرنے سے منع کرتا ہے۔ اسکا ایسا کرنا مولوی ثناء اللہ سے ضد و مقابلہ کے لئے نہیں ہے بلکہ اسکا قدیم خیال و مقال ہے۔ لہذا جو مطلب ان عبارات اربعہ سے مولوی ثناء اللہ نے نکالا ہے وہ محض افترا ہے یا سخت فاحش خطا۔

اس سے بھی بڑھکر مولوی ثناء اللہ کا خاکسار پر ایک اور افترا سنو۔ اخبار مسمی الحدیث ۲۷ فروری ۱۹۱۲ء میں اصول خمسہ الحدیث کو نقل کرکے اصول پنجم کا اس نے یہ خلاصہ نقل کیا ہے کہ "و معہذا انکے (یعنے الحدیث کے) نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت و اہوار معتزلہ۔ نیچریہ۔ مرزائیہ وغیرہ سے محترز رہیں"۔ پھر اس اصول کی نسبت اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے"۔ (اصول ۵) بالکل ٹھیک اور مسلّم ہے مگر اتنی عرض ہے کہ اہل بدعت کے وہ اصول قابل ترک ہیں جنکی وجہ سے وہ اہل بدعت بنے ہیں۔ یعنے جو انکے مذہب کے مدار ہیں جیسے آپ نے بھی مثال دی ہے کہ نیچریوں کا اصول ہے کہ خلاف قانون قدرت محال ہے۔ یہ نہیں کہ انکے کسی خاص مسئلہ کو ہم مدلل سمجھکر تسلیم کرلیں تو اس کو بھی اجتناب۔ پھر کہا ہے کہ مولانا محمد حسین صاحب کی بھی غالباً یہی مراد ہوگی کیونکہ وہ خود ایسے لبرل رہ چکے ہیں کہ کسیکی بات ماننے کے لئے وہ ہر وقت طیار رہتے ہیں چنانچہ انکا مذہب ہے کہ خداوند تعالے پیدا کرنے کے وقت کُن (کاف اور نون) نہیں کہتا بلکہ اسکی قدرت کا ایک تعلق ہے جسکو کُن سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ یہ خیال سب اہل سنت خصوصًا الحدیث کے برخلاف ہے اور معتزلوں کا مذہب ہے۔ مگر مولانا کہتے ہیں یعنے اسکو دلیل سے صحیح پایا ہے"۔

خاکسار کہتا ہے کہ یہ بات نہ یعنے اپنی کسی تحریر یا تالیف میں لکھی ہے اور نہ زبانی مولوی ثناء اللہ یا کسی اور شخص کے سامنے کہی ہے اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے جو مولوی ثناء اللہ نے بیان کیا مولوی ثناء اللہ نے یہ محض مجھ پر افترا کیا ہے۔ یا کسی احمق و جاہل بے علم سے قول خداوندی کُن فَیَکُون کی نسبت میرا کچھ خیال یا مقال سُنکر اس میں اپنی طرف سے یا اس جاہل کی سازش سے یہ بات بناکر ملادی ہے۔ یعنے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے جو مولوی ثناء اللہ نے میری طرف سے نقل کئے ہیں اور نہ اس معنے کے اور الفاظ کہے ہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ اس بیان میں مفتری نہیں اور سچے ہیں تو بتائیں کہ یعنے کس تحریر یا تالیف میں یہ الفاظ کہے ہیں اور کہاں اور کس کے سامنے کہا ہے

کہ ہمنے اس قول کو (جسکو وہ قول معتزلہ قرار دیتے ہیں) دلیل سے صحیح پایا ہے

حق اور واقعی امر یہ ہے کہ جس بات کو مولوی ثناء اللہ نے ناحق و برخلاف واقعہ میری طرف منسوب کیا ہے وہ اسکا اپنا عقیدہ ہے جس میں وہ معتزلہ اور انکے دام افتادہ متکلمین مفسرین کا مقلد و پیرو ہے۔ اس نے اپنے اس عقیدہ کو (اہلحدیث کی نظروں میں قبولیت کا لباس پہنانے کے لئے) خاکسار کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور محض کذب و افترا سے کام لیا اور وعید لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَے الْکَاذِبِیْنَ کا کچھ خوف و لحاظ نہ کیا۔

امام رازی و بیضاوی جو باوجود اہل سنت ہونے کے تاویل آیات صفات باریتعالے میں معتزلہ و فلاسفہ کی موافقت سے نہیں بچ سکے۔ تاویل آیت کُنْ فَیَکُوْنُ میں یہ بات کہہ چکے ہیں اور ان ہی کی کاسہ لیسی بیچارے ثناء اللہ نے کی ہے۔ بیضاوی نے اپنی تفسیر جلد اول کے صـ۸۵ـ میں کہا ہے

لیس المراد حقیقة امر وامتثال بل تمثیل حصول ما تعلقت بہ الارادة بطاعة المامور بلا توقف هو تمثیل [illegible] بامر المطاع للمطیع فی حصول المامور من غیر امتناع و توقف۔

اس آیت میں درحقیقت خدا تعالےٰ کا مخلوق کو موجود ہونے کا حکم دینا اور مخلوق کو اس حکم کی تعمیل کرنا مراد نہیں بلکہ اس چیز کی جس سے ارادہ الٰہی کا تعلق ہو بلا مہلت موجود ہو جانے کی [illegible] محکوم کی اطاعت بلاتوقف سے تمثیل اور تشبیہہ مراد ہے

اور جلد دوم کے صفحہ ۲۱۵ میں کہا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کی قدرت کی اپنی مراد (مقدور) میں تاثیر کرنے کی تمثیل ہے۔ اِس فرمانروا کے حکم سے جسکو فرمانبردار بلا توقف اور رُک جانے کے بجالاتا ہے ایسا ہی امام رازی نے جلد اول تفسیر کے صفحہ ۶۹۹ میں کئی عقلی و خیالی وجوہات سے خدا تعالےٰ کا کُنْ (کاف نون) کہکر پیدا کرنا بزعم فاسد خود ناممکن ہونا ثابت کر کے کہا ہے۔

اذا ثبت هذا فنقول لابد من التاویل وهو من وجوه الاوّل وهو الاقوی ان المراد من هذہ الکلمة سرعة نفاذ قدرة الله فی تکوین الاشیاء انه تعالی یخلق الاشیاء لا بفکرة و معاناة و تجربة۔
(تفسیر کبیر)

کہ خدا تعالےٰ کا مخلوق کو کُنْ کہکر پیدا کرنا ناممکن ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں اس آیت کی تاویل ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے پیدائش مخلوق میں خدا تعالےٰ کی قدرت کا سرعت سے بلا سوچے اور تکلیف اُٹھانے اور تجربہ کرنے کے مخلوق کو پیدا کرنے میں نافذ ہونا مراد ہے یعنی خدا تعالےٰ اشیاء کو سوچنے اور تکلیف اُٹھانے کے بغیر پیدا کرتا ہے

ہر چند امام رازی نے تفسیر سورۂ یٰسین میں معتزلہ کے اس خیال ومقال کو کہ معدوم بھی ایک شے ہوتی ہے رد کیا ہے مگر تفسیر آیت میں وہی تاویل اختیار کی ہے جو معتزلہ کرتے ہیں۔ خاکسار اور جملہ اہل حدیث ان سب فلسفی ومعتزلی خیالات فاسدہ وتاویلات کاسدہ سے بیزار ہیں اور تبری وتحاشی ظاہر کرتے ہیں (تفسیر فتح البیان جلد اول ملاحظہ ہو) اور اس آیت کے متعلق وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو جملہ صفاتِ الٰہی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں (جسکو خاکسار اشاعۃ السنہ جلد ۸ کے صفحہ ۵ سے ۸۰ میں اس تفصیل سے بیان کر چکا ہے جسپر مزید کی نہ ضرورت ہے نہ اس مقام میں گنجائش) جسکا خلاصہ وہ ہے جو دو دفعہ بمقام لاہور وسیالکوٹ بیان کر چکا ہوں۔ پیدائش مخلوق کے وقت خدا تعالیٰ کے کلمہ کُن (کاف نون) کہنے اور اس سے مخلوق کے پیدا ہو جانے کی حقیقت کا علم تو خدا تعالیٰ ہی کو ہے۔ لَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس حقیقت کی نہ ہم نفی کرتے ہیں اور نہ اسمیں وہ تاویل جو بیضاوی ورازی نے کی ہے۔ یا کوئی اَور تاویل کرتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ خلق اشیاء سے تعلق قدرت وارادۂ الٰہی کو اور اسکے اثر سرعتِ تکوین وخلق بلا مُہلت وتوقف کو حقیقتِ اس قول خداوندی کی تاویل قرار دیں۔ اس تعلق قدرت وارادہ اور اسکے اثر سرعتِ تکوین کو اس قول کا نتیجہ لازمہ اور غایت قرار دیتے ہیں جیسے اور صفات الٰہی [illegible] قرب معیت کے حقائق کے علم کو سپرد بخدا کرتے ہیں اور ان تاویلات کو جو متکلمین کرتے ہیں تاویل حقائق صفات قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ان کو ان صفات کے نتائج وغایات سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً پیدائش آسمان وزمین وغیرہ کو نتیجہ وغایت صفت ید وانکشاف مسموعات ومبصرات کو نتیجہ وغایت صفت سمع وبصر اور عرش اور اسکے ماتحت مخلوق پر خدا تعالیٰ کے استیلاء وتسلط کو اور عرش کے محل صدور ونفاذ احکام الٰہی وحضوری درباری ملائکہ وغیرہ مقربین ہونے کو نتیجہ وغایت استواء علی العرش اور نصرت وعلم کو نتیجہ وغایت قرب ومعیت وعلیٰ ہذا القیاس (امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ اور فتح الرحمٰن ترجمہ قرآن ملاحظہ ہو)۔ میرے اس بیان میں لفظ قدرت وتعلق کو مولوی ثناء اللہ یا اسکے کسی جاہل وبے علم مخبر نے سنکر محض اپنی جہالت ونافہمی سے یہ سمجھ لیا کہ میں نے قول خداوندی کُن فَيَكُونُ کے متعلق تاویل معتزلہ ومتکلمین کو اختیار کیا ہے۔ اور اسپر از خود یہ بہتان گھڑ لیا اور محض افتراء سے کام لیا کہ میں نے اس تاویل معتزلہ کو دلیل سے صحیح پایا اسلئے اسکو اختیار کیا ہے۔ اس قسم کی اکاذیب مولوی ثناء اللہ کے اخبار اور رسائل میں اور بہت ہیں۔ ان اکاذیب نے مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث ہونا تو بجائے اسکے مسلمان ہونے میں بھی شک ڈالدیا ہے جسپر مشکوٰۃ (صفحہ ۱۲) کی وہ حدیث دلیل ہے

جسکو مولوی ثناء اللہ نے اپنے وعظ میں بمقام ملتان بیان کیا تھا۔

عن صفوان ابن سلیم) انہ قیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکون المؤمن جبانا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن بخیلا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن کذابا قال لا رواہ مالک والبیہقی فے شعب الایمان مرسلا

جسکا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ پھر کہا گیا کہ کیا وہ کذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ حدیث مرسل ہے۔

اس مرسل حدیث کی مؤید وہ حدیث مرفوع متفق علیہ ہے جسمیں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوۃ میں ہے جسمیں ارشاد ہے کہ

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطبع المؤمن علی الخلال کلہا الا الخیانۃ والکذب. رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاس۔

مومن میں اور برائیاں توہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

مولوی ثناء اللہ کے بے شمار اکاذیب سے جو ثنا ایں اس مقام میں بیان ہوئی ہیں انمیں خیانت بھی پائی جاتی [illegible] اشاعۃ السنہ سنین گذشتہ میں اُس سے وقوع میں آئی ہیں۔ اور اس قسم کی خیانت اسکی ہر ایک تصنیف میں اور ہر ایک تحریر میں اور ہر ایک مباحثہ میں ہر ایک وعظ میں پائی جاتی ہے۔ ازانجملہ ایک تازہ خیانت اُسکے اخبار ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۳۱ء سے نقل کی جاتی ہے۔

اسکے پہلے کالم میں اس نے خاکسار کی نسبت لکھا ہے کہ " ایک بڑے مولانا صاحب نے جو بہت پرانے اہلحدیث کے لیڈر اور حال حنفی گروہ میں شامل ہونے کے متمنّی ہیں ہمارے رقعہ دعوت ولیمہ کے جواب میں لکھا ہے۔ تمنے میرے خط کا جواب نہیں دیا جو واجب ہے لہذا تم فاسق ہو اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے۔ پھر چیلنج دیکر کہا ہے۔ مولانا کی پارٹی ہمکو اسکا جواب دے کہ انہوں نے ایسی سنت مؤکدہ دعوت میں کیوں شرکت نہیں کی۔ اسکو ایسی صریح احادیث سے ثابت کریں جیسی کہ دعوت رقعہ میں صریح احادیث مرقوم ہیں"۔ اس میں اُس سے تین خیانتیں عمل میں آئی ہیں اول خیانت اسکا مجھے اہلحدیث کا پرانا لیڈر تسلیم کرکے مجھپر یہ بہتان باندھنا ہے کہ میں حنفی گروہ میں شامل ہونے کا متمنّی ہوں جس سے اسکا مقصود جہلاء فرقہ اہلحدیث کو جو اسکے اخبار کے خریدار ہیں اور میرے رسالہ اشاعۃ السنۃ کو نہیں دیکھتے میری طرف سے بدظن کرنا ہے۔ میں جس قسم کا

حنفی ہوں (نہ آج سے بلکہ قدیم سے) اسکو میں اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ کے مضمون "ہمارا حنفی ہونا کن معنے کر ہے" بصفحہ ۲۷۱ و ۳۰۲ و ۳۰۵ ظاہر کر چکا ہوں۔ اور ثناء اللہ کے پاس اسکے سطالبہ پر وہ جلد بھیج چکا ہوں۔ اُس جلد کے ۳۰۲ میں ایک ثنائی پارٹی کے ممبر سے منقول ہے۔ "پانچواں گروہ وہ علمائے وقت جو حدیث مخالف مذہب امام کو صحیح پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں۔ اور اسپر وہ قول امام کے کہ اُترکوا قولی بخبر الرسول کے پورے پابند ہیں"۔ پھر اسکے مقابلہ میں مینے صاف کہا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ اور اسی قسم کو میں پورا اور سچا حنفی سمجھتا ہوں اور اس سے پہلے صفحہ ۲۷۰ میں کہہ چکا ہوں کہ جو حنفی ایسا نہیں وہ ہمارے نزدیک حنفی کجا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔ پھر صفحہ ۳۰۵ میں کہہ چکا ہوں کہ زمانہ طلب علم حدیث سے اسوقت تک جسکو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے ہمارا شباں روزی عمل احادیث صحاح (جو موجودہ و عام مروجہ طریقہ حنفیہ کے مخالف ہیں جیسے احادیث رفع یدین بوقت انتقالات و جہر آمین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام و امثال ذالک) کے مطابق پایا جاتا ہے"۔ اس قسم کا حنفی ہندوستان و پنجاب میر فی نذیرہ اور سے کلکتہ بمبئی و مدراس تک میری نظر میں ایک بھی نہیں گذرا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ میں ایسے گروہ میں جنمیں میرا ہمخیال و ہم عمل ایک بھی نظر نہ آیا ہو شامل ہونے کا متمنی ہوں۔

میں نقارہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ میں ایسے گروہ حنفی میں جو احادیث صحیحہ کے موجود ہونے اور انکے معانی کا علم حاصل ہونے اور انکے مقابلے و معارضہ میں احادیث صحیحہ کے موجود نہ ہونیکے ساتھ وہ ان احادیث پر عمل نہیں کرتے اور تقلید مذہب حنفی پر مصر ہیں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ میں اہل حدیث ہو کر حنفی ہوں تو ایسا ہوں جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ تھے جو دو ثلث مذہب میں اپنے امام کے برخلاف تھے۔ یا تلامذہ کے اصحاب میں سے عصام بن یوسف تھے جو حنفی ہو کر نماز میں بوقت رکوع اور رکوع سے اُٹھنے کے وقت رفع یدین کیا کرتے اور پھر وہ حنفی بھی کہلاتے (فوائد بہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۱۶ ملاحظہ ہو)۔ یا امام ابو جعفر طحاوی جیسا حنفی جنکا ذکر مضمون مذکور بصفحہ ۳۰۳ ہو چکا ہے۔ مجھے اِن ائمہ سے اجتہاد میں مشابہت و ہمسری کا دعویٰ نہیں ہے اور نہ مجھی اجتہاد کا دعویٰ ہے۔ بلکہ صرف عمل بالحدیث میں بمقابلہ قول امامؒ انکی مشابہت کا دعویٰ ہے۔ مولوی ثناء اللہ کا میرے اس عمل و مقال و خیال کو میرے جلد ۲۲ میں دیکھکر مجھے موجودہ حنفی گروہ میں شامل ہونے کا متمنی کہنا کذب اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسری خیانت اسکا میری دعوت ولیمہ قبول نہ کرنے کی وجہ میری طرف سے یہ بیان کرنا ہے کہ

جو واجب ہے لہذا تم فاسق ہو۔ اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے۔" اسمیں اس نے اپنے جاہل ناظرین اخبار کو یہ جتایا ہے کہ خاکسار نے اپنے خط کا جواب نہ دینے کے سبب ثناء اللہ کو فاسق کہا ہے حال آنکہ مینے اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم بعض مسلمان کے خطوط کا جواب نہیں دیتے اور مسلمانٹ کے خط کا جواب دینا ویسا ہی واجب ہے جیسا کہ اسکے سلام کا جواب دینا واجب ہے چنانچہ امام بخاری نے رسالہ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ اس خیانت وتصرف بے جا میں اس نے کلیہ کو شخصیہ بنالیا اور ایک عام حکم اسلام کو جیسا کہ خاص اپنے لئے ایک ذاتی آڑ ٹھہرا کر مسلمانوں کو میری طرف سے بدظن کیا۔

تیسری خیانت یہ ہے کہ جو مینے اسکی دعوت قبول کرنیکی ممانعت پر تین حدیثیں نقل کی تھیں اُنکو خورد برد کر کے اخیر مضمون میں چیلنج دیا اور اسمیں یہ جتلایا کہ میں نے اسکی دعوت قبول کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی حال آنکہ میں تین احادیث پیش کر چکا تھا۔ اس خط کو پورا نقل کر دیتے تو اس سے اسکی خیانت صاف ظاہر ہو۔ اسی قسم کی خیانتیں وہ بہت کر چکا ہے۔ ازانجملہ ایک خیانت نقل کیفیت مذاکرہ سیالکوٹ میں ہے۔ دوسری خیانت نقل مذاکرہ لاہور میں۔ تیسری خیانت نقل مذاکرہ دہلی میں جسکا بیان جلد [illegible] اشاعت السنہ [illegible] ستمبر ۱۹۱۰ء کے مضمون "وہ بھاگا" میں ہو چکی ہے۔ الغرض اس قسم کے اکاذیب کو سچا بنانے کے لئے اور خیانتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے یہودیوں کی مانند جنہوں نے اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ باتیں بنا رکھی تھیں کہ

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً | ہمکو چالیس دن سے زیادہ (جنمیں ہمنے بچھڑے کی پوجا کی تھی) آگ نہ چھوئیگی۔ اور ہمکو امیوں پر ظلم کرنے اور انکے مال مارنے پر کوئی پکڑ نہ ہوگی
لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ ۔

برائے نام ایک انجمن صادقین بنا کر اسکی ممبری وعہدہ سکرٹری اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے وہ جب کسی اپنے جھوٹ کو سچ بنانا چاہتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ میں انجمن صادقین کا ممبر اور سکرٹری ہوں۔ میں جھوٹا کیونکر ہو سکتا ہوں۔ بہت لوگوں کو جو اس انجمن کے ممبر نہیں ممبر بنانے کے لئے وہ اس چالاکی اور دہوکہ دہی سے کام لیتا ہے کہ ان سے تین دفعہ کلمہ پڑھوا کر اقرار کراتا ہے کہ ہم جھوٹ نہ بولیں گے۔ پھر یہ کہدیتا ہے کہ تم اب انجمن صادقین کے ممبر ہو گئے گو اسکے فارم پر دستخط نہیں کئے۔

ایک دفعہ اسکا یہ عمل مینے ملتان میں خود دیکھا ہے اور ایک دفعہ رو پڑ ضلع انبالہ میں میرے

میرے دوستوں نے مشاہدہ کیا جبپر حاضرین مجلس سے ایک مولوی فاضل صاحب نے اسکو الزام دیا کہ ہم سے تو آپ نے سچ بولنے کا عہد لیا اور حلفیہ اقرار کرایا۔ آپ خود بھی تو سچ بولا کریں۔ اور کہا کہ آپ نے ایک موقعہ پر روپڑ میں آنے کا اقرار کیا تھا مگر اُس اقرار کو پورا نہ کیا۔ اسی قسم کی چالاکیوں اور دہوکہ بازیوں سے وہ اکثر میدان مناظرات میں کام لیتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔ اور اپنے نادان معتقدوں سے شیر پنجاب کا لقب پاکر جابجا بلایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسکی ان دہوکہ بازیوں اور چالاکیوں سے واقف ہو کر محض اپنے خصوم آریہ۔ شیعہ۔ مقلدین وغیرہ پر فتحیاب ہونے کی امید سے اسکو اپنے جلسوں میں بلاتے ہیں اور اسکی چالاکیوں سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسکی اس قسم کی چالاکیوں کا منتر اہلحدیث کانفرنس دہلی پر بھی چل گیا ہے۔ وہ اس کانفرنس کا جنرل سکرٹری بنا ہوا ہے اور کانفرنس کو کٹھ پتلی کی طرح جدہر چاہتا ہے چلاتا اور پھراتا ہے۔

اسکے بہت سے خیالات جو سلف اہلحدیث کے برخلاف ہیں اعلیٰ اراکین اور اکثر ممبران کو اتفاق نہیں تاہم وہ اسپر زور ڈالکر اپنے خیالات نہیں منوا سکتے۔ وہ اس کانفرنس میں اپنی چلاتا ہے۔ اپنے برخلاف رائے اور کسیکی چلنے نہیں دیتا۔ اسکی ایک مثال یہ ہے کہ اصول خمسہ مذہب اہلحدیث پر پنجاب اور فنا نشل [illegible] ایک یہ بھی ہے) کلی اتفاق ظاہر کر دیا ہے جو اس جلد کے صفحہ (۷۷ سے ۱۱۰) میں بیان ہو چکا ہے مگر یہ اسکے اتفاق کو کانفرنس میں پیش ہونے نہیں دیتا۔ اور نہ ان اصولوں کو اصول کانفرنس مقرر ہونے دیتا ہے۔

دوسری مثال شدت گرمی کی وجہ سے ماہ رمضان میں گو بیماری کوئی نہ ہو بچانے افطار روزہ کو جائز ہونا اخبار میں مشتہر کر چکا ہے۔ اسکی شکایت میں نے اپنے کان سے دہلی میں ایک رکن کانفرنس مولوی صاحب سے سنی۔ ایسی اور بہت مثالیں اسکے منفرد مسائل کی پائی جاتی ہیں۔ یہ اُن مسائل کو کانفرنس میں پیش ہونے نہیں دیتا۔ بطور تمثیل ذکر کیا جاتا ہے کہ امرتسر کے جلسہ سالانہ کانفرنس میں ایک رکن رکین کانفرنس مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی نے خاکسار کو یہ اصول بیان کرنے کے لئے بلایا۔ اور خاکسار وہاں پہونچا تو اس نے انہی مولوی صاحب کے قلم سے اس مضمون کا رقعہ لکھوا کر بھیجدیا کہ میں نے اپنی ذاتی رائے سے آپ کو بلایا تھا۔ کانفرنس آپ کو جلسہ میں شامل ہونے اور تقریر کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ کیونکہ اب آپ خالص اہلحدیث نہیں رہے۔ اس رقعہ کی پوری نقل صفحہ (۱۳۳) جلد ہذا میں گذر چکی ہے۔ باوجودیکہ اس جلسہ میں کئی غیر مسلم سکھ وغیرہ نے بھی تقریریں کی تھیں۔ اور ایک خاص اپنے معتقد حافظ محمد دین بٹالوی کی زبانی مجھے پہونچ کو بلا بھیجا تھا

کہ اگر آپ اس جلسہ میں آکر کچھ تقریر کرینگے تو خون ہو جائیگا۔ اور ہمکو سفید گھر (جیلخانہ) دیکھنا پڑے گا۔

آئندہ جلسۂ کانفرنس پشاور میں ہونے والا ہے اگر اس میں شامل ہوکر اصول خمسہ کی تقریر کرنے کے لیئے خاکسار نے اجازت چاہی تو امید ہے یہی جواب ملیگا کہ پشاور میں (جو سرحدی شہر ہے) آپ آئیں گے اور اصول خمسہ پر تقریر کرینگے تو ضرور قتل وخون وقوع میں آئیگا۔

سبحان اللہ اصول خمسہ کی تقریر کرنا ایک ایسا جرم ہے جسکی سزا اس پنجابی شیر بہادر کے نزدیک بجز قتل اور کچھ نہیں۔ اس سے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ یہ کانفرنس قومی کانفرنس نہیں ہے بلکہ یہ شخصی محکمہ ایک شخص واحد کا ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ ممبران کانفرنس کے لئے آنریری عہدے کسیکو وائیس پریسیڈنٹ کسیکو اسسٹنٹ سکرٹری وغیرہ تجویز کرکے خوش کر لیتا ہے اور انکو جمع کرکے اپنے من مانی بات کو پورا کر لیتا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ دو دفعہ گورنمنٹ کو بھی چلمہ دیچکا ہے ایک دفعہ ہز اکسلنسی وائسرائے پر کسی بدبخت کے بم پھینکنے پر اس بدبخت کے لئے انعام کی تجویز سے۔ اور اب ماخوذین کانپور کی رہائی پر شکریہ وائسرائے کی تجویز سے۔ اور اس سے وہ یہ جتا چکا کہ وہ صلح کل اور ملک کا خیر خواہ ہے مگر گورنمنٹ اسکی کارروائیوں سے جو اسکے اخباروں میں مشتہر ہوتی رہتی [illegible] بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش من انداز قدت را میشناسم"۔ اور ایک پرانے پولیٹیشن کی رباعی کا مضمون بھی گورنمنٹ پر مخفی نہیں ہے

شنیدم کہ مردان راہِ خدا دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام کہ با دوستانت خلاف است وجنگ

لہذا اس بات کی طرف گورنمنٹ کی توجہ ممکن ہے کہ جس حالت میں یہ اپنے گھر میں اور اہلحدیث کی جماعت میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے۔ اور ایک ایسے شخص کو جو گورنمنٹ اور اہلحدیث کی پبلک اور دیگر اسلامی فرقوں میں اس گروہ اہلحدیث کا لیڈر اور ریپریزنٹیٹو مسلم ہے اور اسکے ہزارہا احباب واتباع وپیرؤوں کو صرف اتنے قصور پر کہ وہ اہلحدیث کہلانے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتا ہے اہلحدیث سے خارج کرتا اور اپنے اتباع جہلاء اہلحدیث کو اسکا دشمن بنانا چاہتا ہے۔ اس سے کیونکر ممکن اور متصور ہے کہ وہ ماخوذین کانپور کی رہائی پر جو سب کے سب حنفی ہیں دل سے اظہار مسرت وگورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہو۔

یہ امثلہ اکاذیب وخیانات ثنائیہ جو "مشتے نمونہ خروار وانہ کے از بسیار" کی مصداق ہیں بشہادت احادیث منقولہ بالا جنمیں ایک حدیث کی تصدیق مولوی ثناء اللہ بھی ملتان کے وعظ میں کر چکا ہے

مولوی ثناء اللہ کے اسلام میں شک ڈالتی ہیں۔ انکے مقابلے میں اگر یہ سوال پیش ہو کہ جس قدر اس وقت مولوی ثناء اللہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتا ہے اور جا بجا فرقہائے مخالف اسلام سے بحث و مباحثہ کرتا ہے اور ان کے رد میں کتابیں لکھتا ہے۔ اسکی نظیر مسلمانوں میں کم پائی جاتی ہے۔ اگر وہ مسلمان نہیں ہے تو کد و کاوش کس غرض سے ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ امر "این تسکل برائے اکل" کی مصداق ہو اور اس سے مقصود فخر و نام آوری و زرکشی ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسے لوگ گذر چکے ہیں جنہوں نے نام آوری و زرکشی کے لئے اسلام و مسلمانوں کی مدد میں اپنی جانیں نثار کردیں ازانجملہ ایک شخص قزمان تھا جسکا ذکر صحیح بخاری میں ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں جہنمی ہونے کی شہادت دی تھی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر۔ صحیح بخاری ملاحظہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں۔ خصوصاً یورپ میں۔ جنہوں نے تائید اسلام میں کتابیں لکھیں۔ پھر وہ مسلمان نہ کہلائے۔ (گاڈفری ہیگنس کی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن ملاحظہ ہو) اس وقت پنجاب میں دہرمپال آریوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو رہا ہے۔ باوجودیکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی رسالت کا منکر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے۔ مولوی ثناء اللہ بھی اب اسکے مسلمان نہ ہونے کے مضامین اخبار میں شائع کر رہا ہے۔ اس وقت مرزائی فرقہ۔ آریہ عیسائی وغیرہ مخالفین اسلام کے مقابلے کے لئے ایسا سرگرم ہے کہ انکا ایک وکیل لندن میں بیٹھکر لارڈ ہیڈلے جیسے عیسائیوں کو مسلمان بنا رہا ہے جسکا ذکر مولوی ثناء اللہ کے اخبار میں بھی ہوا ہے، معہذا مولوی ثناء اللہ کو انکے اسلام میں شک ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی اس حالت پر بھی ہم انکو قطعاً اور دائماً (ہمیشہ کے لئے) اسلام سے خارج نہیں کرتے اور خدا تعالےٰ سے اسکی ہدایت و استقامت کے لئے دعا کرتے اور امید رکھتے ہیں۔ اور اسکو یہ مشورہ دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اگر وہ سچا مسلمان اور پھر اہلحدیث ہے تو سب سے پہلے وہ نام آوری اور فخر و شہرت طلبی کا خیال دل سے نکالکر اخلاص اختیار کرے۔ پھر اپنی روش دروغگوئی و دہوکہ دہی کو بدل دے اور ان اکاذیب و خیانات سے جو اوپر مذکور ہوئیں یا جو انکی مثل ہیں توبہ کرے۔ پھر اصول خمسہ اہلحدیث کو دل سے تسلیم کرکے انکو کانفرنس کے اصول بنائے اور انکے خلاصہ اشعار کو اپنے اخبار کا اور رپورٹ اصول و قواعد کانفرنس کا بالائی عنوان بنائے۔ پھر ان اصول کے مطابق اپنی تصانیف خصوصاً تفسیر عربی کے اغلاط کی تصحیح کرے علی الخصوص ان

مفتاح الکلام و مقطع الخصام فی اثبات الحیوۃ والمجیٔ للمسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی
سیدنا محمد سید الانبیاء والہٖ وصحبہ اھل التقٰی

اما بعد۔ حضرت مسیح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ حماۃ اور دوبارہ آمد کے متعلق بہت سے رسائل و مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ مگر جو رسالہ یا مضمون اس باب میں شائع ہوا ہے۔ اسمیں فروعی بحث ہوتی ہے۔ جانبین کے دلائل قرآن و حدیث میں فریقین نے مسابقت کی۔ لیکن کبھی اصولی بحث کی طرف رجوع نہ کیا۔ اور ایسے اصول سے تعرض نہ کیا جن کے پابند ہو کر فریقین ان دلائل سے استدلال کرتے۔ اور وہ اصول ان کے نزدیک اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ قرار پاکر ان کے پیش کردہ دلائل کو مفہم اہل تسلیم یا مفحم خصم بنا دیتے اور انکا جھگڑا ختم ہو جاتا۔

فریقین میں اصول مسلم نہیں ہوتے۔ تب ہی ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث کے معنے ایک فریق کچھ کرتا ہے اور دوسرا فریق کچھ اور کرتا ہے۔ اور آئے دن بڑانے جھگڑے نئی صورت اور نئے رنگ ڈھنگ سے پیش کیے جاتے ہیں۔ خاکسار علماء سلف کے نقش قدم پر اس سے پہلے تین دفعہ چاہتا تھا کہ حضرت مسیح ابن مریم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ حماۃ اور انکی آمد ثانی پر مرزا اور مرزائیوں سے اصولی بحث کرے۔ دفعہ اول ماہ فروری ۱۹۰۸ء میں مرزا کے جانشین حکیم نورالدین سے مینے یہ تمہید اصول مباحثہ کرنا چاہا اور بمقام لاہور منشی امیر الدین مرحوم کے مکان پر ہمارا اور انکا نصف دن تک مکالمہ ہوا جس میں حکیم نورالدین کے سامنے میں نے تیئیس اصول پیش کرکے تسلیم کرا لیئے۔ اذا مجملا اصل یا

بمحاورہ عام) اصول اوّل یہ تھا۔ کہ کتاب و سنت اتفاقی حجج شرعیہ ہیں۔

دوسرا اصل یہہ تھا کہ سنت سے وہ اقوال و افعال (لائق اقتداء) اور تقریرات نبویہ مراد ہیں جو کتب حدیث میں مروی ہیں۔ تیسرا اصل یہ کہ کتب حدیث سے صحیحین بلا وقفہ نظر سنت نبویہ کے مثبت و شاہد ہیں۔ چوتھا اصل یہہ کہ حدیث بخاری و مسلم میں اگر تعارض ہو۔ تو حدیث بخاری مقدم ہے۔ ان اصول اربعہ کو سنکر حکیم صاحب نے یہہ صاف الفاظ کہہ دیئے تھے کہ یہہ اصول مسلم ہیں۔ حکیم صاحب کا ان اصول کو تسلیم کرنا اختیاری تھا نہ اضطراری اسپر روشن دلیل یہہ ہے کہ اُسوقت سے اسوقت تک جسپر تیئیس۲۳ برس گذر گئے ہیں وہ اس تسلیم پر قائم ہیں اور صحیح بخاری کی احادیث کو مثبت سنت نبویہ سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری کے طاعنون سے یہہ سوال آپنے کیا ہے جو اخبار اہلحدیث ۳ جنوری ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اُس اخبار کے صفحہ ۳ میں ہے

صحیح بخاری اور حکیم نور الدین صاحب خلیفہ قادیانی

حکیم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں جناب مولوی فضل [illegible] دریافت کیا تھا بخاری جیسی کتاب معتبر نہیں تو بقیہ کتب احادیث کس قطار و شمار میں ہیں اور پھر کتب اصول فقہ حنفیہ نے بعد کتاب اللہ سنت سے استدلال کا ارشاد کیا ہے تو آپ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنت کو کس جگہ سے لیں کیا آپ اس سوال کو پوچھ سکتے ہیں۔

نور الدین ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء قادیان

اس سوال سے ثابت ہے کہ دوسری اور تیسری اصل کا آپکو ابتک اختیاری اعتراف ہے ورنہ ایک منکر صحیح بخاری سے یہ سوال نہ کرتے۔ کل میرے نام حکیم صاحب کا خط مورخہ ۵ فروری ۱۹۱۳ء آیا ہے۔ اسمیں آپ لکھتے ہیں البخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ حق و صدق (یہ خط نور الدین ۲۵ فروری ۱۹۱۳ء) یہہ بھی اس اختیاری اعتراف پر روشن دلیل ہے۔ وازانجملہ اوّل ہوا اصل (یا بمحاورہ عام) اصول اوّل یہ تھا کہ الفاظ کتاب اللہ اور حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کرنا واجب ہے اور انکی تاویل بلا دلیل قوی اور حجت قطعی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ تاویل لغت اور شرع سے امان کی دافع ہے۔ اس اصول کو بھی حکیم صاحب نے مان لیا۔ مگر اسمیں اتنا بڑھا دیا کہ اگر کسی پیشگوئی یا خبر میں کوئی مجازی معنے مراد ٹھہرانا دلیل قوی سے ممکن ہو تو مجازی معنے و استعارہ کے بھی

لیے جائیں گے۔ خدا جانے اس اصول کے تسلیم کے بعد مجھپر کیا پتھر ڈالو گے (صفحہ ۲۲ جلد ۱۳۔ اشاعۃ السنہ جو انہی دنوں چھپکر شائع ہو گیا تھا۔ اور حکیم صاحب اور ان کے مرشد مرزا کی نظر سے گذر چکا تھا ملاحظہ ہو) از انجملہ نواں اصول یہ تھا کہ حقیقت مجاز سے مقدم ہے اور حقیقت کے علامات یہ ہیں (۱) معنے لفظ کا متبادر (قریب الفہم) ہونا (۲) ایک امر (معنے) جائز پر لفظ کا اطلاق (بولا جانا)۔ (۳) اس معنے سے حقیقت کی نفی کا صحیح نہ ہونا۔ اس اصول میں حکیم صاحب نے پہلے یہ عذر کیا کہ یہ اصطلاحات سلف سے کہاں مروی ہیں۔ جب اس کا جواب دیا گیا۔ کہ جو آپنے لفظ استعارہ استعمال کیا ہے۔ یہ سلف سے کہاں مروی ہے؟ تو یہ جواب سنکر آپ دم بخود ہو کر اس اصول کو مان گیے۔ اور تئیسواں اصول یہ تھا ابن مریم کا لفظ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی کلام میں اور عام لوگوں کے کلام میں جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصلی معنے کیا سمجھے جاتے تھے آیا وہی حضرت ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنے بھی کسیکے خیال میں آتے تھے اس اصول کے جواب میں حکیم صاحب نے کہا قرآن مجید میں جہاں ابن مریم آیا ہے وہاں وہی عیسے ابن مریم سمجھے جاتے ہیں اور احادیث میں جو ابن مریم آیا ہے [illegible] جاتا ہے یہ نہیں دیکھی کہ وہ اسکو مثیل ابن مریم سمجھتے تھے یا نبی اللہ بنی اسرائیلی مراد لیتے تھے۔ حکیم صاحب کا اس امر کو تسلیم کرنا کہ قرآنی لفظ ابن مریم کے معنے عیسے ابن مریم سمجھے جاتے تھے۔ بعینہ اس امر کو تسلیم کرنا تھا کہ عیسے ابن مریم اس لفظ ابن مریم کے حقیقی معنے ہیں اور پھر اس امر سے انکا تجاہل (جہل ظاہر کرنا) کہ صحابہ حدیث میں اس لفظ کے وارد ہونے پر اس لفظ سے عیسے ابن مریم اسرائیلی مراد سمجھتے تھے یا کوئی مثیل ابن مریم صحابہ کرام (جو عرب عرباء تھے اور افصح الفصحاء اور الفاظ قرآن کے معنے حقیقی اور مجازی سے خوب واقف تھے معانی الفاظ قرآن سے بیخبر ٹھہرانا اور خود اپنے مسلمہ اصول کا خلاف کرنا تھا لہذا خاکسار نے اس تجاہل حکیم صاحب کو دور کرنے کی غرض سے بوجہ چوبیسواں اصول پیش کرنا اور بجواب اسکے آٹھویں اصول مسلمہ حکیم صاحب یہ کہنا چاہا تھا کہ حسب اعتراف آپکے قرآنی الفاظ ابن مریم کے معنے حقیقی حضرت مسیح اسرائیلی ہیں اور اصول ہشتم و نہم میں آپ مان چکے

ہیں کہ ہر لفظ کا اسکے اصلی اور حقیقی معنے پر حمل کرنا واجب ہے اور بلا شہادت قرینہ قویہ
اسکے مجازی معنے مراد لینے جائز نہیں تو ان دونوں مسلمہ اصول کا نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی
کلام میں بھی جو لفظ ابن مریم کا وارد ہوا ہے اسکے معنے بھی صحابہ وہی معنے مسیح ابن مریم کے
سمجھتے تھے جو اسکے حقیقی معنے ہیں مگر حکیم صاحب میرے منہ سے صرف اتنے الفاظ
کہ آٹھویں اصول میں آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ احادیث و قرآن کے اصلی معنے سنکر مجلس سے
اٹھکر چلے گئے اور باوجودیکہ اسکے بعد نصف روز اور تمام شب لاہور میں رہے مجلس مباحثہ
میں نہ آئے۔ یہ الفاظ سنکر آپکو کامل یقین ہو گیا تھا کہ جس پتھر کے ڈالے جانے کا ہم
نے اصل ہشتم کو تسلیم کرنے کے وقت خوف ظاہر کیا تھا وہ ہمارے سر پر آ ہی پڑا۔ اب اگر
ہم اسبات کو قبول کرتے ہیں کہ جہاں کہیں قرآن و حدیث میں لفظ ابن مریم وارد ہے وہاں
اس لفظ کے حقیقی و ظاہری معنے عیسٰے علیہ السلام ہی مراد ہیں تو ہمارے مذہب مرزائی
کی بیخ و بنیاد اکھڑتی ہے۔ اور اس مذہب کا تمام تار و پود ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر ہم اس
لفظ کے معنے حقیقی کو چھوڑ کر اسکے مجازی معنے مراد لینے کے مدعی ہوتے ہیں۔ تو
ہمکو بنا بر تسلیم اصول ہشتم و نہم اس معنے مجازی کے مراد ہونے پر کوئی دلیل قطعی اور قرینہ
قوی پیش کرنا لازم آتا اور واجب ہوتا ہے۔ جسکا وجود نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں ہے
نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ دلائل عقلیہ میں نہ مذاہب نقلیہ میں لہذا اس پتھر سے
بچاؤ کی بجز اسکے اور کوئی بھی صورت نظر نہیں آتی کہ یہاں سے فرار اختیار کریں یہ سوچکر آپنے
بہانہ تو یہ کیا کہ ہمیں جموں چلا جانا ضروری ہے اور مصرعہ خرجت من البازی علیٰ سواء
پر عمل کر کے لاہور چھوڑ کر صبح کی گاڑی میں بجائے جموں جانے کے لودھیانہ کو سدہارے اور
اس پتھر کے ڈالے جانے کی شکایت اپنے مرشد صاحب مرزا قادیانی کی جناب میں پیش
کر کے اسکے علاج و تدبیر کے خواستگار ہوئے۔ مرشد صاحب نے انکو تسلی دی کہ تم بے فکر ہو جاؤ
میں اس مباحثہ کو ایک ہی لفظ سے مٹا دونگا اور ان اصول کو یونہی اڑا دونگا تم فرسے
اور چین سے جموں چلے جاؤ۔ خاکسار نے حکیم صاحب کے لودھیانہ پہنچنے پر ان کے مرشد
کو اس مضمون کا تار دیا کہ تمہارے حواری نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بھاگ گیا ہے

اُسکو واپس کر دیا خود آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے۔ اُس تار کا جواب دہ نمبر ۲ روزہ
خط میں یہ آیا کہ تمہارا انکا مباحثہ ہی نہیں ہوا۔ میں خود مباحثہ کو آتا ہوں بشرطیکہ تم منہ سے
ایک لفظ نہ کہو۔ جو کہنا ہو بذریعہ ایک ہی تحریر کے پیش کرو۔ میں بھی اسکے جواب میں ایک ہی
تحریر پیش کرونگا۔ اور مباحثہ ختم ہوگا۔ پھر جب خاکسار نے اس شرط کا ناجائز ہونا اور مباحثہ
سے گریز کا بہانہ ہونا ثابت کر کے دوسری دفعہ اصول تسلیم کرا کے ان سے مباحثہ کرنا چاہا اور اپنے
خط نمبر ۲۰ موٴرخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء میں انکو لکھا کہ میں قبل مباحثہ چند اصول آپ سے تسلیم
کراؤنگا جیسے حکیم نور الدین سے تسلیم کرا چکا ہوں اور ضمیمہ خط میں لکھا کہ اگر آپ اصول کو مجلس
مباحثہ میں تسلیم کرانے سے ڈریں اور حکیم صاحب کی طرح یہ کہیں کہ خدا جانے ان اصول کے
تسلیم کرانے کے بعد ہیر پھیر کیا پتھر ڈالوگے۔ تو میں ان اصول کو آپکے پاس وہاں بھیجدوں
خوب سوچ کر اور سمجھکر انکو تسلیم کریں۔ تو اسکے جواب میں آپنے خط بیس اپریل میں صاف لکھ
دیا کہ میں ان اصول کو محض لغو اور بیہودہ سمجھتا ہوں۔ (حضرات ناظرین کسی مسلمان کی یہ
تو شان نہیں کہ وہ کتاب و سنت کو اصل اصول ٹھیرائے یا احادیث صحیحین وغیرہ کتب حدیث
کو مثبت سنت کہنے لغو اور بیہودہ کہے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں نیا دین کھڑا کرنے
والے جو چاہیں سو کہیں) آخر آپنے ایک کارڈ بلا تاریخ میں اپنے آپ کو مباحثہ سے صاف
چھوڑا لیا اور یہ لکھدیا کہ آپ ازالہ اوہام کا رد لکھنا شروع کریں۔ لوگ خود دیکھ لیں گے۔ یہ کارڈ
اور اس سے پہلے اور پچھلے خطوط جانبین اور اصول مباحثہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ کے
صفحہ ۱۱۱ سے ۲۰۰ تک منقول ہیں۔ ناظرین ان کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ خاکسار
ابتدا سے اصولی بحث کا خواہاں رہا۔ اور یہ لوگ ان اصول کو پتھر گراں بار سمجھکر ان سے
گریزاں رہے۔ لودھیانہ کے زمانہ قیام میں مرزا نے لودھیانہ کے علماء کو مباحثہ کا اشتہار
دیا اور اسپر مولوی محمد حسن صاحب مرحوم رئیس لدھیانہ کو مخاطب کیا تو انکے خطاب میں انکی
قلم سے خوش قسمتی سے یہ فقرہ بھی نکل گیا کہ اگر آپ چاہیں تو اپنی طرف سے مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب کو بحث کے لیے وکیل مقرر کردیں اس کلمہ کو خاکسار غنیمت سمجھکر اُس
مباحثہ کی تمنا میں لودھیانہ پہنچا اور تیسری دفعہ قبل از بحث اصول تسلیم کرا کے مرزا سے مباحثہ

کے لیے تیار ہو گیا تو جس منہ سے مرزا قادیانی نے ان اصول کو لغو اور بیہودہ کہا تھا اُسی منہ سے اصول تسلیم کرانے کو مان لیا اور خدا خدا کرکے ایک مجلس میں ہمارا اور انکا مقابلہ ہو گیا بحث مسائل مقصودہ سے پہلے خاکسار نے وہی اصول و مسائل مطبوعہ پیش کیے جو حکیم صاحب سے تسلیم کرائے تھے از انجملہ میرا پہلا اور تیسرا مسئلہ یا اصول یہ تھا کہ کیا کتاب اللہ اور سنت یعنی حدیث حجت شرعی ہیں اور کتب حدیث سے صحیحین بلا توقف سنت یعنی احادیث کی مثبت ہیں

آپنے اسکے جواب میں کتاب اللہ کا حجت ہونا تو بتامل تام مان لیا مگر حدیث کے حجت ماننے اور صحیحین کے مثبت احادیث کے ماننے سے گریز و فرار اختیار کرنا شروع کردیا سوال تو لفظ احادیث کے صحت و ثبوت سے تھا اور آپ معنے احادیث کے پیچھے دوڑ پڑے۔

آپ کی تیسری تحریر کے الفاظ یہہ ہیں

کہ کتاب اور سنت کے حجج شرعیہ ہونے میں میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے (حضرت برائے نام و زبانی[ل] نہ دل سے اور واقعی حاشیہ صفحہ ہذا ملاحظہ ہو) جس امر میں احادیث کے معنے کیے جاتے ہیں اگر وہ کسی نص قرآنی کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معنے بطور حجت شرعیہ کے قبول کیے جاویں گے لیکن جو معنے نصوص بینہ قرآنیہ سے مخالف واقع

ل زبانی اسلیے کہا گیا ہے کہ دل سے وہ قرآن کو بھی نہیں مانتا دیکھو معجزات مسیح (احیاء موتے و خلق طیور و ابراء امراض صریح نصوص قرآن میں وارد ہیں پھر وہ ان معجزات سے انکار کرتا ہے کہ ان کے قائلین اہل اسلام کو مشرک بتاتا ہے۔ اور انکی تاویل عمل ترب نجاری و مسمریزم سے کرتا ہے۔ اور ان معجزات کی نفی کے لیے حدیث میں الحاد کرنے کا مدعی ہو گیا ہے۔ ازالہ اوہام کے پہلے ہی صفحہ میں وہ لکھتا ہے کہ جس مسیح کے مسلمان لوگ منتظر ہیں اسکی نسبت ہرگز حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ اسکے دم سے مردہ زندہ ہوں گے بلکہ یہ لکھا ہے کہ اسکے دم سے زندے مریں گے پھر اسکے صفحہ ۳۰۳ - صفحہ ۳۰۵ - صفحہ ۳۰۸ - صفحہ ۳۰۹ میں ان معجزات کا اثر عمل نجاری و مسمریزم ہونا بیان کیا ہے صفحہ (۱۲۹) فتوے مطبوعہ علماء پنجاب و ہندوستان مندرجہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ ملاحظہ ہو۔ اس معجزات قرآنی سے انکار مرزا قادیانی دیکھکر کیا کوئی مسلمان بانصاف و حسب عقل یقین کرسکتا ہے کہ مرزا قادیانی قرآن کو دل سے مانتا ہے ہرگز نہیں

ہونگے ان معنوں کو ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے بلکہ جہانتک ہمارے لیے ممکن ہوگا
ہم اس حدیث کے ایسے معنے کریں گے جو کتاب اللہ کے موافق ہونگے۔

پھر چوتھی تحریر میں آپنے لکھا ہے:۔

میرے بیان کا خلاصہ یہ کہ ہر ایک حدیث خواہ بخاری کی ہو یا مسلم کی اس شرط سے ہم کسی خاص معنے میں جو بیان کیے جاتے ہیں قبول کریں گے کہ وہ حدیث ان معنوں کے رو سے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ پھر بہت سی فضول باتوں کے بعد کہا ہے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری و مسلم کی حدیثیں ظنّی طور پر صحیح ہیں۔ مگر جو حدیث صریح طور پر ان میں سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحّت سے باہر ہو جائے گی۔

پھر پانچویں تحریر میں آپنے کہا ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں فرق کرتے ہیں۔ وہ تو ہر ایک پر ظاہر ہے۔ پھر کہا ہے صوم صلوٰۃ و حج زکوٰۃ وغیرہ اعمال جو حدیثوں کے ذریعے دریافت کیے گئے ہیں۔ ان کے یقینی ہونے کا موجب یہ ہے کہ سلسلہ تعامل ساتھ ساتھ چلا آیا ہے۔ پھر کہا ہے۔

میرا مذہب مسلم اور بخاری کی نسبت یہ نہیں ہے کہ میں خواہ نخواہ ان کی کسی حدیث کو موضوع قرار دوں بلکہ میں ہر ایک حدیث کو قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر ان کے مخالف نہ ہو تو میں بسر و چشم اسکو قبول کر دونگا بلکہ اگر مخالفت اٹھ جائے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دُور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کہونگا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے میں تغییر الفاظ یا پیرایہ بیان میں کچھ فرق آگیا ہوگا۔ یا جو کچھ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ میں محفوظ نہیں رہے ہونگے۔ مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو جسکی میں کسی وجہ سے تطبیق نہ کر سکا بلکہ جو کچھ بعض احادیث میں کچھ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے اس تعارض کے دور کرنے کے لیے بھی میری مدد فرمائی ہے۔ پھر بہت سی تطویل بلا طائل کے بعد کہا ہے۔

مخالفت

میرا مذہب فرقہ ضالہ کی تحریر کیطرح نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھکر قال اللہ قال الرسول پر

کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج
سمجھتا ہوں بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہم کو پہنچایا ہے اس سب پر ایمان لاتا ہوں نیچریوں کا اوّل دشمن میں ہوں۔ ان تحریرات
ثلثہ (۳۰ و ۴۸ - ۵۰) کے جواب میں خاکسار کی طرف سے یہی سوال ہو رہا ہے کہ حدیث نبوی
کے حجت ہونے اور احادیث بخاری و مسلم کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کی نسبت قطعی جواب
دو اور فضول باتوں سے تعرض چھوڑ دو فقط اپنی تحریر ششم میں میرے سوال کا مضمون
بایں الفاظ ادا بھی کیا کہ آپ کا سوال جو اس تحریر اور پچھلی تحریروں سے سمجھا جاتا ہے یہ
ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم صحیح واجب العمل ہیں یا غیر صحیح و
ناقابل عمل ہیں مگر پھر بھی اسکا صاف اور قطعی جواب نہ دیا اور بہت ہی فضول باتوں کے ضمن میں
اسقدر اعتراف کیا کہ میں نے کسی حدیث بخاری و مسلم کو ابھی تک موضوع قرار نہیں دیا بلکہ اگر کسی حدیث
کو میں نے قرآن کریم کے مخالف [illegible] دیا۔ الغرض میری
تحریر سے چھٹی تحریر تک آپ دو شرطوں کی ٹانگ پھنسا کر ناحق الجھتے اور ادھر ادھر بھاگتے
رہے۔ ایک شرط (یا ٹانگ) یہ کہ حدیث کے معنے کو قرآن کی کسوٹی پر لگایا جاویگا۔ جس حدیث
کے معنے قرآن کے موافق ہونگے اسکو صحیح سمجھکر قبول کیا جاویگا جسکے معنے مخالف قرآن
ہوں گے اسکو غیر صحیح قرار دیکر رد کیا جاویگا۔

دوسری شرط (یا ٹانگ) یہ کہ اگر تعامل (لوگوں کا عمل) مضمون حدیث کے مطابق پایا گیا
اور اس کا مؤید و شاہد ہوا تو وہ حدیث صحیح مانی جاوے گی۔ نہیں تو نہیں۔ آپکی اس الجھاؤ
دگر پیچ کے ساتھ خاکسار نے اصل سوال کہ احادیث صحیحین ان شرطوں کے مطابق صحیح
ہیں یا نہیں کے جواب دینے پر مجبور کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے جو حکم والعاقبة للمتقین والحق یعلو
ولا یعلی بالآخر حق کو غالب کرتا ہے۔ آخر
تحریر ہفتم میں اسکی قلم سے یہ اعتراف نکلوا دیا کہ احادیث کے دو حصے ہیں ایک وہ حصہ
جو سلسلہ تعامل کی پناہ میں پکا مل طور پر آگیا ہے یعنی وہ حدیثیں جن کو تعامل کے محکم اور
قوی سلسلہ نے قوت دی ہے اور مرتبہ یقین تک پہونچا دیا ہے جس میں تمام

اغلاط کی تصحیح کرے جنکو منصفین فیصلہ آرہ نے اغلاط قرار دیا ہوا ہے اور وہ سالہا سال سے انکی تصحیح کا جھوٹا وعدہ دے کر انکو دہوکہ دہی سے ٹالی رہا ہے۔ مولوی ثناء اللہ ہماری اس نصیحت و مشورہ کو نہ مانیں تو یہی مشورہ ہم کانفرنس اہلحدیث کے پریسیڈنٹ و عمائد و ارکان کو دیتے ہیں کہ وہ اس امر کو جلسہ کانفرنس میں پیش کریں۔ ہمارا بیان صحیح ہو تو مولوی ثناء اللہ کو اس مشورہ کے قبول کرنے پر مجبور کریں۔ اگر ہمارا کوئی بیان غلط ہو تو اسپر ہمارا اور ثناء اللہ کا عین کانفرنس کے جلسہ سالانہ پشاور میں مباحثہ کرائیں۔ مگر اسمیں یہ شرط لازمی ہے کہ اس مباحثہ میں کسی خاص شخص کی منصفی کو جسکو مولوی ثناء اللہ ہمیشہ گربیہ کی آڑ بنایا کرتا ہے منظور نہ کریں۔ بلکہ حاضرین کی مجارٹی (جمہوریت) منصف رہے۔ کانفرنس بھی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے جیسا کہ اس سے خوف و توقع ہے تو اہلحدیث پشاور کانفرنس سے اس مباحثہ کی شرط کرے۔ اگر کانفرنس اس شرط کو نہ مانے تو پھر اس دعوت کو واپس لیں اور اسی میں دین و دنیا کی خیر سمجھیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ؕ

ہماری اس نصیحت و مشورہ کو مولوی ثناء اللہ نے قبول کر لیا تو وہ خاصے اور پورے اہلحدیث اعتقادی و عملی ہو جائینگے اور انکے ان اصول سے علیحدگی کے سبب جو اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب خصوصاً لاہور و امرتسر و غیرہ میں اہلحدیث کی انجمنوں و اشخاص میں تفرقہ ہو رہا ہے مٹ جائیگا اور مذہب و معاشرت اہلحدیث کو ترقی ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر انہوں نے بحسب عادت خود استغنا کی اور کانفرنس نے بھی اسکی پرواہ نہ کی اور اہلحدیث پشاور نے بھی ہماری عرض پر توجہ نہ فرمائی تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا

الْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ -

اطلاع صفحات ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴ پر پہلے مضمون حیات مسیح چھپ چکا تھا بہ جبار حصہ بعد میں بڑہائے گئے ہیں۔ ناظرین ان صفحات کو مکرر سمجھیں۔

ضروریات دین اور عبادات اور عقود اور معاملات اور احکام شرع متین داخل ہیں سو ایسی
حدیثیں تو بلاشبہ یقین اور کامل ثبوت کو پہنچ گئی ہیں۔ لیکن دوسرا حصہ حدیثوں کا جسکو
سلسلہ تعامل سے کچھ تعلق اور رشتہ نہیں ہے اور صرف راویوں کے سہارے اور ان
کی راستگوئی کے اعتبار پر قبول کی گئی ہیں ان کو ہیں مرتبہ ظن سے بڑھکر خیال نہیں کرتا اور
غایت کار مفید ظن ہو سکتی ہیں۔ اسکے بعد اس تحریر میں آپ سے یہ لکھوا دیا ہے میرا مذہب
بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث کی نسبت یہی ہے جو میں نے بیان کر دیا ہے یعنی مراتب صحت
میں یہ تمام حدیثیں یکساں نہیں ہیں بعض بوجہ تعلق سلسلہ تعامل یقین کی حد تک پہنچ گئی
ہیں اور بعض بباعث محروم رہنے کے اس تعلق سے ظن کی حالت میں ہیں

ان تحریرات کے مندرجہ اعترافات سے اس الجھاؤ کی پہلی ٹانگ (شرط توافق مضمون
احادیث بمضمون قرآن) ٹوٹ گئی اور آپ کے اعتراف سے ثابت ہوا کہ جن احادیث صحیحین
کے مضمون پر مسلمانوں کا تعامل پایا گیا ہے وہ قرآن کے کسوٹی پر لگانے کی محتاج نہیں
ہیں اب یہی [illegible] خدا تعالیٰ نے اسکی
قلم سے تحریر ہشتم میں لفظ متعامل کے ساتھ لفظ متوارث بھی نکلوا دیا جو عمل کے علاوہ
اعتقاد کو بھی شامل ہے۔ وھذا ان احادیث کا جنکے مضمون کے مطابق کسی مسلمان کا عمل پایا
نہیں جاتا۔ بلکہ صرف انکے حکم کے مطابق انکا اعتقاد رکھنا پایا جاتا ہے۔ جیسے گدھے کے
حرام ہونے کی حدیث یا وشم (جسم گودنے) کی ممانعت کی حدیث احادیث متعاملہ و متوارثہ میں
داخل ہونا اس سے تسلیم کرا دیا۔ چنانچہ تحریر ہشتم میں اسنے کہا ہے۔ کہ احادیث کے دو حصے
ہیں ایک وہ حصہ جو سلسلہ تعامل کی پناہ میں آ گیا ہے یعنی وہ حدیثیں جن کو تعامل کے
محکم اور قوی اور لاریب سلسلہ نے قوت دی ہے اور دوسرا وہ حصہ ہے جسکو سلسلہ تعامل
سے کچھ تعلق اور رشتہ نہیں ہے اور صرف راویوں کے سہارے اور انکی راستگوئی
کے اعتبار پر قبول کی گئی ہیں سو اگرچہ میں صحیحین کی حدیثوں کو اس قوت اور مرتبہ تک نہیں
سمجھتا کہ باوجود مخالف آیات صریحہ و بینہ قرآن ان کو صحیح سمجھ سکوں لیکن سلسلہ تعامل
کی حدیثیں میری ابن [illegible] سلسلہ تعامل کی حدیثیں مستثنے ہیں

سلسلہ تعامل کی حدیثیں بحث مانحن فیہ سے خارج ہیں۔

اب مکرر آواز بلند کے ساتھ آپ پر کھولتا ہوں کہ سلسلہ تعامل کی حدیثیں یعنی سنن متوارثہ متعاملہ جو عاملین اور آمرین کی زیر نظر چلی آتی ہیں اور علیٰ قدر مراتب تاکید مسلمانوں کے عملیات دین میں قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصرٍ داخل رہی ہیں۔ وہ ہرگز میری آویزش کا مورد نہیں اور نہ قرآن کریم ان کا ہیچ ٹھیرانے کی ضرورت ہے اور اگر ان کے ذریعہ کچھ زیادت تعلیم قرآن پر ہو تو ہمکو اس سے انکار نہیں +++ وہ تمام حدیثیں بغیر اسکے کہ قرآن سے آزمائی جائیں بوجہ جمع ہونے دونوں قوتوں تعامل اور صحت روایت کے اطمینان کے لائق ہیں مگر ایسی حدیثیں جو سنن متوارثہ متعاملہ سے نہیں ہیں۔ اور سلسلہ تعامل سے کوئی معتدبہ تعلق نہیں رکھتیں وہ اس درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں وہ یہی واقعاتؔ اخبار وقصص ہیں جو تعامل کی تاکید کے سلسلے سے باہر ہیں +++

پھر اسی تحریر ہشتم میں کہا ہے۔ اور میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی [illegible] مسلمان احکام اسلام ثابتہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں اسی طرح میں جانتا ہوں صرف بعض اخبار گزشتہ و مستقبلہ کی نسبت الہام الٰہی کی وجہ سے جسکو قرآن سے بکلی مطابق پایا ہے بعض اخبار حدیثیہ کے یہ معنے اس طرح پر نہیں کرتا جو حال کے علماء کرتے ہیں۔ جو احادیث تعامل کے سلسلہ میں داخل ہوں ان کو میں بحث متنازعہ فیہ سے باہر کرچکا ہوں اور اگر آپکو یہ امر معلوم تھا تو پھر کیوں آپنے گدھے کے حرام ہونے کی حدیث پیش کی کیا کسی چیز کا حرام یا حلال کرنا احکام میں نہیں ہے اور کیا احکام اکل وشرب تعامل الناس سے باہر ہیں۔ اور پھر آپنے لعنت علی الواشمات والمستوشمات کی بھی حدیث پیش کردی آپکو خیال نہ آیا کہ یہ تو سب احکام ہیں جن کے لیے تعامل کے سلسلہ کے نیچے داخل ہونا ضروری ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ تعامل کے متعلق جو احکام ہیں وہ سب ثبوت کے لحاظ سے ایک درجہ پر نہیں جن امور کی مواظبت و مداومت بلافتور و اختلاف چلی آئی ہے وہ اول درجہ پر ہیں اور جس قدر احکام

اپنے ساتھ اختلاف لیکر تعامل کے دائرہ میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ بسبب اختلاف
اس پہلے نمبر سے کم درجہ ہیں مثلاً رفع یدین وعدم رفع یدین دونوں طور کا تعامل چلا آتا ہے
ان دونوں سے جو تعامل قرن اوّل سے آجتک کثرت سے پایا جاتا ہے اسکا درجہ زیادہ
ہوگا اور باایں ہمہ دوسرے کو بدعت نہیں ٹھہرائیں گے بلکہ ان دونوں عملوں کے تطبیق
کی غرض سے یہ خیال ہوگا کہ باوجود مسلسل تعامل کے پھر اس اختلاف کا پایا جانا اس امر پر
دلیل ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفت قرأت کی طرح ادائے صلوٰۃ میں
رفع تکلیف امت کے لیے وسعت دیدی ہوگی"۔

ان آخری عبارات میں جو آپ نے لفظ سنن متعاملہ کے ساتھ لفظ متوارثہ بھی لگا دیا ہے اور
لفظ عاملین کے ساتھ لفظ آخرین بڑھا دیا ہے اور سب سے آخری عبارت میں اختلافی تعامل
کو باہم مخالف احادیث میں پایا جاتا ہے (جیسے احادیث رفع یدین وعدم رفع ہیں)
بھی معتبر رکھا ہے اور ایسی احادیث کو بھی احادیث متعاملہ متوارثہ میں داخل کر دیا ہے
اور پھر احادیث متضمنہ حرمت حمار وحرمت وشم (یعنی بدن گودنے) کا جو صرف اعتقاد کے
متعلق ہیں نہ کسی عمل کے مثبت اور موجب سنن متعاملہ متوارثہ میں داخل ہونا تسلیم کر لیا
ہے اس تفصیل وتعمیم نے دوسری ٹانگ (شرط عمل) کو بھی توڑ دیا ہے۔ اور بلند آواز سے
پکار کر کہدیا ہے کہ جن احادیث اعتقادیہ کے ارشاد سے آنحضرت ؐ کا مقصود کوئی عمل
کرانا نہیں بلکہ صرف مسلمانوں کے خیال میں انکے مطابق اعتقاد جمانا مقصود ہے
اور یہ منظور ہے کہ مسلمان ان کے مضمون پر یقین رکھیں اور انکے مطابق اعتقاد
اختیار کر لیں اور وہ احادیث سنی مسلمانوں میں قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصرٍ بلا اختلاف
متوارث چلی آئی ہے اور ہر خلف نے اپنے سلف سے انکا ورثہ پایا ہے اور ان احادیث
کے متعلق آخرین کا امر سلف سے لیکر خلف تک ایسی تاکید شدید سے بلا اختلاف برابر
چلا آیا ہے کہ اسکی نظیر عملی احادیث اختلافی میں پائی نہیں جاتی وہ احادیث اعتقادیہ
سب کے سب بلا استثنا احادیث متعاملہ متوارثہ میں داخل ہیں اور قطع ویقین کے
ساتھ واجب التسلیم والاعتقاد ہیں بغیر اسکے کہ قرآن سے آزمائی جاویں۔

آگئی ہیں۔ جمہوری پکار سے جملہ وہ احادیث صحیحین جن میں حضرت مسیح کی آمد اور
علامات کا ذکر ہے۔ اور ایسے ہی احادیث متعلقہ آمد مہدی و خروج دجال (جن کو
آپنے تعامل کی قید لگا کر بخیال خود احادیث متعاملہ سے نکالنا چاہا تھا) وہ سب کے
سب احادیث متعاملہ و متوارثہ میں داخل ہو گئیں کیونکہ وہ احادیث سنی مسلمانوں
میں قرناً بعد قرن و عصراً بعد عصر بلا اختلاف متوارث چلی آئی ہیں۔ ہر خلف نے
اپنے سلف سے ان احادیث کا ورثہ پایا ہے۔ چھوٹی سے بڑی اور نئی سے پرانی
کتاب حدیث و تفسیر و عقائد سنیوں کی ایسی نہ پاؤ گے جس میں حضرت مسیح و امام مہدی
و دجال کی آمد کے تسلیم کے متعلق ہدایت اور تاکیدی امر آمرین پایا نہ جاتا ہو۔ اور خاصکر
امام مہدی کی آمد کے متعلق احادیث کے تسلیم و توارث و تاکیدی امر میں شیعہ بھی سنیوں کے
ہم اتفاق و ہمصفیر ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایسے آپکے احادیث متعلقہ آمد مسیح کو احادیث متعاملہ سے خارج
کرنے اور پھر احادیث متعاملہ کے ساتھ لفظ متوارثہ اور لفظ عاملین کے ساتھ لفظ آمرین

کہکر ان احادیث کو [illegible] متعلقہ امر آمرین میں داخل کر دینے پر یہ مثل صادق
آتی ہے فر من المطر و قام تحت المیزاب۔ اور یہ مصرعہ مرا خواندی و خود بدام آمدی۔
بالجملہ آپکے اعترافات تحریر ہشتم و ہفتم سے صاف ثابت ہو گیا کہ احادیث صحیحین جو
مسلمانوں کے توارث میں آگئی ہیں اور جنکے متعلق امر آمرین ثابت ہو چکا ہے ایسی
صحیح و قطعی الصحت ہیں کہ انکو بغیر اسکے کہ قرآن سے آزمائی جاویں صحیح تسلیم کرنا واجب ہے
اور اصل دوم و سوم آپکے مسلمہ اصول ہیں فالحمد للہ الذی اجری علی لسان القادیانی
ما فرمنہ۔ آپ اپنی تحریر ہشتم سنانے کے بعد آپنے مجلس مناظرہ سے فرار اختیار کیا بلکہ اسکے
بعد دنیا ہی سے کوچ کیا مگر اپنی تحریرات میں ہمارے پیش کردہ اصول کو مان لیا جو انکی
امت کے لیے بمنزلہ اصول موضوعہ قرار پائیں اور اسوقت اثبات حیات و آمد مسیح علیہ
السلام کے لیے ہمارے کام آئیں اور آئندہ بھی ہمیشہ مسلمانوں کے لیے مرزائیوں کے مباحثہ
و مقابلہ میں کار آمد حجت بن سکیں۔ اور غالباً ابھی آپ کو کھٹکا ہو گیا ہو گا جسکی وجہ
سے آپنے مباحثہ سے فرار اختیار کیا کہ ہمارے پیش کردہ اصول سے کتاب اللہ و سنت

رسول کا حجت (سند لائق دستاویز) ہونا تو آپکے صریح الفاظ میں پایا جاتا ہے اور جملہ احادیث صحیحین کا صحیح و لائق سند ہونے کا اعتراف آپکی آخری تحریر کے الفاظ (لفظ ستوارثہ و آمرین وغیرہ) کا مفہوم و مضمون ہے اور یہ اعتراف آپکے منطوق کلام و صریح الفاظ سے بھی پایا جاتا ہے۔

آپ اپنے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء میں یہ الفاظ مشتہر کر چکے ہیں "میں احادیث صحیحین کو بسر و چشم مانتا ہوں اور بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ جانتا ہوں"

آپکا یہ اعتراف آپکی دیگر تالیفات ازالہ اوہام وغیرہ میں پایا جاتا ہے اس سے بڑھکر ایک تعجب انگیز اور حیرت خیز دلیل ثبوت اعتراف صحت احادیث صحیحین پر آپکی اور آپکی کل امت کیجانب سے حاضرین و سامعین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اسکو ملاحظہ فرماکر اہل انصاف داد دیں کہ پھر آپکا مباحثہ لودہانہ میں صحت احادیث صحیحین کا اعتراف نہ کرنا اور فضول باتیں خارج از بحث پیش کر کے جانبین کے تین سوا تین چالیس تحریر مباحثہ سیاہ کرانا [illegible] اور جہلاء عوام کو دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے

وہ دلیل یہ ہے

کہ آپ اور آپکی کل امت احادیث صحیحین متعلقہ آمد حضرت مسیح ابن مریم و آمد حضرت امام مہدی و خروج دجال و یاجوج و ماجوج وغیرہ کی یہ تاویلیں کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم سے خود بدولت مراد ہیں اور نزول ابن مریم سے آپکا قادیاں میں رہنا اور ٹھہرنا مراد ہے اور منارہ مشرقی دمشق سے جسکے قریب حضرت مسیح نازل ہونگے وہ منارہ مراد ہے جس کو آپنے خود قادیاں میں تعمیر کرایا ہے اور دمشق سے قادیاں مراد ہے اور ممہرودتین (دو چادر زرد) سے جو حضرت مسیح کا بوقت نزول لباس ہوگا وہ دو بیماریاں مراد ہیں جو آپکے دامنگیر رہتی ہیں اور ملکین سے جن کے بازؤں پر ہاتھ رکھکر حضرت مسیح اتریں گے آپکے دو حواری (جن کے کندھے پر آپ ضعف بیماری کیوجہ سے ہاتھ رکھکر سیر کیا کرتے ہیں) [illegible] اور دجال سے [illegible] کے وقت میں خروج

کرے گا۔ پادری لوگ یا دنیا پرست علماء مراد ہیں جو آپکی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور خر
دجال سے ریل گاڑی مراد ہے (جسپر خود بدولت بھی سوار ہوا کرتے تھے) اور یاجوج ماجوج
سے انگریز اور روس مراد ہیں وعلےٰ ہذا القیاس۔ اور یہ بات ظاہر ہے اور آفتاب سے
روشن تر ہو باہر ہے کہ تاویل فرع تسلیم و قبولیت صحت ہے۔ آپنے ان سب احادیث کو صحیح مان لیا
تب ہی انکے معانی کی یہ تاویلیں کیں اگر آپ ان احادیث کو صحیح اور واجب التسلیم الاعتقاد
نہ مانتے تو صاف صاف یہ کہدیتے کہ یہ سب احادیث موضوع یا ضعیف ہیں انکو صحیح نہ ماننا
اور از خود انکا کوئی مطلب و مضمون مراد قرار دیکر اسکے مطابق اعتقاد ٹھہرالینا مومن متبع
شریعت کا کام نہیں اور اگر آپ ایسا کہتے تو پھر آپ مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ کہلا سکتے
اور جاہل مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ہضم نہ کر سکتے اور ڈھائی اینٹ کی علیحدہ مسجد بنا کر
دس کروڑ مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر اپنا مشن اور نبوت کا سلسلہ قائم نہ کر سکتے جبکہ یہ سارا
کھیل و تماشا ان احادیث کے معنے بگاڑ کر انکی صحت تسلیم کرنے کا صدقہ و ظہور ہے تو
پھر ان احادیث کی صحت کا صاف الفاظ میں اعتراف نہ کرنا احسان فراموشی بلکہ نمک حرامی
اور مثل مشہور نمک خوردن و نمکدان شکستن کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر آپ کا یہ خیال تھا جیسا کہ آپکی شرط سے مفہوم ہوتا ہے یا آپکی امت سے
کوئی یہ دعوے کرے کہ ان احادیث کو ہم ان ہی معنے اور تاویلات سے صحیح مانتے
ہیں اور اگر یہ معنے ان احادیث کے مسلّم نہ ہوں تو پھر ان احادیث کو صحیح نہ مانیں گے
موضوع کہدیں گے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنا دو متنافی باتوں کا قائل ہونا ہے
اور دو ضدوں کو جمع کرنا جسپر کوئی عاقل سلیم الحواس ذی ہوش جرأت نہیں کر سکتا۔ صحت
الفاظ حدیث کو تسلیم کرنا تحقق شروط و اصول روایت پر مبنی ہے جن کو آپ اپنی تحریر
پنجم میں بیان کر کے ظاہر قرار دیکر تسلیم کر چکے ہیں اور ان شروط کو معانی حدیث سے
کوئی متعلق نہیں ہے اور معانی الفاظ حدیث و قرآن بلکہ تمام انسانی کلاموں کو قبول
کرنا اصول درایت پر مبنی ہے جن کو شروط صحت روایت الفاظ سے کوئی تعلق
نہیں اور وہ اصول کسی خاص شخص یا قوم یا زبان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا کے

جملہ مذاہب اور سبھی ملکوں اور تمام زبانوں (عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ انگریزی) میں ایک ہی وہ اصول ہے جو مینے اپنے پیش کردہ اصول سے نویں نمبر پر پیش کیا تھا اور حکیم صاحب نے اسکو مان لیا تھا کہ حقیقت مجاز سے مقدم ہوتی ہے مجازی معنے کسی کلام کے ترک کرکے تاویلی معنے تب ہی اور اس صورت میں جبکہ حقیقی معنے مراد ہونا متعذر ثابت ہوگا۔ بناءً علیہ کسی حدیث کے کوئی تاویلی معنے کرنے کا نہ آپکو اختیار ہے نہ کسی اور کو۔ جس حدیث کے معنے میں آپنے تاویل کی اسکی صحت تو آپنے مان لی اور جو حقیقی معنے کے ممکن ہونے کے ساتھ آپنے اسمیں تاویل کی وہ اس یونی ورسل (تمام دنیا کی مسلّم) قاعدہ کے حکم سے رد کیجائے گی اور آپکی یہ بات کہ اگر ہماری تاویل کو نہ مانا جائیگا تو ہم اس حدیث کو صحیح نہ مانیں گے ایک مجنون کی بڑ یا کسی فاتر الحواس کی بکواس بھی جاکر بحکم کالائی بیدالشیر خاوند واپس ملیگی۔ اس دلیل کو چشم بینا سے دیکھکر۔ اور عقل و فہم رسا۔ سے سمجھکر آپ کی جماعت کو ماننا پڑے گا کہ ان احادیث میں تاویل کرکے آپ لوگوں نے ان احادیث کو صحیح تسلیم [illegible] لگ [illegible] اصول بن گیا۔

یہ اصول ثلثہ کے مسلّم ہونے کا مرزا قادیانی اور اسکی تمام امت کے قول و فعل سے ثبوت ہے ان اصول ثلثہ پر آپنے کچھ اضافہ بھی فرمایا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تحریر پنجم میں آپنے فرمایا ہے کہ میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرح نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھکر قال اللہ قال الرسول پر نکتہ چینی کروں۔ ایسی نکتہ چینی کرنیوالوں میں ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج جانتا ہوں اور نیچریوں کا اول دشمن میں ہی ہوں اس اضافہ میں آپنے ایک چوتھا اصول قائم کردیا ہے کہ جو امر نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہوجائے اسکے رد و تاویل میں اعتراضات عقلیہ و طبعیہ پیش کرنا نیچریوں و ملحدوں دائرہ اسلام سے خارجوں کا کام ہے یہ اصول آپ کے اور آپکی امت کے ان اعتراضات عقلیہ کے جو حضرت مسیح کے آسمان کیطرف اٹھائے جانے پر آپ لوگ کیا کرتے ہیں کہ کرہ ہوا کے اوپر کسی جاندار کا جانا ممکن نہیں اور اسقدر عرصہ تک حاجات بشریہ سے معطل رہکر زندہ رہنا محال ہے۔ تو ی آلہ اور مضبوط حربہ تیار ہوگیا ہے ہمارے اصول

ثلثہ اور اپنے اصل رابع کی تسلیم کے بعد مرزا قادیانی کے فرار در موت نے ہمکو اس جماعت کے مباحثہ سے مایوس کر دیا تھا کہ ناگاہ ان ایام میں آپکے تابعین سے ایک صاحب مولوی عبد الرحیم صاحب گنگی نے للکار کہا یا اور بمقولہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند بر عمل پیرا ہوکر بہ تمہید اصول حیاتِ مسیح پر مباحثہ کرنا چاہا اور ایک رسالہ **القول العجیب** میں مباحثہ قائم کیا ہے اس رسالہ میں آپنے پہلے تین مقدمے قائم کیے ہیں پہلے مقدمے میں یہ دعوےٰ کیا ہے کہ جن احادیث میں نزول ابن مریم کا ذکر وارد ہے انمیں لفظ ابن مریم سے اسکے حقیقی معنے ابن مریم مراد نہیں بلکہ مجازی معنے بطور استعارہ حضرت ابن مریم کا مثیل و مشابہ مراد ہے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور اسپر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جہاں معنے حقیقی متعذر ہوں وہاں معنے مجازی مراد لینا چاہیے پھر اس مقدمہ اور اسکی دلیل سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب متعدد آیات قرآن اور احادیث نبویہ سے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی وفات ثابت ہے تو پھر لفظ ابن مریم سے اس کے حقیقی معنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام مراد [illegible] کو آسمان سے اتارنا برخلاف اصول و سراسر جہالت فضول ہے۔

دوسرا مقدمہ یہ قائم کیا ہے کہ لفظ نزول جو ابن مریم کے حق میں وارد ہے یہ قرآن اور حدیث میں متعدد معنے میں مستعمل ہوا ہے (۱) آسمان سے نزول (۲) پیدائش (۳) بعثت (۴) کسی جگہ زمین پر اترنا (۵) ٹھہرنا (۶) قیام کرنا وغیرہ۔ پھر حدیث نزول ابن مریم میں اس نزول کے خاصکر آسمان سے اترنیکے معنی مراد ٹھہرانا دلیل سے چاہیے۔ جو پائی نہیں جاتی کسی آیت یا حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اس مقدمہ کے ثبوت و تائید میں مولوی گنگی صاحب چند آیات اور حدیث تو لائے ہیں جن میں یہ متعدد معنے پائے جاتے ہیں۔ مگر اس مقدمہ سے استدلال کرنے اور اس استدلال سے نتیجہ نکالنے میں جو دو نو ہنوز مثل مطلب شعر در بطن شاعر کا مصداق ہیں ان کو اصول فقہ کا حوالہ دینا بھول گیا اور یہ قاعدہ اصول بیان کرنا یاد نہ رہا کہ جو لفظ متعدد المعنے ہوتا ہے [illegible] انی کا مراد لینا کسی دلیل پر موقوف ہوتا ہے جو اس معنے کو

دوسرے معنی پر ترجیح دی (چنانچہ تلویح صلے۲ وغیرہ میں ہے)

مولوی ککنگی صاحب کیطرف سے یہ قاعدہ ہم نے بیان کر دیا ہے جو مولویصاحب کے استدلال میں (جو مطلب شعر در بطن شاعر کا مصداق ہی) کار آمد اور اسکا موقوف علیہ ہے۔ تیسرا مقدمہ یہ قائم کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی نسبت جو لفظ رفع قرآن مجید میں وارد ہے۔ یہ بھی لفظ نزول کی طرح متعدد المعنی ہے رفع جسمانی پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے اور رفع روحانی پر ہوتا ہے۔ اور چونکہ رفع جسمانی مسیح کا آسمان کیطرف محال ٹھہرا۔ اور قرآن و حدیث کے نصوص محکمہ اس سے مانع ہوئے تو بجز اسکے کہ رفع روحانی مراد لیا جاوے اور کیا چارہ ہے۔ اس مقدمہ کی یہ تقریر بھی جو ہم نے تحریر کی ہے آپسے ادا نہیں ہوسکی۔ آپنے اس تقریر کو بھی در بطن قائل رکھا۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے جو ہم نے آپکے الفاظ سے (جنپر خط لگایا گیا ہی) نقل کیا ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیحؑ کے آسمان کیطرف سے رفع جسمانی کا محال ہونا ایک مسلم امر نہ تھا بلکہ محتاج ثبوت و دلیل تھا۔ لہذا اسکے محال ہونے پر پہلی تو آپنے (یہ عقلی و نیچری دلیل قائم کی ہے (اگر اسکا جدا نمبر نہیں لگایا) کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اپنے خاکی جسم کو (جو کھانے پینے۔ پیشاب و پاخانہ کے محتاج اور تغیر و تبدیل کا محل ہے) آسمان پر [illegible] اور [illegible] صحیحہ کے برخلاف ہے۔ اس کے بعد آپنے تین استدلال نقلی پیش کئے ہیں۔

اول استدلال قرآنی

اسمیں آپنے ایک آیت والعمل الصّالح یرفعہ نقل کی ہے۔ اور اسکے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالی اعمال صالحہ کو بلند کرتا ہے یعنی درجہ قبول عطا فرماتا ہے۔

دوسری آیت ورفعناہ مکانًا علیًّا جسکے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ ہم نے ادریس علیہ السلام کو بلند مکان پر اٹھا لیا۔ پھر کہا کہ حضرت ادریسؑ کا جسم آسمان پر نہیں اٹھایا گیا۔ ایسا ہوتا تو مسلمان ان کے نزول کے قائل ہوتے۔ حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں۔

تیسری آیت ولو شئنا لرفعناہ بہا۔ جس کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ ہم چاہتے تو بلعم بن باعورا کے ان آیات کی برکت سے جو خدا تعالی نے اسکو دی تھیں مدارج بلند کرتے۔

چوتھی آیت فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالی نے مسجدوں کو عزت دینے کا حکم دیا ہے۔

پانچویں آیت فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ جسکے معنے یہ ہیں قرآن ان اوراق میں مکتوب ہے جو عزت والے اور بلند درجہ ہیں۔ یہ آیات ان معنے کے رُو سے جو مولوی کشکی صاحب نے کیئے ہیں یا ہم نے بیان کئے ہیں انکی اس مدعا کی مثبت نہیں کہ آسمان کیطرف رفع جسم محال ہے بلکہ دوسری آیت رفع جسم کی مجوّز بھی ہو سکتی ہے۔ جسکی تفصیل استدلال اوّل کے جواب میں ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ

دوسرا استدلال حدیثی

اسمیں ایک حدیث آپنے نقل کی ہے۔ ویرفع العلم جس میں علم کے اٹھائے جانے کا ذکر آیا ہے۔ دوسری حدیث یرفعک اللہ یا عم جسمیں حضرت عبّاس کو آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اے چچا خدا تعالیٰ تجھے یعنی تیرا درجہ بلند کرے گا۔

تیسری حدیث من تواضع للہ رفعہ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے فروتنی کرتا ہے خدا اسی کو یعنے اسکا درجہ بلند کرتا ہے۔ چوتھی حدیث وارفعنی واجبرنی یعنی جلسکی دعا جس میں سکھایا ہے کہ خدایا مجھے یعنی میرا درجہ بلند کر۔

ان احادیث اربعہ سے بھی مولوی کشکی صاحب کا مدعا کہ لفظ رفع سے رفع جسمانی مراد ہونا محال ہے۔ ثابت نہیں ہوتا۔ کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہ کہ ان احادیث میں لفظ رفع سے رفع غیر جسم مراد ہے۔ مگر تعجب اور نہایت تعجب ہے کہ ان دونوں استدلال کے بعد آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رفع جسمانی محال ہے۔

تیسرا استدلال لغوی

اس استدلال میں آپنے کمال ہی غضب کیا۔ اور بڑا ستم ڈھایا ہے۔ جو عبارت آپنے ان کتابوں سے نقل کی ہیں ان میں سے کسی عبارت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ درصورتیکہ رفع کا صلہ الیٰ آوے تو رفع سے بجز تقرب و رفع درجات اور معنے مراد نہیں ہوتے۔ اور رفع جسمانی اس سے مراد نہیں لیا جا سکتا۔ جو دو عبارتیں آپنے نقل کی ہیں انمیں ایک عبارت لسان العرب کے الفاظ یہ ہیں الرفع ضد الوضع ومن اسماء اللہ تعالیٰ الرافع ھوالذی یرفع المؤمنین بالاسعاد و اولیائہ بالتقرب قال الزجاج انہ یخفض اھل المعاصی ویرفع اھل الطاعۃ والرفع تقریبک الشئ بشئ وفی التنزیل وفرش مرفوعۃ ای مقربۃ لھم ومن ذالک رفعتہ الی

السّلطان ویقال نساء مرفوعات مکرمات۔ اور دوسری عبارت صراح کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے وصلنہ بالی ومن ذلک قولھم رفعتہ الی السّلطان۔

ان دونوں عبارتوں میں کہیں بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ رفع کے معنے رفع جسم کے نہیں ہوتے بلکہ صراح اور لسان العرب سے جو آپنے محاورہ رفعتہ الی السلطان نقل کیا اسمیں رفع جسمانی پر صاف تصریح ہے جس شخص کو بادشاہ کا تقرب ہوتا ہے اور اس کے حق میں رفعتہ الے السّلطان بولا جاتا ہے۔ اسکے جسم ہی کو بادشاہ کے حضور میں دخل یابی کا شرف حاصل ہوتا ہے نہ صرف اس کے خیالات واوصاف کو۔ اور جس شخص کا صرف ذکر خیر وصف بادشاہ کی مجلس میں پہنچے اور بادشاہ اسکی غائبانہ تعریف وعزت کرے اسکی نسبت کوئی شخص نہیں کہہ سکتا رفعتہ الی السّلطان۔ قاموس وغیرہ کی عبارت کو آپنے اس مقام میں اس لئے نقل نہیں کیا کہ اسمیں صاف اور صریح طور پر رفع کا اطلاق رفع جسمانی پر ہوا ہے۔ اسمیں بذیل الفاظ رفعہ کے کہا ہے رفع القوم اصعدوا فی البلاد [illegible] ای بعضہا فوق بعض ومنہ رفعتہ الی السّلطان۔ ان تینوں محاوروں میں رفع جسم پایا جاتا ہے۔ قوم کا شہروں میں جانا رفع جسم سے ہوتا ہے۔ کھیتی کو کاٹ کر کھلیان میں اٹھا کر لیجانا جسم ہی سے ہوتا ہے پھر معلوم نہیں کہ کشکی صاحب نے ان محاورات سے آنکھ بند کر کے کیوں یہ دعوے کیا کہ ان کتابوں میں بجز رفع درجات کے کوئی معنے رفع کے بیان نہیں کئے۔ اس تصرف بیجا اور سرقہ ناروا پر کشکی صاحب کا دعوے علمیت اور روح القدس کی تائید ومعیت کا کمال افسوس کا محل ہے۔ یہ آپکے متمسکہ کتب لغت سے لفظ رفع کے معنے جسمانی کا ثبوت ہے۔ اب اس سے بڑھکر اور کتب لغت سے معنے رفع جسمانی کا ثبوت سنو۔ المصباح المنیر میں بطور قاعدہ کلیہ کے بیان کیا ہے۔ فالرفع فی الاجسام حقیقۃ فی الحرکۃ والانتقال وفی المعانی علی ما یقتضیہ یعنی لفظ رفع کا استعمال اگر اجسام میں ہو تو اسکے حقیقی معنے انتقال اور حرکت جسمانی کے ہیں اور اگر اجسام کے علاوہ معانی میں استعمال ہو تو حسب مقتضائے مقام ویسے معنے مراد لیئے جائیں گے۔ لیجئے کشکی صاحب! یہ قطعی فیصلہ لغوی ہے۔ اگر مصداق لفظ مسیح میں حضرت مسیح علیہ السلام کا جسم بھی داخل ہے جس سے

کوئی ذی ہوش عاقل مسلم ہو یا کافر انکار نہیں کرسکتا تو اس کا لغت نے فیصلہ کردیا ہے کہ رفع مسیح کے حقیقی معنے حضرت مسیح کا جسم مع الروح اٹھایا جانا ہے اور وہ معنے اسی وقت اور اسی حالت میں مہجور و متروک ہونگے جبکہ اُن حقیقی معنے کے مراد نہ ہونے پر آپ کوئی دلیل قائم کریگے وَدُونہٖ خرط القتاد-

کنگی صاحب کے مقدمات ثلثہ اور مقدمہ ثالثہ پر ان کے استدلالات ثلثہ (قرآنی و حدیثی و لغوی) کا بیان ہم نے اس پیرایہ میں کیا ہے کہ اس سے ان مقدمات کا لغو اور فضول ہونا اور استدلالات کا ناتمام و نامعقول ہونا ثابت ہوگیا۔ کسی صاحب علم کے آگے انکی لغویت و نامعقولیت ثابت کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہی تاہم عام لوگونکی فہمائش کے لئے ہر ایک مقدمہ اور ہر ایک استدلال کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس سے ان مقدمات کا لغو اور فضول ہونا اور ان استدلالات کا ناتمام و غیر مثبت مراد ہونا ہر کسی پر ظاہر ہو۔

پہلے مقدمہ کا جواب

پہلے مقدمہ میں جو کنگی صاحب نے اصول فقہ کا قاعدہ بیان کیا ہے کہ جہاں حقیقی معنے کا مراد ہونا متعذر ہو وہاں مجازی معنے مراد لینے چاہئیں۔ یہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور یہ ہمارے ممہد اصول سے تیسرا اصول ہے مگر [illegible] ہی جبکہ آپ حضرت مسیح کا فوت ہونا ثابت کریں جو ابتک آپ سے نہیں ہوسکا لہذا اس مقدمہ کی تمہید آپکے لئے محض لغو اور فضول ہے

جواب مقدمہ ثانیہ

مقدمہ ثانیہ میں جو آپنے بیان کیا ہے کہ لفظ نزول کثیر المعنے ہے یہ بھی ہمارے نزدیک مسلم ہے مگر جو اس سے کنگی صاحب نے استدلال کیا ہے اسکی بناء جس اصول پر ہے وہ نہ انکو سوجھا اور نہ انہوں نے بیان کیا وہ اصول ہم نے کتاب تلویح سے نقل کیا ہے کہ لفظ متعدد المعنی سے بعض معنی کا مراد لینا کسی دلیل پر موقوف ہوتا ہے جو اس معنی کو دوسرے معانی پر ترجیح دے۔ اب چونکہ کنگی صاحب نے اس مقدمہ میں نہ اس اصول کو بیان ہے اور نہ کسی دلیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ نزول حضرت مسیح سے نزول غیر جسمانی مراد ہے لہذا اس مقدمہ کی تمہید ان کیلئے محض عبث و فضول ہے

جواب مقدمہ ثالثہ

اس مقدمہ میں جو رفع کا کثیر المعنی ہونا بیان کیا ہے اس سے بھی ہم کو اتفاق ہے مگر جو اس مقدمہ سے کنگی صاحب نے نتیجہ نکالا اور کہا ہے کہ چونکہ رفع جسمانی مسیح کا آسمان کی طرف محال

ٹھہرا ہے تو اس سے بجز اس کے کہ رفع روحانی مراد لیا جاوے کوئی چارہ نہیں ہے یہ محض مغالطہ ہے۔ کشکی صاحب نے اسوقت تک یہ ثابت نہیں کیا کہ مسیح کا رفع جسمانی آسمان کیطرف محال ہے اس وجہ سے اس مقدمہ کی تمہید بھی انکے لئے عبث و فضول ہے۔ اپنے خیال میں جو کشکی صاحب نے رفع روحانی مسیح کے مراد ہونے اور رفع جسمانی کے محال ہونے پر چار دلیلیں پیش کی ہیں ایک عقلی اور تین نقلی۔ ان دلائل سے انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انکو نہ اصول فقہ میں دخل ہے اور اس کی کتابوں میں نظر۔ نہ قرآن و حدیث سے خبر اور نہ منطق وغیرہ علوم عقلی میں کچھ مداخلت۔ اس رسالہ میں جو کچھ ان کی قلم سے نکلا ہے وہ سُنی سُنائی باتوں کا مجموعہ و ذخیرہ ہے۔ دیگر ہیچ۔ پہلی دلیل عقلی جو انہوں نے پیش کی ہے اسکے جواب میں اُن کے امام و مرشد قادیانی کا قول پیش کرنا کافی ہے جو مناظرہ لدھیانہ کی تحریر پنجم میں انکی قلم سے نکل چکا ہے۔ اور وہ رسالہ الحق اور رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ میں منقول ہے۔ اور اس مضمون میں بھی صفحہ ۱۶۸ میں نقل ہو چکا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"میرا مذہب [illegible] اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنیوالوں کو ملحد دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

اور سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴ میں آپنے معجزہ شق القمر پر اس قسم کے اعتراض کرنیکو بے حیائی اور بے ایمانی قرار دیا ہے*۔ اس سے کشکی صاحب کی عقلی دلیل کافور اور ہباءً منثوراً ہوئی اور منجملہ استدلالات ثلثہ نقلیہ پہلی دلیل قرآنی کا جواب یہ ہے کہ جو آیات آپنے اس استدلال میں نقل کی ہیں اُن سے جو ثابت ہوتا ہے وہ صرف اسیقدر ہے کہ لفظ رفع کا اطلاق ان آیات میں غیر جسمانی رفع پر قرآن میں ہوا ہے۔ جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہے۔ ان آیات سے رفع جسمانی کا محال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کشکی صاحب کا ان آیات کو رفع جسمانی کے محال ہونے پر دلیل ٹھہرانا اس امر کی دلیل ہے کہ کشکی صاحب کو نہ قرآن سے مَس ہے نہ عقل و فہم سے کچھ حصہ۔

یہی آپ کے دوسرے استدلال حدیثی کا جواب ہے۔ کسی حدیث سے منجملہ احادیث متمسکہ کشکی

* اصل عبارت رسالہ طبع سویم یہ ہے :- "دانا شریف حکیم اس بات کو بے شرمی و گستاخی سمجھتے ہیں۔"

صاحب یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفع جسمانی محال ہے۔ اور آیات واحادیث متضمنہ ذکر رفع حضرت مسیح میں رفع جسمانی مراد لینا ناجائز ہے۔ ان احادیث سے کشکی صاحب کا استدلال ان کے جنون اور دماغی اختلال کی دلیل ہے۔ ولبس۔

تیسرے استدلال کا جواب تو آپکے استدلال ہی میں موجود ہے۔ صراح اور لسان العرب سے جو محاورہ آپنے نقل کیا ہے رفعتہ الی السلطان یہ رفع جسمانی کا مثبت ہے نہ رفع روحانی کا اور محاورہ قاموس اور نقل المصباح المنیر نے تو صاف اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب رفع کا استعمال اجسام میں ہو تو اسکے حقیقی معنے انتقال و حرکت جسمانی کے ہوتے ہیں۔

پھر معلوم نہیں کہ کشکی صاحب نے (استدلال لغوی) کا لفظ ہی منہ یا قلم سے کیوں نکالا۔ اور اس استدلال کو پیش کرنیکے وقت عقل اور فہم و شرم و حیا سے کیوں کام نہ لیا۔ اور اس باعی مشہور کا کیوں لحاظ نہ کیا ؎ آنانکہ چشم بر گل وا کنند ÷ ازہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند در مبحثے کہ غیر خموش علاج نیست ÷ بر ہرزہ ہست تکیہ چون وچرا کنند ÷

ہم نے کشکی صاحب کی شروع کلام میں لفظ اصول استدلال دیکھ کر یہ خیال کیا تھا کہ اثبات وفات وعدم حیات مسیح علیہ السلام میں آپنے کچھ عقل وعلم اصول سے کام لیا ہوگا۔ مگر جب آپ کے ان مقدمات و استدلال کو پڑھا تو انکو اس بیت کا مصداق پایا۔ ؎ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا۔ اور اپنے امید و خیال کو انکی اصولی مقال کی نسبت اس مصرعہ کا مصداق پایا۔ ع خود غلط بود آنچہ من پنداشتم ÷

اس رسالہ القول العجیب میں کشکی صاحب نے فروعی بحث بھی کی ہے۔ اور خاتمہ رسالہ میں آٹھ آیات نقل کرکے ان سے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا ہے۔ اس استدلال میں انہوں نے اصول سے مطلق کام نہیں لیا۔ بلکہ بتقلید اپنے مرشد مرزا قادیانی اور ان کے مقلدین کی بے اصولی بحث کی ہے۔ اور اندھا دھند چال اختیار کی ہے۔ یہی چال آج کل کے اور مرزائی جہال چل رہے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ (دو ورقی رسائل) ہینڈبل کے نام سے موسوم کرکے شائع و مشتہر کر رہے ہیں۔ ان ٹریکٹوں میں جو وفات مسیح کے دلائل و استدلات شائع و مشتہر کر رہے ہیں وہ بھی اسی اندھا دھند چال و بے اصولی مقال پر مبنی

ہیں۔ ہم اس مقام میں سب کی خبر لیتے ہیں۔ اور ان کے استدلات کا اصولی جواب دیتے ہیں۔

مرزا نے ازالہ اوہام میں تبیس ۲۰ آیتوں میں (جنکی تعداد اسنے انتیس بتائی ہے) لفظ توفی دیکھکر اس معنے وفات قرار دیکر انسے وفات مسیحؑ پر استدلال کیا ہے۔ اُن آیات کو ہم نے اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ میں نقل کر کے بحوالہ لغت و تفاسیر و احادیث ثابت کر دیا ہے، کہ توفی کے حقیقی معنے وفات نہیں ہیں۔ بلکہ ایک چیز کو پورا لینا اس کے حقیقی معنے ہیں۔ جو ایک جنس ہے اور موت اور نیند اور قبض جسم اس کے ماتحت متعدد انواع ہیں اور کسی کلام میں لفظ توفی سے کوئی خاص معنی و مراد قرار دینا بغیر کسی قرینہ کی شہادت کے جائز نہیں چنانچہ تلویح وغیرہ کتب اصول فقہ میں مفصّل اور مدلل بیان ہوا ہے اور کسی آیت یا حدیث (جیسے آیت اِنّی مُتَوَفِّیْکَ یا آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ یا حدیث کوثر جس میں یہ ارشاد نبوی منقول ہے فاقول کما قال العبد الصّالح عیسیٰ بن مریم فلمّا توفیتنی) میں کوئی ایسا قرینہ پایا نہیں جاتا جس سے حضرت مسیح کے فوت ہو جانیکے معنی مراد اور متعین ہو سکیں۔ بلکہ ایسے قرائن موجود ہیں جن سے حضرت مسیح کے جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا صاف متعین ہوتا ہے۔

اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ میں صفحہ ۵۷ سے ۱۰۸ تک اسکا مفصل ثبوت دیا گیا ہے۔ جس کا مرزا اور اسکے اتباع میں سے کسی نے آجتک کوئی جواب نہیں دیا۔ حدیث کوثر کے لفظ فاقول کما قال العبد الصّالح عیسیٰ بن مریم فلما توفیتنی کے متعلق ایک نئی بات خاکسار کے خیال میں آئی ہے۔ جو جلد ۱۴ میں لکھی نہیں گئی اور نہ کسی دوسرے مناظر و مقابل قادیانی کی کلام میں دیکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کلام میں یہ تو بیشک فرمایا ہے فاقول کما قال العبد الصّالح مگر یہ نہیں فرمایا کہ اعنی بھذا القول ما عنی بہ العبد الصالح الخ یعنے آپنے یہ تو فرمایا ہے کہ میں اسوقت وہی کہونگا جو حضرت عیسےٰ مجھ سے پہلے کہہ چکے ہونگے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ جو معنے اس قول کے میں مراد رکھونگا وہی معنے اس قول سے حضرت مسیح کی مراد ہونگے۔ یہ تب ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کے حق میں انّی متوفیك ورافعك الیّ فرماتا۔ اور اس کے مطابق آنحضرتؐ بھی حضرت مسیحؑ کی مانند آسمان کی طرف زندہ اٹھائے جاتے اور ایک مدّت مدیدہ تک آسمان پر رہتے۔ اور اس مدت کے حالات آپ پر مخفی رہتے۔ اور ان ہی حالات

کی نسبت آپ اس قول میں لاعلمی ظاہر فرماتے جیسے کہ حضرت مسیحؑ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے انی متوفیک و رافعک الیّ فرمایا ہے اور اس کے مطابق آپ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اسی زمانہ مابین رفع و نزول مسیحی کے حالات حضرت مسیحؑ پر مخفی رہے تھے۔ اور ان ہی حالات کی نسبت حضرت مسیحؑ اس قول سے اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے۔ اور چونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ آنحضرت کے توفی عند الموت اور قسم (رفع و قبض روح) کی تھی اور حضرت مسیحؑ کے توفی عند الرفع مذکورہ آیت اور قسم (رفع و قبض جسم) کی تھی۔ تو آنحضرتؐ اپنے حق میں لفظ توفی سے وہ معنے کیونکر مراد لے سکیں گے جو حضرت مسیح اپنے حق میں لفظ توفیّ سے مراد رکھیں گے اور وہ معنی خود آنحضرت کو معلوم تھے۔ چنانچہ آپ ہی کی تعلیم و اعلام سے ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائے ہیں کہ اس توفیّ سے آپ کا جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا مراد ہے نہ آپ کو وفات دیکر صرف آپکی رُوح کو اُٹھانا۔

چنانچہ تفسیر فتح البیان جلد اول میں بصفحہ ۴۶۵ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ

اخرج سعید بن منصور [illegible]
ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السمآء خرج الی اصحابہ وفی البیت اثنا عشرۃ رجلاً من الحواریین فخرج علیھم من عین فی البیت وراسہ یقطر مآءً فقال ان منکم من یکفربی اثنی عشرۃ مرّۃ بعد ان امن بی ثم قال ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثھم سنا فقال لہ اجلس ثم اعاد علیھم فقام الشاب فقال لہ اجلس ثم عاد علیھم فقام الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیھم فقام الشاب

[illegible] ابن منصور اور نسائی اور ابن ابی مردویہ نے روایت کیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف اٹھانا چاہا تو آپ اپنے اصحاب کی طرف نکل کر آئے اُس وقت گھر میں بارہ حواری تھے آپ اُن کے سامنے آئے تو ایک چشمہ سے نہا کر آئے اس حالت میں کہ آپ کے سر سے پانی کے قطرہ ٹپک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص بارہ دفعہ مجھپر ایمان لاکر کفر اختیار کرے گا۔ پھر فرمایا تم میں سے کون شخص ہے جس کی شکل میری شکل کے مشابہ ہوجائے اور وہ

فقال انا فقال انت ذاک فالقی علیہ شبہ عیسےٰ ورفع عیسےٰ من روزنۃ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من یھود فاخذ والشبہ فقتلوہ ثم صلبوہ فکفر بہ بعضھم اثنی عشر مرۃ بعد ان امن بہ قال ابن کثیر بعد ان ساقہ بھذا اللفظ عنہ ثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنھال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس وصدق ابن کثیر فھولاء کلھم من رجال الصحیح واخرجہ النسائی من حدیث ابی کریب عن ابی معاویہ بنحوہ وقد رویت قصتہ علیہ السلام من طرق بالفاظ مختلفۃ وساقھا عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر علی صفۃ قریبۃ مما فی الانجیل (فتح البیان صفحہ ۶۵)

میری جگہ قتل کیا جاوے اور میرے ساتھ بہشت میں ہو ایک جوان جو سب سے چھوٹا تھا کھڑا ہو گیا حضرت مسیح نے اسکو فرمایا تو بیٹھ جا پھر آپنے اسی بات کا اعادہ کیا تو پھر وہی جوان دوبارہ کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت مسیح نے اسکو دوبارہ فرمایا کہ تو بیٹھ جا۔ پھر آپنے اسی بات کا اعادہ کیا تو پھر وہی جوان سہ بارہ کھڑا ہو گیا اور بولا کہ میں ہوں جو آپ کا مشابہ ہونا اور قتل کیا جانا قبول کرتا ہوں۔ پھر آپنے فرمایا کہ تو ہی وہ شخص ہے پھر آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک کھڑکی سے جو اس گھر میں تھی آسمان پر اٹھا لیا۔ پھر یہودی حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کی طلب میں آئے تو انہوں نے اس شخص کو مسیح سمجھکر قتل ڈالا۔ اور بعض حواری بارہ دفعہ حضرت مسیح سے انکاری ہوئے۔ ابن کثیر نے

اس سند سے یہ حدیث بیان کرکے ایک اور سند سے یہ حدیث ابن عباسؓ سے نقل کی اور کہا کہ یہ سند حضرت ابن عباسؓ تک صحت کو پہنچی ہے۔ اور ابن کثیر نے یہ بات سچ کہی ہے۔ یہ سب راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔ امام نسائی نے مختلف الفاظ سے اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ ایسا ہی عبد بن حمید ابن منذر ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ اس بیان کے قریب قریب جو انجیل میں ہے۔ ایسا ہی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے۔

اس تعلیم و اعلام نبوی کے مطابق ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے آیت وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کی

وان من اھل الکتاب احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وھم اھل الکتاب الذین یکونون فی زمانہ فتکون الملۃ ملۃ

تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے پہلے حضرت مسیح نزول فرمائیں گے تو ان کی موت سے پہلے سب

واحدۃ وھی الاسلام وبہ جزم ابن عباس فی ما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۴۱۹)

اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ کی تفسیر میں ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے پہلے حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا قیامت کی ایک علامت ہے۔

ایسا ہی حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سولہ صحابہ اور بہت سے تابعین (مجاہد و قتادہ و حسن وغیرہم) نے حضرت مسیح کا قیامت کے پہلے نازل ہونا اور دجّال کو قتل کرنا بیان فرمایا ہے اور حسن نے قسم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اسوقت اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ موجود ہیں قیامت کے پہلے وہ نزول فرمائیں گے تو سب لوگ انپر ایمان لائینگے۔ یہ بات آنحضرت خود بھی فرما گئے ہیں چنانچہ نسائی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر خدا تعالیٰ نے اٹھا لیا ہے۔ قیامت کو نزول کریگے تو تمام زمین کو عدل سے بھر دیں گے کافر انکی سانس سے مر جائیں گے۔ دجّال کو وہ ہاتھ سے قتل کریں گے۔

یہ احادیث و آثار اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ کی صفحہ ۴۷ و صفحہ ۸۳ و ۸۵ میں صحیح بخاری و تفسیر درّ منثور وغیرہ سے منقول ہیں اور رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۹ وغیرہ میں صحیح بخاری کے صفحہ ۴۹۰ و صحیح مسلم کے صفحہ ۸۷ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے احادیث مرفوعہ نقل کیگئی ہے جنمیں آنحضرتؐ کا قول منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ ایسے وقت میں نازل ہونگے کہ مسلمانوں کے امیر (یعنے امام مہدی) ان کو نماز پڑھانیکے لئے بلائیں گے تو وہ کہیں گے کہ نہیں یہ کام یعنے نماز پڑہانا اسوقت کے امام کا کام ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آیات مذکورہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ نے کہا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی تعلیم سے کہا ہے۔

اور جبکہ آنحضرتؐ نے خود ہی تعلیم دی تھی کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں تو پھر کیونکر ممکن و متصور ہے کہ جس معنے (وفات) سے لفظ توفی آنحضرتؐ اپنے حق میں بولیں گے اسی معنی سے آپ سے پہلے حضرت مسیح اپنے حق میں وہ لفظ توفیتنی استعمال فرمائیں گے باوجودیکہ مسیح کے توفی بقول آنحضرتؐ اور آپکے تلامذہ صحابہ اور اُن کے تلامذہ تابعین وغیرہ کے اس قسم (رفع و قبض زندہ جسم) کے تھے اور آنحضرتؐ کی توفی باتفاق کل اور قسم (وفات) سے ہے۔ یہ جواب آیت توفی سے استدلال مرزا و مرزائیوں کا ایسا جواب ہے کہ اسکا جواب ان لوگوں سے نہ پہلے ادا ہوا ہے اور نہ آئندہ ادا

ہونا ممکن ہے۔ کوئی مرزائی اس کا جواب دے تو خاکسار سے ایک سو روپیہ نقد انعام لے۔ اور جواب پیش کرنے سے پہلے کسی ثالث کے پاس جمع کرالے۔

ہمارے ایک شاگرد ان شاگرد مگر نافرمانبردار و سرکش مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے مرزا کے استدلال بآیت توفیتنی کے جواب میں رسالہ شہادت القرآن کے بتیس صفحہ میں مرزا کا تعاقب کیا ہے جس میں جلد ۱۳ و ۱۴ اشاعۃ السنہ سے بہت سا اقتباس کیا ہے اور حدیث کوثر کے متعلق تمسک و تقریر مرزا کے جواب میں چار صفحہ لکھے ہیں مگر یہ بات جو خاکسار کہن سال کو خدا تعالیٰ نے سوجھائی ہے اسکے خیال میں نہیں آئی۔ اگر آتی تو کیونکر آتی۔ یہ کام کہن سال مشیخہ کا ہے نہ نوجوانان خام کار کا۔ ع بسیار عمر باید تا پختہ شود خامی ٭ ہماری ان موشگافیوں پر جو وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی ہیں اور ہر ایک آیت وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا کا مصداق ہوتی ہے۔ (کما اقر بہ تلمیذی الموموی الفاضل اللودھانی ذوالکنی ابوالظفر و ابوذر محمد غضنفر) ان خام کار نوجوانوں کا ہمکو کبر سنی کی وجہ سے معذور اور لائق بخشش قرار دینا جیسا کہ اخبار اہلحدیث ۱۴ ستمبر وغیرہ میں عمل میں آیا ہے [illegible] خریداران اخبار اہلحدیث سے ہمیں کچھ امید انصاف و تمیز ہاتھی ہے داد دیں۔ اندھے بہرے ہوکر اس اخبار کو نہ پڑھا کریں۔

تفسیر فتح البیان کی آخیر میں جو حضرت مسیح کے رفع جسمانی کی روایت کو انجیل کے مطابق کہا ہے اُسکی تفصیل میں انجیل برناباس اور اسکی مؤید تقریر بیان جارج سیل مترجم قرآن کو نقل کرتا ہے۔

سیل صاحب ترجمہ انگریزی قرآن میں برناباس کی انجیل سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہود مسیح کو پکڑنے کیلئے جارہے تھے تو خدا نے بواسطہ چار فرشتوں کے انکو آسمان پر اُٹھا لیا اور آپکی بجائے یہودا اسکریوطی صلیب پا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اسی کو یہودیوں کی نظر میں مسیح کا ایسا مشابہ کردیا کہ یہود اسکو پکڑ کر پلاطوس کے پاس لے گئے۔ یہ مشابہت ایسی تھی کہ حواری اور حضرت مریم بھی بھول گئے۔ حضرت مسیح انکو تسلی دینے کیلئے پھر نازل ہوئے۔ اور برناباس کو جو ایک حواری تھا فرمانے لگے کہ اے برناباس یقین جان کہ گناہ کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو خدا اسکی سزا دیتا ہے۔ میری ماں اور شاگردوں نے جو دنیوی غرض سے مجھ سے محبت کی خدا اس سے ناخوش ہوا اور مقتضا عدالت یہ چاہا کہ انکے نامناسب اعتقاد کی دنیا میں انکو سزا دے تاکہ وے دوزخ کے عذاب سے بچ جاویں اور اگرچہ میں دنیا میں بے قصور تھا پر اس لئے کہ بعض آدمیوں نے مجھ کو

خدا اور فرزند خدا کہا۔ اِسلئے خدا کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ بروز قیامت مجھ پر شیاطین نہ ہنسیں گر اس نے اپنی مہربانی اور عنایت سے ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی میں میری ہنسائی ہو جائے یعنی بسبب موت یہودا کے ہر شخص یقین کرے کہ میں مصلوب ہو گیا ہوں۔ اور تو (اے برنا باس!) جان لے کہ یہ ہنسائی محمد رسول اللہ کے آنے تک رہیگی۔ وہ دنیا میں آکر ہر شخص کو اس غلطی پر آگاہ کر دیگا"

جارج سیل صاحب نے انجیل برناباس سے اس مضمون کو نقل کرنے سے پہلے کہا ہے کہ یہود کی برخلاف اللہ تعالیٰ کا مکر یعنے اس کی چھپی تدبیر یہ تھی کہ عیسےٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آپ کی شباہت شکل ایک اور شخص پر ڈالدی جو آپ کی بجا ماخوذ ہو کر صلیب پر چڑہایا گیا۔ یہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے بعض لوگ عیسائیوں سے گمان کرتے ہیں کہ یہ قصہ شباہت محمد رسول اللہ کا اختراع ہے مگر وہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں۔ یہ پیغمبر اسلام کے زمانہ سے بہت مدت پہلے عیسائیوں سے بہت سے فرقے بھی اعتقاد رکھتے تھے۔ پھر ان فرقوں کو تفصیل سے بیان کیا۔

اس قصہ شباہت پر ایک طرفہ شہادت خود بدولت بانی مذہب مرزائی مرزا قادیانی کا وہ اعتراف ہے جو انجیل برناباس کی تصدیق و تائید میں [illegible] کے قلم سے نکل چکا ہے۔ اب پہلے کتابوں سے نبوت آنحضرتؐ کا ثبوت دیتے ہوئے حاشیہ در حاشیہ ص ۱۰ میں جارج سیل کے ترجمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مرامر میسو جو ایک بزرگ راہب تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھ کو ایک تحریر ایرینس صاحب کی جو فاضل مسیحی ہیں منجملہ اس کے اور تحریروں کے جن میں وہ پولوس کے برخلاف ہوا ہے نظر سے گذری۔ اس تحریر میں ایرینس صاحب اپنے بیان کی صداقت میں انجیل برناباس کا حوالہ دیتے ہیں۔ تب میرا اس بات کا شائق ہوا کہ انجیل برناباس کو میں بھی دیکھوں اور اتفاقاً یہ تقریب نکل آئی کہ خدا کے فضل و کرم نے پوپ پنجم کا مجھ سے اتحاد و دوستانہ کرا دیا۔ ایک روز جبکہ پوپ مذکور کے کتب خانہ میں ہم دونو اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کے کتب خانہ کا ملاحظہ شروع کیا۔ سب سے پہلے جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ یہی انجیل برناباس تھی جسکا میں متلاشی تھا۔ اس کے ملجانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی۔ اور میں نے نہ چاہا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپاؤں۔ تب میں پوپ کے جاگنے پر اُن سے رخصت ہو کر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا۔ جس کے پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا۔ اور اس انجیل برناباس

میں جو آنحضرت کے حق میں بلفظ فارقلیط پیشگوئی وارد ہے اور اسکی نسبت بعض متعصب عیسائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لفظ اس انجیل میں مسلمانوں نے داخل کردیا ہوا ہے اس کے جواب میں حاشیہ صفحہ ۱۷۹ میں مرزا نے کہا ہے کہ کیا رات کو عیسائیوں کے کتب خانوں میں مسلمان جا گھسے تھے اور کیا عبرانی یونانی میں اپنی طرف سے ہزارہا نسخے لکھ کر کتب خانہ عیسائیوں میں رکھدیئے تھے جبکہ وہ سو گئے تھے یہ خلاصہ جواب مرزا ہے جس کو اس نے مختلف پیرائیوں میں ادا کیا۔ اور انجیل برنا باس کا (جس میں حسب بیان جارج سیل صاحب یہ قصہ شباہت و مصلوب ہونا مشابہ کا مذکور ہے) معتبر و لائق ہونا بڑے زور سے ثابت کیا ہے۔ ہمارے ایک اقراری شاگرد مولوی نور احمد ساکن لودی ننگل ضلع گورداسپور جس نے اپنے رسالہ تحقیق الکلام فی حیات المسیح علیہ السلام میں تفسیر فتح البیان سے اور ترجمہ انگریزی جارج سیل سے یہ قصہ مشابہ و مصلوب ہونا مشابہ کا اور آسمان کیطرف زندہ اٹھایا جانا حضرت مسیح کا نقل کیا ہے :- اب ناظرین غور سے عبارت مذکور کا ملاحظہ فرماویں کہ اس میں بھی ایک دوسرے شخص کا بجز مسیح کے مصلوب ہونا محقق ہے۔ الغرض قرآن مجید سے اور ... علیہ السلام ... بقول مرزا صاحب کے مسیح کے سوا ایک دوسرے کا مصلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور ٹھیک بھی یہی ہے۔ پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو لازم بلکہ الزم ہے کہ اس پرانی تحقیق پر کاربند ہوں اور نئے الہام کو چونکہ خلاف شریعت ہے وساوس میں داخل کریں یا اسکی تاویل کریں نئے کے شوق میں پرانی تحقیق کو ہاتھ سے نہ دیں جدید کی لذت سے مسلمات قدیمہ کا انکار نہ کریں۔ آئندہ آپکا اختیار ہے۔ ہمیں تو نصیحت سے سروکار ہے"

ہمارے تلمیذ عزیز مولوی نور احمد اس نصیحت و تقریر کو ٹھنڈے دل سے غور و انصاف کے ساتھ پڑھیں اور اس حق و نسبت تلمذ کو (جس کے وہ اقراری ہیں) پیش نظر رکھکر رکھ کر کہیں کہ اس تقریر و نصیحت کے بعد وہ کونسی دلائل کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ یا آثار و اقوال صحابہ بالفاظ صریح و سند صحیح انکو پہنچیں کہ وہ اس رسالہ تحقیق الکلام کو شائع کرنے سے بہت تھوڑے زمانے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مان کر اُن کی جگہ مرزا کو مسیح موعود مان گئے۔ اور مرزائی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ کوئی آیت یا حدیث یا اثر و قول صحابی صریح و صحیح وہ عزیز

پیش کرینگے تو ہم بجائے اُس انعام کے جو دوسرے مرزائیوں کیلئے تسلیم و تجویز کر چکے ہیں (یعنے فی
آیت یا حدیث یا قول صحابی ایکسو روپیہ) اُن کو دو سو روپیہ انعام دیں گے۔ وہ اس امر کے
مدعی ہو کر ہم کو اشارہ کرینگے تو ہم نقد روپیہ لیکر فوراً لودی ننگل یا اسکے قریب فتح گڑھ پہنچیں گے
انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو وہ اس طاغی و گمراہ فرقے سے علیحدہ ہو کر اپنے قدیم جماعت اہل سنت
و جماعت و اہلحدیث میں داخل ہو کر ہماری آنکھوں میں نور اور سینہ میں سرور پیدا ہونیکے موجب بنیں۔

ہمارے اس بیان سے جو قرآن اور انجیل اور احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین سے مدلل
اور مؤید ہے۔ ہر کسی کو جو فہم و انصاف رکھتا ہو اور قرآن و انجیل و حدیث و آثار پر یقین و ایمان رکھتا ہو
یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ قرآن و حدیث و انجیل و آثار صحابہ و تابعین کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ
حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور اسوقت تک وہ فوت نہیں ہوئے۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ مسئلہ وفات مسیح کا منشاء و ماخذ کیا ہے اور ایک مدت سے جو
ہندوستان و پنجاب میں ایک جماعت مرزائی اس عقیدہ وفات مسیح پر مصر ہو رہے ہیں اسکی وجہ
کیا ہے۔ وہ جو [illegible] کو اور اجماع صحابہ
وغیرہ علماء کو اپنے دعویٰ کی دلیل بتاتے ہیں اس میں وہ کسی دھوکہ اور غلطی میں پڑے ہوئے
ہیں یا دیدہ و دانستہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ اور رسول اور صحابہ اور امام
بخاری وغیرہ پر محض افترا پردازی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

مدعیان وفات مسیح کی قرآن و حدیث و اجماع اہلسنت سے خلاف ورزی

اور

خدا و رسول و صحابہ و دیگر ائمہ دین بخاری وغیرہ پر افترا پردازی

قاضی عیاض و امام بغوی وغیرہ علماء اہلسنت نے جنکی اصل عبارات اشاعۃ السنہ جلد ۱۳
میں بصفحہ ۱۵ الغایت ۲۳ منقول ہیں بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور
انکے وقت میں دجال کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ کا اسکو قتل کرنا تمام اصحاب نبوی اور آئمہ
اہل سنت و جماعت فقہا و محدثین کے اتفاق و اجماع سے ثابت و مسلم ہے اسمیں خلاف کیا ہے تو بعض
خوارج و معتزلہ و جہمیہ نے کیا ہے۔ ان مبتدعین کے خلاف کا منشاء و ماخذ تو ان علماء نے یہ بیان کیا ہے

کہ وہ ان احادیث کو جو نزول عیسےٰ و خروج دجال کے متعلق وارد ہیں نہیں مانتے اور بدست آویز آیت
و خاتم النبیّین و حدیث لانبی بعدی اُن احادیث کو رد کرتے ہیں اور دجال کے خوارق کو معجزات نبوت
کا مبطل و مسقط اعتبار جانتے ہیں۔ اس زمانے میں جو سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام وفات کے
قائل ہوئے ہیں وہ پیر نیچیر سر سیّد ہوئے ہیں جو حضرت مسیح کی پیدائش خلاف عادت اور انکی حیات
اور اُن کے معجزات و خوارق و دیگر انبیاء کے معجزات کو بھی نہیں مانتے۔ سر سیّد کا تمام معجزات و خوارق و
حیات مسیح کے انکار اور انکی وفات کے اعتقاد کا اظہار انکے اس نیچرل اصول پر مبنی ہے جو انہوں نے صاف
الفاظ میں بیان کیا ہوا ہے کہ نیچر خدا کا فعل ہے اور مذہب اسکا قول اور سچے خدا کا قول اسکے فعل کے
برخلاف نہیں ہوتا۔ نیچر (جسکو وہ خدا کا فعل قرار دیتے ہیں) موجودات عالم کے وہ خواص و آثار و حالات
ہیں جو کچھ تو ہر ایک کے مشاہدہ میں آتے ہیں مثلاً آگ کا جلانا اور اکثر افراد انسان کا زوجین (ماں اور باپ)
سے پیدا ہونا جو واقعی خدا کی قدرت کے آثار ہیں اور یہ نیچر محسوس کہلاتا ہے اور کچھ اُن مشاہدات پر
عقلی قیاس سے خدا کا نیچر قرار دیا جاتا ہے اور ان مشاہدات کو خدا کی قدرت کا معیار و پیمانہ ٹھہرا کر
خدا کی قدرت کو ان ہی مشاہدات میں [illegible] اور خدا تعالیٰ کی نسبت یہ حکم لگایا جاتا
ہے کہ جسقدر آثار و خواص اشیاء موجودہ کو ہمنے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے خدا کی قدرت اس میں بند
اور محصور ہے۔ خدا تعالیٰ میں قدرت نہیں ہے کہ بغیر باپ کے فرزند پیدا کر دے یا وہ آگ کو پانی یا گلزار
بنا دے۔ اُن کا یہ قیاس نیچر معقول کہلاتا ہے۔ جو در حقیقت نامعقول ہے۔ جو سمندر کو ایک کوزہ
سے ناپنا یا ایک کیڑی کا جو کسی پتھر میں مخفی ہوتا ہے اس پتھر کو آسمان و زمین قرار دینا ہے
بقول سعدی کرمے کہ در سنگ نہاں ست * زمین و آسمان او ہمان ست * اس اپنے خیال نیچری اصول
سے وہ صدہا حقائق قرآنیہ کو جو انکی سمجھ میں نہیں آئیں اور ان کو مشاہدہ کے خلاف معلوم ہوئی
ہیں اور وہ حقائق مسلمانوں میں ابتدائے اسلام سے آجتک مسلّم چلے آئے ہیں مثلاً حضرت مسیح کا
بلا پدر پیدا ہونا۔ یا ان سے معجزات احیاء موتے و ابراء اکمہ و ابرص ظہور میں آنا اور ان کا زندہ آسمان
پر اٹھایا جانا۔ اور بلا غذاء دنیاوی زندہ رہنا اور حضرت ابراہیمؑ پر نار کا گلزار ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ اور
آسمانوں کا جسمانی وجود سے موجود ہونا۔ ملائکہ اور شیاطین کا صفات بشریہ کے علاوہ کوئی خارجی وجود
رکھنا۔ اور انبیاء پر طبعی الہام کے (جو کھی اور چیونٹی اور ہر ایک جاندار اور نباتات وغیرہ کو ہوتا ہی) علاوہ غیبی

اور آسمانی وحی الٰہی ہونا وغیرہ وغیرہ ان سے انکار کر کے اسکی ایسی تاویلیں کرنا جو مہبط وحی قرآن آنحضرت صلعم اور انکی صحبت و تربیت و تعلیم یافتہ اصحاب نبوی وغیرہ ائمہ مسلمین کے خیال میں نہیں آئیں سرسید نے قرآن کے حقائق میں تو اس نیچرل اصول کی تابع ہو کر ایسی تاویلیں کر دیں اور اگر کوئی حدیث ان حقائق کی مبین و مفسر اُن کو سنائی گئی تو اس کو رد کیا اور موضوع قرار دیا اور صاف کہدیا کہ یہ حدیث قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ لہذا صحیح نہیں موضوع ہے۔ انکے اس اصول نیچری کے رد و ابطال میں علماء اسلام اہلسنت نے بہت سی رسالے اور مضامین لکھے ہیں اور اشاعۃ السنۃ نے اسکا بہت بڑا حصہ لیا۔ جلد ۴ - ۵ و ۸ وغیرہ میں انکو رد میں بہت مضامین شائع کئے ہیں۔ جس میں سرسید کی زندگی میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ خدا کا نیچر یا قانون قدرت اور ہے جسپر کسی بشر نے احاطہ نہیں کیا اور سرسید کا نیچر اور ہے جو ان کے قیاس اور عقل نارسا کا نتیجہ ہے جسکے جواب میں سرسید نے آخر عمر تک ایک لفظ قلم سے نہیں نکالا۔ بلکہ بعض مکاتیب میں انکی نسبت رائے ظاہر کرنے سے عجز کا اظہار کیا ایک خط میں آپ لکھتے ہیں کہ جناب مولانا مخدوم و مکرم من جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب دام فیوضکم آپ کا عنایت نامہ [illegible] آپکی تحریرات جو خالص نیت سے اظہار حق اور اپنے بھائی مسلمانوں کی بھلائی اور ہدایت کی نظر سے ہوتی ہیں قابل ادب و لائق قدر ہیں۔ لیکن آپکو خوب معلوم ہے کہ ہر ایک شخص کی رائے کا کسی تحریر کے اصول و فروع سب سے متفق ہونا کسیقدر دشوار ہے۔ اول تو میں اس لائق نہیں ہوں کہ آپکی تحریرات پر رائے لکھوں اور اگر لکھوں تو شاید یہ بھی دیانت سے دور ہو گا کہ جو اصول میری سمجھ کے موافق ہوں اُن کا ذکر کروں اور جو موافق نہوں اُنکو چھوڑ دوں اُنکے لکھنے میں قوم کا نقصان سمجھتا ہوں عام لوگوں کو مخالفین کو امور اختلافی سے بہت فائدہ اٹھانے اور چرچا کرنے کا موقع ملے گا۔ اور میری دانست میں جو فائدہ آپکی تحریرات سے قوم کو ہو رہا ہے اُسمیں احتمال حرج کا ہے۔ اِسلئے بہتر ہے کہ آپکی تحریرات پر قوم دل سے بغیر اس بابت کے کسی نے اُسکی کسی فرع سے بھی اختلاف کیا ہے متوجہ ہو اور اس سے ہدایت پاوے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ والسلام علیکم۔ خاکسار سید احمد علیگڑھ ۲۶ جولائی ۱۸۸۸ء

اس انکار حقائق قرآنی اور احادیث رسول ربانی پر جو فتوے علماء اسلام نے سرسید پر لگایا ہے وہ شائع و مشتہر ہو چکا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ سرسید نے جو کچھ کہا ہے علوم اسلام سے ناواقفی

اطلاع ۔ صفحہ ۱۶۴ کے آخیر میں ایک غلطی کی اطلاع دیگئی تھی۔ صفحہ ۱۶۸ کے بعد کاتب بہر ہولا کر بجائے ۱۶۹ صفحہ ۱۶۵

سے کہا ہے۔ اور اس انکار اور تاویل میں ان سے خطا ہوئی ہے مگر انہوں نے دیدہ ودانستہ کسی غرض دنیاوی وجاہ طلبی کی وجہ اور حصول مال ومنصب کی طمع سے یہ خطا وغلطی نہیں کی۔ نہ انہوں نے کسی کو مرید بنایا۔ نہ کسی سے اپنے ذاتی مصارف کے لئے چندہ لیا۔ نہ الہام کا دعوے دروغ کیا۔ نہ اپنی خلافت و امامت کا دعوی کیا نہ نبوت اور امامت کا سکہ جمایا۔ ان کے بعد انکا جانشین وخلیفہ اور شاگرد و تعلیم یافتہ مرزا قادیانی ہوا۔ جسکا (بجز دعوی وحی الہام) ہر ایک عقیدہ باطلہ وانکار حقایق قرآنیہ میں سر سید کا شاگرد ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ میں۔ بصفحہ ۱۶۵ لغایت ۱۹۲ بیان کیا گیا ہے۔ اور جن جن مسائل میں وہ سرسید پیرو ہوا ہے۔ ان مسائل کی تفصیل سرسید کی تصنیف اور قادیانی کی کتابوں سے (بہ نقل اصل عبارات کردی ہے) مرزا کا انکار حیات مسیح سے اور انکے معجزات قرآنیہ اسی نیچری اصول پر مبنی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۰۵ میں مسیح کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے پر اعتراض کرتے ہوئے اس نے کہا ہے۔ ماسوائے اسکے اور کئی طرق سے ان پرانے خیالات پر سخت اعتراض عقلی کے وارد ہو [illegible] نظر نہیں آتی ازانجملہ ایک یہ اعتراض کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکے ہیں۔ کہ بعض بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچکر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے (حاشیہ) اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلعم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلےٰ درجہ کا کشف تھا اور اس کے صفحہ ۴۱۴ میں ہے۔ پھر مسیح کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسینگے۔ کہ جب کہ تیس چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے۔ تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اس قسم کے اعتراض مرزا اور مرزائی مسیح

کے رفع جسمانی پروار دکرتے ہیں۔ کہ وہ آسمان پر کہانا کہان سے کہاتے ہونگے۔ پانی کہاں سے پیتے ہونگے وعلیٰ ہذالقیاس۔ مگران اعتراضات کے وقت انکو یہ شرم نہیں آتی۔ کہ اس قسم کے اعتراضات فلسفیہ معجزہ شق القمر پر مرزا نے رسالہ سرمہ چشم آریہ میں آریہ وغیرہ مخالفین اسلام کی طرف سے نقل کرکے ان اعتراضات کو مرزا نے غلط و بی ایمانی اور بے حیائی قرار دیا ہوا ہے۔ اور انکے برخلاف امور ذیل کو ثابت کیا ہے (۱) عورتونکا بلا مرد حامل ہو جانا۔ (۲) نر بکرے کا دودہ دینا (۳) مرد کے دودہ سے ایک بچہ کا پرورش پانا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اور آپکے خلیفہ اول حکیم نوردین نے ایک کتاب جو انگریزی سے عربی میں ترجمہ ہوکر ولایت میں چھپی ہوئی۔ میرے پاس اپنے ایک شاگرد کے ہاتھ بھیجی تھی (جو اسکے کتب خانہ میں قادیاں میں اب تک موجود ہوگی) جسمیں صاف لکھا ہے کہ ولایت میں ایک عورت ہسپتال میں لائی گئی (جس کے بدن میں مرد وعورت دونوں اعضا تناسل موجود تھے۔ اور وہ اپنے آپ سے حاملہ ہوئی۔ اور بچہ جنی۔ آیات قرآنیہ متعلقہ حیات مسیح ومعجزات کی تاویل وتحریف میں تو مرزا نے اپنی اسلاف معتزلہ وخوارج وجہمیہ و[illegible] کی پیروی کی اور انکار احادیث صحیحہ متعلقہ آمد ثانی حضرت مسیح وآمد امام مہدی میں وہ انکا پیرو اسلئے نہوا کہ اسکو خود حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود بننا پیش نظر تھا۔ اگر وہ اپنے اسلاف کی طرح ان احادیث کو غیر صحیح وموضوع کہتا تو وہ مسیح ومہدی کیونکر بنتا۔ لہذا انکار حیات مسیح علیہ السلام وآمد امام مہدی کو صرف اسی اصول نیچری پر مبنی نہیں بنایا۔ بلکہ اسکے ساتھ محض کذب افترا سے کام لے کر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ کو صحیح مان کر انکی تفسیر میں تحریف وملحدانہ تاویل سے کام لیا ہے۔ اور علمائے سلف وائمہ شریعت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین پر بہتان اور افترا اور دروغ کا ارتکاب کرکے یہ دعوے کیا کہ قرآن نے بھی حضرت مسیح کو وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ اور حدیث نبوی خصوصًا روایات امام بخاری نے بھی حضرت مسیح کو مردہ قرار دیا ہے۔ اور اسی پر صحابہ ودیگر علمائے امت وائمہ شریعت کا اتفاق واجماع ہے۔ قرآن پر اسکا بہتان وافترا کرنا اشاعۃ السنت جلد ۱۴ میں بھی ثابت کیا گیا ہے۔ جسکو جواب میں مرزا یا کسی مرزائی نے نہ قلم اٹھایا اور نہ کوئی آیندہ اٹھا سکتا ہے۔ اس مقام میں اسکے مزید تفصیل اور احادیث نبویہ خصوصًا احادیث صحیح بخاری پر بہتان وافترا کی توضیح بادلیل کی جاتی ہے۔ (باقی آیندہ)

عنقریب

تکفیر عقائد کفریۂ قادیانی

حدیث از مطرب و مئے گو ز راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را

نیچریوں - مرزائیوں - چکڑالیوں - ثنائیوں وغیرہ اہل بدعت و الحاد و کفر و ارتداد کی تکفیر و تفسیق و تبدیع کے فتووں میں ہمیشہ سے ہمارا اس اصول پر عمل رہا ہے جو اس بیت سے مفہوم ہے (جس کو ہم نے اس مضمون کا ماٹو (زیب عنوان) بنایا ہے) کہ ان کے عقائد بدعیہ الحادیہ کفریہ پر حکم کفر یا بدعت لگایا جاوے کسی شخص یا اشخاص خاص کو (خصوصاً جو فوت ہو چکے ہوں اور ان کے خاتمہ کا حال معلوم نہوا ہو کہ کس عمل و عقیدہ پر ہوا (کما یروی عن الامام ابی حنیفۃ ولم یلعن یزیدًا بعد موتٍ) دائرہ اسلام یا اہلسنت سے خارج نہ کیا جاوے۔ مسلمان پیرو اہلسنت آگے ہی دنیا میں مقابلہ اقوام غیر مسلم و فساق مخالفین سنت تھوڑے اور مٹھی بھر ہیں۔ ان کو اسلام یا اہلسنت سے نکالنے میں اسلام و [illegible] مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مسلمان پیرو اہلسنت کہلاتے ہیں اور علوم قدیم اہل اسلام و اصول مذہب اہلسنت سے ناواقفی یا کم علمی کے سبب عقائد کفریہ و الحادیہ و بدعیہ اختیار کر چکے ہیں وہ ان عقائد سے تائب ہو کر پکے اور پورے سنی مسلمان بن جاویں۔ ہم یہ نہیں چاہتے اور نہ کوئی اور بھی خواہ اسلام و مذہب اہلسنت چاہتا ہو گا۔ کہ مثلاً ثناء اللہ جیسے چلتے پرزے اور بمقابلہ مخالفین اسلام جاہل مسلمانوں کیلئے کارآمد آلہ کو (گو وہ کہ بازی و چالاکی و دروغ گوئی سے کیوں نہ ہو) اور قادیانی پارٹی کے ان اشخاص کو جو لنڈن میں دعوت اسلام کر رہے ہیں اور بہت سے عیسائیوں کو اسلام میں داخل کر چکے ہیں۔ چنانچہ انگریزی اخباروں میں مشتہر ہوا ہے کہ اس سال لنڈن میں عید الفطر کی نماز میں چار سو مسلمان شریک تھے۔ جنمیں بہت سے عیسائیوں سے مسلمان شدہ ہونگے - کیونکہ ہندوستانی قدیم مسلمانوں کی تعداد کبھی اس حد کو نہیں پہنچی کافر کہا جاوے اور دائرہ اسلام سے خارج کیا جاوے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ باوجود ان کارناموں کے جو ان سے اصول اسلام و مذہب اہلسنت کا ناواقفی یا کم علمی کے سبب خلاف ہو رہا ہے وہ ان سے چھوٹ جاوے اور ان سے تدارک مافات عمل میں آوے

ہمارا یہ فتوےٰ تکفیر و تبدیع ان لوگوں کے حق میں صاحب سرّ رسول اللہ حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی کے آنحضرت صلعم سے اس سوال کی نظیر ہے جو کتب حدیث میں ان سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی نسبت سوال کیا کرتے تھے۔ اور میں شرّ (فتنوں وغیرہ) کی بابت پوچھا کرتا تھا کہ کہیں مجھکو نہ آلگیں۔ حضرت حذیفہ انکو

> کان الناس یسئلون رسول اللہ صلعم عن الخیر وکنت اسئالہ عن الشرّ مخافۃ ان یدرکنی الحدیث (بخاری صفحہ ۱۰۴۹)

شرّ سے بچانے کیلئے وہ سوال کرتے سے ہم ان لوگوں کو کفر و الحاد و بدعت سے بچانے کیلئے ایسے فتوے شائع کرتے ہیں۔ نہ کافر بنانے کے لئے اور خدا تعالیٰ کو اسپر گواہ کرتے ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیدًا۔

اس اصول و مقصود کو پیش نظر رکھکر عقائد کفریہ قادیانی سے بحث کیجاتی ہے۔

لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرٰی۔ مدت ہوئی مدرسہ عربیہ دیوبند سے دو سوال ہمارے پاس بغرض استفتاء پہنچے تھے۔ جنکا جواب ہمنے دیدیا تھا جو اہل مدرسہ نے امید ہے شائع کردیا ہوگا۔ اب ان سوالات کو نقل کر کے بلحاظ ان کا جواب دیا جاتا ہے اسکی خاص وجہ اور تازہ محرک یہ امر ہوا ہے کہ قادیانی کے نادان اتباع و جانشین اپنے دام افتادہ جاہلوں کو یہ کہکر بھکاتے ہیں کہ ابوسعید محمد حسین نے مرزا کی تکفیر سے رجوع کرلیا ہے اور اس افترا کا ماخذ و دلیل ہمارا وہ قول پیش کرتے ہیں جو عدالت مجسٹریٹ گوجرانوالہ میں ہمنے کہا تھا کہ ہم مرزائیوں کو مطلقاً کافر نہیں کہتے جیسا کہ چکڑالویوں کو کافر کہتے ہیں۔ ہمارے اس قول کو جس میں لفظ مطلقاً موجود ہے اور ان لوگوں نے یہ لفظ نقل کیا ہے ان ہی دنوں قادیانی اخبار "الفضل و پیغام صلح" وغیرہ میں دست آویز ٹھہرا کر ان لوگوں نے اپنی ناواقفی و بے علمی سے اس سے ہمارا رجوع نکال لیا تھا اور ان ہی دنوں میں ہمنے سراج الاخبار میں اسکا یہ جواب دیدیا تھا کہ لفظ مطلقاً کہکر ہمنے یہ جتایا تھا کہ وہ لوگ بہرحال اور بلا تفصیل کافر نہیں۔ بلکہ جو لوگ عقائد کفریہ قادیانی کے معتقد ہیں وہ کافر ہیں اور جو لوگ ان عقائد کے معتقد نہیں اور مرزا کو غلطی سے صرف ایک بزرگ مستجاب الدعوات و پیر سمجھکر اسکی بیعت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ وہ کافر نہیں ہیں۔ ان دنوں تو ہمارے جواب کو سُنکر انکا منہ بند ہوگیا تھا۔ ان دنوں میں پھر قادیاں سے ایک اشتہار نکلا ہے جسمیں ہمارے سے رجوع کا یہ دعویٰ کرکے اسی باسی کڑہی کو اوبال دیا ہے۔ لہٰذا اسکے جواب و صلہ میں ہمکو یہ فتویٰ شائع کرنا پڑا اور یہ تحریر تازہ جیہاگیا کہ

باپ اور بیٹے کا مُباحثہ

(باپ کیطرف* سے مناظرہ اور بیٹے کیطرف سے مغالطہ و مجادلہ)

ہمارا روحانی فرزند نام کا مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ مذہب اہلحدیث چھوڑ کر مکسڈ (مرکّب) مذہب معتزلی+ نیچری۔ مرزائی چکڑالوی اختیار کر چکا ہے اپنے روحانی باپ (خاکسار) سے مباحثہ کا مدعی بنا رہتا ہے جس سے اُسکا مقصود صرف نام آوری و شہرت طلبی ہے کہ وہ اتنے پُرانے مشہور شخص سے (جسکو وہ لاٹ مولوی لکھا کرتا ہے) بھی مباحثہ کے لئے تیار ہے گو ہار ہی کیوں نہ جائے نامی پہلوان کا بچھاڑا ہوا بھی نصف انعام تو لے ہی لیتا ہے۔ خاکسار ہمیشہ بھی اِس خیال سے کہ وہ میرا فرزند ہے اُسکو ہدایت ہو اور نیز اِس خیال سے کہ ائمہ سلف سے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ وغیرہ اپنے تلامذہ سے مباحثہ کرتے [illegible] کتب تواریخ [illegible] ہیں۔ ہمیشہ اُسکے چیلنج (مباحثہ چاہنے) کو منظور کیا مگر وہ ایسا چالاک اور ہوشیار ہے کہ وہ شروط کے آڑ میں پناہ لیکر مباحثہ سے گریز کر جاتا ہے۔ منجملہ اُسکے شروط کے ایک شرط منصفی اشخاص خاص کی ہوتی ہے جو وقوع میں نہیں آتی۔ اِس شرط کو مان لینے پر بھی کسی نہ کسی عذر و بہانہ سے مباحثہ سے اُسکی جان چھوٹ جاتی ہے۔ اِن گریزوں کی تفصیل وقتاً فوقتاً رسالہ اشاعۃ السنۃ و دیگر اخباروں میں ہوتی رہی ہے۔ اور خاص کر جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق لغایت ۱۶ میں اور صفحات ۴۸ - ۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۳۹ - ۱۴۰ وغیرہ میں تازہ تمثیلات بھی موجود ہیں۔ ایک دفعہ خاکسار نے سراج الاخبار جہلم کے ضمیمہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۰ء میں بعنوان "وہ بھاگا"

---

* مولوی حافظ عبدالمنان صاحب محدّث وزیر آباد حدیث میں خاکسار کے اقراری شاگرد ہیں۔ چنانچہ آپ کی تحریر سرورق جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ پر درج ہے۔ اور ثناء اللہ حافظ صاحب کا حدیث میں اقراری شاگرد ہے اسوجہ سے خاکسار اُسکا روحانی باپ (یعنے اُستاذ) اور ثناء اللہ روحانی فرزند (یعنی پوتا) ٹھہرتا ہے

+ اسکی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۵۴ - ۱۱۹ - ۱۲۴ - ۱۳۳ - ۱۳۵ وغیرہ میں ملاحظہ ہو - ۱۲

ایک مضمون شایع کرایا تھا جسمیں اُس کے متعدد گریزوں کی تمثیلات منقول ہیں۔ عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اُسکے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ اور اُس کو تیز کرنے کے لئے مذاق۔ تمسخر۔ شعربازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔ حق گوئی اور انصاف پژوہی اور تحقیق علمی تو اُسکا مقصد و مطمح نظر ہی نہیں ہوتا۔ جس شخص یا فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی عیسائیوں۔ آریوں وغیرہ سے وہ مباحثہ کرتا ہے اُسکے مباحثہ میں وہ اِن ہی ہتھیاروں سے کام لیتا ہے بے علم اور جاہل مخاطب اُسکے اپنی کم مائگی کیوجہ سے دب جاتے ہیں اور اُسکو مفت میں شہرت فتحیابی کا موقعہ ملجاتا ہے۔ اور ہرطرف سے آؤ بھگت کرانے اور فلوس ٹھورنے کا ذریعہ بنجاتا ہے۔ بیچارے بے علم و نادان مسلمان جو مخالفین اسلام سے ستائے جاتے ہیں یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ہمارے مخالفوں اور ہمارے دین و مذہب پر ظالمانہ حملہ آوروں کو جسطرح ہوسکے دبالیتا ہے۔ بحکم حدیث الحرب خدعۃ اس کے غلط معنے سمجھکر اسکی دھوکہ بازیوں※ سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ اور جو چال یہ چلے اُسکو غنیمت سمجھ کر اسی سے کام نکالتے ہیں۔ اور جابجا اُسکو اپنی غرض کے لئے بلاتے ہیں جس سے وہ دن بدن مغرور ہوتا جاتا ہے۔ اور "ہمچو من دگرے نیست" کا خام خیال اپنے دماغ میں جماکر اِس غرور کے نشہ میں سرشار ہوکر اپنے بزرگوں سے (اُنکو زبان و قلم سے بزرگ کہنے کے ساتھ) اور اپنے اُستاذوں اور اُستاذ الاستاذوں کے مقابلہ کے لئے بھی خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا ؎

که جاها سپر باید انداختن		نہ ہرجائے مرکب تواں تاختن

※ مگر افسوس ہے کہ اِسکی یہ دھوکہ بازی آریوں کے مباحثہ جبلپور میں اسکے کام نہ آئی۔ ایک عربی جاننے والے جاہل آریہ کے مقابلہ میں جو صرف ایک جملہ "قُل بلسان عربیۃ" کہکر اپنا جہل ثابت کرچکا تھا سوائے ہنسی اُڑانے کے کوئی بات بن نہ آئی اور اتنی سچی بات بھی نہ کہی گئی کہ لسان تو عربی زبان میں مذکر ہے تم اسکی صفت مونث کیوں لائے ہو اور قل اپنے مفعول یعنے مقولہ کو چاہتا ہی بجائے اسکے تم تکلم کیوں نہ لائے جو مفعول سے مستغنی ہے۔ اور نہ اگر لکھ شمیذ کے گیا وہ سوالوں کا جواب کچھ نہ دیا اور یہ کہکر کہ بحکم فن مناظرہ انکو سوال کا حق نہیں ہے لا جواب ہونے کا الزام اُٹھایا اِسکی تفصیل ہم اُس ریویو میں کرینگے جو عنقریب اِس مباحثہ کے بعد قلم میں لادینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اَوروں سے تو بازی ہوئی بابا سے بھی بازی ہار اس غرور کے نشہ میں اپنے اخبار ۲۹ رجنوری ۱۹۱۵ء میں اپنے مسلّم وبلا واسطہ اُستاذ مولوی احمد اللہ امرتسری اور اُستاذ الاستاذ خاکسار اور دیگر علماء وقت کو جو درسی علوم میں اور دینی معلومات میں اُس سے بڑھ کر ہیں ان کو بے علم آریہ یا عیسائیوں یا شیعوں کے مانند دب جانے والے سمجھ کر چیلنج دیدیا ہے کہ آؤ مجھ سے میرے داخل یا خارج از فرقہ اہلحدیث ہونے پر مباحثہ کر لو - اور دو عالموں اور تیسرے جج مرزا ظفر اللہ خانصاحب کو منصف مان لو اس چیلنج کا خلاصہ بیان کردینے کے بعد تفصیل ونقل عبارت چیلنج کی ضرورت نہ تھی مگر اسمیں اسکی خاص ایک دروغ گوئی ظاہر کرنے اور اِس مضمون کے شروع میں اُسکی دروغ گوئیوں کی بانگی اور نمونہ دکھانے اور بوہنی کرانے کی غرض سے کسیقدر عبارت چیلنج نقل کرنی مناسب نظر آئی ہے - اِس دروغگوئی اور اسکی نظائر کو پڑھکر ہمکو وہ لوگ جو اُسکو شیر پنجاب کہا کرتے ہیں انصاف کو کام میں لاکر بتاویں کہ جھوٹ بولنے والے [illegible] شیر کہلاتا ہے - اور [illegible]* [illegible] کام لیا کرتا ہے آپ لکھتے ہیں :-

چیلنج | آج عرصہ بارہ[۱۲] سال کا ہوا ہے کہ خاندان غزنویہ رضی اللہ تعالے عنہا

*- اِس مقام پر ایک حکایت گیدڑ کی جو بطور حکایت حال مشہور ہے (اور اُس قسم کی حکایات مثنوی رومی میں اکثر منقول ہیں) کہ گیدڑ نے کہیں سے ایک ردّی کاغذ کا ورقہ اُٹھالیا اور یہ دعویٰ کیا کہ بادشاہ کیطرف سے مجھے سرداری یا جمعداری کا یہ پروانہ ملگیا ہے - اور ایک ڈنڈا بھی کہیں سے لیکر کمر سے باندھ لیا - چند بے سمجھ گیدڑ اسکے تابع اور ساتھ ہوئے - اور آپ تزک واحتشام سے جھومتے ہوئے سیر کو نکلے - تو شکاری اپنے جوارح لیکر آ پہنچے - اُن کو دیکھ کر گیدڑ سب کے سب بھاگ کر اپنے بلوں سوراخوں میں جا گھسے - آپ کی کمر میں جو جمعداریکا ڈنڈا تھا وہ بِل میں گھسنے نہ دیتا تھا - گیدڑ پکارتے کہ جلد گھس آؤ تو آپ فرماتے ہیں میں گھستا تو چاہتا ہوں مگر یہ ڈنڈا جمعداریکا گھسنے نہیں دیتا - وہ کہتے ان کو پروانہ تو دکھا تو آپ فرماتے کہ یہ سب کے سب اَن پڑھ ہیں - یہ کہکر آپ شکار ہو گئے + یہی حال اِس شیر پنجاب کا ہے - جھوٹ بول بول کر احمقوں کا مُقتدی بنا ہوا ہے - جب اِسپر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے تو اُسکو جائے پناہ نہیں ملتی اور اہل انصاف کی نظر میں وہ ہلاک ہوجاتا ہے بحکم آیت لیھلك من ھلك عن بینه اور حدیث الصدق ینجی والکذب یھلك - فاعتبروا یا اولی الابصار + ۱۲

اور اُن کے ہمراہ مولوی بٹالوی وغیرہ نے میرے ساتھ مخالفت اُٹھائی جسکے متعلق فریقین سے متعدد تحریرات شائع ہوئیں یہانتک کہ علماء آرہ نے بحیثیت منصف فیصلہ کیا مگر فریق ثانی پر اسکا کوئی اثر نہ ہوا"۔

مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف منظور کیا تاہم اُنکے فیصلے کو منظور نہ کیا اور برابر برسرِ جنگ ہے الخ۔ اِس میں اسکا یہ کہنا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف مقرر ہونا منظور کیا تھا ایسا کذب ہے کہ اسکے کذب ہونے پر خود اُسکا اپنا کلام شاہد ناطق ہے۔ اُسنے فیصلہ آرہ کو اپنے مطبع میں خود چھاپا ہے۔ اور اُسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے جو اِس فیصلہ کا راقم ہے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:-

"جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ واقعہ ۱۳۱۲ھ ہجری میں یہ رائے قرار پائی کہ اِس قضیہ کا محاکمہ کیا جائے۔ منصف کے لئے ان علماء کے نام تجویز ہوئے۔ (۱) حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری۔ (۲) مولوی شمس الحق صاحب۔ (۳) شاہ عین الحق صاحب۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسپر دستخط کئے۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے۔ اِسلئے اِس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی۔ اُسطرف کے اعیان مولوی محمد عبدالجبار صاحب امرتسری مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا۔ تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی۔ اور اِس فساد کے دُور ہونے کی مزید تمنا ظاہر کی۔ اور تحریک فرمائی۔ مگر دو حضرات نے منظور نہیں کیا۔ الراقم محمد عبدالعزیز مہتمم مدرسہ احمدیہ آرہ۔

اِسمیں صاف تصریح ہے کہ دو حضرات (یعنی خاکسار اور مولوی عبدالجبار صاحب) نے منصف کو منظور نہیں کیا۔ کیوں صاحبو! شیر پنجاب کے معتقدو اور حامیو! اس عبارت راقم فیصلہ آرہ کو پڑھ کر اب بھی شیر پنجاب کو کاذب گیدڑ نہ کہوگے۔ اِس

ایک کذب ہے آپ لوگوں کی تسلّی نہ ہو اور اُسکو کاذب گیدڑ کہنے کی آپ کو جرأت نہ ہوسکے تو ایک اَور تازہ کذب اِس گیدڑ کاذب کا اُسکے اخبار سے نقل کیا جاتا ہے۔ اپنے اخبار میں اُسنے اپنے بوڑھے باپ پر یہ افترا کیا ہے کہ اُسنے مسائل دینی میں کسی کو منصف ماننے والے کو گدھا قرار دیا ہے۔ اور پھر وہ خود ہی منصفی کو بارہا تسلیم کیا ہے۔ پھر کہا ہے اِس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اگر گویم زبان سوزد۔ اِس بیان شیر پنجاب یا گیدڑ کاذب کے محض کذب اور سفید جھوٹ ہونے پر اسکے باپ کا قول شاہد ہے۔ جو جلد ۱۲ اشاعۃ السنّۃ کے صفحہ ۱۲۴ میں مولوی اللہ دتا مرحوم کے خط میں منقول ہے وہ لکھتے ہیں۔ اَور جو مولوی ابوسعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھا پن قرار دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں کہ منصفی غیر کی اس حالت میں منظور کرنا مناسب ہے جب دو شخصوں متنازعین کا آپسمیں فیصلہ نہ ہو سکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ کر سکے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہئے۔ اور اِس نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کیطرف سے الزام بے انصافی کا [illegible] ہو [illegible] اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اُسکو نافذ کرنے کا کامل اختیار رکھتا ہو اور اِسمیں اُسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی رائے پرکھنے اور نافذ کرنے کے لئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کر کے دوسرے کے آگے گدھا بننا ہے کہ جہاں چاہے اُسکو لیجائے"۔ اِس عبارت میں صاف تصریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ منصفی غیر کی تسلیم کر لینا بعض حالات میں گدھا پن ہے۔ اور ان حالات کے موجود نہ ہونے کے وقت مناسب ہے۔ پھر اپنے باپ پر افترا کرنا کہ اُس نے ہر حال اور مطلقاً منصفی غیر کو گدھا پن کہا ہے اِس چھوٹے گیدڑ کا سا افترا نہیں تو اور کیا۔ اور کیا اسکا مرتکب شیر کہلا سکتا ہے۔ اِس چیلنج کا جو جواب اُسکو دیا گیا اُسکو اُسنے اپنے اخبار کذب بار ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء میں چھاپ دیا جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے کہ کس دلیری سے اسکے چیلنج کو صرف مرزا صاحب کی منصفی پر منظور کیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں اُسنے کچھ ہاتھ پیر مارے تھے کہ پہلے منصف سے استمزاج کر لینا چاہئے اور فلاں مضمون کا خط

مشترک منصف صاحب کے نام روانہ کرنا چاہیئے تاکہ کسی طرح اِس مباحثہ میں بہ سبب اختلاف مضمون خط یا منصف صاحب کی نامنظوری منصفی کے سبب التوا ہو جائے۔ اور منصف صاحب نے بھی اپنے عالم نہ ہونے کیوجہ سے عذر کیا۔ مگر خاکسار نے اُن کو یہ لکھ کر کہ ثناءاللہ کا اہلحدیث نہ ہونا اُردو زبان میں اُسکے اعترافات سے ثابت کرونگا جسکے سمجھنے کے لئے عالم ہونے کی ضرورت نہ ہوگی مرزا صاحب کو منصفی پر راضی کر لیا اور خدا خدا کر کے مباحثہ شروع ہو گیا۔ اور حسب قرارداد فریقین پہلے خاکسار نے پرچہ اوّل میں اہلحدیث کی تعریف حسب ذیل لکھی:۔

تعریف اہلحدیث

اہلحدیث وہ ہے جو اُصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو۔ اور اعتقاداً وعملاً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے (صرف لزوم پر حکم خلاف لگایا نہیں جاتا) جیسے مسلم یا اہل اسلام وہ ہے جو اصول دین اسلام کا قائل ہو اور عملاً واعتقاداً بطور التزام اُن کا خلاف نہ کرے۔ اور یہودی وہ ہے جو اصول یہودیت کا قائل ہو۔ اور عیسائی وہ ہے جو اصول مذہب عیسوی کا قائل ہو۔ اور سُنّی وہ ہے جو اصول اہلسنّت کا قائل ہو۔ اور معتزلی وہ ہے جو اصول مذہب اعتزال کا قائل ہو۔ اور خارجی وہ ہے جو اصول مذہب خوارج کا قائل ہو۔ اور نیچری وہ ہے جو اصول مذہب نیچری کا قائل ہو۔ اور ان اصول کا بطور التزام خلاف نہ کرے وعلی ہذا القیاس۔ یہ تعریف ایسی یونی ورسل (تمام دنیا کی مسلّم ومستعمل) ہے کہ ثنائی پارٹی کے اعلیٰ رُکن بھی اسکو مان چکے ہیں۔ اگر ثناءاللہ یا کوئی ثنائی انکار کریگا تو میں اُنکی عبارات پیش کرونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ابوسعید محمد حسین بٹالوی۔ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۵ء

یہ تعریف جیسی کہ عقلائے جہان کے استعمال میں آئی ہے اور اُن کے نزدیک صحیح ومسلّم ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو یونی ورسل کہا گیا ہے۔ اِسی طرح سیّد العقلاء امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال میں بھی آچکی ہے۔ آپ مسلمان کی تعریف میں فرماتے ہیں

المسلم من سلم المسلمون من لسانه	کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے

ویدہ والمہاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ ھذا لفظ البخاری (مشکوٰۃ صفحہ ۴)

من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری (مشکوٰۃ صفحہ ۴)

مُسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ممنوعات خدا سے ہجرت کرے۔

اس تعریف میں مُسلمان اور مہاجر معرّف ہیں اور تعریف میں مُسلمان اور مہاجر کا مادہ اسلام وہجرت استعمال میں آیا ہے۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم مسلمانوں کی سی نماز پڑھے۔ اور ہم مسلمانوں کے قبلہ کیطرف استقبال کرے اور ہم مُسلمانوں کا ذبیحہ کھاوے وہ مُسلمان ہے جو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسُول کے ذمہ و پناہ میں آگیا ÷ اِس تعریف میں مُسلمان معرّف ہے اور تعریف میں بھی مُسلمان کا لفظ یا اُسکے معنے و مصداق وارد ہے۔

اِس قسم کی بیسیوں احادیث ہیں جنمیں اِسلام و مُسلمانوں کی تعریف میں معرّف کا لفظ یا مادہ مستعمل ہوا ہے۔ جنمیں معرّف پر ایک لفظ باصطلاح شرعی و لحاظ معنے شرعی بولا گیا ہے اور تعریف میں وہی لفظ بلحاظ معنے لغوی و عرفی بمراد اسکے مصداق کے بولا گیا ہے۔ اور اِن تعریفوں کو کوئی مُسلمان جو عقل اور علوم عقلی سے تعلّق رکھتا ہے دَوری نہیں کہہ سکتا۔ اِسی قسم کا تغایر شرعی و لغوی و عرفی مصداق کا اس لفظ اہلحدیث میں ہے جو ہمارے بیان کردہ تعریف اور معرّف میں پایا جاتا ہے۔ ثناء اللہ کو کچھ بحث و انصاف سے غرض ہوتی تو بلاچون وچرا اِس تعریف کو صحیح تسلیم کر کے اصل بحث کیطرف خاکسار کو متوجہ ہونے دیتا۔ مگر چونکہ اُسکو بحث سے فرار منظور رہے لہذا اُسنے اِس تعریف کو دَوری بنا کر اپنی منطق بھگارنا اور اِس بحث کو منطق کیطرف لیجانا شروع کر دیا۔ اور ہمارے پرچہ اوّل کے جواب میں یہ پرچہ لکھ کر ارسال کیا :۔

جواب نمبر اوّل

جناب مولوی صاحب بٹالوی نے پرچہ نمبر اوّل میں جو اہلحدیث کی تعریف کی ہے یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعریف کی توہین ہے کیونکہ اسمیں دور ہے تعریف میں بعینہ

معرّف مذکور ہے۔ جیسے کوئی قانونی اصطلاحات کی تعریف میں کہے ملزم وہ ہے جو ملزم کا کام کرے۔ مجرم وہ ہے جو مجرم کا کام کرے۔ جسطرح یہ تعریف اہل علم کے نزدیک غلط ہے اسیطرح مولوی صاحب بٹالوی کی تعریف بھی غلط ہے۔ کیونکہ معرف (اہلحدیث) کا لفظ بعینہٖ تعریف میں لایا گیا ہے۔ مُدّعی کا فرض ہے کہ تعریف صحیح کرے۔

خادم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۵ء

اِس پرچہ جواب اوّل میں جو اُسنے تعریف مجرم و ملزم کو بیان کرکے اسکو غیر صحیح کہا ہے اور ہماری تعریف اہلحدیث کو اُسکی نظیر ٹھیرایا اسمیں بھی کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے جرم والزام کے معنی لغوی سب کو معلوم ہیں کہ جُرم لُغت میں چوری۔ بدکاری وغیرہ افعال قبیحہ کو کہتے ہیں۔ اور الزام لُغت میں وہ جُرم ہے جو کسی پر تھوپا جائے۔ اِن لفظوں کے معنے اصطلاحی قانونی کوئی بیان کرنا چاہے تو وہ یہی الفاظ بیان کرسکتا ہے جو ثناء اللہ نے بیان کئے ہیں اور یہ صحیح و بالکل صحیح ہیں ان کو غلط کہنا ثناء اللہ کی غلطی ہے جبکو منصف صاحب نے سمجھا اور پرچہ اوّل میرے پاس بھیجدیا۔ کوئی قانون میں ماہر ہوتا تو وہ پرچہ ثناء اللہ کو واپس دیتا۔

خاکسار نے اِس پرچہ اوّل ثناء اللہ کے جواب میں یہ پرچہ لکھ کر منصف صاحب کے پاس بھیجدیا جو ذیل میں منقول ہے:-

جواب الجواب نمبر ۱

یہ تعریف دُوری نہیں بلکہ اسکو دوری کہنا نافہمی و غلطی ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحا	و آفتہ من الفھم السقیم

دوری تب ہوتی جبکہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا مقصود ہوتا جیسا کہ تعریف سے معنے اہلحدیث کا سمجھنا و سمجھانا مقصود ہے۔ جس سے توقف الشئی علیٰ نفسہ لازم آتا ہے جو دور کی حقیقت ہے۔ یہاں لفظ اصول اہلحدیث بولا گیا جس سے مقصود اصول کا سمجھنا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور خارج از مقصود ہے۔ اور اصول مفہوم و مسلّم فریقین ہے۔ چنانچہ فریق ثانی کے مؤلف رسالہ

رسالہ "مذہب اہلحدیث" کے صفحہ ۲۹ سطر ۱۵ میں لکھا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے
اصول چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد"۔ اور میں نے بھی اصول خمسہ
مذہب اہلحدیث فریق ثانی کے سامنے پیش کئے ہوئے ہیں جو ان ہی چار کی تفصیل ہیں ؎

اصل دین آمد مسلمان را قرآن	پس حدیث سرور پیغمبران
بعد ازان اجماع اہل اجتہاد	از صحابہ سید خیر العباد
پس ازان اجماع جملہ تابعین	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پس تر اقوال خلافیہ ہمان	شد مقدم بر مقال دیگران

اب بھی فریق ثانی کو میری تعریف کا دوری نہ ہونا سمجھ میں نہ آوے تو میں اس
تعریف کے الفاظ کو بدل دیتا ہوں اور الفاظ سے تعریف سابق کو بیان کرتا ہوں
کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن وحدیث واجماع وغیرہ کو مانے۔ اور عملاً و اعتقاداً انکا
خلاف نہ کرے۔ ابو سعید محمد حسین۔ ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء

میرے دستخطی مسودہ جواب الجواب میں فقرہ "جب اُس تعریف سے معنے اہلحدیث کا
سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے" لفظ "سے" مرقوم ہے۔ ثناء اللہ نے بجائے لفظ "سے" کے
لفظ "میں" اخبار ۱۸ جون ۱۵ء میں چھاپا ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ ہمارے کاتب ناقل
پرچہ کی غلطی ہے یا ثناء اللہ کا تصرف ہے۔ بہرحال صحیح لفظ "سے" سمجھنا چاہئے۔ اور
اس فقرہ کے معنے یہ ہیں کہ تعریف سے مقصود یہ ہے کہ لفظ اہلحدیث جو معرف ہے
اسکے معنے سمجھ میں آجاویں اور یہ مقصود اس لفظ اہلحدیث کے بولنے سے نہیں ہے
جو تعریف میں بولا گیا ہے اس لفظ اہلحدیث سے جو تعریف میں ہے صرف اسکا مصداق
مراد ہے زید۔ عمر و بکر وغیرہ۔ ثناء اللہ نے اس فقرہ میں لفظ "میں" از خود ملایا ہے
تو اوروں پر اس فقرہ کا مطلب مشتبہ کیا ہے۔ اور اگر ہمارے کاتب کی غلطی ہے تو خود
اُسپر مطلب مشتبہ ہوگیا ہے لہذا اس فقرہ کا مطلب ہم کو جواب الجواب میں اس تفصیل سے
کھولنا پڑا جو آگے آتی ہے۔ بالجملہ ثناء اللہ نے ہمارے جواب الجواب کو نہیں سمجھا۔ مگر اسکا
جواب یہ دیدیا جو ذیل میں منقول ہے۔ اور وہ اس مثل کا مصداق ہے کہ تمہارے سوال

تو میں سمجھا نہیں۔ مگر جواب اسکے دو دیتا ہوں۔ سبحان اللہ کیا علم ہے اور کیا شیر بہادری ہے

ثناء اللہ کا جواب نمبر ۲

مولوی صاحب بٹالوی نے اپنی تعریف سے الزام دور اُٹھانے کی جو کوشش کی ہے وہ مزید الزام کی موجب ہے۔ آپ فرماتے ہیں تعریف میں اصولِ مذہب داخل ہیں اہلحدیث داخل نہیں۔ بہت خوب پس معنی یہ ہوئے کہ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب کا پابند ہو۔ یہ تعریف ایسی وسیع ہے کہ مسلمانوں کے کُل فرقوں پر صادق آتی ہے۔ حنفی بھی اصولِ مذہب کے پابند ہیں۔ شافعی بھی۔ مالکی اور حنبلی بھی۔ معتزلہ۔ نیچری۔ مرزائی۔ شیعہ وغیرہ سب بلکہ غیر مسلم پر بھی صادق آتی ہے۔ مثلاً آریہ۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ ہر ایک اصول مذہب کا پابند ہے۔ کیا خوب مثال مشہور صادق آئی فرمن المطر و قام تحت المیزاب۔ اگر فرمائیں کہ یہ لوگ اصول مذہب کے پابند ہیں مگر اصول مذہب اہلحدیث کے پابند نہیں تو جواب یہ ہے کہ اہلحدیث تو بقول آپ کے تعریف سے خارج ہی پھر تعریف میں اسکا دخل ہی کیا۔ اگر دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موتوف ہے اور یہی دور ہے۔ الغرض مولوی صاحب بٹالوی نے کمال دور اندیشی سے تعریف کو یوں بدلا ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جو قرآن وحدیث۔ اجماع اور قیاس وغیرہ اصول خمسہ کا پابند ہے۔ یہ تعریف بھی نہ جامع ہے نہ مانع۔ جامع تو اسلئے نہیں کہ بہت سے اہلحدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ قیاس کے بھی نہیں جیسے امام احمدؒ بن حنبل۔ امام داؤدؒ۔ ظاہری اتباع امام شوکانیؒ۔ نواب صدیق حسن خانؒ۔ اور مولانا محمد حسین بٹالوی جو لکھتے ہیں میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول فقہ مصنفہ سلف وخلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی (ضمیمہ سفیر ہند ۸ جون ۱۸۸۸ء صفحہ ۶۱ کالم ۲ مرقومہ مولانا بٹالوی) اور مانع اسلئے نہیں کہ یہ تعریف حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی ان اصول کے قائل ہیں۔ جس پر لازم آتا ہے کہ مولانا بٹالوی کے نزدیک وہ بھی اہلحدیث ہیں پھر اہلحدیث کوئی مستقل فرقہ نہ ہوا فافہم۔ میری کتاب کا حوالہ دینا مولانا کو کسی طرح مفید نہیں

کیونکہ تعریف کا صحیح بیان کرنا اُن کا فرض منصبی ہے۔ اِسلئے اُن کو یہ بتلانا چاہیے کہ یہ تعریف بذاتہ صحیح ہے اور اسکی صحت کی دلیل یہ ہے۔ فریق ثانی کا قول محض الزام ہے دلیل نہیں۔ علاوہ اِسکے مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:۔

(ا) مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں۔ حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں۔

(ب) ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت کے تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق اُنکا درجہ وہ نہیں رہتا بلکہ محققین اُن سے منکر ہو کر بھی اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں مثال کے لئے اصول حنفیہ میں سے ایک اصول یہ ہے کہ عام اپنی افراد کو قطعی شمول رکھتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ بعض متاخرین حنفیہ عند التحقیق ظنی کہہ کر شافعیہ سے متفق ہو گئے (تلویح ملاحظہ ہو)۔ باوجود اِسکے دونوں حنفی گروہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ حنفی کی تعریف میں عام کا قطعی یا ظنی کہنا داخل ماہیت نہیں۔

ٹھیک اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع اور قیاس کے ماننے میں اختلاف ہے۔ مشہور طور پر اُسکو تسلیم کیا جاتا ہے مگر عند التحقیق ان سے انکار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے رسالہ مذہب اہلحدیث میں دو قولوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے مشہور قول لیا ہے جسکو مولانا سند لاتے ہیں۔ آگے چلکر محقق قول بھی لکھا ہے وہ عبارت رسالہ مذکورہ کی طبع پنجم کے صفحہ ۴۴ پر زیر خط ہے۔ جسکا شروع اسطرح ہے۔ "چونکہ اصل طاعت و تابعداری خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ" اس قول کی مزید محققانہ تشریح میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں کر دی بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین ہو کر دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھایا جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ صفحہ ۶۱ طبع دوم سے خصوصاً ملاحظہ ہو۔ خطرہ ہونا چاہیے تھا کہ مولانا بٹالوی ہمارے اِس رسالہ کے مخالف ہو نگے۔ مگر اس رسالہ پر جہاں اور بہت سے اہلحدیث نے تقریظات لکھیں۔ آپنے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مُژدہ سُنایا جسکے الفاظ یہ ہیں۔ (مجھے اُمید ہے اِن الفاظ کو دیکھ کر منصف صاحب

کو مزید سوال و جواب پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑیگی) مولانا فرماتے ہیں :-
"رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے - لہذا اب اجنبیت
و منافرت دور کر کے تعاون و تناصر اختیار کرنا چاہئے - از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء"
اُنہی دنوں میں آپ نے ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا - اسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا:
"مولوی ثناءاللہ نے اعتقاد اہلحدیث کو رسالہ اجتہاد و تقلید میں مان لیا ہے" - اسی سالہ
اجتہاد و تقلید کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے - "یہ مولوی ثناءاللہ
صاحب بہادر کا آخری کلام ہے - جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس منہ کو کھانڈ سے
بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے -
اشاعۃ السنتہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۶" - مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود اُن کی تحریرات میں
ملتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے
ہیں - اشاعۃ السنتہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ -
باوجود اِن تصریحات اور باوجود اظہار محبت ودفع اجنبیت و منافرت کے
اور باوجود خواہش تعاون و تناصر کے جھگڑا کیا - بلکہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم دونوں
یہ شعر پڑھتے ؎

جذبۂ عشق بجدیست میانِ من وتو	که رقیب آمد و نشناخت نشانِ من و تو

مختصر یہ ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف صحیح نہیں نہ اسپر کوئی دلیل ہے - مولانا کا فرض
ہے کہ تعریف ائمہ اہلحدیث سے نقل کریں اور اُسپر دلیل دیں - میرے بیانات پر مدار
ہے تو فیصلہ آسان ہے بلکہ ہو چکا ہے - واللہ اعلم -
ثناءاللہ بقلم خود - ۲۰ مئی ۱۵ء -
اِس پرچہ جواب ۲ میں بھی ثناءاللہ نے وہی نافہمی وہی جہالت اختیار کی جو پرچہ
جواب اوّل میں کی تھی - علاوہ براں دروغ گوئی دھوکہ دہی سیر ہو کر خرچ کی ہے -
اسکا منصب تو صرف ہماری تعریف پر سوال کرنا اور ہمارے دلائل کا جو ہم پیش کرتے
جواب دینا تھا - چنانچہ اخبار ۲۹ جنوری میں وہ کہہ چکا تھا مگر وہ اپنے منصب سے بڑھ کر

مدعی ہو بیٹھا ہے اور اپنے اہلحدیث ہونے کے الزامی دلائل ہمارے کلام وتصانیف سے چھانٹ کر خود مستدل بن بیٹھا ہے لہذا ہمکو بھی انکا جواب دینا پڑا اور بحث اور طرف چل پڑی اور طویل ہوگئی۔ اِس جواب اور بحث کو منصف صاحب کا بذاتِ خود سمجھنا ممکن نہ تھا لہذا منصف صاحب کی خدمت میں ہم نے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپکے پاس پہنچکر اپنا جواب آپ کو سُنادوں اور سمجھادوں اُسپر آپ جو چاہیں فیصلہ لکھ دیں۔ میری طرف سے یہ آخری جواب ہے۔ اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ چاہیں تو فریق ثانی کو بھی بُلالیں۔ منصف صاحب نے عدم فرصتی اور عذر ارادہ سفر سے مجھے حاضر ہونے کی اجازت نہ دی تو میں نے یہ درخواست کی کہ آپ میرے جواب کو سمجھنے میں عبادلہ ثلاثہ (مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی۔ حافظ عبداللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مدرس مدرسہ اہلحدیث رد پڑ۔ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری) سے مدد لیکر فیصلہ لکھیں۔ اسکو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا۔ اِس اثنار میں ثنار اللہ نے پہلی گفتگو کو منصف صاحب کی اجازت لینے کے بغیر اپنے اخبار ۲۵ جولائی میں چھاپ دیا۔ تو میں نے اس کی شکایت منصف صاحب کیخدمت میں پیش کرکے اُن سے یہ درخواست کی کہ آپ ثنار اللہ سے یہ وعدہ تحریری لیکر میرے پاس بھیجدیں کہ وہ میرے جواب الجواب ۲ کو بلاکم وکاست اپنے اخبار میں چھاپ دیگا تب میں اپنا جواب الجواب آپکی خدمت میں بھیجدونگا۔ اِس درخواست کو بھی منصف صاحب نے منظور نہ کیا بلکہ اسکے برخلاف وبرعکس اُسکو یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ آیندہ کوئی سوال وجواب تا ختم ہوجانے بحث کے وہ اخبار میں نہ چھاپے۔ اِس سے مجھے منصف صاحب کے نسبت رعایت فریق ثانی کا خیال پیدا ہوا تو میں نے اِس رنج میں سکوت محض اختیار کیا۔ پھر جب ثنار اللہ نے اپنے اخبار مطبوعہ ۱۶ جولائی میں یہ چھاپ دیا کہ میرے جواب نمبر ۲ کا جواب اب تک نہیں آیا باوجودیکہ بذریعہ منصف کے کئی دفعہ تقاضا کیا گیا تو پھر میں نے اپنی درخواست اخیر کی طرف منصف صاحب کو متوجہ کیا۔ منصف صاحب نے پھر بھی توجہ نہ کی تو میں نے رعایت کی شکایت کا اُن پر اظہار کیا تو منصف صاحب خفا ہوکر ثالثی سے مستعفی ہوگئے میں نے

بھی اُن کا استعفا منظور کر لیا - اور آپ اپنے جواب الجواب نمبر ۲ کے فیصلہ کو اہل علم پر پاک
چھوڑ کر چھاپتا ہوں۔ منصف صاحب نے استعفا دینے کے بعد ثناء اللہ کو میرے جواب الجواب
کے اخبار میں چھاپ دینے کی بابت بھی لکھ دیا - اُسنے جواب دیا کہ وہ جواب اگر قانون کے
خلاف نہ ہوگا تو مَیں چھاپ دونگا - دیکھئے اِس وعدے کا ایفاء وہ کرتا ہے یا نہیں -
اسکا یہ شرطی وعدہ بھی ایک گریز کا بہانہ ہے - جب وہ اِس جواب کو پڑھیگا تو یقیناً
صاف یہ کہیگا کہ یہ جواب خلاف قانون ہے - حالانکہ یہ جواب اُسکے اُن مضامین سے
بدرجہا نرم وکمتر ہے جسکو وہ اپنے اخبار ۲۸ اپریل ۱۹۱۵ء میں بعنوان "ایڈیٹر بٹالوی و
واعظ رحیم آبادی" - اور اِس سے پہلے اخبار میں ایک ایسا مضمون مشتہر کیا ہے جس میں
اُس نے اپنے باپ کو گدھا بنایا ہے -

جواب الجواب نمبر ۲ منجانب خاکسار

افسوس یہ ہے کہ جواب الجواب نمبر اول کو میرے مخاطب معترض نے نہیں سمجھا اور بالکل
نہیں سمجھا - اسکے جواب میں جو کچھ کہا وہ من اولہ الی آخرہ بے سمجھی اور نا فہمی سے کہا -
اس میں نہ علم سے کام لیا اور نہ فہم سے - اور جو کہا اُسمیں بے علمی و دروغگوئی اور دھوکہ
بازی وجعلسازی سے کام لیا اور مجھے پھر وہی شعر سنانا پڑا ؎

وکم من عائب قولاً صحیحا	وآفته من الفهم السقیم

لہذا میں اس تمہیدی بحث (تعریف اہلحدیث) کو اِس پرچہ میں ختم کرتا ہوں اور اُسکے
جواب کا جواب الجواب ایسا دیتا ہوں جسمیں اصل مبحث مقصود کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث
نہیں شروع ہو کر ختم بھی ہو جاوے - اور منصف صاحب کو منصفی کرنے اور فیصلہ
دینے کا جلد موقعہ ملجاوے - اور اُنکی اوقات کی مزید تضییع عمل میں نہ آوے - اوّلاً
واضح ہو کہ جواب الجواب نمبر اوّل میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ یہ تعریف دَوری تب
ہوتی جبکہ اس تعریف میں لفظ اہلحدیث کے معنی سمجھنا سمجھانا مقصود ہوتا ہے جسمیں
توقف الشئی علی نفسہ لازم آتا ہے جو دَور کی حقیقت ہے اور یہاں لفظ اصول

اہلحدیث بولا گیا ہے جس سے مقصود اصُول کا سمجھنا اور سمجھانا ہے جو مضاف ہے نہ اہلحدیث کا جو مضاف الیہ ہے اور وہ خارج از مقصود ہے ۔ اور لفظ اصُول مفہوم و مسلم فریقین ہے جسپر رسالۂ معترض کا حوالہ دیا گیا اور عبارت نقل کی گئی ۔ میرے اِس جواب کا مطلب یہ ہے (جو معترض کی سمجھ میں نہیں آیا) کہ معرّف لفظ اہلحدیث بنظر معنی ہے اور تعریف معنی لفظ اہلحدیث کا کوئی لحاظ نہیں ہے بلکہ اس لفظ کا مصداق (اعیان و اشخاص فرقہ اہلحدیث زید و عمرو و بکر وغیرہ) مراد مقصود ہے فلا یتوقف تعقل معنی احدھما علیٰ تعقل معنی اللفظ الاخر فلا دور ۔ اِس مطلب کو معترض نے نہیں سمجھا اور بے سمجھے یہ کہدیا کہ تعریف میں لفظ اہلحدیث کا دخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکے سمجھنے پر تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اور یہی دور ہے ۔ (۲) اصول مطلق مذہب کو میری مراد سمجھنا دوسری نافہمی ہے ۔ مَیں نے لفظ مطلق مذہب نہیں بولا بلکہ مذہب مقیّد و مضاف بسوے اہلحدیث بولا ہے اور مضاف الیہ باوجود خارج از مقصود ہونیکی قید ہونے کا فائدہ دیتا ہے ۔ پھر جو معترض نے آریہ وغیرہ پر اس تعریف اہلحدیث کے صادق [illegible] ایک الزام دیا ہے وہ نافہمی نہیں تو اور کیا ہے یا دیدہ دانستہ افترا ہے ۔ (۳) تعریف کے بدلدینے کا الزام بھی ایک اور نافہمی ہے ۔ یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دہوکہ ہے ۔ مَیں نے تعریف کو ہرگز ہرگز نہیں بدلا بلکہ اسی تعریف کے معنی اور مصداق کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا ہے ۔ اصول مذہب اہلحدیث میں قرآن و حدیث اور اجماع داخل تھے میں نے اِنہی تینوں کو بجائے اصول کہدیا ۔ فرمائیے اِسمیں تبدیلی تعریف کہاں پائی گئی ۔ (۴) قیاس کو اصُول اہلحدیث میں داخل کرنا ایک اور نافہمی یا دیدہ دانستہ خلاف گوئی و دہوکا دہی ہے ۔ اِس قیاس کا ذکر نہ میرے بیان کردہ اصول خمسہ میں ہے اور نہ عامہ محدّثین سے مینے اسکو نقل کیا ہے ۔ صرف معترض کی عبارت میں اسکا ذکر تھا جسکو بخیال محافظت نقل میں نے نقل کر دیا ہے ۔ پھر قیاس کی مشروعیّت پر دلیل کے پائے نہ جانے کا اعتراف میرے ضمیمہ سے نقل کرنا ایک اور نافہمی و فضول الزام و دھوکہ دہی ہے ۔ (۵) اِس تعریف کے جامع نہ ہونے کا الزام خلاف

گوئی و محض اتہام ہے - امام احمد حنبلؒ - نواب صدیق حسن خانؒ - امام شوکانیؒ - امام داؤدؒ معہ اتباع خاکسار ابوسعید محمد حسین اِن میں سے ایک بھی منکر اجماع نہیں ہے - کتاب مسلم الثبوت وارشاد الفحول صـ۷۱ـ اور اشاعۃ السنۃ جلد (۲۲) صفحہ ۲۶۴ وغیرہ ملاحظہ ہو جنہیں اِن حضرات کے اقوال منقول ہیں - (۶) اِس تعریف کے مانع نہ ہونے کا الزام بھی محض خلاف گوئی یا نافہمی و ناواقفی ہے - حنفی شافعی وغیرہ فرقے جو اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے قائل اور اُن پر عامل ہوں وہ باوجود حنفی شافعی ہونے کے اہلحدیث میں داخل ہیں - ان سے جُدا اور افراد غیر نہیں ہیں - اور اہلحدیث وغیرہ باہم متضاد نہیں بلکہ اُن میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے اشاعۃ السنۃ کی جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۷ ملاحظہ ہو - اور طرفہ شہادت سُنو - معترض نے اپنے اخبار مورخہ ۲۶ مارچ ۱۵ء میں مضمون "مُسلم اور اہلحدیث" میں ابراہیم سیالکوٹی کا ایک لکچر نقل کیا ہے جسکے صفحہ ۶ سطر ۸ میں لکھا گیا ہے کہ اہلحدیث کو کوئی الگ فرقہ نہیں کہہ سکتے - اور اِس سے پہلے اخبار ۲۹ جنوری ۱۵ء کے حاشیہ نمبر ا میں معترض نے خود اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے ہمارا مذہب ہے کہ ائمہ اربعہ پکے اہلحدیث تھے" اور اخبار ۲۰ دسمبر ۱۲ء میں بعنوان "فرقہ جدید" ایک طویل مضمون شائع کیا ہے اُسکے اخیر میں ایک نوٹ کی ضمن میں لکھا ہے ہمنے اہلحدیث کو ایک فرقہ کہا ہے مگر دراصل یہ عرفی فرقہ نہیں اسلئے ہمنے بھی رسمی طور پر اِس کو فرقہ اہلحدیث کہا ورنہ اہلحدیث اصطلاحی فرقہ نہیں بلکہ ایک جماعت ہے جو ٹھیٹھ اِسلام پر چلی آئی ہے - اِن فقرات کو پڑھ کر ثناء اللہ کو چاہیئے کہ ندامت سے ڈوب کر یا کچھ کھا کر خودکشی کرلے - کیونکہ اب خاکسار کے مقابلہ میں اہلحدیث کو ایک مستقل اور جُداگانہ فرقہ ٹھیراتا ہے - اور حنفی شافعی وغیرہ کا قسیم اور مقابل قرار دیتا ہے - معلوم نہیں یہ مضامین اخبار ۲۶ مارچ - ۲۹ جولائی و ۲۰ ستمبر ۱۹۱۲ء سے ذھول ہے یا دیدہ و دانستہ خلاف گوئی اور دہوکا دہی ہے - اور حق صراح و انصاف باالیضاح یہ ہے کہ لقب اہلحدیث دو معنوں میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے - ایک معنی علمی و وصفی اِس معنی سے اِس لقب کا

استعمال اس جماعت سلف و خلف کے ساتھ مخصوص رہا ہے جنکا دوسرا لقب و خطاب
محدثین بھی ہے۔ دوسرے معنے عملی و مذہبی ہیں اس معنی کہ اس لقب کا استعمال حدیث
پر عمل کرنیوالوں کے حق میں قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے۔ خواص علماء ہوں یا عوام جہلا
اس معنے کر ائمہ اربعہ پر اور ان کے اتباع سے محدثین و فقہا پر اور فرقہ اہلحدیث کے
علماء و عوام پر جو بلا واسطہ فقہاء نصوص پر عمل کرتے رہے ہیں اور وہ قدیم سے فقہا
مقلدین کے پہلو بہ پہلو چلے آئے ہیں یہ لقب استعمال ہوتا چلا آیا ہے۔ اس امر کو
ہمارے معزز دوست اور دینی بھائی اہلحدیث حنفی ایڈیٹر سراج الاخبار بھی سوچیں
اور عوام اہلحدیث پر اس معنے کر اہلحدیث کا لفظ استعمال کرنے کو محدثین کی توہین
نہ سمجھیں۔ یہ بات پہلے بھی ۱۸۸۵ء میں اشاعۃ السنۃ جلد ۸ نمبر ۱۱ کے صفحہ ۳۲۱
وغیرہ میں معروض ہو چکے ہیں اور اس اسپر متعدد کتب فقہ کی شہادتیں پیش کی
گئیں مگر ایڈیٹر صاحب کی اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اب بھی توجہ ہو تو مہربانی ہے ؏
گر قبول افتد زہے عز و شرف (اس) تعریف اہلحدیث کے جامع و مانع نہ ہونے پر جو
معترض نے اعتراض کیا تھا اسکا جواب الجواب دیا گیا۔ یہ جواب اگر صحیح ہے (اور
یقیناً صحیح ہے) تو اس سے تعریف کا صحیح ہونا ثابت ہوا۔ اور کوئی ضرورت باقی
نہیں رہی کہ کسی دوسرے امام حدیث سے بعینہ و بلفظہ اس تعریف کو نقل کیا جاوے۔
باوجودیکہ ان کی عبارات بھی (جو جلد ۲۲۔ اشاعۃ السنۃ میں منقول ہیں) اس تعریف
کا مضمون پایا جاتا ہے۔ ہاں تعریف کرنے والے پر یہ فرض ہے کہ جو امر نقلی اس
تعریف میں وہ ذکر کرے اسکی تصحیح نقل کر دی ہے۔ اس تعریف میں میں نے اصول
محدثین کا بطور نقل ذکر کیا ہے۔ سو اسکے تصحیح نقل میں نے کر دی۔ معترض کے
رسالہ مذہب اہلحدیث سے بھی ایک عبارت میں نے نقل کر دی جسمیں معترض نے
اصول اربعہ کا مذہب اہلحدیث ہونا تسلیم کیا ہے اس عبارت میں اُسنے اجماع کو اصل سوم
مان لیا ہے۔ اور یہی اجماع فریقین میں مابہ النزاع ہے۔ اسکے علاوہ معترض کے رسالہ
اجتہاد و تقلید میں بھی معترض کا صاف یہ اعتراف موجود ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا

کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اِسمیں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہؓ کے محض اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے۔ اِس سے کسی کو خصوصاً ہم کو اختلاف نہیں ہے انکار تو اِس سے ہے کہ وہ حجّت شرعی نہیں"۔ اس اعتراض معترض کو میں نے جواب الجواب نمبر اوّل میں پہلے اعتراف رسالہ "مذہب اہلحدیث" کو کافی سمجھ کر نقل نہ کیا تھا یہی وہ اعتراف ہے جسپر خاکسار نے معترض کا اعتقادی اہلحدیث ہونا تسلیم کیا اور اسپر اسکے مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور اُسکی قلم کو چوم لینے کا انعام تجویز کیا تھا یہ اعتراف اصول خمسہ کے معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونے پر کافی شہادت ہے اور اس سے تصحیح نقل بخوبی ہوتی ہے اسکے علاوہ معترض نے اپنے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی سے اخبار ۳۰ اپریل میں ان اصُول کی نسبت یہ اعتراف نقل کیا ہے کہ یہ اصول خمسہ بجائے خود صحیح ہیں مگر آپکے [illegible] انکو نہیں سمجھا اسکے بعد بضمن سوالات ثلثہ یہ بات کہی ہے جسکو نہ سمجھا خاکسار کیطرف منسوب کیا ہے کہ اصل سوم اجماع مثل کتاب و سنت دلیل مستقل نہیں ہے۔ ان اعترافات ثلثہ خصوم (ثناء اللہ و عبد العزیز) سے اصُول خمسہ کا اصول مذہب یعنے دستور العمل اہلحدیث ہونا ایسا ثابت ہے جیسے آفتاب نیمروز جو کسی پر بجز ضریر البصر مخفی نہیں رہتا۔ ان دونوں کو نزاع ہے تو صرف اور خاصتہً اجماع کے بمنزلہ کتاب و سنت اور اصل سوم اور حجّت شرعی ہونے میں ہے اس پر یہ دونوں مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ کسی دلیل سے ثابت کرو کہ اجماع شرعی حجت و بمنزلہ کتاب و سُنّت ہے۔ اِس مطالبہ کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ میں نے تو اصول خمسہ بالقول رحیم آبادی امور خمسہ کو اور ان امور سے اب لوگوں کے انکار کا مطلب و مدعا سمجھ لیا اور بیان بھی کر دیا ہے مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگوں نے اصُول خمسہ کے بیان سے میرا مطلب و مقصود نہیں سمجھا جس کو میں پانچ سال کے عرصہ سے بذریعہ خطوط

و تحریرات مطبوعہ آپ لوگوں کو سمجھا رہا ہوں۔ اور اگر سمجھ بوجھ کر تجاہل ہو رہا ہے
تو اور بھی افسوس کا محل ہے کہ آپ لوگ یا تو آیت وجحدوا بھا و استیقنتھآ
انفسھم ظلما وعلوًا کے مصداق بن رہے ہیں۔ یا آیت لھم قلوب لا یفقھون
بھا ولھم عین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اور آیت فانھا لا تعمی
الابصار ولکن تعمی القلوب الّتی فی الصدور کا مصداق ہو گئے ہیں۔ اور
اصول خمسہ کو پیش کرنے سے میرا مقصود و مراد نہیں سمجھتے اور یہ نہیں جانتے کہ میں
اُن اصول کے صحت مضامین وحجیت کا مدعی ہوں یا نہیں بلکہ اِن اصول کو محدّثین کی
طرف سے نقل کرتا ہوں اور مَیں صرف ناقل ہوں والعھدة علیھم۔ اور اِس نافہمی اور
لاعلمی کے ساتھ مجھ پر نافہمی کا الزام لگا رہے ہیں۔ اے صاحبان کچھ عقل و فہم سے
کام لیں اور ضد و عناد و جحود چھوڑ دیں۔ آخر ایک دن بحکم اِذَا بعثر ما فی القبور
خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے وحصل ما فی الصدور کا نقشہ دیکھنا ہے۔ مَیں آپ کے
مقابلہ میں اصول خمسہ کا مدعی نہیں ہوں بلکہ محدّثین سے اُن کے اصول مذہب کا ناقل
ہوں اور ناقل سے تصحیح نقل کا آپ کو حق ہے اور منقول پر مطالبہ دلیل کا حق نہیں۔ رسالہ
رشیدیہ فن مناظرہ آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا۔ خصوصاً مولوی فاضل صاحب نے تو ضرور
ہی پڑھا ہوگا کیونکہ مولوی فاضل کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔ اُسکو سوچکر مطالبہ دلیل
کو دونوں صاحب افسوس اور ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ منجملہ اصول خمسہ اصل سوم
اجماع کا مذہب محدّثین میں داخل ہونا تو آپ مان ہی چکے ہیں اگر اجماع کی حجّت اور
دلیل شرعی مستقل ہونے پر آپ کو دلیل کا مطالبہ ہے تو امام احمد حنبلؒ سے اور باقی
ائمہ ثلثہ جو اُسکے حجّت ہونے کے قائل ہیں یا اُن محدثین سے جنسے اس اجماع پر عمل
کرنا آپ تسلیم کر چکے ہیں اسکا مطالبہ کریں۔ پھر اگر ان لوگوں کی تصانیف میں اس اجماع
پر کوئی دلیل نہ پاویں تو اجماع سے صاف انکار کر کے شیعہ اور معتزلہ میں داخل
ہو جاویں اور اہلحدیث کے مذہب کو صریح اور صاف الفاظ سے خیر باد کہیں
اور میرے اِس دعویٰ کی کہ آپ لوگ مذہب اہلحدیث سے خارج ہیں خود ہی دلیل

قائم کردیں اور مجھے اِس تکلیف سے سبکدوش کر کے ممنون و مرہون منت کریں - رہا ثبوت اِس امر کا کہ مَیں پانچ سال کے عرصہ سے آپ کو اور آپ کے ثانی اثنین واعظ رحیم آبادی وغیرہ ہم خیال احباب کو کہہ رہا ہوں کہ مَیں اصُول خمسہ کے بیان میں محض ناقل ہوں - اُن کی صحت یا حجیّت کا مدعی نہیں سو یہ ہے کہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کے جلسہ کانفرنس میں جب یہ اصول غور و فکر کے لئے مرزا ضمیرالدین احمد صاحب صدر کانفرنس و مولوی سیّد احمد حسن صاحب فنانشل سکرٹری کانفرنس کے سپُرد ہوئے تو خاکسار نے امر تنقیح طلب ان حضرات کے لئے یہی امر مقرر کردیا تھا - کہ یہ اصول مذہب اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور ان کی مسلمہ کتب میں پائے جاتے ہیں یا نہیں نہ یہ کہ یہ اصول فی نفسہا صحیح اور حجیت شرعیہ ہیں یا نہیں اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کا صفحہ ۸۰ ملاحظہ ہو - پھر پانچ سنہ ۱۹۱۲ء کو خط نمبری ۱۷۷ میں یہی امر ان صاحبوں کو جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۸۲ ملاحظہ ہو - پھر یہی امر ان حضرات کو اور رحیم آبادی وغازی پوری ہم خیال معترض کو بذریعہ کھلی چٹھی مشتہرہ پیسہ اخبار لاہور جتایا گیا جلد مذکور کا صفحہ ۹۱ ملاحظہ ہو - پھر یہی امر خاص کر آپ کے ثانی اثنین رحیم آبادی کو ایک خاص مراسلت کے ذریعہ جتایا گیا جو اس جلد کے صفحہ ۹۲ میں مشتہر ہوا ہے اور یہ صفحات جلد ۲۳ - سنہ ۱۹۱۲ء میں چھاپکر جلسہ ہائے کانفرنس سنہ ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ء منعقدہ امرتسر و پشاور و علیگڈھ میں ان حضرات کے پاس بھیجے گئے اور ان حضرات کے ملاحظہ میں آچکے - اور یہ حضرات بعض مضامین اِس جلد ۲۳ کے جواب بھی اپنے اخبار[*] میں دے چکے ہیں - مگر یہ حضرات ایسی سونٹھ کی نسوار چڑھائے ہوئے ہیں کہ اِس عرصہ پانچ سال میں کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ میری اِس بات کا کہ مَیں ان اصول کا محدثین سے ناقل ہوں مدعی صحت وحجیت نہیں ہوں" - نوٹس لیتے اِسبات کا کوئی جواب دیتے - یا اسکو صحیح نقل مطابق اصل پاکر اصول فن مناظرہ کے حکم کی تعمیل و پابندی سے خاکسار ناقل سے مطالبہ دلیل صحت

[*] اخبار اہلحدیث ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء ملاحظہ ہو جسمیں جلد ۲۳ کے مضامین صفحہ ۷۷ و صفحہ ۱۶۲ کا جواب دیا گیا ہے ۲

وجحیّت امر منقول کو واپس لیتے مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس کہ یہ مطالبہ دلیل انکی طرف سے ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۵ء تک برابر جاری ہے۔ ۱۹۱۳ء میں اُن کا رقعہ متضمن مطالبہ دلیل جلد مذکور کے صفحہ ۱۳۱ میں شائع ہوچکاہے اور ۱۹۱۵ء میں یہ مطالبہ دلیل اخبار ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء میں شائع ہواہے جس میں اس مطالبہ کے علاوہ ایک درجن گالیاں بھی درج ہیں جن کی فہرست بعد اختتام جواب خطاب ثناء اللہ کے پبلک کی خدمت میں بغرض حصول انصاف ورائے کہ کوئی شریف اہل علم چہ جائیکہ وہ اہلحدیث بھی ہو اپنے مسلّم محترم کو ان گالیوں سے مخاطب کرسکتا ہے پیش کی جاوے گی۔ اِس مطالبہ دلیل میں ان حضرات کا مدعی مناظرہ بننا اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارا مناظرہ* ہندوستان میں مشہور ہے ایک نہایت شرمناک لاف زن جو توجہ و منصفی اہل علم کے لائق ہے۔

کلام متعلق بحث تعریف کو ختم کرکے معترض ثناء اللہ نے دو امور بعنوان علاوہ جنکے ضمن میں ثناء اللہ نے خود مدعی بنکر اپنا اہلحدیث ہونا میرے اعتراف و کلام سے بزعم خود ثابت کیا ہے بیان کئے ہیں ان میں بھی محض نافہمی یا دیدہ و دانستہ دروغگوئی کا ارتکاب کیا ہے۔ امر اوّل ضمن الف میں اسکا یہ کہنا ہے کہ مولانا بٹالوی کی تعریف میں اصول خمسہ داخل ہیں حالانکہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر ہی نہیں۔ پھر ضمن ب میں اسکے برخلاف یہ کہتا ہے کہ اس کی مزید تشریح میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں کردی ہے۔ بلکہ مولانا کے پیش کردہ اصول خمسہ کی کافی چھان بین کرکے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کرکے دکھادیا ہے جسکا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے صفحہ ۶۱ طبع دوم خصوصًا ملاحظہ ہو۔ اِس مقام میں اِس قول دوم کی تصدیق میں عبارت صفحہ ۶۱ رسالہ اجتہاد و تقلید سے نقل کیجاتی ہے تاکہ اِس سے ثناء اللہ کا کذب ظاہر ہو اور وہ عبارت یہ ہے:-

فصل ہفتم ادلّہ اربعہ اور اصول خمسہ آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلّہ اربعہ تھیں۔ یعنی (۱) قرآن۔ (۲) حدیث (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔ آجکل بعض معاصرین علما بجائے ادلّہ اربعہ کے اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں دوسروں کو بھی قائل کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہم اُن اصول خمسہ کی بھی تحقیق کرتے ہیں اُن اصول کا بیان یہ ہے (۱) قرآن (۲) حدیث

* ایک مناظرہ آپکا آرہ یا مظفرنگر کے حنفیوں سے یا سید مرتضٰی مدرس مدرسہ عربی دیوبند سو فقط حنفی ہے۔ اسمیں نقطہ حنفی کو الگ کر

(۳) اجماع حقیقی (۴) اجماع سکوتی (۵) اقوال اختلافی میں سے کسی کی پابندی۔ اِس عبارت کو اور معترض کے دونوں قولوں کا باہم مقابلہ کر کے منصفین ناظرین و سامعین یقین کے ساتھ جان لینگے اور داد انصاف دیکر کہیں گے کہ قول اوّل میں معترض نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ اور بحکم "دروغ گو را حافظہ نباشد" اپنے بیان صفحہ ۱۶ رسالہ اجتہاد و تقلید کو بھول کر وہ یہ بات بولا ہے کہ میری کتاب میں اصول خمسہ کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ بات کہہ کر پھر اس پرچہ میں چند سطور لکھ کر پھر اسبات کو بھی بھول گیا اور اسکے برخلاف اصول خمسہ کے چھان بین کرنے کا پھر مدّعی ہو گیا ہے۔ یا یہ کہ شدّت مرض نافہمی سے یہ نہیں سمجھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اپنے کلام کو خود نہیں سمجھتا اسکی نافہمی کا ایک اثر ہے کہ اسنے میرے بیان کردہ اصول خمسہ کی جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہے۔ اُسنے میری مراد اصل سوم سے اجماع حقیقی اور اصل چہارم سے اجماع سکوتی اور اصل پنجم سے اقوال اختلافی سے کسی کی پابندی بیان کی ہے اور یہ غلط ہے۔ میری مراد اصل سوم سے اجماع صحابہؓ ہے اصل چہارم سے اجماع تابعین اصل پنجم سے اجماع مرکب عدم احداث قول مخالف کل پر ہے۔ چونکہ معترض علم اصول فقہ سے محض نابلد ہے اور جو رسالہ اُس نے اجتہاد و تقلید میں تالیف کیا ہے وہی اِس امر پر کافی دلیل ہے کہ وہ علم اصول فقہ سے آشنا نہیں لہذا اُسنے میرے بیان کردہ اصول کی تفسیر میں میری مراد کی بھی مخالفت کی ہے اور اصول فقہ کی بھی مخالفت۔ لیکن یہ مقام اُس کی تفصیل کا محل ہے۔ امر دوم اسکا ضمن (ب) میں یہ کہنا ہے کہ ہر ایک فرقہ میں بعض باتیں بوجہ شہرت تسلیم ہوتی ہیں مگر عند التحقیق ان کا درجہ وہ نہیں رہتا۔ بلکہ محققین ان سے منکر ہو کر اس فرقہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً عام کو اپنے افراد میں قطعی الشمول کہنا ہے جو حنیفیہ کے اصول میں داخل ہے۔ مگر بعض محقق حنفی عام کو ظنی کہہ کر بھی حنیفیہ میں داخل ہیں کیونکہ عام کو قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں اسیطرح اہلحدیث کی تعریف میں اجماع و قیاس کا داخل ہونا ہے"۔ اِس قول کا دروغ یا نافہمی پر مبنی ہونا

اس قول کے آخری فقرہ سے ثابت ہے جسمیں اُسنے خود صاف بیان کیا ہے کہ عام کو
قطعی کہنا حنفی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ اور اس کی تصدیق حنفی مذہب کی کُتب
اصول میں بھی پائی جاتی ہے۔ تلویح صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے حکم العام عند جمہور العلماء
اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعًا ویقینًا عند مشائخ العراق
وعامۃ المتاخرین وظنًا عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وھو مذہب الشافعی
والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد۔ ایسا ہی
مختصر الحصول میں ہے۔ جسمیں میری یاد وخیال میں قطعیّت عام صرف عیسیٰ بن ابان
اور کرخی کا مذہب بتایا ہے ایسا ہی اور کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لہذا اس قطعیت
سے انکار کسی کو حنیفیت سے خارج نہیں کرتا بخلاف تسلیم اجماع کہ وہ تعریف اہلحدیث
میں داخل ہے اور اسکا منکر نہ اہلحدیث کہلا سکتا ہے نہ سنی المذہب۔ اور وہ بجز شیعہ
یا معتزلہ اور کسی خطاب کا مستحق نہیں ہے۔ رسالہ اُجتہاد و تقلید میں جو کچھ معترض نے
اِمکان وعلم وتسلیم اجماع کی بابت لکھا ہے (اور اسکے مطابق حافظ غازی پوری نے
(اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء میں کچھ لکھا ہے جسکی خدمت گذاری پھر بھی ہوگی)۔ وہ محض بیہودہ
مقال ہے جسکا جواب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں کافی وافی لکھا جا چکا ہے منصفین
ناظرین وسامعین اِس جلد کو صفحہ ۳۶۱ سے ملاحظہ کریں۔ امر سوم اسکا یہ کہنا ہے (جسپر
اُسنے نیا نمبر نہیں لگایا) کہ رسالہ اُجتہاد و تقلید پر جہاں بہت سے علماء نے تقریظات لکھی
ہیں آپ نے بھی اپنی معمولی وسیع ظرفی سے ایک کارڈ کے ذریعہ مُژدہ سُنایا ہے
جسکے الفاظ یہ ہیں (مجھے امیّد ہے اِن الفاظ کو دیکھ کر منصف صاحب کو مزید
سوال وجواب کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی) مولانا فرماتے ہیں رسالہ اجتہاد
وتقلید“ نے آپ کو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے اب اجنبیت ومنافرت دُور کرکے
تعاون وتناصر اختیار کرنا چاہیئے۔ از بٹالہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۲ء۔ اِن ہی دنوں آپنے
ایک خط حکیم عبدالحق امرتسری کو لکھا جسمیں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔ ”مولوی ثناء اللہ
نے اعتقاد اہلحدیث رسالہ اجتہاد وتقلید میں مان لیا ہے۔ اِسی رسالہ اجتہاد وتقلید“

کی بابت مولانا نے اپنے رسالہ میں یوں ریویو کیا ہے - یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُس مُنہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے (اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۶) -
مولانا کیوں ایسا نہ لکھتے جبکہ خود ان کی تحریرات میں ملتا ہے کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۶ و ۳۰۳)
اس قول میں معترض نے جھوٹ و خیانت اور مغالطہ اور دہوکہ دہی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے منصفین اِسکے رد و جواب کو توجہ سے پڑھینگے تو صاف اور قطعی فیصلہ دینگے کہ اِس قول کا قائل اہلحدیث نہیں ہے - اسقدر دلیرانہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا مُسلمان کا کام نہیں چہ جائے کہ اہلحدیث ہو جو مسلمانوں سے ایک اخص واتقےٰ فرقہ ہے - اور اسی سے اِس بحث کا خاتمہ ہو جائے گا - اِس قول میں ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے اور دہوکے دئے ہیں کذب اور دہوکہ اوّل اسکا میرے کارڈ کا ابتدائی حصہ نقل کرکے اور اسکا آخری فقرہ حذف اور سرقہ کرکے یہ جتاتا ہے کہ میں نے اِس کارڈ میں اُسکو صرف اصول اہلحدیث کے مطابق اعتقاد رکھنے سے اہلحدیث مان لیا ہے اور یہ محض دروغ اور دہوکہ دہی ہے - میں نے اِس کارڈ کے اخیر میں اعتقاد کے مطابق اسکو عمل کی ترغیب دی و اُمید بھی ظاہر کرکے یہ جتایا ہے کہ جب تمہارا عمل اس اِس اعتقاد کے موافق ہوگا تب تم پُورے اہلحدیث بن جاؤ گے - اس مضمون کے فقرہ کو اخیر سے حذف و سرقہ کرکے اس کذب و مغالطہ کا اُسنے ارتکاب کیا ہے -
منصفین اِس سے اصل کارڈ منگا کر ملاحظہ فرمائینگے تو اِس کذب اور مغالطہ کا یقین کر لینگے - اصول اہلحدیث کے مطابق عمل کرنا اور التزاماً اُن کا خلاف نہ کرنا اہلحدیث کی ایک جزو اور قید ہے جسکو میں نے نہ صرف اسوقت ظاہر کیا ہے بلکہ سنہ ۱۹۰۶ء کی مطبوعہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۱ میں ظاہر کر چکا ہوں جسکا تفصیلی بیان کذب دوم میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا
کذب و مغالطہ دوم اسکا رسالہ اجتہاد و تقلید میں میرا یہ ریویو کہ جس مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اُسکو کھانڈ سے بھر دینے کو اور جس قلم سے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو

دل چاہتا ہے نقل کرکے یہ جتایا ہے کہ میں نے صرف ان الفاظ کو کہنے اور لکھنے سے اُسکو اہلحدیث تسلیم کرلیا ہے۔ اور یہ محض جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ میں نے جو اس تجویز انعام کے ساتھ ان الفاظ کے مطابق اسکو عمل کرنے کی اس ریویو میں رغبت دلائی تھی۔ اور اس عمل کے پائے جانے کے بغیر اسکے اہلحدیث ہونے اور جماعت اہلحدیث میں داخل ہونے میں دیر و توقف ظاہر کی تھی اسکو وہ سرقہ کرکے کذب و دہوکہ دہی کا مرتکب ہوا ہے۔ جلد ۲۳ کے صفحہ ۶۶ میں جہاں یہ الفاظ تحریر ہوئے ہیں وہاں یہ عبارت بھی درج ہے
اے میرے عزیز مولوی صاحب۔ اگر آپ الفاظ الہام و القاء ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی و ہدایت عقل انسانی آپ نے دل سے کہے ہیں تو بس آپ کی اور آپ کی مخالف پارٹی کے علماء و عوام جماعت اہلحدیث لاہور و امرتسر سے پختہ اور دائمی مصالحت ہو جانے میں اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیان مسجد چینیاں والی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اس کے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اس قدر دیر و توقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر کی ان مقامات کے متعلق جہاں آپ سے تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر کو تفسیر سلف کو راجح لکھ دیں۔ اور اپنی تفسیر سے اسکو اولیٰ قرار دیں۔ اور اس امر کا اپنے اخبار میں اشتہار کر دیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب و سنت سے بیان کر دیں جو آپ کی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں۔ اس عبارت سے آنکھ بند کر لینا اور صرف وہ الفاظ کہنے پر کھانڈ کے لئے منہ کو کھول دینا اور عبارت ترغیب عمل مطابق اعتقاد کے سرقہ کر کے منصف صاحب اور دیگر ناظرین کو یہ جتانا کہ مجھے صرف ان الفاظ کہنے سے اہلحدیث مانا گیا ہے کذب و مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کذب و مغالطہ عوام اسکا بحوالہ مضمون جلد ۸ رسالہ اشاعۃ السنۃ یہ کہنا ہے کہ مجھے بلا واسطہ تقلید قرآن حدیث پر عمل کر لینے پر اہلحدیث تسلیم کیا گیا ہے اور صاحب رسالہ (ابو سعید) کے نزدیک اہلحدیث کی یہی تعریف ہے جو مجھ پر صادق آتی ہے ایک ایسا جھوٹ ہے جو مثل دروغ گوئم بر روئے تو کا مصداق ہے۔ اور اس جھوٹ کو گھڑنے والا مصرع
چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق ہے۔ وہ اسکا مصداق نہ ہو

تو دنیا بھر میں اسکا مصداق کون ہوگا - اس جھوٹ کو گھڑنے والے ثناء اللہ کو بخوبی اور یقیناً معلوم ہے (۱) کہ صاحب رسالہ نے اسکو ہرگز ہرگز صرف بلاواسطہ تقلید بعض احادیث پر عمل کر لینے پر اہلحدیث تسلیم نہیں کیا (۲) اور یہ اسکے نزدیک بلاواسطہ تقلید حدیث پر عمل کر لینا اہلحدیث ہونے کے لئے کافی نہیں ہے جب تک کہ عامل بالحدیث معتقد الی نص حدیث کے بوقت اجماع و آثار پر بھی عمل نہ کرے (۳) اور یہ کہ وہ فقرہ جو جلد ۸ رسالہ سے نقل کیا گیا اہلحدیث کے کامل و جامع و مانع تعریف نہیں ہے یہ تینوں باتیں یہ خاکسار اسکو برملا ایک جلسہ مذاکرہ میں بمقام دہلی پریسیڈنٹ کانفرنس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب کے سامنے کہہ چکا ہے - پھر ان باتوں کو جلد ۲۳ رسالہ میں چھاپ کر تینوں جلسہ کانفرنس میں بمقام امرتسر و پشاور و علیگڈھ میں اسکے سامنے پیش کر چکا ہے - پھر ان باتوں کو سنکر اور پڑھ کر فقرہ جلد ۸ کو پیش کرنا دروغگوئی اور دہوکہ دہی مثل دروغ گویم بر روئی تو کا مصداق ہونے کے ساتھ ایک شرمناک ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے -

ہمارے اس بیان کی تصدیق اشاعت السنتہ جلد ۱۱ و ۲۳ میں صریح عبارات ذیل سے ہوتی ہے - جلد ۲۱ کے صفحہ [illegible] میں ہے [illegible] اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ تمام اعتقادات و اعمال میں بطبق مقولہ متفقہ ائمہ اذا صحّ الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی کو بلاواسطہ تقلید فقہاء اپنا مذہب ٹھہراویں - اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہؓ تابعین سے تمسک کریں - اور جس امر متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو اسکے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیتہً انکار کریں ان دونوں القاب اہلسنت و اہلحدیث میں اتباع سنت و سلف اُمت و اجتناب از توافق اہل بدعت دونوں جزء غیر منفک یا لازمی امور ہیں جس شخص کے عمل و اعتقاد میں یہ دونوں امر بطور التزام پائے جائیں - وہ اہلسنت و اہلحدیث ہے گو بعض احادیث سے تمسک اسحدیث کو ضعیف سمجھنے یا اسکے معارض حدیث کو قوی خیال کرنے سے اس سے فوت ہو جائے - یہ فوات تمسک اسکے فہم و اجتہاد کا نتیجہ سمجھا جائیگا - اسکا التزام و اعتقاد بنا رہا ہے کہ اس ترک تمسک میں وہ تارک حدیث نہیں ہے - اور جس شخص کے عمل و اعتقاد میں یہ دونوں امر بطور

التزام وکلیتہً پائے نجاویں وہ اہلسنت نہ کہلاسکیگا اور نہ اہلحدیث کہلانیکا مستحق ہوگا
گو سو جگہ وہ حدیث پر عمل کرے اور ہزار جگہ وہ اہل بدعت کے توافق سے اجتناب کرے
اُسکا وہ تمسک اور یہ اجتناب اتفاقیہ سمجھا جائیگا نہ لزومیہ"۔ اور جلد ۲۳ کے صفحہ ۸۶ و
۸۷ میں ایک استشہاد نقل کیا گیا ہے جسمیں امر سوم محل استشہاد یہ سوال ہے کہ کیا
مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنۃ جلد ۸ کے صفحہ ۲۹۸ سے دہلی کی ایک مجلس میں
تعریف اہلحدیث نقل کرکے اس سے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا تھا اسکے جواب میں
خاکسار نے کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث کامل وجامع ومانع نہیں اسمیں صرف لقب
وہابی سے جو انکے مخالف ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں اُن کا ایک وصف ولقب
بنایا گیا تھا اسکی تفصیل تصدیق میں خاکسار نے جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی
تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار آخر جو صفحہ سابق میں منقول ہے۔ پھر اس جلد کے صفحہ ۸۸ میں
مرزا صاحب سے اس سوال کا جواب نقل کیا گیا ہے کہ سوال سوم کی بابت گذارش ہے
کہ مجھکو [illegible] ہے زیادہ تقریرات
کل صحیح طور پر یاد نہیں مجھ کو معاف فرمایا جاوے۔ حقیر ضمیر الدین احمد۔ دہلی *
یہ تینوں اکاذیب ثناء اللہ نے اِس غرض سے گھڑے ہیں کہ منصف صاحب
وغیرہ ناظرین کو جتا دے کہ ابوسعید محمد حسین نے میرا اہلحدیث ہونا ان تینوں عبارات
میں مان لیا ہوا ہے۔ اور اِن اکاذیب ثلثہ سے منصف صاحب و تمام ناظرین کو دھوکہ
دیا ہے۔ ان اکاذیب اور اس قسم کے دیگر بے شمار اکاذیب کی جو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ میں منقول ہیں
کی شہادت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ثناء اللہ مسلمان ہی نہیں چہ جائیکہ اہلحدیث ہو
جو مسلمانوں سے اخص و اتقے فرقہ ہے۔ اسپر دلیل قطعی اور حجت الزامی ثناء اللہ کا
اپنا اعتراف ہے جو شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں اِس سے صادر ہوچکا ہے اور
وہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۵۸ میں چھاپ کر ثناء اللہ کے پاس کانفرنس کے جلسہ پشاور و
علیگڈھ میں بھیجا گیا ہے اور اسکے ملاحظہ سے گذر چکا ہے جسکا اُسنے آج تک کوئی
جواب نہیں دیا۔ گویا اسکو مان لیا۔ اور اپنے اعتراف سے مسلمانوں کی جماعت سے

اور پھر اہلحدیث ہونے سے خارج ہوگیا ہے - اور یہ شعر اُس پر صادق آیا ہے جسکو وہ
اَوروں کے حق میں بار بار پڑھا کرتا ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیّاد آپھنسا

ثناء اللہ کے اعتراضات کا (جو اُسنے ہماری تعریف اہلحدیث پر کئے تھے) جواب بھی
ادا ہوا اور اس تعریف کا جامع مانع ہونا ایسا ثابت ہوا کہ اسمیں ثناء اللہ کو دم
مارنے کی گنجایش نہیں رہی - اگر ثناء اللہ اس تعریف کا جامع و مانع نہ ہونا یا اس
تعریف کا دوری ہونا ثابت کردے تو مَیں حلف سے وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں ایک سَو
روپیہ اُسکو انعام دونگا - بشرطیکہ تین اہل علم عقلی و نقلی مسلّم العلم عند العلماء (جو
ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں) اسکو مان لیں - اور اِسکے علاوہ امور کا جنمیں وہ اپنا
منصب چھوڑ کر مدعی بنکر اپنے اہلحدیث ہونے کا ثبوت ہمارے کلام و عبارات منقولہ
سے اُن کو الزامی دلائل سمجھکر اُسنے پیش کیا تھا جواب بھی ایسا ادا ہوا ہے کہ اُسنے
ثناء اللہ کو [illegible] سر اُٹھاوے
اور ان عبارات خاکسار سے اسکے اہلحدیث ہونے کی نسبت میرا اعتراف ثابت کردے
جسکو تین اہل علم عقلی و نقلی مسلّم العلم عند العلماء (جو ثناء اللہ کے ہم خیال نہ ہوں)
تسلیم کرلیں تو خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں ثناء اللہ کو دو سَو
روپیہ انعام دونگا ۔

سو صدی انعام لینے کی چاٹ تو اُسکے ہم مذہب مرزائیوں نے اُسکو لگا ہی دی ہے -
اب یہ تین سَو روپیہ کیوں چھوڑتا ہے - اگر کچھ حوصلہ ہے تو آبا سے بازی کا اُسکو کچھ تو
صلہ ملجائے - تعریف اہلحدیث اور اسپر اعتراضات کے جواب اور ثناء اللہ کے دلائل
کے جوابات سے ہم فارغ ہوئے ہیں تو اب ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے کی
ایسی عام فہم اور اردو عبارت میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ اسپر عموماً اہل علم منصف
داد انصاف دیں اور خصوصاً مرزا صاحب ہمارے مستفتی منصف بھی اُسکو آسانی سے
سمجھ جائیں - اور حسب ضابطہ اور افیشل طور پر نہ سہی پرائیویٹ طور پر ہی اپنا فیصلہ

لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں - اور جو اُن سے بے انصافی ہوئی ہے کہ میرا جواب الجواب ۲ وصول کرنے اور دیکھنے سے پہلے باوجود مستعفی ہوجانے کے ثناء اللہ کو یہ فیصلہ یکطرفہ کر کے دیدیا - کہ جو اعتراض حضرت امرتسری نے تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اُٹھا نہیں سکے - جنکو اخبار یکم شوال میں ثناء اللہ نے شایع کر دیا ہے - اب اِس گناہ کبیرہ کا کفارہ یہی ہے کہ جواب الجواب نمبر ۲ کو پڑھ کر صاف الفاظ میں تحریر کریں کہ اس یکطرفہ فیصلہ میں مجھ سے جلدی میں غلطی ہوتی ہے اور وہ اعتراضات ایسے زور سے اُٹھائے گئے ہیں کہ اُن پر ایک سو روپیہ انعام بھی تجویز ہو گیا ہے *

اس دلیل کا پہلا مقدمہ یہ ہے کہ اصول خمسہ (خصوصاً اتباع اجماع و آثار سلف صالحین صحابہ و تابعین کا (جو ثنائی پارٹی کا محل نزاع تھا) معمول بہا اور دستور العمل اہلحدیث ہونا ثناء اللہ نے اور اسکے دیگر ہم خیال متنازعین (واعظ رحیم آبادی و حافظ غازی پوری) [illegible] اور صاف الفاظ سے ثناء اللہ نے اعتراف کیا ہے کہ جس مسئلہ میں قرآن و حدیث نہ ملے اس میں اجماع و آثار کی تقلید یا پیروی جائز ہے - اس سے کسی کو خصوصاً ثناء اللہ) کو انکار نہیں - اگر ہے تو صرف اُن کی حجیّت سے ہے - اِس مقدمہ کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ اہلحدیث وہ ہے جسکا عمل و اعتقاد ان اصُول کے مطابق ہو بر خلاف نہ ہو گو اُن کی حجیت سمجھنے میں نزاع ہو - رسالہ اجتہاد و تقلید ثنائی طبع اوّل کا صفحہ ۲۳ و صفحہ ۵ و طبع دوم صفحہ ۴۷ اور اُسکے ساتھ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۶ - و صفحہ ۱۹ لغایت ۱۳۷ خصوصاً صفحہ ۵۷ لغایت صفحہ ۹۶ و صفحہ (۲۱۰) ملاحظہ ہو -

دوسرا مقدمہ ثناء اللہ کا عمل ان اصول کے برخلاف ہے وہ تفسیر عربی ثنائی میں ان اصول کا خلاف کر چکا ہے - اور باوجود وعدہائے سالہا سال کے اِس خلاف سے رجوع نہیں کرتا - اور ان اصول کے کانفرنس و دیگر اہلحدیث کے دستور العمل ہونے سے مانع ہے وہ بڑے جد و جہد کے ساتھ اُن کو کانفرنس میں پیش ہونے اور پاس ہونے سے اپنا تمام زور

لگا چکا ہے - صفحہ ۵ سے ۱۵ جلد ۲۳ - اشاعۃ السنۃ اور اشتہارات متعلق کانفرنس (کانفرنس کے ممبروں کی بہادری کا اشتہار د کانفرنس کیطرف سے ہمارے سوال کا جواب اور ہماری طرف سے جواب الجواب) ملاحظہ ہو - اِن دونوں مقدموں کا نتیجہ یہ ہے کہ ثناء اللہ درحقیقت اور دل سے ان اصولوں کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اُن کا منکر ہے - اور اسکا اظہار تسلیم محض منافقانہ ہے اور وہ محض اہلحدیث کو دام میں لانے کی غرض سے ہے لہذا وہ اہلحدیث نہیں ہے یہ ثناء اللہ اور اُسکے ہم خیال ممبران کانفرنس کی نسبت اس دلیل کا اثر و فیصلہ ہے - اب رہا کانفرنس کے اُن ممبروں کے حق میں (جو اصول خمسہ کے اعتقاداً و عملاً قائل و موافق ہیں اور انکی تائید میں اپنی تقریظات و تحریرات لکھ چکے ہیں جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں شائع ہو چکی ہیں) فتویٰ اور فیصلہ سو یہ ہے کہ جب تک وہ اس مبتدع و بد اعتقاد سکرٹری کانفرنس کو اور اُسکے ہم خیال ممبران (حافظ غازی پوری و واعظ رحیم آبادی و ابراہیم سیالکوٹی) کو کانفرنس سے علیحدہ نہ کرینگے - اور بصورت عدم مقبولیت [illegible] پورے اعتقادی او عملی اہلحدیث نہ رہیں گے - حدیث صحیح میں آیا ہے

من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان وفیہ روایۃ ولیس وراء ذلك حبۃ خردل من الایمان رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۴۳۶ • قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عز وجل الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یا رب فیھم عبدك فلان لم یعصك طرفۃ عین قال

جو شخص بُری بات کو دیکھے وہ اُسکو ہاتھ سے مٹا دے - یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اُسکو بُرا سمجھے یہ اضعف ایمان ہے اور ایک حدیث میں ہے اسکے سوا دانہ رائی برابر ایمان نہیں ہے - اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک قوم کی نسبت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ انکی بستیوں کو اُٹھا کر زمین پر اُلٹ دے جبرئیل نے عرض کیا کہ اسمیں ایک شخص ایسا ہے جس نے آنکھ جھپکنے کا عرصہ گناہ نہیں کیا - خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن سب پر انکی بستیوں کو

فقال اقلبها علیه و علیهم فان وجهه لم یتمعر فی ساعة قط (مشکوٰة ص ۴۳۱)

اُلٹا دو۔ اسلئے کہ میرے دین کی غیرت میں اُسکے چہرے پر ایک ساعت بل نہیں پڑا ۔

یہ دلیل خروج ثناء اللہ از فرقہ اہلحدیث اور یہ فتویٰ بحق ممبران کانفرنس اہلحدیث جو اصول خمسہ کے قائل و معتقد ہیں و مع ہذا اسکا ساتھ نہیں چھوڑتے وہ سب دوستانہ و برادرانہ طور پر ملے جلے رہتے ہیں۔ اِس سے پہلے پیسہ اخبار میں اور اشتہارات متعلقہ کانفرنس میں شائع ہوکر اُن کی خدمات میں صدہا کا پیاں عین موقعہ جلسہ علیگڈھ پہونچ چکی ہیں مگر ثناء اللہ اور اُسکے ہم خیال ممبران نے اُسکو شیر مادر کیطرح غٹ غٹ کرکے نوش فرمالیا ہوا ہے۔ اور ہمارے اشتہارات کو بھی جلسہ میں تقسیم ہونے سے روک دیا ہوا ہے گویا اُن کو اس دلیل اور اس فتوی کی کچھ خبر ہی نہیں وہ ہمیشہ اپنے مخالف دلائل و جوابات کو سنتے ہیں اور نوش جان فرماکر پھر انہی دلائل و جوابات کے مطالبہ کے لئے خم ٹھوک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انکے اس حال کی ایک مثال یاد آئی ہے۔ ایک کاشتکار کو اُسکے مالیہ نہ ادا کرنے پر تحصیلدار حلقہ نے پچاس جوتے مارے اُسنے اُن کو ایک جوتا بھی سمجھا اور وہ پگڑی جھاڑ کے نکلا کہ شکر ہے پیر صاحب نے میری عزت رکھی ہے۔ یہی حال ثناء اللہ کا بعینہٖ ہے۔ ہرطرف سے راولپنڈی سے مدراس سے۔ پنجاب سے اُس پر دلائل اور جوابات اور رسائل کی بوچھاڑ ہوتی ہے مگر یہ سب سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔ اور آئے دن اپنے اخبار کذب بار میں اپنے احمق خریدار اور معتقدوں میں اشتہار نکالدیتا ہے کہ آؤ مجھ سے بحث کرو۔ فلاں بات یا جواب کا جواب دو۔ مگر الحمد للہ اُس کی سرکوبی کے لئے کئی نوجوان کھڑے ہو گئے ہیں جو ہر وقت اس کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ یہ عاجز خاکسار پیر نوجوان سیرت و صورت بھی جب تک زندہ ہے اور روز افزوں نوجوانی اور طاقت روحانی و جسمانی سے خدا تعالیٰ کی عنایت و فضل سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کی اور اسکی خودساختہ کانفرنس کی خدمت گذاری کے لئے حاضر ہے اور سب کا موا سے

اسوجہ سے قیام و ترقی ہوئی ہے کہ یہ خاکسار اس خیال اتحاد و اتفاق و ہدایت سے جسکو ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ظاہر کرچکا اسکے رد میں مضامین چھاپ چھاپ کر جمع کرتا رہا اور اُن کی عام اشاعت نہ کرسکا صرف اسکو اور اُسکی کانفرنس کے اخص ممبران کو ہی بھیجتا رہا۔ اور اپنا اور اپنے رسالے کا حرج اور نقصان کرتا رہا۔ اب جو اُن کا حال کھلگیا اور انکا نفاق ظاہر ہوگیا۔ اب یہ دیکھ لینگے کہ اُنکی کیسی خبر لیجاتی ہے۔ بحول اللہ و قوتہ وَهُوَ حَسْبِي نِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ نِعْمَ النَّصِيرُ

جواب و خطاب ثناء اللہ سے فراغت ہوئی تو اب حسب وعدہ اُن گالیوں اور ملام الفاظ کی فہرست پیش کیجاتی ہے۔ جو واعظ رحیم آبادی نے اِس خاکسار اپنے باپ کے دوستدار کے حق میں لکھے اور ثناء اللہ نے اُنکو میرے لفظ واعظ کج رحیم آبادی استعمال کرنے کی مثل قرار دیکر بہ دستاویز آیت وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اخبار ۳۰ اپریل میں شائع مشتہر (۱) آپکے لئے ایک چوٹرا ابھی ریل گاڑی میں جگہ سے نہیں ہٹنا۔ (۲) لغایۃ (۴) جھوٹا ہے جھوٹا ہے جھوٹا ہے۔ (۵) ارے خدا سے ڈر اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے۔ (۶) مولوی صاحب ایسے آدمی ہیں کہ کسی اسلامی جلسے میں بلائے نہیں جاتے۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں بھی اُنکو کوئی نہیں پوچھتا۔ (۷) ارے اللہ کے وعید سے ڈر جو جھوٹوں کے حق میں وارد ہے۔ (۸) مجنونانہ ٹر (۹) بکواس۔ (۱۰) ہذیان۔ (۱۱) بھلے مانس بیہودہ سرائے (۱۲) جھوٹی شیخی جھوٹا احسان۔ (۱۳) دروغگورا حافظہ نباشد۔ (۱۴) حرکت مجنونانہ۔ (۱۵) بیہودہ گوئی و کذب۔ (۱۶) یہی حرکت مجنونانہ دیکھکر لوگ جلسے میں انکو تقریر کرنے کا اہل نہیں سمجھتے۔ (۱۷) یہ کیسی لغو اور بیہودہ بکواس ہے۔ (۱۸) جناب عقل کے ناخن لیجئے۔ (۱۹) بٹالوی کا رہبر شیطان لعین ہے۔ (۲۰) دروغگورا حافظہ نباشد (۲۱) بات تیرے جھوٹے کی۔ (۲۲) ارے جھوٹے۔ وعلی ہذالقیاس کہاں تک نقل کروں ان الفاظ میں جو مجھ پر جھوٹ کے الزام لگائے گئے ہیں اُنکے جواب میں میں اسقدر کہتا ہوں کہ اگر میرا ایک کذب واعظ صاحب ثابت کردیں تو میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں فی کذب پانچ روپیہ انعام دونگا۔ واللہ باللہ ثم باللہ۔ جو واقعات دروغ نقل کئے ہیں اُن میں سے پہلا واقعہ بالکل غلط ہے۔ میں کبھی ثناء اللہ سے مباحثہ کا دن اور جگہ مقرر کرکے غیر حاضر نہیں ہوا

اِس مباحثہ کا نتیجہ وانجام

مرزا ظفر اللہ منصف کا حق سے سکوت و فرار اور ثناء اللہ کا انہزام اور آیندہ کیلئے اُس سے کلیۃً قطع تعلق وخطاب وکلام

مولوی ثناء اللہ کا دوسرا پرچہ متضمن جواب میرے پاس پہنچا۔ تو میں نے اس کا جواب الجواب نمبر ۲۔ تیار کر کے منصف صاحب سے (اس خیال سے کہ وہ علمی جواب ہے۔ اور منصف صاحب عالم نہیں اس کو نہ سمجھینگے) درخواست کی کہ وہ اس جواب الجواب کو سُن اور سمجھ لیں انہوں نے اس سے انکار کیا تو میں نے وہ جواب الجواب انکے پاس نہ بھیجا اور اس شکر رنجی میں عرصہ گذر گیا۔ اس اثناء میں ثناء اللہ نے اس ناتمام بحث کو اپنے اخبار اہل حدیث میں مشتہر کیا۔ جس پر خاکسار کی مرزا صاحب سے یہ مراسلت ہوئی۔ جو سراج الاخبار سے [illegible] نقل کی جاتی ہے۔

آیڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم

مرزا ظفر اللہ خاں صاحب رئیس وزیر آباد خاکسار و ثناء اللہ امرتسری کے باہمی گفتگو میں منصف ہو گئے تھے۔ جب ثناء اللہ نے اس ناتمام گفتگو کو بلا اجازت منصف کے اخبار ۸ اجون ۱۹۱۵ء میں چھاپ دیا تو مینے اسکی شکایت کر کے مرزا صاحب سے درخواست کی کہ آپ میرے جواب الجواب نمبر ۲ کو بلا کم و کاست چھاپ دینے کا تحریری وعدہ ثناء اللہ سے لیکر میرے پاس بھیجدینگے تب میں اپنا مضمون جواب الجواب آپ کے پاس بھیجونگا میری اس درخواست کو انہوں نے منظور نکیا اور اپنے فرض منصبی انصاف کا خلاف کیا۔ لہذا میں اپنا جواب الجواب نمبر ۲۔ اُنکے پاس نہ بھیج سکا اور یہ شکایت انکی خدمت میں پیش کی کہ اس میں فریق ثانی کی رعائت پائی جاتی ہے جسپر مرزا صاحب نے ۲۹* ۹ جولائی ۱۵ء کے کارڈ میں یہ لکھا ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ جناب نے اس میں رعایت فریق ثانی کسطرح سمجھ لی۔ وعدہ تحریری کا کون موقع تھا جواب بھیجدیا جاتا اور یہ تحریر

* یہ ہندسہ مشتبہ ہے بلیں سے [illegible] ۱۹ [illegible] اگست میں شہر [illegible]

ہوتا کہ چونکہ پہلے سوال وجواب اخبار میں شائع ہو گئے ہیں۔ اب یہ بھی شائع ہو جاوے پھر اگر وہ شائع نہ ہوتا تو شکایت کا موقع تھا اب اگر سلسلہ بحث جاری رکھنا ہے تو جواب عنایت ہو ورنہ تحریر فرمایا جاوے کہ آئندہ سلسلہ بند ہے تاکہ طرف ثانی کو اطلاع دی جاوے اور اسکا انتظار اور سلسلہ بحث ختم ہو جاوے۔ اگر آج سے دس روز تک جواب عطا نہ ہو تو سمجھا جاویگا کہ سلسلہ بحث ختم ہو گیا۔ محمد ظفر اللہ وزیر آباد ۲۹ جولائی ۱۵ء

پھر اس میعاد دس روز کے گذرنے سے پہلے مرزا صاحب نے کارڈ ۲۔ اگست میں اپنے منصف ہونے سے استعفا دیدیا اور باین الفاظ لکھا کہ بہرحال میں آپکی ثالثی کے لئے وقت نہیں دیسکتا اور اطلاعاً عرض ہے کہ آئندہ اس معاملہ میں مجھ سے خط وکتابت نہ فرمائی جاوے۔ ہر ایک ثالث استعفا دیسکتا ہے سو میں استعفا پیش کرتا ہوں۔ ۲۔ اگست وزیر آباد۔ محمد ظفر اللہ۔

خاکسار نے اس کارڈ کے جواب میں جب مرزا صاحب سے استعفا دینے کی وجہ پوچھی اور اسکے بیان ہونے پر انکو اس استعفا کو موقوف کرنا کہا تو آپنے کارڈ ۷۔ اگست میں تحریر فرمایا کہ مولانا صاحب استعفا ثالث کا منظور کرنا یا نہ کرنا فریقین کے اختیار میں نہیں۔ یہ ثالث کا اپنا اختیار ہے۔ آپ وجہ استعفا دریافت فرماتے ہیں مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ آپنے مجھپر طرفداری کا الزام لگایا جو مینے تحمل سے سُنا۔ اِسکے بعد آپنے دو شرطیں لگائیں۔ اوّل یہ ہے کہ میں عبادلہ ثلاثہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی حافظ عبداللہ صاحب امرتسری۔ مولوی فاضل۔ حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری سے دریافت کروں۔

(دوم یہ کہ آپ سے بالمواجہ جواب الجواب سنوں۔ بعد ازاں جناب نے یہ شرط لگائی کہ ثناء اللہ سے تحریری معاہدہ لیا جاوے کہ مضمون سالم طبع کریں۔ اب آخری شرط آپنے پھر لگائی ہے کہ کسی عالم سے میں دریافت کروں اور اُسکے مطابق فیصلہ کروں اگر جناب نے کسی عالم کے کہنے سے فیصلہ کرنا ہے تو میری کیا ضرورت ہے وہی عالم فیصلہ کرسکتا ہے۔ اب آپکو وجہ استعفا معلوم ہو گئی ہے۔ پس

کسی عالم کو ثالث مقرر فرمایئے جو آپ کی جھڑکیاں برداشت کرے۔ نیاز مند ظفر اللہ ۴ اگست
اور اس سے پہلے دو دفعہ کارڈ ۶ و ۱۳ جون میں باین الفاظ وعدہ دیچکے ہیں کہ میں جب
فیصلہ کرونگا تو کسی عالم سے پوچھکر کرونگا۔ کارڈ ۶ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں سمجھنے کا
موقعہ تو بعد میں ہوتا ہے جب فیصلہ کا وقت ہوگا۔

اور کارڈ ۱۳ جون میں آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ اسوقت ضرورت ہوئی تو میں کسی فاضل
سے بطور خود بھی مدد لے لونگا تاکہ علمی مضامین میں وہ میری امداد کرے۔ کارڈ ۴ اگست
میں آپ نے اس وعدہ کا خلاف کیا۔ آج اخبار اہل حدیث یکم شوال دیکھنے سے معلوم
ہوا کہ مرزا صاحب نے اِن سب میری شرطوں کو اور اپنے وعدوں کو بالائے طاق رکھ
کر باوجود استعفا دینے کے اور باوجود میرے جواب الجواب کو نہ دیکھنے کے اور باوجود
میعاد داخلہ جواب الجواب دس روز کے نہ گذرنے کے اور باوجودیکہ جس قدر گفتگو تعریف
اہلحدیث میں فیصلہ سے پہلے ہوئی تھی وہ علم منطق اور منطقی اصطلاح دَور کے جاننے
پر موقوف تھی اور مرزا صاحب علم منطق سے کورے تھے۔ صرف مولوی ثناء اللہ کے بیان
یک طرفہ پر فیصلہ یکطرفہ کر دیا ہے کہ "تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی پر جو اعتراض حضرت
امرتسری نے کئے تھے اُن کو حضرت بٹالوی اٹھا نہیں سکے"۔

لہٰذا میں اولاً مرزا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپنے جو حالات مذکورہ بالا کے موجود ہونے
کے ساتھ یہ فیصلہ یکطرفہ ناجائز کر دیا ہے۔ یہ کس عالم سے پوچھکر کیا ہے اور آپ کو اِس
فیصلہ کا حق کیونکر حاصل تھا اور ثانیاً اڈیٹر صاحب آپ سے اور اہل علم کے پبلک
سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا فیصلہ یکطرفہ و برخلاف شروط مُسلّمہ کچھ وقعت رکھتا ہے
یا بجوے نمی ارزو کا مصداق ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ تعریف اہل حدیث میں
ثناء اللہ نے دَور کی بحث کو (جو منطقی بحث ہے) چلایا ہے اور مرزا صاحب علوم عربی
منطق وغیرہ سے عاری ہیں اور اُنکی دینی معلومات کا یہ حال ہے کہ وہ خط لکھنے میں
شروع بسلام سنت الاسلام ضروری نہیں جانتے انکے چھ خط اسوقت میرے سامنے
رکھے ہیں اِن میں سلام ندارد۔ نہ اولاً نہ آخراً۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جو عیسائی سلاطین کو خط لکھے ہیں تو اِن کو بھی بعنوان سلام علے من اتبع الھدی سلام سے شروع کیا ہے ایسا ناواقف اہلحدیث کی تعریف کا فیصلہ جامع مانع اور دوری ہونے نہ ہونے کا کیا خاک کر سکتا ہے اور جو کرے تو اُسکی وقعت ہی کیا ہے۔ اور ثناء اللہ سے یہ سوالات ہیں (۱) جو فیصلہ احد الفریقین کے حاضر نہ ہونے یا اپنا جواب داخل نہ کرنے کی وجہ سے یک طرفہ ہو جائے کیا وہ شرعاً اور عنداللہ اس فریق کے حق کو زائل و باطل کر دیتا ہے اور اسکو اپنے حق کا ثبوت دوسرے حاکم و منصف کے پاس پیش کرنیکا حق باقی نہیں رہتا یہ مسئلہ کس مذہب اور کس دلیل قرآن یا حدیث سے ثابت ہے۔ (۲) منصف کے مستعفی ہو جانے بعد اُسکا فیصلہ قانوناً یا شرعاً مؤثر ہوتا ہے یا نہیں اور لغو بے محل اور مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔ (۳) کیا مرزا صاحب عالم ہیں اور وہ علم منطق میں دخل رکھتے ہیں اور دور و تسلسل کی اصطلاح سے واقف ہیں۔ (۴) اگر عالم و واقف ہیں تو دو عالم منصفوں کے ساتھ تیسرا جج تمنے کیوں تجویز کیا تھا۔ (۵) اگر عالم نہیں [illegible] یہ فیصلہ کیا ہے جو اُن کے لئے شرط ٹھیرایا گیا تھا۔ (۶) اگر اِن سوالات کا جواب نفی میں دو تو پھر بتاؤ کہ نقل فیصلہ مذکور کے بعد جو تم نے لکھا ہے کہ الحمد للہ تعریف اہلحدیث کا فیصلہ ہو گیا یہ انصاف ہے یا بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور دھوکا دہی و دروغ گوئی جسکا تمہاری نسبت شروع اس مضمون میں دعویٰ کیا گیا تھا۔ بینوا توجروا۔ ابو سعید محمد حسین ۱۵۔ اگست ۱۹۱۵ء از شملہ

"اسکے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر ۱۵ء میں یہ مضمون شائع کرایا"

بٹالوی جھگڑے کا فیصلہ
اور
فیصلہ کے بعد نیا جھگڑا

جناب ایڈیٹر صاحب اسلام علیکم۔ آپکو معلوم ہوگا کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ۱۹۰۲ء سے میرے ساتھ نزاع ہے اِس نزاع نے مختلف صورتیں اختیار

کیں۔کبھی جدال۔کبھی صلح۔پھر صلح کے بعد بگاڑ۔یہانتک کہ ایک دفعہ آرہ میں علما منصف ہوئے اُن کے فیصلہ کو تسلیم کرنیکا مولوی صاحب نے اقرار کیا نہ صرف اقرار کیا بلکہ شائع بھی کیا (ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ صا۲۶) وہ فیصلہ بھی بحمد اللہ میرے حق میں ہوا۔جسپر مولوی صاحب ایسے بگڑے کہ منصفوں کو بھی خوب سُنائیں چونکہ مجھے مصالحت رکھنا منظور تھا اسلئے اِن دنوں میں نے لکھا کہ آیئے پھر فیصلہ کرائیں۔فیصلہ کی صورت مینے یہ لکھی کہ دو عالم اور ایک مشیر قانونی ہو۔مشیر قانونی کے لئے میں نے جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب جج سیالکوٹ حال پنشنر وزیر آباد کا نام پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے کہا کسی عالم کی ضرورت نہیں معاملہ بالکل صاف ہے میں تمہاری اُردو تحریر ونسے دکھادونگا کہ تم اہلحدیث نہیں اسلئے صرف مرزا ظفر اللہ خانصاحب کافی ہیں۔مجھے بھی چونکہ فیصلہ کرانا منظور تھا اور جناب مرزا صاحب کی خداداد قابلیت اور انصاف پسندی سے میں واقف تھا۔مینے یہی منظوری دیدی۔(ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء)

چونکہ میرے خارج از اہلحدیث ہونے کے لئے اہلحدیث کی تعریف ہونی ضروری تھی اسلئے پہلے یہی سوال تھا کہ اہل حدیث کی تعریف کیا ہے مولوی صاحب نے تعریف کی مینے اُس پر اعتراض کیا اسیطرح دونوں طرف سے دو دو پرچے پہنچے۔مرزا صاحب نے اِس تنازعہ کا فیصلہ بحمد اللہ میرے حق میں دیا تو مولوی صاحب نے حسب عادت قدیمہ اُنکو بھی صلواتیں سُنائیں چنانچہ سراج الاخبار ۳۰ اگست اور پیسہ اخبار ۵ ستمبر میں آپکا مضمون نکلا ہے جسمیں مولوی صاحب موصوف نے جناب منصف صاحب کی نسبت خلاف شان الفاظ لکھے ہیں۔میں باور نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی شریف آدمی کسی شریف آدمی کو اپنا حاکم بناکر اُسکا ساختہ پرداختہ منظور کرکے بعد فیصلہ اُسکو بُرا بھلا کہے اسکی مثالیں میرے علم میں آجتک دو ہی پیدا ہوئی ہیں ایک مرزائی جماعت کے معزز رکن منشی قاسم علی جنہوں نے لدھیانہ میں سردار بچن سنگھ صاحب پلیڈر کو سرپنچ مانا مگر جب انہوں نے فیصلہ اُنکے خلاف اور میرے حق میں دیکر تین سو

روپیہ مجھے انعام دلایا تو منشی موصوف نے سردار صاحب کو خوب سُنائیں جس سے بجائے اسکے کہ سردار صاحب موصوف کی ہتک ہو شرفا کی نگاہ میں منشی قاسم علی کی ہتک ہوئی ہو گی۔ دوسری مثال اِس کی جناب مولوی محمد حسین صاحب ہیں مولوی صاحب موصوف نے اِس ناراضگی کے مضمون میں چند سوال لکھے ہیں جنکو بوجہ بیخبری کے دونوں اخباروں کے ایڈیٹر صاحبوں نے بھی معقول سمجھا۔ اعتراض حسب ذیل ہیں۔

(۱) منصف صاحب نے باوجود وعدہ کسی عالم سے مشورہ نہیں لیا۔

(۲) باوجود دس روز کی میعاد جواب کے لئے دینے کے میعاد سے پہلے ہی فیصلہ کردیا

(۳) فیصلہ سے پہلے استعفا دیا اور استعفا کے بعد فیصلہ کیا لہذا یہ فیصلہ بجوے نا رزد (ہیچ ہے) اب سُنئے اِنکے جواب۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب نے منصف صاحب کو لکھا تھا کہ آپ فلاں فلاں مولوی صاحب سے (جو اُن کے ہم خیال ہیں) مشورہ کرلیں۔ منصف صاحب نے لکھا یہ میرا کام ہے فیصلہ کے وقت مجھے ضرورت ہوئی تو میں کسی عالم سے مشورہ کرلونگا اُس سے صاف ثابت ہے کہ کسی عالم سے مشورہ کرنا بوقت ضرورت تھا چونکہ منصف صاحب کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی اسلئے اُنھوں نے کسی عالم سے مشورہ نہ کیا تو کیا فیصلہ غلط ہو جائیگا۔ کیا منصف کی دیانت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ وہ کہے مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں میں خود ہی اس مضموں کو سمجھ گیا ہوں تو اسکے اس کہنے کو باور نہ کیا جائے۔ (افسوس)

(۲) دس روز کی میعاد جناب منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹۔ جولائی کو دی ہے چنانچہ سراج الاخبار مورخہ ۳۰۔ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے ہیں کہ اُنیس ۱۹ جولائی کا کارڈ آیا اور ۲۶۔ جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ مینے مولوی صاحب بٹالوی کو دس روز کی مہلت دی ہے یہ میعاد ۲۹۔ جولائی کو ختم ہونی چاہیے تھی یا آنے جانے کے

دن شمار کئے جائیں تو بھی اکتیس (۳۱) کو ضرور ختم ہو گئی ہو گی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲۔ اگست کو لکھکر میرے پاس بھیجا تبلایئے میعاد کے اندر دیا یا بعد۔

(۳) یہ سوال بالکل بے اصل ہے۔ تعجب ہے کہ ایڈیٹر صاحبان نے بغیر اسکے کہ فریق ثانی کا بیان سُنیں جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب جیسے قابل جج کی نسبت بدگمانی روا رکھی کہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھے کہ استعفا دینے کے بعد فیصلہ نہیں دے سکتے اسکے جواب میں بہتر ہے کہ میں منصف صاحب کے خط متضمن فیصلہ سے چند فقرات نقل کردوں جس سے زیادہ صحیح جواب ہو نہیں سکتا۔

جناب منصف صاحب مولوی صاحب بٹالوی کی تیز زبانی اور ہتک آمیز دلآزار فقرات (جنکے نقل کرنیکی ابھی ضرورت نہیں وقت ضرورت نقل ہوں گے) نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

"پس ان وجوہ سے میں اب آیندہ ثالثی کے لئے اپنے تئیں قابل نہیں سمجھتا اور ثالثی سے استعفا [illegible] اہلحدیث کی تعریف زیر بحث ہے جب اصل معاملہ پر گفتگو شروع ہوئی جو اہم ترین معاملہ ہے تو خدا جانے مجھپر کیا کچھ اعتراض ہونگے اسلیئے میں اس مخمصہ میں رہنا نہیں چاہتا جسقدر معاملہ میرے روبرو ہوا ہے اُسکی نسبت میری رائے ہے کہ جو تعریف اہلحدیث حضرت بٹالوی نے تحریر فرمائی تھی اور اُسپر جو اعتراض حضرت امرتسری نے کئے تھے اُنکو حضرت بٹالوی اُٹھا نہیں سکے حالانکہ انہوں نے اپنے الفاظ کو کچھ تبدیل بھی کر دیا تھا اور آخر جواب الجواب دینے میں لیت و لعل فرمانا شروع کیا اور جواب عنایت نہ فرمایا اسلیئے اصل معاملہ زیر بحث ہی نہیں آیا اور ثالث کی نسبت ایسے خیالات ایسے الفاظ میں ظاہر کئے جس سے ثالث کو استعفا دینے پر مجبور ہونا پڑا۔" محمد ظفر اللہ۔ ۲۔ اگست ۱۵ء

ناظرین غور کریں کہ ایک ہی خط مورخہ ۲۔ اگست میں دونوں باتوں کا درج ہونا کیا ثابت کرتا ہے۔ مطلب صاف ہے کہ جناب منصف صاحب نے ۲۔ اگست کو گذشتہ کارروائی کا فیصلہ دیکر آیندہ کے لئے منصفی سے استعفا دیا ہے۔ یہ نہیں

کہ ۲۔ اگست کو استعفا دیا اور ۱۲۔ اگست کو فیصلہ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے سمجھا جو کہتے ہیں۔

"میرے خیال میں ۲۔ اگست کو جبکہ مرزا صاحب استعفا دے چکے تھے تو ۱۲۔ اگست کو فیصلہ نہیں دینا چاہئے تھا"

غالباً یہ غلط فہمی اخبار اہلحدیث کی تاریخ سے لگی ہے جسمیں یہ فیصلہ درج ہی یعنی فاضل ایڈیٹر پیسہ اخبار نے تاریخ طبع کو تاریخ تحریر سمجھ لیا جو کسی طرح ٹھیک نہیں۔ فیصلہ ۲۔ اگست ہی کو ہوا اور آئندہ کی منصفی سے استعفا بھی دو ہی کو ہوا۔ اس استعفا کا اثر گذشتہ کارروائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ کا فیصلہ مجھے چونکہ جناب مولوی محمد حسین صاحب سے مصالحت رکھنی منظور ہے اسلئے میں فیصلہ کی ایک آسان صورت پیش کرتا ہوں امید ہے ایڈیٹر صاحب بھی اسکی تائید کرینگے جناب موصوف اس امر کی فیصلہ کیلئے کہ یہ فیصلہ جو جناب مرزا ظفر اللہ خان صاحب نے کیا ہے صحیح ہے یا غلط کوئی ... منصف ... شرط ضروری ہوگی کہ بعد فیصلہ منصف کو سنانا ہوگا جو کوسیگا وہ کم سے کم مبلغ ایک سو روپیہ انجمن حمایت اسلام میں داخل کریگا اسکے اعتبار کے لئے فریقین سو سو روپیہ حاجی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن مذکور کے پاس جمع کرا دینگے جسنے فیصلہ پر چون وچرا کی حاجی صاحب اُسکا روپیہ داخل انجمن کرکے دوسرے کو روپیہ واپس کردینگے۔

مولوی صاحب کو اختیار ہے تقرر منصف کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کریں یا بذریعہ اخبار ؎ من نگویم کہ ایں مکن آں کن ؛ مصلحت بیں وکار آساں کن

خاکسار۔ ابو الوفاء ثناء اللہ

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے دو جعلسازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل ۱۹ کے ہندسہ کو جو غلطی کاتب سے بجائے ۲۹ لکھا گیا تھا اونیس حرفوں میں بنایا تاکہ میعاد داخلہ جواب خاکسار اکتیس جولائی تک ختم ہو جائے اور منصف کا فیصلہ بعد گزر جانے میعاد جواب الجواب کے ثابت ہو۔ دوسرے میرے سوالات ستہ سے جو سراج الاخبار

۲۰۔ اگست میں ثناء اللہ سے کئے گئے تھے۔

صرف تین سوالات کو نقل کر کے اِنکا جواب جیسا بن پڑا دیا۔ اور تین سوالات کو جو قطعاً مُنصف کے فیصلہ کا ناجائز ہونا ظاہر کرتے تھے خورد برد کر دیا۔ اور اِس چالاکی سے ناظرین کو دھوکا دیا اِس جواب ثنائی کا جواب خاکسار نے یہ دیا جو سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۵ء سے نقل کیا جاتا ہے''۔

منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور اور بصورت ناراضی وشکایت سو روپیہ جُرمانہ حاضر

مولوی ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میرے مضمون سراج الاخبار ۲۰۔ اگست ۱۹۱۵ء کا جواب چھپوایا ہے اُس میں سراج الاخبار ۲۰۔ اگست میں مرزا ظفراللہ صاحب کے منقولہ رُقعہ متضمن تقرر میعاد جواب دس روز کی تاریخ ۲۹۔ جولائی کو جو اخیر رُقعہ میں درج ہے ۱۹۔ جولائی جو غلطی سے سراج اخبار ہو گئی تھی قرار دیکر میعاد جواب ۳۱۔ جولائی ٹھہرا کر مرزا صاحب کے فیصلہ کو میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور جائز قرار دیا ہے جو محض دروغ ہے۔ اگر منشی شمس الدین صاحب اصل کارڈ مرزا صاحب کو جبپر مرزا صاحب کی دستخطی تاریخ ہی اور ڈاکخانہ وزیر آباد و بٹالہ و شملہ کی مُہریں بھی موجود ہیں جو ۲-۲۹۔ جولائی کے پہلے نہیں ہیں ملاحظہ کر کے ایک مجلس عام میں کہدینگے کہ یہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب دس روز گذر جانیکے بعد واقع ہوا ہے اور اُن کو اِس فیصلہ کا حق حاصل تھا اور حاضرین مجلس بھی اُنکی تصدیق کرینگے تو میں اُس فیصلہ کو مان لونگا اور پھر شکایت زبان پر نہ لاؤنگا۔ اگر شکایت کروں تو پھر سو روپیہ تاوان دونگا۔ اِسی اخبار میں ثناء اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ۲۶۔ جولائی کے کارڈ میں مرزا صاحب نے میعاد جواب دس روز مقرر کر کے اُسکو اطلاع دی تھی۔ یہ بیان ثنائی صحیح تسلیم کیا جاوے تو بھی ۲۔ اگست تک دس روز میعاد ختم نہیں ہوتی جسکو ثناء اللہ نے تاریخ فیصلہ تسلیم کیا ہے۔ اِسکا فیصلہ بھی منشی شمس الدین اور حاضرین

مجلس کریں۔ اس قسم کے اکاذیب اُس مضمون ثنائی میں اور بھی ہیں جو اس مجلس میں پیش کیے جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ جس روز منشی شمس الدین صاحب کہیں میں سو روپیہ لیکر لاہور پہنچوں۔

راقم ابوسعید محمد حسین بٹالوی

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں یہ مضمون شایع کرایا ہے:۔

بٹالوی نزاع کا فیصلہ

سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میرا جواب الجواب دیا ہے۔ مگر حسب عادت اُلجھن میں ڈالکر۔ مولوی صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مبادی اور اجزاء دعویٰ میں بہت اُلجھا کرتے ہیں۔ سُنئے میرا دعویٰ ہے کہ جناب میرزا ظفر اللہ خانصاحب جج پنشنر نے جو میری اور اُنکی نزاع میں بحیثیت منصف کے فیصلہ دیا ہے اُس فیصلہ کے دینے کا اُنکو حق تھا۔ مولوی صاحب اس سے منکر ہیں۔ میں اپنا دعویٰ ثابت کرنیکو تیار ہوں۔ مولوی صاحب نے حاجی شمس الدین صاحب کو منصف بنانا جو پیش کیا ہے منظور ہے فریقین سو سو روپیہ پیشگی سکرٹری صاحب انجمن حمایت الاسلام کے پاس پہلے جمع کرا دیں گے جو فریق فیصلہ پر چون وچرا کرے گا اُس کا روپیہ داخل خزانہ انجمن کیا جاوے گا اُسکی صورت یہ ہوگی کہ جسکے حق میں فیصلہ ہو گا اُسکی نسبت تو یہ گمان نہیں کہ وہ چون وچرا کرے اُسکو تو فوراً روپیہ واپس کیا جاویگا جسکے برخلاف فیصلہ ہوگا اُسکا روپیہ چھ ماہ تک محفوظ رکھکر انتظار کیا جاویگا کہ چون وچرا تو نہیں کرتا اس چون وچرا میں تحریری اور تقریری دونوں قسم کی چون وچرا داخل ہوگی جسکا ثبوت ہو کر عمل کیا جاویگا۔ منصف کا فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا محتاج نہ ہوگا۔ نہ حاضرین سے رائے لی جاویگی بلکہ فریقین کے سوا اور کوئی حاضر بھی نہ ہوگا۔ مولوی صاحب اپنے بیان میں قوت پاتے ہیں تو اب پیچھے نہ ہٹیں اس مضمون کے شائع ہوتے ہی مجھے بذریعہ خط منظوری کی اطلاع دیں تاکہ

حاجی شمس الدین صاحب سے استمزاج کیا جائے جو تاریخ اور وقت حاجی صاحب مقرر کریں اُسپر ہم لاہور پہنچ جائیں۔ منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہوگی کہ ایک ہی روز میں بیانات تقریری یا تحریری لیکر تین روز کے اندر اندر فیصلہ تحریری دیدیں:۔

راقم۔ ابوالوفا ثناءاللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

اس جواب میں بھی ثناء اللہ نے دو جعل سازیاں اور چالاکیاں کیں اوّل صرف حاجی شمس الدین کی منصفی ماننے کو میری طرف منسوب کرنا اور از خود یہ شرط ٹھہرانا کہ اس مجلس کے حاضرین سے رائے نہ لی جائیگی بلکہ فریقین کے سوائے کوئی بھی حاضر نہ ہوگا حالانکہ مینے صرف منشی شمس الدین کو منصف نہ مانا بلکہ اسکے ساتھ حاضرین مجلس کے اتفاق رائے کو بھی شریک منصفی ٹھیرایا تھا۔ دوسرے یہ کہ اپنے پہلے دعوی کو کہ بعد گزر جانے میعاد داخلہ جواب کے فیصلہ ہوا ہے۔ اور اسکی پہلی دلیل (تواریخ رقعات مرزا صاحب) کو بھلا کر یہ نیا دعویٰ کیا۔ کہ منصف کو فیصلہ دینے کا حق تھا اور اُس دعویٰ کے ثبوت اور دلیل کو بھی عام ٹھیرایا کہ جو ثبوت مہیا کیا جائیگا پیش ہوگیا۔ اس کی ان جعلسازیوں اور چالاکیوں کا اظہار ایک طولانی مضمون "وہ بھاگا" نمبر دوم میں کر کے وہ مضمون دفتر سراج الاخبار میں بھیجا گیا۔ مگر اڈیٹر صاحب سراج الاخبار نے اسکو طولانی سمجھکر نہ چھاپا تو اس کا اختصار سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں حسب ذیل شایع کرایا گیا۔

وہ بھاگا نمبر ۲[1]

منشی شمس الدین صاحب کی منصفی جس شرط کے ساتھ مینے منظور کی تھی ثناءاللہ نے اُس سے گریز و فرار اختیار کیا ہے اس کی تفصیل میں مینے ۲۸۔ ستمبر کو ایک

[1] نمبر اوّل "وہ بھاگا" ضمیمہ سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے جس کو مطبع سے وہ ضمیمہ نہ ملے وہ بار سال ۲۔ر محصولڈاک رجسٹری ہم سے مستعار منگا کر یقین حاصل کرلے یہ بھگوڑا قدیم سے ہمارے آگے بھاگتا رہتا ہے پھر کھسیانی بلّی کی طرح دم جھاڑ کر مقابلہ کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ منہ

مفصل مضمون تیار کیا تھا اور ۳۰۔ستمبر کو دفتر سراج الاخبار میں بھیجدیا تھا مگر ایک خاص وجہ سے اُسکی اشاعت کو بالفعل ملتوی کر کے یہ مختصر نوٹ شایع کیا جاتا ہے۔کہ منشی شمس الدین صاحب کی منصفی کا فیصلہ خفیہ طور پر نہ ہوگا بلکہ ایک بڑے مجمع میں جسمیں انگریزی خواں بلکہ ملازمان ڈاک بھی ہوں گے کرایا جاویگا اور حاضرین کی رائے بھی لیجاویگی اور اُسکا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا اور جس کے برخلاف فیصلہ ہوگا اُس کا روپیہ چھ ماہ تک محفوظ نہ رکھا جائیگا بلکہ فوراً جس کے حق میں فیصلہ ہوگا اُس کو دیدیا جاویگا اور اُسکی چون وچرا تحریری تقریری بے فائدہ ہوگی۔ اس مختصر نوٹ نے اگر اثر نہ کیا تو مفصل مضمون "وہ بھاگا" نمبر سوم شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ راقم۔ابوسعید محمد حسین

نوٹس بنام ایڈیٹر اہلحدیث

میں ۱۹۰۸ء [illegible] آیا تو تمہارا اخبار اہلحدیث ۲۴۔ستمبر ملاحظہ کیا جس میں سہ صد روپیہ انعام دوکان حاجی علی جان پر جمع کرانے کی تم نے درخواست کی ہے۔اِس درخواست کی تعیل کرانے کا حق تم کو اُسوقت حاصل ہوگا جبکہ اس سے پہلے اپنے ہی فیصلہ کے متعلق اپنے اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج کر کے اُن پر عمل کردکھاؤگے ورنہ پہلے فیصلہ کے بعد کھسیانے ہو کر اس نئے فیصلہ کے مجوز سمجھے جاؤگے۔

(۱) سراج الاخبار جہلم ۲۔اگست میں مرزا صاحب کے فیصلہ یک طرفہ کے متعلق جو تم سے چھ سوال کئے گئے اُن کو اپنے اخبار میں درج کرو اور اُن کے جوابات بھی درج اخبار کرو۔

(۲) سراج الاخبار ۱۳ ستمبر میں جو تم نے فیصلہ کا فیصلہ مشتہر کرایا اور اُسکی منظوری میں جو خاکسار نے ۲۰ ستمبر کے سراج الاخبار میں "مضمون منشی شمس الدین صاحب وغیرہ کی منصفی منظور" مشتہر کرایا ہے وہ بھی درج اخبار کرو اور اُس پر عمل کرو۔

(۳) ۲۱ ستمبر کے خط نمبر ۱۲ ہم کے ساتھ جو مضمون "الحق ماشہدت بہ الاعداء" تمہارے پاس بغرض اندراج اخبار بھیجا گیا اور اُس میں تمہاری ہی منصفی کو منظور کیا گیا تھا اُس کو بھی تم اپنے اخبار میں درج کرو اور اُسپر عمل کرو۔

تمہارے اس مجوزہ اور ہمارے منظور کردہ فیصلہ سے اگر یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے بعد ہوا ہے لہٰذا وہ جائز ہے تو اس صورت میں مَیں تمہارا لوہا مان لونگا اور آیندہ تم سے بحث کرنے کا کبھی نام نہ لونگا جس میں انعام یا تاوان دینے یا لینے کی نوبت آوے یا ضرورت پڑے اور اگر منشی شمس الدین صاحب و دیگر حاضرین کی اتفاق رائے سے وہ فیصلہ لغو ناجائز اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مصداق ٹھیرا اور تمنے بھی اس فیصلہ کا لغو اور مصداق مشت بعد از جنگ ہونا مان لیا اور فریقین کے اتفاق سے وہ فیصلہ کان لم یکن ٹھیر گیا تو اس صورت میں اصل محل نزاع کہ تعریف اہلحدیث پیش کردہ خاکسار دوری ہے یا نہیں اور [illegible] عبارات [illegible] سے تمہارا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں تمہارے ہی مجوزہ منصفوں علماء دیوبند و سہارنپور سے (اسقدر ترمیم کے ساتھ کہ بجائے حافظ احمد صاحب تیسرے منصف کے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہوں کیونکہ حافظ صاحب ایسے جھگڑوں میں دخل نہیں دیتے خاکسار نے اُنکو اپنی اور مولوی ناظر حسن کی باہمی اس نزاع میں کہ اہل حدیث حنفی ہوسکتا ہے منصف بنانا چاہا تو اُنہوں نے انکار کیا) فیصلہ کرایا جاویگا اور انعام کا سہ صدر وپیہ بھی اِنہی حضرات کے پاس پیشگی جمع کرایا جاویگا۔ حاجی علی جان کی دکان اب اس امانت کے جمع کرانے کا محل نہیں رہی کیونکہ اس دوکان کے موجودہ منیجر حاجی عبدالغفار صاحب اب اہل حدیث نہیں رہے وہ تمہارے ہی ہم خیال ثنائی بن گئے ہیں جسکی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۲۳ کی صفحہ ۲۲۲ میں ملسکتی ہے۔ یہ انعامی فیصلہ تین اہل علم کا ایسی صورت میں ہمنے تجویز تسلیم کیا تھا کہ مرزا صاحب اور اِن کے فیصلہ کو جبکہ انہوں نے استعفا دیدیا

تھا) کان لم یکن خیال کرلیا اور یہ چاہا تھا کہ مرزا صاحب منصفی سے مستعفی ہوگئے۔ تو کوئی دوسرا منصف انکی جگہہ کھڑا ہو جائے اور امور متنازع فیہا فیصلہ سے خالی نہیں ایک منصف کے ہوتے دوسرا منصف کوئی تجویز نہیں کرتا اِس سے صاف ثابت ہے کہ دوسرا فیصلہ پہلے فیصلہ کے کان لم یکن ہونے پر موقوف رکھا گیا تھا گو اس کا صریح ذکر رسالہ میں نہیں ہوا یہ تمہارے اُس اعتراض کا جواب ہے جو تم نے ہمارے نوٹس کے جواب میں قلمی لکھکر ۴۔ اکتوبر کو بھیجا ہے کہ فیصلہ وزیر آباد کو دوسرے فیصلہ انعامی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِس جواب کو اگر تم نے کافی نہ سمجھا تو آئندہ "وہ بھاگا" نمبر سوم کے ساتھہ اسکی بھی مزید تفصیل عمل میں آویگی۔

ایک اعتراض اس قلمی جواب نوٹس میں یہ کیا گیا ہے کہ رسالہ میں انعامی مضمون کے ساتھہ یہ شرط کہاں ہے جو اب پیش کی جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ شرط ہمیشہ ہر ایک مناظرے وغیرہ معاملہ میں مشروط ہوتی ہے جو اسٹنڈ کہلاتی ہے کہ جو کچھہ کوئی فریق کہے اسکو تحریر میں لاوے تاکہ پیچھے کو اس سے انحراف نہ کرجائے:۔

راقم ابو سعید محمد حسین از بٹالہ

"اس کے جواب میں ثناء اللہ نے یہ مضمون سراج الاخبار ۱۸۔ اکتوبر میں شایع کرایا":۔

کون بھاگا

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب پنشنر جج کی فیصلہ کے متعلق حاجی منشی شمس الدین صاحب لاہوری کو منصف مانا مگر اب سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں فرماتے ہیں جلسہ عام ہوگا جس میں انگریزی خواں اور ملازمان ڈاک وغیرہ بھی شریک ہونگے۔ حاضرین کی رائے بھی لی جائیگی اور منصف کا فیصلہ حاضرین کی رائے کا محتاج ہوگا تو وہ منصف کیا ہوا؟ اوس میں اور دیگر حاضرین میں کیا فرق ہوگا۔ اچھا مجھے اس دردسری سے کیا مطلب جو کچھہ ۱۱۔ اکتوبر کے سراج الاخبار میں آپنے لکھا ہے مجھے سب منظور۔ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ خاں صاحب

منصف نے جو فیصلہ دیا ہے اُسکے دینے کا اُن کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔ پس آئیے جلسہ عام کیجئے یا خاص آپ کی جملہ شرائط منظور۔ اس فیصلہ کے بعد دوسرا فیصلہ متعلق تعریف اہلحدیث علمائے دیوبند سے جنہیں آپ نے مولانا اشرف علی صاحب کو داخل کیا ہے کرایا جاویگا وہ بھی منظور۔ پس اس منظوری کے بعد ناظرین سمجھ لیں گے۔ کون بھاگا۔ راقم ابوالوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

"اِس جواب میں بھی ثناء اللہ نے وہی گریز اختیار کیا جو مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۲۷۔ ستمبر میں اختیار کیا تھا۔ جس کا اظہار ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں ہو چکا ہے لہذا اسکے جواب میں یہ مضمون شائع کرایا گیا۔ جو سراج الاخبار یکم نومبر میں مشتہر ہوا ہے"۔

وہ بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا

بہر رنگ کہ می آئی بشناسم

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

ہمارے روحانی فرزند مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سراج الاخبار ۱۲ ستمبر میں مرزا ظفر اللہ خاں صاحب کے خط ۲۹ر جولائی کے صحیح تاریخ کو (جو سراج الاخبار ۳۰ر اگست کے صفحہ ۵ کالم ۳ سطر ۱ میں مشتہر ہو چکی ہے) اُنیس ۱۹ (حرفوں میں) بنایا اور بنائے علیہ میعاد داخلہ جواب منجانب خاکسار کو ۲۹ر جولائی قرار دیا اور اس دلیل سے فیصلہ مرزا صاحب کو بعد گزر جانے میعاد جواب کے ثابت کر کے اِس فیصلہ کو صحیح ٹھیرا کر اس امر کے تصفیہ کے لئے منشی شمس الدین صاحب کو منصف تجویز کیا۔ خاکسار نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۲۰۔ ستمبر میں اُنیس ۱۹ تاریخ کا غلط ہونا بیان کر کے اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اصل کارڈ ۲۹ جولائی کو جو خاکسار کے پاس ہے اور اُن کے اُس کارڈ ۲۶۔ جولائی کو جو ثناء اللہ کے پاس ہے اور اس کا حوالہ اُس نے سراج الاخبار ۱۲ر ستمبر میں دیا ہے۔ دلیل ٹھیرایا اور

یہ کہا کہ اگر ایک مجلس عام اہل اسلام میں ان کارڈوں کی تاریخوں کو دیکھکر منشی
شمس الدین صاحب وغیرہ حاضرین مجلس اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کردیں گے
کہ مرزا صاحب کا فیصلہ بعد گزرجانے میعاد جواب دس روز کے ہوا ہے تو
میں مان لونگا اور پھر شکائت نہ کرونگا۔ اگر کروں تو سو روپیہ تاوان دونگا۔
مولوی ثناء اللہ نے پہلے محل بحث کو کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد جواب
گزرجانے کے بعد ہوا ہے۔ اور اس کی پہلی دلیل (اصل رقعات مرزا صاحب
کی تاریخات کو بدلکر محل بحث صرف اس امر کو قرار دیا کہ مرزا صاحب کو فیصلہ دینے کا حق تھا
(جو پہلو دعوی کا ایک جزو ہے) اور دلیل کو بھی عام قرار دیا کہ جو دلیل وہ چاہے پیش کرے اور علاوہ
بریں تین قیدیں قرارداد سابق کے برخلاف یہ بڑھادیں (۱) فیصلہ حاضرین کی تصدیق کا
محتاج نہ ہوگا۔ (۲) حاضرین کی رائے نہ لی جاویگی۔ (۳) بلکہ فریقین کے
سوا کوئی حاضر مجلس بھی نہ ہوگا۔ خاکسار نے سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر میں
اس جواب ثناء اللہ کو سابق قرارداد سے گریز قرار دیکر مضمون "وہ بھاگا"
نمبر دوم مشتہر کیا۔ اور اس کے ساتھ مولوی ثناء اللہ کے نام نوٹس مورخہ ۲۷۔
ستمبر بجواب اُسکے مضمون اخبار ۲۲۔ ستمبر کے بھی مشتہر کرادیا جسمیں یہ درج تھا
کہ پہلے وہ اپنے اعتراضات اور ہمارے مضامین ثلاثہ کو اپنے اخبار میں درج
کرکے محل نزاع وہی پہلی بات کہ فیصلہ مرزا صاحب کا میعاد دس روز گذرجانے
کے بعد ہوا ہے اور اسکی دلیل بھی وہی پہلی (رقعات مرزا صاحب کی تاریخات)
مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو تسلیم کرلے تو پھر درصورت ثابت ہوجانے
اُسکے دعوی کے میں اسکا لوہا مان لونگا اور اگر منشی شمس الدین وغیرہ کے اتفاق
سے جنمیں ڈاکخانہ کی مُہریں پڑہنے والے انگریزی خواں بھی ہونگے۔ مرزا صاحب
کا وہ فیصلہ لغو و مشتے بعد از جنگ کا مصداق ٹھیر گیا اور مولوی ثناء اللہ نے بھی
اس فیصلہ کا لغو و مشتے بعد از جنگ ہونا تسلیم کرلیا۔ اور پھر اصل محل بحث (کہ جو
تعریف اہلحدیث خاکسار نے پیش کی ہے وہ درست ہے یا نہیں اور خاکسار کی

جن عبارات سے ثناء اللہ نے اپنا اہلحدیث ہونا ثابت کیا ہے۔ ان سے اُس کا اہلحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں) کا فیصلہ علمائے دیوبند وغیرہ سے کرایا جاویگا۔

مولوی ثناء اللہ نے اس کے جواب میں سراج الاخبار ۱۸۔ اکتوبر میں مضمون "کون بھاگا" مشتہر کرایا ہے جس میں پہلے تو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر میں آپ نے لکھا ہے مجھے سب منظور ہے۔ پھر چالاکی اور دہوکا دہی سے ایک ٹٹی کی آڑ میں اس پر پانی پھیر دیا اور اس کو منسوخ کر کے وہی نیا دعویٰ اور اس کی نئی دلیل کو پیش نظر رکھکر کہا ہے کہ تنقیح صرف یہ ہوگی کہ مرزا ظفر اللہ صاحب نے جو فیصلہ دیا ہی اس کے دینے کا ان کو حق تھا۔ ثبوت بذمہ مدعی جس کا جواب ہمارے اس مضمون کا عنوان اور اس کا ماٹو ہے کہ یہ پُرانی دلیل سے گریز اختیار کر کے دوسرا دعویٰ اور دوسری دلیل کی تجویز ہے۔ اور اگر آپ کو میرا کل نوشتہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر منظور ہے تو نئی تنقیح کو ندامت کے ساتھ واپس لے کر وہی پرانی دعویٰ اور اس کی وہی پُرانی دلیل کا محل نزاع ہونا تسلیم کر کے سب ایچ پیچ چھوڑکر جو کچھ میں نے سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اپنے اخبار میں اس مضمون اور سابق مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر کو درج کر کے اس وعدہ منظوری کو پورا کریں۔ تب خاکسار کو لاہور میں موجود پائیں گے اور انعام کا ایک سو روپیہ یا بصورت دیوبند پہنچنے کے تین سو روپیہ میرے پاس موجود دیکھ لیں گے۔ ہمارے اس مضمون کو پڑھکر ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ کون بھاگا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو درج اخبار کرنے اور اپنے پہلے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ نہ کیا تو اس سے اُن کو اور بھی یقین ہو جاوے گا کہ وہی بھاگا جو اپنی تحریری اقرار و تجویز سے بھاگا۔

(پیشینگوئی) مولوی ثناء اللہ اس مضمون اور پہلے مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۱۱۔ اکتوبر کو اپنے اخبار میں ہرگز درج نہ کرے گا اور نہ اپنے پُرانے دعویٰ اور اس کی پہلی دلیل کی طرف رُخ کرے گا۔ اُس کو یقین ہے کہ میری

اخبار میں یہ مضامین درج ہوئے تو ناظرین اخبار جو اہل علم کہلاتے ہیں مجھے اس نئے دعویٰ اور اسکی نئی دلیل کے پیش کرنے پر شرمندہ کرینگے اور جھوٹا قرار دیں گے اور شکست یافتہ سمجھیں گے اسیواسطے وہ میری تحریرات اور ان کے جوابات کو اپنے اخبار میں نہیں چھاپتا۔ باوجودیکہ ہفتہ وار اخبار اس کے ہاتھ میں ہے:۔

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ۔ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

یہ جواب خاکسار کی طرف سے سراج الاخبار یکم نومبر میں شایع ہوا تو اُسنے مولوی ثناءاللہ کے مبہوت و مخبوط الحواس کر دیا اور بارہ تیرہ روز تک اُسکا کوئی جواب اس سے بن نہ پڑا۔ باوجودیکہ اس عرصہ میں سراج الاخبار ۸۔ نومبر شایع ہوگیا اس میں اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کا اخبار نا اہلحدیث ۵۔ نومبر و ۱۲۔ نومبر بھی نکلے اُن میں اس جواب کا جواب اُس نے نہ دیا۔ ۵۔ نومبر کے اخبار میں یہ جھوٹا عذر و بہانہ کیا کہ آج یکم نومبر تک جواب نہیں آیا۔ اور مبہوتی و بدحواسی کی وجہ سے وہ یہ سمجھ نہ سکا کہ یکم نومبر تو سراج الاخبار کے جہلم میں چھپنے کا دن ہے وہ اُسی دن امرتسر میں اس کے پاس کیونکر پہونچ جاتا ۲۔ نومبر کو وہ اخبار اس کے پاس پہونچا۔ تو بجائے اس کے کہ اپنی ۵ نومبر کے اخبار میں وہ اسکا جواب دیتا اس جواب کا غصہ و غیظ اُس نے اپنے استاذ بھائی مولوی فقیراللہ شیر پنجاب و مدراس پر نکالا اور اُن کے رسالہ ظفر ابی سعید علی الملحد البلید الملقب بالفتح للحسین علی المحزن للوحیین" کے (جس میں شیر پنجاب و مدراس نے ثناءاللہ اور خاکسار کی پہلی دو تحریروں کے متعلق تعریف اہلحدیث پر ریویو و اظہار رائے اور عالمانہ محاکمانہ کیا تھا اور اس میں بہ نقل عبارت رسالہ قال اقول (جو منطق کی پہلی کتاب ایساغوجی کی شرح ہے یہ ثابت کردیا تھا۔ کہ ثناءاللہ نے جو تعریف اہلحدیث میں مرکب اضافی اصول اہلحدیث سے مضاف الیہ "اہلحدیث" کی تقیید کے لحاظ میں داخل اور قید کے ملحوظ سے خارج ہوتے کو نہ سمجھ کر اصول کو عام و مطلق قرار دیا۔ تو اس میں اپنا علم منطق (اور قال اقول جیسی ادنیٰ کتاب

منطق سے اپنا جاہل ہونا ظاہر کر دیا ہے) جواب میں وہ علمی بات تو کہہ نہ سکا اور منطقی جواب اُس سے بن نہ پڑا اور نہ آگے کو اس سے اور اس کی تمام ثنائی پارٹی سے (جن میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری منطقی بھی داخل ہیں) بن نہ پڑیگا تو بحکم شعر ایک مسلم استاد کے ۵ چو حجت نماند جفا جوئی را ✦ بہ پرخاش برہم نہد در وئی را ✦ و مثل مسلم اہل علم۔ تنگ آمد بجنگ آمد۔ گالی گلوح سے اُس شیر پنجاب و مدراس کا مقابلہ کیا۔ اُس کے اس محاکمہ اور ریویو کو دخل در کلام غیر اشخاص قرار دیکر اس کو حماقت ٹھہرایا اور اُس شیر میدان منطق کو احمق کہہ دیا اور اس کے ساتھہ تمام جہان کے اہل الرائے کو جو سلف سے خلف تک ریویو و محاکمہ بر کلام غیر کرتے چلے آئے ہیں۔ احمق قرار دیا۔ اس وقت کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین علامہ سید خیرالدین الوسی بغدادی ہمارے سامنے ہے جس میں علامہ مذکور نے شیخ احمد ابن حجر ہیثمی اور شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ حرانی کی تصانیف پر محاکمہ کیا ہے۔ اور اس کے نظائر سلف و خلف کے کلام میں ایک نہیں دو نہیں صدہا ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ ریویو متعلق کلام غیر ثناء اللہ کے اخبار اور اس کے اپنے کلام میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے✦۔ لہذا اس ریویو و محاکمہ کو حماقت سمجھنا اپنے آپ کو احمق بنانا ہے۔ دور نہ جاؤ اس کے اخبار ۱۲۔ نومبر ہی کو دیکھہ لو اُس میں اُس نے اپنے دست گرفتہ اور تربیت یافتہ حضر و سفر میں اس کے ہمراہی وکیل ہمارے دوسرے روحانی فرزند ابراہیم سیالکوٹی نے ہم دونوں کی بحث و کلام میں دخل دیا ہے۔ اور تعریف اہلحدیث کے متعلق سات سوال مجھہ سے کئے ہیں۔ جنکو ثناء اللہ نے نقل کر کے ان کے جوابات اخبار میں شائع کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ مگر اس شرط کی آڑ کہہ کر وہ جوابات گالی گلوچ سے خالی اور قانون کی حدود کے اندر ہوں۔ پھر کیا یہہ اس کی دخل دہی حماقت نہیں ہے۔ اور اُس دخل دہی کے سبب ابراہیم سیالکوٹی اس معزز خطاب (احمق) کا مستحق نہیں ہے۔ اِن سوالات کو جو وقت دینے پڑھا

✦ ملاحظہ ہو اخبار ثناء اللہ اہلحدیث ۱۹ جنوری و ۲۲ فروری و ۱۲ نومبر میں تقریظات و ریویو۔

اُسوقت سے بجز کھانا کھانے کے اور کوئی کام نہ کیا جب تک کہ اِن سوالات کا جواب قلم بند نہ کر لیا اور ثناء اللہ کے نام اِس مضمون کا خط* بذریعہ رجسٹری

* اصل خط کی پوری نقل یہ ہے

کھلی چٹھی

میرے دوسرے روحانی فرزند مولوی ابراہیم سیالکوٹی

سلام علی من اتبع الھدیٰ

تمہارے سوالات ہفتگانہ مولوی ثناء اللہ کی اخبار ۱۲ - نومبر ۱۵ء میں میں نے کمال مسرت سے پڑھی اُن کو پڑھکر میں نے کوئی کام (بجز کھانا کھانیکے) نہ کیا جب تک اُن کے جوابات کو قلم بند نہ کر لیا اب اُن کے ارسال مطبع کرنے میں صرف اِس قدر توقف ہے کہ مولوی ثناء اللہ اِس کھلی چٹھی کو اپنی اخبار میں چھاپکر اُس کے ساتھ یہہ وعدہ بھی اجازت شائع کرے کہ وہ اِن جوابات کو اپنے اخبار میں چھاپ دیگا۔ بغیر اُس شرط کے جسکو اُس نے اُس اخبار میں درج کیا ہے کہ وہ جوابات گالی گلوچ سے خالی اور قانونی حدود کے اندر داخل ہوں اُسکی یہہ شرط فضول ہے جو شخص اپنے تحریر میں کسیکو گالی دیگا اُسکو پبلک کی طرف سے یہ خطاب ہوگا ؎

چو حجت نماند جفا جوی راے   بپرخاش برہم نہد روی راے

و تنگ آمد بجنگ آمد - اور جو شخص خلاف قانون کریگا قانون خود اُس کی خبر لے گا پھر اس شرط سے بجز اس کے کہ گریز کا ایک بہانہ ہاتھ آجاوے کیا فائدہ ہے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ سے پہلے بھی عمل میں آچکا ہے کہ میرے جواب الجواب کو اُس نے ایسی شرط سے مشروط کیا تھا (چنانچہ مرزا ظفر اللہ صاحب کے خط ۷ راگست میں اسکا یہ وعدہ شرطی منقول ہے) پھر جب وہ جواب الجواب چھپکر میاں محمد حسین گلٹ ساز لاہور یا حافظ محمد حسن کلرک ریلوے لاہور کے ذریعہ اسکو پہنچا تو اُس کو اُسنے درج اخبار نہ کیا لللہ آپ ہی انصاف کریں کہ وہ وعدہ

روانہ کیا۔ کہ اس شرط کی آڑ اُڑا کر قطعی وعدہ اخبار میں درج کر کے جوابات کا مطالبہ کرو تو وہ جوابات ارسال ہوں۔ یہ شرط فضول ہے قانون کریگا۔ قانون خود اس کی خبر لیگا اس شرط کو تم نہ اٹھاؤ گے۔ تو جیسے اس شرط کی آڑ رکھ کر میرے جواب الجواب نمبر ۲ کو اخبار میں درج کرنے سے گریز کر گئے تھے۔ باوجودیکہ اس جواب الجواب میں نہ کسی کو گالی دی گئی تھی نہ خلاف قانون ہوا تھا۔ ویسے ہی ان جوابات کو بھی درج اخبار کرنے سے گریز کر جاؤ گے۔ اس خط کا جواب ثناء اللہ نے ایک گالیوں سے بھرے ہوئے کارڈ میں ایسا دیا۔ جس میں اس شرط کی آڑ کو اُٹھانے سے صاف انکار کر دیا۔ خاکسار ان سوالات کا جواب اب بھی بھیجنے کو تیار ہے اگر ثناء اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴) اُس نے کیوں پورا نہ کیا اُس جواب الجواب میں کس شخص کو کونسی گالی دی گئی ہے اور کس قانون کا خلاف ہوا ہے آیسا ہی وہ ان جوابات کو نہ چھاپے گا اور بھی بہانہ پیش کریگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سلسلہ سوال جواب کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا تو تھوڑے عرصہ میں روز روشن کی طرح ناظرین اہل علم پر ظاہر ہو جاویگا کہ حق کس کی جانب ہے آپ اِس شرط کو اُٹھا کر اُس سے قطعی وعدہ اشاعت لیں تو میں وہ جوابات ارسال کروں اور اگر پچھلے فیصلے ناجائز مرزا صاحب کا ناجائز ہونا تسلیم کر کے وہ اصل بحث مقصود دو دوری ہونے یا نہ ہونے تعریف اہل حدیث اور میری عبارات ثلاثہ سے ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے کا ثبوت یا عدم ثبوت) میں اخبار میں بحث جاری رکھے تو امید ہے کہ اہل علم ناظرین اخبار خصوصاً مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری فیصلہ کر دیں گے کہ حق کسکی جانب ہے مگر افسوس کے ساتھہ کہا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ان جوابات کو اور اُس بحث کو ہرگز اپنے اخبار میں نہ چھاپے گا کیوں ؟ اسلئے ؎

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے

وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ابو سعید محمد حسین ۱۲- نومبر ۱۵ء

۳ جو شخص گالی گلوچ سے کام لیگا وہ بحکم شعر و مثل مذکورہ شکست یافتہ سمجھا جاویگا اور جو خلاف

یہ اعتراف کرے کہ دخل در کلام غیر بطور ریویو و محاکمہ حماقت نہیں لیاقت ہے اگر وہ یہ اعتراف نہ کرے تو پہلے اپنا اور ابراہیم سیالکوٹی کا احمق ہونا اخبار میں تسلیم کرے۔ پھر بلا شرط اپنے اخبار میں ان جوابات کو درج کرنے کا وعدہ کرے تو جوابات ارسال ہوں گے۔ آس اخبار ۵۔ نومبر میں اُس نے مولوی فقیر اللہ کے خط میں مجھے بھی مخاطب کیا۔ مگر نہ اس مضمون یکم نومبر کے جواب سے بلکہ باسی کڑھی کو اُبال دیکر اپنے پرانے مضمون سراج الاخبار ۱۳۔ ستمبر اور اسکے جواب میں ہمارے مضمون ۲۰۔ ستمبر کی بعض باتیں یا پانچ چار جھوٹ ملا کر اعادہ کر دیا۔ اوّل کذب مرزا صاحب نے دونوں کی گفتگو سنکر میرے حق میں فیصلہ کیا (جو محض کذب ہے وہ فیصلہ میرا جواب الجواب نمبر ۲ سننے کے بغیر کیا) (۲) منشی شمس الدین کو مولوی صاحب نے منصف مقرر کیا اور مینے منظور کیا (محض کذب ہے انکی منصفی کی تجویز انکی تھی اور میری طرف سے منظوری۔ سو بھی اس شرط سے کہ حاضرین مجلس کی عام رائے اس کی مصدق ہو (۳) میں نے جملہ شرائط کو منظور کیا (محض کذب حاضرین کی رائے لینے بلکہ ان کے شامل ہونے سے صاف انکار کر دیا و علیٰ ہذا القیاس کذب چہارم پنجم) اس باسی کڑھی کے اُبال کے ساتھ اصل محل بحث و نزاع کہ "فیصلہ مرزا صاحب کا بعد استعفا دینے اور قبل گذر جانے میعاد دس روز کے ہوا تھا"۔ اوسکا نام نہ لیا اور محل تنقیح صرف اسی جدید امر کو ٹھیرایا جسکا دعویٰ جدید ہونا سراج الاخبار یکم نومبر میں ثابت کیا گیا تھا اور اس خطاب سے اُسنے یہ جتایا کہ وہ جواب ۵۔ نومبر تک اس کی نظر سے نہیں گذرا۔ اخبار ۱۲۔ نومبر میں بھی اس جواب یکم نومبر کا جواب اس نے نہ دیا اور میرے مباحثہ سے اپنی جان چھوڑانے کو اپنی جگہ ابراہیم کو میرے مباحثہ کے لئے کھڑا کر دیا (جس کے سوالات اور ان کے جوابات کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اس بہوتی و مخبوط الحواسی میں اخر اسکو اس بحث سے گریز اور ہمارے مضمون مندرجہ سراج الاخبار یکم نومبر کی منظوری یا جواب سے صاف انکار کرنا پڑا چنانچہ سراج الاخبار ۱۵۔ نومبر میں اس نے یہ مضمون مشتہر کرایا۔

٭ چہارم اسکا میری نسبت یہ افترا کہ وہ شرائط گو اسمیں مذکور نہیں مگر دل میں تھیں۔ مینے ہرگز یہ لفظ نہیں کہا

ذرہ دیکھئے کون بھاگا؟

مولوی محمد حسین بٹالوی نے یکم نومبر کے سراج الاخبار میں پھر ایک مضمون شائع کیا ہے۔ سراج الاخبار مورخہ ۱۸ اکتوبر میں سینے صاف طور پر انکی بات مان لی تھی۔ مجھے خیال تھا کہ اب مولوی صاحب کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر مولوی صاحب کی ذکی طبیعت نے پھر بھی ایک نئی فخ لگادی جسکا جواب مختصر لفظوں میں میری طرف سے صرف یہ ہے کہ نہ آپ تنقیح قائم کریں نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا صرف منصف کے سپرد کریں آپکو اختیار رہے کہ مُدعی بنکر اپنا بیان پہلے دیں کہ جناب مرزا ظفراللہ خاں صاحب کا فیصلہ اس وجہ سے ناجائز ہوا ہے میں اسکا جواب دونگا یا مجھے مدعی بناویں تو سب وجوہات بتاؤنگا۔ مقررہ منصف دونوں کا بیان سُنکر فیصلہ کرے گا۔ پس اب تو کوئی عذر نہیں ناظرین اب دیکھیں گے کون بھاگا؟ ہاں آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو بطور ضمیمہ ملحق ہو جیسے عبدالعزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جسکی لاگت مبلغ ؏ آپ کے ذمہ ہو گی:۔

راقم ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

اس جواب سے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ آئندہ مولوی ثناء اللہ کو اپنے دعوی سابق کہ فیصلہ مرزا صاحب بعد گزرجانے میعاد دس روز کے اور قبل داخل کرنے استعفا کے اور اسکی سابق دلیل تواریخ رقعات مرزا صاحب پر بحث کرنا اور اس میں منشی شمس الدین وغیرہ سے منصفی کرانا منظور نہیں ہے لہذا ہم نے بھی اسکا پیچھا چھوڑا اور اس کے جواب میں یہ مضمون سراج الاخبار ۲۲۔ نومبر میں شائع کرایا۔

وہ بھاگا

جو اپنی تحریری تجویز و اقرار سے بھاگا

سراج الاخبار یکم نومبر ۱۵ء میں خاکسار ثابت کرچکا ہے کہ مجھ میں اور مولوی

ثناء اللہ میں فیصلہ مرزا ظفر اللہ کے متعلق امر متنازعہ فیہ و لائق تنقیح یہی امر مقرر ہو چکا ہے کہ وہ فیصلہ میعاد داخلہ جواب خاکسار دس روز گذرنے کے پہلے اور اُس جواب کو اُنکے دیکھنے اور سُننے کے بغیر اور مرزا ظفر اللہ کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ فیصلہ ناجائز ہے یا اُسکا خلاف صحیح ہے۔ اِس پر دلیل بھی مرزا صاحب کے دستخطی کارڈ متعین ہو چکے ہیں اور اِسی امر کے متعلق منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس عام کو نہ صرف منشی شمس الدین کو منصف مانا گیا تھا۔ چنانچہ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر میں مولوی ثناء اللہ کا نوشتہ مضمون اور سراج الاخبار ۲۰ ستمبر میں خاکسار کا مضمون دونوں گواہ عدل ہیں مگر مولوی ثناء اللہ نے سراج الاخبار ۲۷ ستمبر و ۱۸ اکتوبر میں اِس امر متنازعہ فیہ کے محل تنقیح ہونے سے در پردہ فرار اختیار کر کے اب سراج الاخبار ۱۵ نومبر ۱۹۰۵ء میں صاف انکار کر دیا اور کہا ہے کہ امر تنقیح نہ آپ قائم کریں اور نہ میں بلکہ تنقیح کا قائم کرنا منصف کے سپرد کریں۔ یہ پہلی مقرر کردہ تنقیح فریقین سے صاف انکار اور کھلم کھلا فرار ہے۔ اس سے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ وہی بھاگا جو اپنی تحریری اقرار سے بھاگا۔ لہذا اس امر متنازعہ کی بحث منصفی کے متعلق آیندہ میں قلم نہ اُٹھاؤنگا۔ میری طرف سے اِس تنازع کے متعلق یہ آخری تحریر ہے فقط۔ ہاں "مرے پر سو دُرّہ" کے حکم پر عمل کر کے اُسکا فرار ظاہر کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولوی ثناء اللہ نے اِسی اخبار ۱۵ نومبر میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے اِس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں جو بطور ضمیمہ ممکن ہے جس کی لاگت مبلغ ؏ روپیہ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اِس کے جواب میں خاکسار مرحبا و لبیک کہتا ہے اور دس سے زائد روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرنے کو حاضر ہے اگر مولوی ثناء اللہ اپنے اخبار میں یہ وعدہ شائع کر دیں کہ تمہاری مضامین متعلقہ تعریف اہلحدیث و فیصلہ مرزا صاحب کو بلا کمی ایک حرف کے اپنی اخبار میں شائع کر دونگا۔ اسقدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرد مگر ساتھ ہی اِس کے

میں یہ بھی پیشگوئی کرتا ہوں جیسا کہ سراج الاخبار یکم نومبر میں پیشگوئی کرچکا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ موت قبول کرینگے اگر میرے اُن مضامین کو دس کی جگہ بیس روپیہ لیکر بھی درج اخبار نہ کرینگے اور کبھی نہ کرینگے اور ہرگز نہ کرینگے :۔

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ ۱۷ نومبر ۱۵ء

اس جواب میں امر تنقیح کو منصف کے نہ سپرد کرنیکی وجہ یہ ہے۔ کہ امر تنقیح کو منصف کے سپرد کرنا اس صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ فریقین متنازعین میں محل نزاع مقرر ومتعین نہو۔ اور اس کے تعین میں اشتباہ و نزاع ہو اور جبکہ فریقین میں محل نزاع متعین ہو تو پھر کسی دوسرے سے امر تنقیح مقرر کرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ علاوہ بریں منشی شمس الدین بھی مرزا صاحب کی مانند علوم عربی دینی و عقلی سے محض عاری ہیں۔ وہ میرے دوست اور میرے شاگرد ہیں مگر دینی و علمی معلومات ان کی اس سے زیادہ نہیں جو ہمارے حلقہ درس قرآن اور دیگر علما کی مجالس وعظ میں انکو گوش گذاری [illegible] باتوں کو سُنکر سمجھ سکیں اور ان کے متعلق فیصلہ دیں کہ ان باتوں میں حق پر کون فریق ہے اور نہ مرزا صاحب کے فیصلہ کی نسبت اِن کو اس فیصلہ دینے کا حق ہے کہ جو فیصلہ انہوں نے دیا ہے۔ علمی باتوں کی نظر سے کچھ وقعت رکھتا ہے ان کو بھی مرزا صاحب کی مانند اردو کے رقعات اور ان کی انگریزی وارُدو تواریخ پڑھکر صرف اس امر میں منصف بنایا گیا تھا کہ فیصلہ میعاد دس روز گذر جانے کے قبل اُنکے اور استعفا داخل کرنے کے بعد ہوا ہے۔ یا امر بالعکس ہے۔ اِس سے زیادہ اُنکا کوئی منصب نہیں ہے اور نہ اِن کو اختیار دیا گیا ہے۔

منشی شمس الدین سے کوئی پوچھیگا تو وہ بلا اختلاف سرِ مو ہمارے اس بیان سے اتفاق ظاہر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اس آخری جواب کا بوہ ثناء اللہ سراج الاخبار ۲۹ نومبر میں ایسا دیا ہے جس سے اُسکا فرار ثابت ہوتا ہے اِس کی تفصیل ناظرین صفحہ ۱۹۰ میں ملاحظہ کریں۔ الحمد للہ میری وہ پیشگوئی جو اسی صفحہ میں اور صفحہ ۱۸۳ میں کر چکا پوری ہوئی

ثناء اللہ نے پنجاب میں اپنا قائم مقام ابراہیم سیالکوٹی کو بنایا تھا۔
اس مباحثہ سے اپنے آپ کو چھڑا کر ابراہیم کو ہمارا مباحث تجویز کر کے اُسکے
سات سوال بغرض مطالبۂ جواب اپنے اخبار اہلحدیث ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء
میں شایع کئے تھے جنکا ذکر صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ میں ہو چکا ہے اور بعد اس
میں دو اور دریدہ زبانوں کو خاکسار اور مولوی فقیر اللہ شیر پنجاب و مدراس
کے پیچھے لگا دیا۔ اس سے بھی ثناء اللہ کا مقصود یہی ہے کہ اسکا پیچھا
مباحثہ سے چھوٹ جائے اور مباحثہ کا رُخ دوسری طرف ہو جائے۔ انمیں
ایک کوئی شخص عبد الرب نامی ہے جس نے اخبار اہلحدیث ۵۔ نومبر
۱۵ء میں مولوی فقیر اللہ صاحب کو بہت سی گالیاں دی ہیں اور
یہ بہتان بھی قایم کیا ہے کہ منکوحہ بیوی کو لاوارثی میں چھوڑ رکھا ہے
(معلوم نہیں اس بہتان میں کس کی طرف اشارہ ہے) دوسرا کوئی
خودشناس خاصی اور [illegible] ثناء اللہ کا بھائی اپنے آپ کو والا
جاہ کے خطاب سے مخاطب کر کے مولوی فقیر اللہ صاحب نے رسائل کو
جو ثناء اللہ اور واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازی پوری کے رد میں لکھی
ہیں اور اُنکا جواب رحیم آبادی و غازی پوری و دیگر میران ثنائی پارٹی
کی طرف سے کچھ بن نہیں پڑا دشنام وہی قرار دیکر ثناء اللہ کی تحریروں
کو آیۃ ادفع بالتی ہی احسن کا مصداق ٹھیرایا اور اس خاکسار کی نسبت
اسی اخبار ۵۔ نومبر میں یہ کہا ہے۔ "مولنا بٹالوی تادم زیست کبھی
شیر پنجاب کے مقابلہ میں نہ آئینگے"۔ میں اپنے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب
کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اُنکی جواب میطرف متوجہ نہ ہوں اُنہی اپنے
قدیمی مخاطبوں ثناء اللہ و رحیم آبادی غازی پوری کے رد و جواب میں
لگے رہیں اوروں کی جواب دہی سے اُن تینوں کی دلی مراد کہ اُنکی جان مباحثہ
سے چھوٹ جائے پوری نہ ہونے دیں۔ اور والا جاہ کے جواب میں

صرف اسقدر رکھتا ہوں کہ ثناء اللہ کا اخبار نا اہل حدیث ۱۷ - جولائی ۱۹۰۴ء
اور ۲۹ - جنوری و ۵ - نومبر ۱۹۰۵ء کو پڑھکر خدا کے لئے اُس کو حاضر و ناظر
جانکر ایمان سے کہیں کہ کیا اپنے روحانی باپ کو ایک محض افتراء سے گدھا
کہنا اور ایک مسلمان بھائی کو جون پور کا قاضی کہکر گدھا بنانا اور ایک اور
مسلمان استاذ بھائی کو ایک ایسے فعل (ریویو و محاکمہ) کے سبب جس کا
ثناء اللہ خود بھی مرتکب ہوا احمق کہنا یہ دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے اور
کیا آیت مذکورہ بالا کی یہی تعمیل ہے - اور اُس مباحثہ سے جو تعریف
اہلحدیث اور اُسکے متعلق فیصلہ مرزا ظفر اسد کی بابتہ اُسنے شروع کیا تھا وہ
اب خود لاجواب ہوکر کیوں اور وں کو ہمارا مخاطب اور مباحث بنانا چاہتا ہے۔
اس سے تا زیست اُسکا فرار ثابت ہوتا ہے یا اُس کے روحانی باپ یا اُسکے
استاذ بھائیونکا بیٹوا توجر واس پردے کی آڑ میں اسکے فرار کی ایک
تازہ مثال اور سنئے [illegible] السلام کی
بھی ثناء اللہ نے آڑ اور پناہ لینی چاہی ہے جسکا ایک مضمون روزانہ
پیسہ اخبار میں ۱۸ نومبر ۱۹۰۵ء شایع کروایا جو ذیل میں منقول ہے!

مولانا بٹالوی اور مولانا امرتسری

روزانہ پیسہ اخبار نے اپنی ۱۲ - اکتوبر کی اشاعت میں ان دونوں بزرگوں میں
مصالحت کرانے کے لئے جماعت اہل حدیث کو توجہ دلائی ہے واقعی ان دو بزرگوں
میں اتنے عرصہ سے نزاع قائم ہونے کا تمام واقفکار ونکو سخت صدمہ ہے - اور
جناب اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی رائے سے ہر سمجھدار شخص اتفاق کرے گا -
قبل ازیں قوم کتنی ہی دفعہ اس نزاع کا فیصلہ اور ان بزرگوں میں مصالحت
کرانے کی کوشش کر چکی ہے - مگر امر واقعی یہ ہے کہ جب کبھی جس کسی نے مصالحت
اور اصلاح پر توجہ کی مولانا صاحب بٹالوی نے اسکو مرد میدان سمجھکر تنہائی

کے لقب سے مشہور کیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات میں اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ عرصہ ہوا آرہ میں علماء اہلحدیث کا مجمع ہوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب مولانا شاہ عین الحق صاحب مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری منصف مقرر ہوئے ان کی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا۔ اگر میرے اعتراض ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہونگے تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو بھی ڈانٹا۔ اس کے بعد لاہور موچی دروازہ میں انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اس میں دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔

لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی اس کے بعد بوساطت مولٰنا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑی۔ اسکے بعد بتحریک مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا مظفر اللہ خانصاحب جج وزیر آباد منصف مقرر ہوئے۔ انکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کے خلاف ہوا۔ تو مولانا صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ منصف صاحب کو بھی ڈانٹا۔ یہ ہیں مختصر واقعات ان دونوں بزرگوں کی نزاع کے جنکی تفصیل اور بھی ملال انگیز ہے ان واقعات کو ملحوظ رکھکر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کبھی ضروری و مفید کام میں وقت کیوں نہیں صرف کرتے خدا کرے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی رائے کا اثر ہو اور ان دونوں بزرگوں میں سے جو ضدی ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کرکے للّٰہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ نفسانیت خاصکر علماء کی شان سے بہت ہی بعید ہے ان کا جھگڑا اور ملاپ اللّٰہی کے لئے ہونا چاہیئے۔

عاجز عبد السلام مطبع فاروقی از دہلی

اِس کے جواب میں خاکسار کی طرف سے بھی اسی روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۸۔ نومبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جو شخص ہمخیال یا کم از کم معتقد و مقلد ہوا اسنے راستبازی و حق گوئی کو استعفا دیدیا اور اُس پر پردہ ڈالنے کے لئے انجمن صادقین کی ممبری کو سُترہ بنا لیا۔

انہیں میں سے ایک میرے پرانے دوست میر معظم مرحوم کے فرزند میر عبد السلام صاحب مالک مطبع فاروقی دہلی ہیں جنکا ایک مضمون مولانا بٹالوی اور مولانا امرتسری پیسہ اخبار میں شائع ہوا ہے اور اسمیں چار واقعات مخالفہ درج کئے ہیں۔ اول یہ کہ ایک مجمع علماء اہلحدیث میں تین بزرگ (مولانا شمس الحق صاحب۔ مولانا شاہ عین الحق صاحب مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری) منصف مقرر ہوئے۔ انکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ میرے اعتراضات اِن حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ہوں گے۔ تو میں اپنی رائے واپس لے لونگا آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا مگر مولانا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکے قبول کرنیکے منصفوں کو بھی ڈانٹا۔ دوم واقعہ موچی دروازہ لاہور کا انجمن اہل حدیث قائم ہوئی۔ اِس میں اِن دونوں بزرگوں کی مصالحت ہوئی جو انجمن کے رجسٹر میں ثبت ہے۔ لیکن مولانا صاحب بٹالوی نے پھر مخالفت کی سوم۔ یہ واقعہ کہ اسکے بعد بوساطت مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مصالحت ہوئی تو مولانا صاحب بٹالوی نے پھر توڑ دی۔ چہارم واقعہ منصفی مرزا مظفر اللہ صاحب اسکا فیصلہ مولانا صاحب بٹالوی کے خلاف ہوا۔ تو مولانا

صاحب بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ منصف صاحب کو ڈانٹا۔ آخر میں میر صاحب لکھتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں میں سے جو ضد پر ہوں وہ قوم کی حالت زار پر رحم کر کے للہ اپنی ضد کو چھوڑ دیں۔

ان چاروں واقعات کے بیان میں میر صاحب نے مولوی ثناء اللہ کی محض تقلید بلا تحقیق سے جو کچھ کہا وہ خلاف واقعہ کہا ہے۔

بیان واقعہ اول اس لئے خلاف واقعہ ہے کہ میں نے کبھی اور کسی اپنی تحریر میں ان حضرات ثلثہ کو اپنا منصف نہیں مانا اور نہ لکھا اور نہ ان کا کوئی فیصلہ میرے برخلاف صادر ہوا۔ میر صاحب سچے ہیں۔ تو میرا لکھا ہوا اور منصفوں کا اتفاقی فیصلہ پیش کریں وہ اس سے عاجزی کا اعتراف کرینگے تو میں اس کے خلاف کا تحریری ثبوت پیش کرونگا۔ انشاء اللہ تعالٰے

دوسرا واقعہ بھی خلاف گوئی سے خالی نہیں میر صاحب سچے ہیں تو انجمن اہلحدیث کی نقل رجسٹر پیش کریں۔ جس میں ثناء اللہ سے میری مصالحت کا ذکر ہوا اور پھر میری طرف سے اسکی مخالفت کا ثبوت دیں۔

تیسرا واقعہ محض از خود تولید یا افترا ہے میں نے واعظ رحیم آبادی کو کبھی اپنی اور ثناء اللہ کی مخاصمت میں منصف نہیں بنایا۔ میں تو اس کو ثانی اثنین ثناء اللہ جانتا اور بارہا لکھ چکا ہوں پھر منصف بنانا چہ معنی دارد۔ اور پھر انکی منصفی یا تجویز سے مصالحت ہونا پھر اسکا اوڑ تا لینی چہ میر صاحب سچے ہیں تو بتا دیں کہ کب انہوں نے مصالحت کرائی اور اسکی تصدیق واعظ رحیم آبادی کی دستخطی تحریر سے کرائیں۔

چوتھے واقعہ کا خلاف واقعہ ہونا اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار آپ پر بھی ظاہر ہے اور روزانہ پیسہ اخبار میں ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کا یک طرفہ فیصلہ میرا جواب سننے کے پہلے اور ان کے استعفا دیدینے کے بعد ہوا ہے لہذا وہ فیصلہ بجوی نمی ارزد کا مصداق ہے۔

* اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ کے صفحہ ۶۱ مستقلہ ثناء اللہ پیش کریگے تو زک اٹھائینگے - اس میں خاکسار اور ثناء اللہ کے مابین نزاع میں کسی کو منصف تسلیم [illegible] آخر میں [illegible] ایک فیصلہ منقول ہے جس کی ان سے اتفاقی رائے کو حکم بنایا گیا تھا

آخری نصیحت ترک ضد کا یہ جواب ہے کہ میں حق ظاہر ہو جانے کے بعد
ضد کرنے کو کفر و شرک جانتا ہوں اور اس ضد کرنیوالے کو مشرک و کافر خیال
کرتا ہوں وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اسکی عورت اُسپر حرام ہو جاتی ہے۔ ضد
نفسانی غالب طمع و حُب مال سے ہوتی ہے اور آپ خیال فرما سکتے ہیں۔

کہ یہ طمع و حب مال

اُس شخص میں ہے جو اپنی تیس چالیس ہزار کی جائداد فی سبیل اللہ وقف
کر چکا ہو۔ یا اُس شخص میں ہی جسنے مہینہ میں ہفتہ بھر کبھی اپنے گھر کا کھانا نہ کھایا ہو
اور کبھی دہلی اور کبھی ملتان کبھی جبل پور یا کہیں اور دعوتیں اڑانے کو مارا
مارا پھرتا ہو۔ اور اس بیت کا مصداق ہو ؂

حرص دنیا کی عجب خوار لئے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے

ابو سعید محمد حسین

انہیں اشخاص اربعہ ایک سیالکوٹی۔ دو مدراسی۔ اور ایک دہلوی کی
مانند کوئی اور شخص بھی ثناء اللہ کی امداد میں قلم اُٹھائیگا تو وہ یاد رکھے کہ اس
طرف سے اسیطرح مختصر الفاظ میں اسکا جواب دیا جائیگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ
ثناء اللہ کو چھوڑ کر ہم اُسکے بحث مباحثہ میں مصروف ہو جائیں۔ اور خاصکر
اول الذکر ابراہیم سیالکوٹی جو ہمارا روحانی فرزند ہے اور مولوی حافظ عبد المنان صاحب
وزیر آبادی کے واسطہ سے ہمارے شاگرد ہونے کے علاوہ وہ بلا واسطہ بھی ہم سے
سفر جموں کے ایام میں استفادہ کر چکا ہے خصوصیت کے ساتھ یاد رکھے کہ اگر پھر
وہ ثناء اللہ کے کہنے سے ہمارے مقابلہ میں کھڑا ہوگا تو منہ کی کھائیگا اور پھر سر نہ
اٹھائیگا مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو وہ صحیح سمجھکر ان کو مظلوم ٹھہراتا ہے اور اتنا نہیں
جانتا کہ مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو صحیح کہنا اور ہماری تعریف اہلحدیث کو دوری
تسلیم کرنا اپنے آپ کو جاہل بنانا ہے۔ ہماری تعریف کے نظائر کو جو بعد ختم تقریظات

یہ مولوی ثناء اللہ کے گریز و انہزام کا بیان ہے اور تحریرات فریقین سے اس کا تفصیلی ثبوت ہے اب مرزا صاحب منصف بے انصاف کا حق کہنے سے سکوت و فرار کا بیان سنو اس باب میں ہم زیادہ تفصیل کرنا نہیں چاہتے اور مفتریان ثنائی پارٹی کے اس افترا اور اتہام کہ (مرزا صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ کی) جیسا کہ ابراہیم سیالکوٹی سے اخبار نا اہلحدیث ۱۲؍ نومبر میں منقول ہے۔ یا یہ کہ انکے حق میں دل آزار الفاظ لکھے ہیں (جیسا کہ ثناء اللہ کے مضمون ۱۳؍ ستمبر میں درج ہے) دھان بندی کرنے کی غرض سے صرف اسقدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ہم پہلے ۲؍ اگست ۱۵ء کو بذریعہ کارڈ نمبری ۳۶۴ سات سوالات سے مخاطب کر چکے ہیں جنکو اکثر سراج الاخبار ۳۰؍ اگست ۱۵ء میں ثناء اللہ سے کی گئی ہیں جن کے جواب میں مرزا صاحب حق سے ساکت رہے اور کچھ نہ بولے پھر رسالہ مباحثہ صفحہ (۲۲۰) میں ان کو لکھ چکے ہیں کہ گو آپ منصفی سے استعفا داخل کر چکے ہیں اور افیشل طور پر [illegible] باضابطہ آپ کا فیصلہ [illegible] لیکن اگر پرائیویٹ طور پر ہم اب بھی آپ کا فیصلہ سننے اور ماننے کو طیار ہیں آپ اُردو عبارات میں ثناء اللہ کے اہلحدیث بلکہ مسلمان نہ ہونے کی دلیل صفحہ (۲۲۱) .... رسالہ مباحثہ میں ملاحظہ فرماکر داد انصاف دیں کہ اب بھی آپ ثناء اللہ کو مسلمان یا اہل حدیث کہیں گے پھر دو دفعہ بذریعہ کارڈ جوابی و تحریری نوٹ مشتبہ حاشیہ رسالہ ریویو مولوی فقیر اللہ صاحب وغیرہ پر بھی عرض کر چکے ہیں کہ اب بھی آپ حق کہیں اور داد انصاف دیں مگر مرزا صاحب نے محض سکوت اختیار کر رکھا ہے اور حق زبان پر نہیں لاتے اس کتمان حق کے مرزا صاحب قیامت کے دن جواب دہ ہوں گے مرزا صاحب میں اگر کچھ بھی خدا ترسی و حق طلبی ہوتی تو وہ صاف لکھتے اور اظہار حق کرتے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اُنتیس[۲۹] یا چھبیس[۲۶] جولائی کے کارڈ میں ثالثی سے استعفا دیکر دوسری[۲] اگست کو یک طرفہ فیصلہ کر دیا جو بحکم قانون عدالت بھی ناجائز ہے (اور مضمون جواب الجواب ۲ کو کسی عالم سے سُنکر یہ فیصلہ دیتے کہ جو اعتراض تعریف اہلحدیث پر ثناء اللہ نے کی تھی اُنکو ابوسعید نے اچھی تفصیل سے اٹھا دیا ہے

اس مباحثہ کا اختتام۔

اور

ثناء اللہ کے الزام و افحام پر ختام

ثناء اللہ نے اپنی آخری تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں بھی وہی گریز و فرار اختیار کیا ہے جو عرصہ ۱۲ سال سے اس کا سلوک و معمول چلا آتا ہے اور اس سے اُس نے ہماری پیشگوئی مندرجہ سراج الاخبار یکم و ۲۲ نومبر ۱۹۱۵ء و رسالہ ہذا کے صفحہ ۲۴۲ وصفحہ ۲۴۹ کو بہت جلد سچا اور پورا کر دیا ہے۔ اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اس فرار کی نظر سے وہ شیر نہیں شغال (گیدڑ) ہے اور اس دوکہ دہی و روباہ بازی کی نظر سے جو اس تحریر میں اور اس سے پہلی تحریروں میں اس سے عمل میں آئی ہے وہ ثعلب (لومڑ) ہے۔ اس تحریر میں وہ خود لکھتا ہے جو اس کی تحریر کا عنوان ہے "بھاگنا شیر کا کام نہیں"۔ اور یہ کہکر وہ خود بھاگ گیا۔ اس صغریٰ [illegible] وہ شیر نہیں گیدڑ و لومڑ ہے جس میں اُس نے بحکم رجلٌ قضیٰ علیٰ نفسہ اپنا ہی خاکہ کھینچکر دکھایا ہے تو اس سے قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے۔

اس دلیل کا کبریٰ تو اسی کا بیان کردہ اور مسلمہ ہے لہٰذا وہ محتاج ثبوت نہیں۔ رہا صغریٰ سو اس کی اس تحریر سے ایسا ثابت ہے کہ اس مثل کا مصداق ہو گیا ہے۔ جادو (حق) وہ ہے جو سر پر چڑھکر بولے۔

ناظرین اس کا بیاں جگر تھام کر سنیں سے

نالۂ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اُسنے سراج الاخبار ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں بایں الفاظ وعدہ مشتہر کیا تھا۔ کہ آپ اخبار اہلحدیث کے ذریعہ اس سلسلہ کے مضامین کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو بطور ضمیمہ ممکن ہے جیسے عبد العزیز رحیم آبادی کا مضمون بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا جس کی لاگت دس روپیہ آپ کے ذمہ ہوگی۔ اب اس تحریری اقرار سے فرار اختیار کرکے اس تحریر مندرجہ سراج الاخبار ۲۹ نومبر میں وہ یہ لکھتا ہے

اہلحدیث میں یہہ مراسلات اور اس مسئلہ کے متعلق دیگر اخبار [مضامین] میں درج کرانے کے آپ متمنی ہیں
یہانتک کہ [لاگت] دینا بھی منظور کر لیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ آپ سارے مضامین اخباری تقطیع پر کاپی کرا کر
معہ لاگت چھپائی اور کاغذ کے بھیجیں۔

ناظرین للہ انصاف کریں اور داد حق دیکر کہیں کہ یہہ پہلے وعدہ سے گریز ہے یا نہیں پہلے
اقرار میں لکھائی و چھپائی و کاغذ کے بالمقطع دس روپیہ [علاوہ ۵] مانگے تھے۔ اب کاغذ و لکھائی میرے ذمہ
ڈالی ہے۔ اور لاگت چھپائی بے تعداد مانگی ہے اس گریز کی وجہ ایک یہ ہے کہ اسکو خوب معلوم ہے
کہ میرا کوئی کاتب نوکر اور مقرر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا رسالہ بھالہا سال سے معرض التوا میں
رہتا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں جلد ۲۲ چھپی تہی۔ تب سے جلد ۲۳ کاتبوں کے ہاتھوں [میں] خراب ہو رہی ہے۔ کاغذ خرید کر
لاہور [یا] بٹالہ سے امرتسر پہونچانا بھی مجھ سے جلد نہ ہو سکیگا۔ لہذا اسکو یقین ہے کہ کتابت و خرید و
ارسال کاغذ خاکسار کے ذمہ ہوگی۔ تو اس وعدہ سے تو اس کی جان چھوٹی رہیگی۔ اور یہ مثل
صادق آئیگی۔ نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادہاں نا چیگی۔

اب اس سے بڑھکر اس کا دوسرا اقرار ایسا ہی [illegible] سراج الاخبار ۱۳ ستمبر ۱۹۱۵ء
میں بایں الفاظ اس نے دعوی کیا تہا کہ دس روز کی میعاد منصف صاحب نے مولوی صاحب کو ۱۹ جولائی کو
دی تھی چنانچہ سراج الاخبار ۳۰ اگست کے صفحہ ۵ کالم ۲ کی پہلی سطر میں مولوی صاحب خود لکھتے
ہیں۔ انیس ۱۹ جولائی کا کارڈ آیا اور یہ چھبیس ۲۶ جولائی کو منصف صاحب نے مجھے لکھا کہ میں نے مولوی صاحب
بٹالوی کو دس روز کی میعاد دی ہے یہ میعاد ۱۹ جولائی کو ختم ہونی چاہیے تہی یا آنے جانے کے دن
شمار کئے جاویں تو بہی اکتیس ۳۱ جولائی کو ختم ہو گئی ہوگی اور منصف صاحب نے فیصلہ ۲ اگست کو ایک میرے
پاس بہیجا۔ بتلایئے میعاد کے اندر ہوا یا بعد۔ خاکسار نے اس دعوے کی غلطی سراج الاخبار
۲۰ ستمبر میں ظاہر کر دی اور اسپر دلیل تاریخ رقعات مرزا صاحب بیان کر کے اس کے مقرر کردہ
منصف منشی شمس الدین وغیرہ حاضرین مجلس کی اتفاقی رائے تسلیم کر لی تو اس کے ایمان اور اسکے
ضمیر نے اسکو یہہ ہدایت کی کہ وہ اس غلطی کو تسلیم کر کے فیصلہ مرزا کو جو میعاد جواب گذرنے سے پہلے
اور استفسار داخل کرنے کے بعد ہوا تہا لغو اور بیہودہ جان کر تصفیہ اصل بحث تعریف اہلحدیث
کے لیئے دوسرے اہل علم اشخاص کو جنکو اسی نے نامزد کیا تہا منصف بنا دے بلکہ اس دن سے اس وقت تک کہ

تین ماہ گذر گئے ہیں۔ وہ بھاگتا اور بھٹکتا اور روباہ بازیاں کرتا چلا آیا ہے۔ اپنے پہلے دعوے اور اسکی پہلی دلیل رقعات مرزا صاحب کو چھوڑ کر دہ نیا دعوے جو سابق دعوے ایک جزوی نتیجہ ہے کہ فیصلہ مرزا صاحب جایز ہے پیش کر رہا ہے۔ سراج الاخبار ۲۷ ستمبر پہر ۱۸ اکتوبر۔ پہر ۱۵ نومبر اور اخیر ۲۹۔ نومبر میں اس کا یہی فرار چلا آتا ہے۔ یہ خاکسار بھی (جو اس کا روحانی باپ اور کہن سال و پرانا تجربہ کار ہے۔) اس کے داؤ و پیچ سمجھتا۔ اور ناظرین سراج الاخبار کو سمجھاتا چلا آتا ہے۔ اور سراج الاخبار ۱۱ اکتوبر۔ پہر یکم۔ نومبر۔ پہر ۲۲۔ نومبر میں اس کا یہ گریز و فرار ظاہر کرتا رہا ہے۔ یہانتک کہ اپنی تحریر ۲۹۔ نومبر میں اس نے یہ اقرار بھی کر لیا ہے۔ کہ آپ یہ لکھتے رہے ہیں۔ کہ تنقیح یہہ ہوگی۔ کہ تاریخ مہلت کے اندر فیصلہ دیا ہے۔ پھر چالاکی اور روباہ بازی سے اس تنقیح کو مجھے بہلا کر اور مجھے چھوڑ واکر وہی پرانی تنقیح پیش کی اور مجھے یہ تلقین کی ہے کہ آپ کی طرف سے تقریر دعوے یوں ہوگی۔ کہ فیصلہ ناجائز ہے۔ کیونکہ تاریخ مہلت کے اندر دیا گیا ہے۔ اور اس پہلے دعوے اور اُسکی پہلی دلیل سے گریز کے ساتھ اپنے احمق معتقدوں مقلّدوں کو دام میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے چٹا فقرہ اس آخری تحریر میں درج کیا ہے کہ جس طرح آپ چاہیں۔ فیصلہ کرا لیں مجھے منظور ہے۔ جسکی وجہ سے مصرع۔ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق بن گیا ہے۔ اس کا جواب میں نیا کوئی نہیں دیتا۔ اور اب اسکو اپنا مخاطب بھی نہیں بناتا۔ ناظرین اخبار اور اس کے معتقدین و مقلدین حماقت شعار کو اپنے پچھلے جواب کی طرف توجہ دلاتا اور یہ کہتا ہوں کہ اس آخری تحریر میں بھی اس نے اپنے قدیم دعوے کہ فیصلہ مرزا کا میعاد جواب دس روز گذر جانے کے بعد اور استعفا دینے کے قبل ہوا ہے۔ لہذا وہ جایز ہے اور اسپر دلیل مرزا صاحب کے رقعات کی تاریخات کو کان لم یکن ٹھہرا کر اس سے گریز اختیار کیا ہے۔ لہذا وہ ... اپنے ہی عنوان مضمون تحریر اخیر کی شہادت سے شیر نہیں گیدڑ اور لومڑ ہے اور اس کا یہ کہنا کہ جس طرح آپ چاہیں فیصلہ کرا لیں مجھے منظور ہے محض دروغ ہے۔ آپ لوگوں میں سے جو شخص اس منظوری میں اسکو سچا سمجھتا ہے وہ نادان و نافہم ہے۔

اس مباحثے کا اختتام ہوا۔ اب ہم اس مباحثے کے متعلق علمائے اہلحدیث و دیگر اعیان ملک آراء و تقریظات نقل کرتے ہیں:۔

تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم استاد ثناء اللہ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب اس مباحثہ میں حق پر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض انکی تعریف کا اہل حدیث پر دو سبب سے ہے۔ ایک تو وہ حقیقت تقابل عدم وملکہ کو بھولا ہوا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے کو اہلحدیث ہیں ظاہر کرنے کے لئے اس قسم کی ریاہ یا تریاں ہمیشہ جب سے اسمیں زیغ آگیا ہے کیا کرتا ہے۔ اور یہ زیغ اس میں شروع مقابلہ قوم آریہ سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے جوابات سے جو اس نے آریہ کو انکے سوالوں کے دیئے ہیں ظاہر ہے۔ ہم نے مختلف طور سے تجربہ کر لیا ہے کہ یہ زیغ اس کے جذر قلب میں مستحکم ہو گیا ہے۔ اور یہ مناظرے اور سیالکوٹی منصف ماننے وغیرہ یہ سب اپنی پردہ پوشی کیلئے کرتا ہے۔ اور عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ہے۔ اور ہم یہ اپنا محقق خیال عبارت زاد المیعاد کے فیصلہ کی تمہید میں کئی سال ہوئے* ظاہر کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ عام اہل حدیث اس کے دام میں آجاویں اور کہیں نیچری نہ ہو جاویں۔ اور مولوی شیخ ابو سعید صاحب بھی اس راز سے واقف ہیں لیکن بفحوائے مثل# مشہور جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہئے۔ اس سے مقابلہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور ایسے مفتیوں کو منصف بنا لیتے ہیں۔ آخر جو نتیجہ ہوا وہ مخفی نہیں ہے۔ منصف صاحب سیالکوٹی نے بہ سبب جنبہ داری غیر عادل سے کام نہیں لیا۔ اس لئے ہم فلا ینازعنک فی الامر اسکو کبھی موقع نزاع کا نہیں دیتے۔ اور نہ ہی وہ ہمارے مقابلہ میں آتا ہے کہ ہم اسکی چالبازی کو پہچانتے ہیں چنانچہ آجکل اس نے ہم سے گفتگوئے مصالحت شروع کی ہوئی ہے۔ پوچھتا ہے کہ پہلے اشتہار صلح کے بعد میں نے کونسا ایسا کام کیا ہے جسے آپ مجھ سے ناراض ہوئے ہیں۔ ہم نے جواب یہی دیا ہے کہ اغلاط سابقہ ثابتہ کا بعینہا قائم رکھنا بلکہ بوقت درس قرآن انہیں معنے محرف کا سکھلانا اور ان سے تائب نہ ہونا۔ اگر مصالحت منظور ہے تو اشتہار توبہ ورجوع دیگر اہلحدیث میں لگاؤ ورنہ ثناء اللہ کے ثالث تماشہ بننے میں کیا شک ہی۔ اور اہل حدیث سے خارج ہونے میں جیسا کہ مولوی ابو سعید صاحب نے لکھا ہے کیا شبہ ہے۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ابو عبید امیر احمد اللہ عفی عنہ

* جیسے مرزا فضل احمد سیالکوٹی اور منشی شمس الدین لاہوری۔

صفحہ ۱۵ نمبر ۲ جلد ۱۵ ملاحظہ ہو۔

تقریظ مولوی عبد الحق صاحب طبیب امرتسری

ناصح مشفق و مبارز بسم اللہ الرحمن الرحیم قدیم ثناء اللہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔ امابعد صاحبان ذی بصیرت پر مخفی نہ ہو کہ رسالہ "باپ اور بیٹے کا مباحثہ" مصنفہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بوساطت مولوی عبد العزیز صاحب ہمارے پاس پہنچا ہے اسکو ہم نے غور اور تامل سے دیکھا مضمون اس کا صحیح ہے اور ہمیں اس سے اتفاق ہے ۔ مولوی صاحب مذکور نے جو تعریف اہل حدیث کی کی ۔ بالکل صحیح ہے مستلزم دور نہیں اس تعریف کو دوری کہنا نادانی اور علم منقول و معقول سے بے خبری کے سبب سے ہے ۔ دور یا تسلسل کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ۔ یہ دور کی باتیں ہیں ۔ ؎

اگر نخل خرما نباشد بلند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ نہ تاراج ہر طفل یابد گزند

اور مولوی محمد حسین صاحب نے جو [illegible] نمبر ۱ و ۲ دیا ہے انصاف پر مبنی ہے اور درست ہے کیونکہ جیسے غلام زید میں مضاف الیہ مضاف سے خارج ہے ۔ ویسے ہی لفظ اصول الحدیث میں جو لفظ اہلحدیث تعریف میں موجود ہے مضاف سے خارج ہے اور اس جگہ سمجھانا اصول کا مقصود ہے نہ اہلحدیث کا ۔ لہذا توقف الشی علی نفسہ جو ماہیت دور ہے لازم نہیں آیا ۔ فاندفع ما قال المعترض اور زیادہ افسوس ہمکو مصنف صاحب کے جزوی فیصلہ پر ہے ۔ کہ انہوں نے کس طرح لکھدیا کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کو مولوی صاحب بٹالوی اوٹھا نہیں سکے" خصوصًا جبکہ مولوی صاحب نے بحث کو چلانے کے لئے بڑی دانائی اور سنجیدگی سے لفظ اہل حدیث کی بجائے اور الفاظ تعریف میں لکھدی تو پھر بھلا مصنف صاحب کا جزوی فیصلہ کیونکر صحیح ہوسکتا ۔ باوجودیکہ انہوں نے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی استعفا دیدیا تھا ۔

نومبر ۱۹۱۰ء میں مجھے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت کچھ لکھا ہے ۔ تو میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور دریافت کیا تو مولوی صاحب نے بٹالہ سے جو مجھے خط لکھا تھا ۔ اس میں یہ بھی تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں جو لکھا ہے

اس سے مولوی ثناء اللہ بشرطیکہ اسپر عمل کرے اور اس کے مطابق دینی غلطیوں کو درست کر دے تو اہلحدیث سمجھا جائے۔ ورنہ ہرگز اہلحدیث نہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کے نزدیک مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث ہونا معلق بالشرط ہے مولوی ثناء اللہ صاحب پر کس قدر افسوس ہے کہ مشروط کو تو اخبار میں لکھدیا اور شرط کو حذف کر دیا کیا دیانت اور تقویٰ اسی کا نام فاعتبروا یا اولی الالباب۔ لہذا مولوی محمد حسین صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے صحیح ہے اور قابل تسلیم اہل علم ہے۔

راقم۔ حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ناظم انجمن قامع الملحدین وقاطع دابر المضلین و مالک شفاخانہ حقانی امرتسر کٹڑہ کنہیاں ۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء

تقریظ مولوی نیک محمد صاحب مدرس مدرسہ غزنوی

اقول بحول اللہ وقوتہ میں نے یہ رسالہ دیکھا۔ مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریر سے مجھے اتفاق ہے۔ نفس مسئلہ میں دیگر جو خلافیات واقعتاً مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس میں مرقوم ہیں۔ اگر واقعی ٹھیک [illegible] تو خوف زوال ایمان ہے۔ اہلحدیث ہونا تو مرتبہ اخص ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امام الہدایت مولٰنا مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم و مولینا مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری وغیرہ اکابرین نے دعوت ہدایت کی اور انکی نصح و خیر خواہی میں ہر طرح کوشش کی مگر مولوی ثناء اللہ نے بمصداق ہمچو من دیگرے نیست بجائے تسلیم کے تردید کر دی۔ کیوں نہ ہو انکو تو ملکہ تردید حق و باطل کامل طور پر حاصل ہے۔ معیاذاً باللہ وانا الفقیر الی اللہ الاحد الصمد ابو اسحق نیک محمد عفی عنہ از مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کٹڑہ غزنویہ

شیر پنجاب مدرس مولوی فقیر اللہ صاحب کی تقریظ

(ریویو و محاکمہ)

میرے عزیز مولوی فقیر اللہ صاحب نے اس مباحثہ پر دس صفحہ کے رسالہ میں ریویو کیا ہے۔ جسکا ذکر صفحہ (۲۴۳) میں ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ چند سطور نقل کئے جاتے ہیں:۔ درمیان جناب مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ثناء اللہ کشمیری کے جو مباحثہ اہلحدیث کی تعریف کے

بارے میں ہوا ہے جس کا ذکر پرچہ اخبار دروغ بار بر عکس نام اہلحدیث میں مندرج ہے اسکی بابت پنجاب و ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے مدارس اسلامیہ عربیہ میں کتب درسیہ و علوم مروجہ کے پڑھنے پڑھانے والوں یعنے تمام علماء و طلباء کا فیصلہ اتفاقیہ سچا اور فتویٰ اجماعیہ یکا یہی ہے۔ اور واللہ یہی ہے کہ اس بحث میں حق صریح بجانب جناب مولانا بٹالوی کے ہے اور ملحدوں کا شیر ثناء اللہ محض باطل پر ہے مولانا بٹالوی صاحب بعونہ تعالیٰ غالب و مظفر و منصور ہیں اور کشمیری صاحب مغلوب مرعوب منہزم فار۔ مولانا صاحب بٹالوی علمی منطقی عالمانہ محققانہ تقریر دلپذیر کرتے ہیں اور کشمیری صاحب عام فریبی جاہلانہ مبطلانہ شر انگیز دروغ آمیز باتیں بے سروپا بناتے ہیں اور حال یہ کہ جنابہیں اپنی فتح کا محض جھوٹا نقارہ بجاتے ہیں جو دجالوں اور ملحدوں کی عادت ہے اور اس بحث میں انکی جہالت اور دروغگوئی و شکست و ہزیمت ناگفتہ بہ ایسی ثابت ہوئی ہے کہ اگر انکو حیا سے کچھ ذرہ بھر بھی تعلق باقی ہے تو ایک چلو پانی میں ڈوب کر مر جاویں یا تا زیست بحث کا نام نہ لیں۔

جناب مولانا محمد حسین بٹالوی [illegible] اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب اہلحدیث کا قائل ہو اور اعتقاداً و عملاً بطور التزام انکا خلاف نہ کرے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض۔ یہ تعریف دوری ہے تعریف میں معرف مذکور ہے۔

جناب مولانا محمد حسین بٹالوی کا جواب۔ یہ تعریف دوری نہیں ہے کیونکہ معرف (اہلحدیث) سے اسکا معنے و مفہوم سمجھانا مقصود ہے اور تعریف میں "جو اہل حدیث ہے" اس سے مفہوم مراد نہیں بلکہ اُس کے افراد و اعیان مراد ہیں اور تغایر بین الافراد والمفہوم تو معتبر ہے اور موجب ترتب احکام ہے۔ چنانچہ موضوع و محمول کے مساوی یا متحد اللفظ ہونے کی صورت میں تغایر افراد (مراد از موضوع) و مفہوم (مراد از محمول) کا لیس کرتا ہے واسطے انعقاد قضیہ کے جو مقتضی ہے اثنینیۃ اور مغایرۃ موضوعیۃ و محمولیۃ کو اس کے سوا تعریف میں جو اہلحدیث ہے وہ مضاف الیہ ہے اور قید ہے اور غیر ملحوظ ہے اور خارج ہے مضاف سے اور تقیید داخل ہے اور لحاظ میں ہے ++++

تمام مدارس عربیہ کی طلبا جانتے ہیں کہ قال اقول شرح ایساغوجی کی علم منطق کی ابتدائی کتاب ہے جس کو نوآموز بچے پڑھا کرتے ہیں۔ اور ثناء اللہ اس سے جاہل ہے ورنہ ایسی سخت جہالت نہ کر

کرتا ہے جس کے سبب سے اب وہ زندہ درگور ہو گیا ہے اور تا زیست اہل علم کو موہنہ دکھلانیکے
قابل نرہا بشرطیکہ اسمیں عزت یا شرم کی بو تک باقی ہو ورنہ بحکم حدیث اذالم تستحی فاصنع
ماشئت جس کا خلاصہ مرام ہے ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن ۔ دیکھو اس ابتدائی کتاب اوائل
میں بحث دلالۃ التزام میں ملازمۃ ذہنیہ کی شرطیت اور ملازمۃ خارجیہ کی عدم شرطیت میں
لکھا ہے لان العدم کالعمی یدل علی الملکۃ کالبصر التزاما لان العمی عدم البصر
عما من شانہ ان یکون بصیرا مع ان بینہما منافاۃ فی الخارج لا یقال ھذہ
الدلالۃ تضمنیۃ لانا نقول العمی عبارۃ عن عدم مضاف الی البصر فیکون
البصر خارجا عنہ فیمتنع ان یکون دلالۃ تضمنیۃ ۔ الخ

حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری حال مقیم روپڑ ضلع انبالہ نے بھی بہت
بسط و تفصیل سے اس مباحثہ پر ریویو کیا ہے اور بہت سے نظائر ہماری تعریف اہل
حدیث کے نقل کئے ہیں ۔ استقامت میں اس کا خلاصہ دو سطری نقل کیا جاتا ہے ۔
آپ لکھتے ہیں . . . . دیکھا ماشاء اللہ دلائل
سے مشحون پایا اور بظاہر ہماری تعریف اہلحدیث کی انھوں نے نقل کی ہیں وہ بشمول
دیگر نظائر ذیل میں نقل کیے جاینگے

یہ علماء کے ارا ہیں اعیان ملک سے اڈیٹر سراج الاخبار اور اڈیٹر پیسہ اخبار کے صفحہ (۲۲۸) میں
نقل ہو چکے ہیں اب ہم حسب وعدہ صفحہ (۲۵۵) اپنی تعریف اہلحدیث کے نظائر نقل کرتے ہیں
شاید ہمارے دونوں سرکش شاگرد ثناء اللہ و ابراہیم انکو دیکھکر منفعل ہوں اور اپنے
اعتراض کو واپس لیں (۱) المبنی ما ناسب مبنی الاصل (کافیہ مع حاشیہ منہیہ و شرح ملا و شرح رضی) (۲) الموصول ما لا یتم
جزءا الا بصلۃ و عائد (کافیہ) (۳) الجر عرفوہ بانہ الکسرۃ التی یحدثہا عامل الجر اوردوا علیہ ان فیہ دورا واجیب بانہ تعریف
لفظی لمن عرف الطرفین وجہل النسبۃ (حاشیہ شجاعی ابن عقیل) (۴) اسم الاشارۃ ہو ما وضع لمسمی واشارۃ الیہ (حاشیہ
شجاعی ابن عقیل) (۵) وفاعل الافعال بالتاء مرسم ۔ یا النون فعل الامر ان امر فہم (الفیہ ابن مالک) فیہ دور لاخذہ الامر
فی تعریف فعل الامر واجیب بانہ تعریف لامر الاصطلاحی بالامر اللغوی بان المراد بالامر الثانی ما صدقہ ای افرادہ وبالاول
مفہومہ (شجاعی) (۶) التثنیۃ جعل اللفظ مثنی (شرح اصول اکبریہ) (۷) التحقیر (التصغیر) تغییر کلمۃ من ہیاۃ الی ہیاۃ
لتدل علی انہ حقر مسماہا انتہی (شرح مذکور) (۸) قد یقال المطالب ما یطلب بہ التصورات والتصدیقات (رشیدیہ) (۹) معرفۃ

[illegible]

اُس مباحثہ کے متعلق دوسرے منصف صاحب اور پبلک کا فیصلہ

اور مولوی ثناء اللہ کے خارج از اسلام ہونے کے متعلق خود مولوی ثناء اللہ اور دیگر علماء کا

فتوے

اوّل منصف مرزا ظفر اللہ صاحب رئیس وزیر آباد نے اپنے فیصلہ میں پہلے تو ایک **غلطی** یہ کی تھی کہ اس مباحثہ میں صرف مولوی ثناء اللہ کا جواب سُنکر اور میری طرف سے جواب الجواب کے لئے دس روز کی مہلت دیکر آٹھویں ہی روز یکطرفہ فیصلہ کر کے اُن کے پاس بھیجدیا۔ اور خاکسار کو مضمون فیصلہ سے اطلاع تک نہ دی۔ **دوسری غلطی** یہ کی کہ جس روز اور تاریخ یکطرفہ فیصلہ کیا اسی روز منصفی سے استعفا بھی دیدیا۔ اور فیصلہ میں یہ ظاہر نکیا کہ منصفی سے استعفا پہلے دیا۔ یا فیصلہ پہلے لکھا اور بعد میں استعفا دیا۔ جو اُنکا منصبی فرض تہا۔ اور اس کے ثبوت وتعیین کے سوا وہ فیصلہ کان لم تکن ہے۔ ان دونوں **غلطیوں** پر اُنکو بذریعہ **پیسہ اخبار۔ وسراج الاخبار۔** اور **مطبوعہ رسالہ مباحثہ** متنبہ کیا گیا۔ تو بھی انہوں نے اپنی غلطیوں کو تسلیم کر کے صحیح فیصلہ تحریر نہ کیا۔ جس کی اُن سے استدعا بذریعہ مطبوعہ رسالہ "مباحثہ" کی گئی تھی۔ اسپر خاکسار نے عزم بالجزم کر لیا کہ اس مباحثہ مطبوعہ کو پبلک میں شائع کیا جاویگا۔ اور اس مباحثہ اور مرزا صاحب کے فیصلہ کا پبلک سے انصاف کرایا جاوے گا۔

یہ سُنکر ثناء اللہ اور اُن کے احباب کی پارٹی کو فکر انجام ہوا۔ تو انہوں نے بعض ہمارے ہم خیال احباب کو بھی شامل کر کے ایک **التماس نامہ** مشتہر کیا جو ذیل میں منقول ہے :-

التماس نامہ

بخدمت جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری و مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ و

دیگر علماء　　حضرات! امرتسر کی جماعت اہل حدیث کا اختلاف جو مخالفت و شقاق کے درجہ تک پہنچکر عدالت میں پہنچ چکا ہے جسکا ہر ایک ہمدرد کو صدمہ ہے ہم یقین نہیں کرتے کہ آپ حضرات کو یہ فضیحتہ پسند ہوگا۔ اسلئے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ ﷲ قوم کے حال پر رحم فرمائیے۔ جسکی ایک صورت ہم عرض کرتے ہیں ؎

گر قبول افتد زہے عزو شرف

آپ لوگوں نے دیکھا کہ امرتسر میں ۲۹ و ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کے ساتھ امن وامان کے ساتھ مباحثہ ہوا جسمیں کوئی رنج یا کدورت نہیں ہوئی۔ اسی طرح آپ حضرات بھی کسی معزز۔ مثل میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔ حاجی نور احمد صاحب میاں شمس الدین صاحب سوداگران چرم وغیرہ کے مکان پر فریقین بیٹھیں۔ اور آرام اور شائستگی کے ساتھ گفتگو کریں کوئی مسلّم منصف درمیان میں بیٹھ جاوے۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے امن امان ہو جاوے۔ چونکہ آپ لوگ عدالت میں شہادت دے آئے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کافر ہیں اسلئے پہلا مسئلہ یہ ہوگا کہ وہ اہل حدیث ہیں یا نہیں اور اسکا اہلحدیث ہونا پیش ہوگا۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو تجویز ہذا کی منظوری پر مجبور کریں گے۔ امید ہے کہ آپ حضرات بھی منظوری سے اطلاع دیں گے۔ ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ حضرات اس قوم کے بزرگ ہیں۔ جنکے نام خطاب ہے جواب پر اُنکے دستخط ضرور ہوں۔

ملتمسان۔ احقر حبیب اللہ سوداگر پشمینہ (اسپر ساٹھ اشخاص کے نام التماس نامہ پر درج ہوئے ہیں اور نمبر ۶۱ پر عزیز الرحمٰن ولد مولوی محمد علی صاحب کا نام ہے۔ نمبر ۶۲ پر مولوی محمد علی صاحب واعظ کا نام ہے۔ اور نمبر ۶۳ پر مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سی کا نام ہے)

اِس کا **جواب** خاکسار نے ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو تحریر کر کے امرتسر میں بھیج دیا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس نامہ ۵ مئی ۱۹۱۶ء کا جواب

آج ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو ایک التماس نامہ مطبوعہ منجانب اہالیٔ امرتسر جنمیں اوال الراقمین میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ ہیں اور آخر الراقمین مولوی محمد علی صاحب واعظ و مولوی محمد جمال صاحب امام مسجد کوچہ سعی ہیں خاکسار کے پاس پہنچا۔ مَیں اس تفرقہ کو ایسا بُرا سمجھتا ہوں کہ اس تفرقہ کو بند کرنے کی نیّت سے اور اس تفرقہ کے حد اخیر تک پہنچنے کے خوف سے مَیں اپنے رسالہ ماہواری اشاعۃ السنہ کو جسمیں ثناء اللہ کے اسلام میں میںنے اظہار شک کا کیا تھا پبلک میں شائع نہیں کیا۔ کئی سال سے چھاپ چھاپ کر گھر میں رکھ چھوڑا ہے۔ صرف مولوی ثناء اللہ اور انکے دوستوں کو دکھایا اور **اس امر کا منتظر ہوں کہ کوئی مصلح قوم کھڑا ہو جاوے۔ اور میرے اِس شک کو رفع کر دے۔** مرزا ظفر اللہ خاں صاحب پنشنر جج سیالکوٹ کو مولوی ثناء اللہ کے اہلحدیث ہونے یا نہونے کے متعلق منصف تسلیم کیا تھا [illegible] غیر مسلم صادق ہونا بھی ثابت ہو جاتا۔ مگر افسوس صد افسوس مرزا صاحب نے اپنے منصب انصاف کا خلاف کیا اور میرا اخیری جواب جسمیں مولوی ثناء اللہ کا غیر اہلحدیث اور غیر مسلم صادق القول ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ ملاحظہ نہ کیا۔ اور منصفی سے مستعفی ہونے کے بعد یکطرفہ فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ کا فیصلہ مولوی ثناء اللہ نے تجویز کیا۔ جسمیں منشی شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت اسلام کو منصف بنایا۔ تو اس فیصلہ کو بھی مَیں نے منظور کر لیا۔ مگر اس فیصلہ سے بھی مولوی ثناء اللہ نے گریز کیا اور اپنی جگہ میر عبد السلام دہلوی کو کھڑا کر کے منشی شمس الدین و ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ کو منصف بنایا۔ مَیں نے ان کے جواب میں بھی ان کی منصفی کو منظور کر لیا۔ مگر آخر دہ صاحب بھی ساکت ہو گئے (پیسہ اخبار ۲۵ دسمبر و ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء ملاحظہ ہوں) اس عجز و فرار کے ساتھ ۲۸ اپریل ۱۹۱۶ء کے اجلاس عدالت مجسٹریٹ امرتسر میں مولوی ثناء اللہ نے مرزا صاحب کے فیصلہ مذکور کو اپنے حق میں جائز قرار دیکر پیش کیا۔ لہذا مَیں مولوی ثناء اللہ کو مسلمان پھر اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے میں اسی فیصلہ مرزا صاحب کے جائز یا ناجائز ہونیکو کافی دلیل

سمجھتا ہوں۔ اور جبتک اس فیصلہ کا جائز یا ناجائز ہونا ثابت نہ ہو جائے کوئی نئی بحث مولوی ثناء اللہ سے کرنا جائز نہیں جانتا۔ مولوی ثناء اللہ مرد میدان ہیں اور بزعم خود شیر پنجاب ہیں تو میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کے مکان پر آویں اور اس فیصلہ کے متعلق فیصلہ کرالیں۔ اس فیصلہ میں میاں فیروز الدین صاحب کو منصف مان لیں یا اپنے پُرانے منصفوں منشی شمس الدین وغیرہ کو ساتھ لے آویں۔ اس فیصلہ سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو جائیگا کہ مولوی ثناء اللہ مسلمان پھر اہلحدیث ہیں یا نہیں۔ تاریخ مقرر ہونے پر میں امرتسر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

راقم ابوسعید محمد حسین از بٹالہ

(نوٹ۔ یہ جواب ۵ مئی ۱۹۱۶ء کو امرتسر پہنچ گیا تھا لیکن بعض احباب امرتسری کی غفلت سے جلد نہ چھپ سکا)

اس جواب کی اشاعت پر مولوی ثناء اللہ نے ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء کے اخبار میں وہ التماس نامہ درج کرکے اسپر یہ ریمارک کیا کہ مجھے تجویز بالا بلا ترمیم منظور ہے۔ فریق ثانی کے جواب کا انتظار ہے آج تک نہیں آیا۔ مسٹر علی کے بعد جواب التماس چھپ کر شائع ہوا۔ تو اسپر مولوی ثناء اللہ کے خلیفہ و پرائیویٹ سیکرٹری میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر شال نے اس جواب کا شکریہ ادا کرکے مولوی ثناء اللہ کی طرف سے میاں فیروز الدین صاحب کی منصفی کی منظوری ظاہر کرکے اقرار نامہ منظوری منصفی میں ایسے شروط جو میرے جواب میں نہ تھے لگا کر گریز کرنا شروع کر دیا (اسمیں وہ اختلاف کریں گے تو ہم اصل رقعات فریقین شائع کردیں گے۔ جن سے مولوی ثناء اللہ کا تسلیم منصفی سے گریز ثابت ہوتا ہے) خاکسار نے اُن کی پیش کردہ شروط کو مان لیا۔ اور باوجود علم تحقق اپنی شرط کے منصف صاحب کی مجلس میں تصفیہ کیلئے حاضر ہونا منظور کرلیا۔ پھر جب تقدیر نے مولوی ثناء اللہ کو کشاں کشاں میاں فیروز الدین صاحب کے مکان پر پہنچا دیا تو اسکے بعد خاکسار بھی وہاں حاضر ہوا۔ اور میاں فیروز الدین صاحب نے منصف بنکر فریقین کا تحریری بیان ۱۶ جولائی ۱۹۱۶ء کو لیلیا۔

خاکسار نے مرزا صاحب کی دونوں غلطیاں مذکورہ بیان کرکے اسکے ثبوت میں دو رقعہ مرزا صاحب مورخہ ۲۶ جولائی و ۲ اگست ۱۹۱۵ء کو پیش کیا۔ جنمیں آفتاب نیمروز کی مانند روشن

بیان ہے کہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۵ء کو مرزا صاحب نے خاکسار کو جواب الجواب کیلئے مہلت دی اور پھر آٹھویں ہی دن ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء جواب الجواب خاکسار پہنچنے سے پہلے یکطرفہ فیصلہ بھی کر دیا۔ اور وُہی دن انکی منصفی سے استعفا دینے کا تھا۔ خدا تعالٰی کی شان احقاق واعلاءِ حق (بر طبق) حدیث الحق یعلو ولا یعلٰی کو دیکھو کہ جو دو خط مرزا صاحب کے مولوی ثناء اللہ نے اجلاس منصفی میں پیش کئے انہیں بھی یہی مضمون پایا گیا۔ کہ مہلت جواب الجواب دینے کی مرزا صاحب نے ۲۶ جولائی کو دی اور فیصلہ یکطرفہ جواب الجواب خاکسار کے پہنچنے سے پہلے آٹھویں ہی دن ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء کو جو وہی دن اُنکے استعفا دینے کا تھا لکھ مارا۔ پھر شان الٰہی احقاق واعلاءِ حق کو دیکھو کہ ان چاروں خطوط (دو پیش کردہ خاکسار اور دو پیش کردہ ثناء اللہ) کے برخلاف ثناء اللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ اور اسکے متعلق بجز ان دو جملوں کے کچھ کہا نہ گیا۔ اوّل یہ کہ ایک ہی تاریخ استعفا دینے اور فیصلہ لکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ استعفا پہلے دیا اور فیصلہ پیچھے لکھا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب نے جواب الجواب کا انتظار کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بلکہ فیصلہ [illegible] اسلئے یکطرفہ فیصلہ لکھ دیا۔ خاکسار نے پہلے جملہ کا جواب اسیوقت دیدیا کہ تقدیم تحریر فیصلہ تاخیر استعفا کا بار ثبوت اُن کے ذمہ ہے جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کے مدعی ہیں۔ نہ خاکسار کے ذمہ۔ جو اس فیصلہ کے جائز ہونے کا مانع اور تسلیم تاخیر استعفا کا منکر ہے۔ اور دوسرے جملہ کا جواب تحریری منصف صاحب کی خدمتمیں بھیجدیا۔ کہ چونکہ بسبب اعتراف خط دوم مرزا صاحب پیش کردہ مولوی ثناء اللہ مرزا صاحب کو یہ علم ہو چکا تھا کہ مولوی ثناء اللہ نے میری شرط جواب الجواب کو (کہ وہ اس جواب الجواب کو اپنے اخبار میں چھاپ دیگا) مان لیا ہے۔ اور وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بشرط خلاف قانون نہونے کے میں اس جواب الجواب کو اخبار میں چھاپ دونگا۔ تو اس صورت میں مرزا صاحب کا فرض منصبی تھا کہ وہ اس منظوری اور وعدہ ثناء اللہ سے مجھے اطلاع دیکر مجھسے جواب الجواب کا مطالبہ کرتے۔ اور قبل گذرنے میعاد دس روز کے جواب الجواب دیکھنے سے پہلے یکطرفہ فیصلہ نکرتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور اپنے فرض منصبی کا خلاف کیا۔ اور دیدہ دانستہ خلاف دیانت وانصاف کیا۔" میرے ان جوابات کو

* اصل خط کی نقل صفحہ [illegible] درج ہے وہاں ملاحظہ کرو۔

میاں فیروز الدین صاحب نے سُنکر ابتک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جسکی میعاد انہوں نے دو تین روز کی مقرر کی تھی۔ اور اب ۱۰ دسمبر جو ساتواں مہینہ ہے۔ گذر گیا ہے۔ لہذا میں اس کیفیت و صورت مقدمہ کو چھاپ کر پہلے آپ کی خدمتمیں پیش کرتا ہوں۔ پھر پبلک اہل علم و عقل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور باادب التماس کرتا ہوں کہ اگر یہ فیصلہ مرزا ظفر اللہ صاحب ناجائز ہے

باقی پر صفحہ (۲۷۳) دیکھو۔

اصل خط کی نقل (یہ ہے)

جناب منصف صاحب میاں فیروز الدین صاحب
آنریری مجسٹریٹ۔ امرتسر

السلام علیکم۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو مضمون مولوی ثناء اللہ کے اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۳ کالم ۳ میں مشتہر ہوا ہے وہ میرا مضمون ہے۔ جسکے صلہ میں مولوی ثناء اللہ نے مجھے اپنے کیئے واعظ جو آپکی [illegible] لکھوائیں اور اپنی اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۵ء میں مشتہر کی ہیں۔ جو عنقریب آپکے ملاحظہ سے گذریں گی۔ بیشک میں نے مرزا ظفر اللہ کو منصف منظور کیا تھا۔ مگر جو تحریر متضمن تسلیم منصفی مرزا صاحب ہم دونو کے اسپر دستخط ہو کر ثناء اللہ کے پاس بھیج دی تھی۔ اور ثناء اللہ نے منصف کی پاس بھیجدی ہو گی۔ وہ تحریر ثناء اللہ یا منصف صاحب سے منگوا کر ملاحظہ کرنی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ کس صورت اور شرط سے مرزا صاحب کی منصفی منظور کی گئی تھی۔ غالباً اس میں یہ بات درج ہو گی کہ فریقین کا تحریری بیان لیکر اسپر مرزا صاحب فیصلہ کریں۔ اور اس فیصلہ کی ایک ایک نقل فریقین کے پاس بھیجدیں۔ چنانچہ اسی اخبار ۲۶ فروری ۱۵ء صفحہ ۳ کالم ۳ کی سطر ۷ سے ۱۱ تک اسپر شاہد ہے۔ مگر اس شرط پر

منصف صاحب نے عمل نہیں کیا۔ صرف ایک فریق (ثناءاللہ) کا بیان لیکر اس پر فیصلہ کردیا۔ اور وہ فیصلہ بھی صرف مولوی ثناءاللہ کے نام کے خط میں درج کردیا۔ نہ میرا بیان لیا۔ اور نہ میرے پاس فیصلہ بھیجا۔ وہ فیصلہ مَیں نے اخبار ۱۳۔ اگست میں چھپا ہوا دیکھا۔ تو اس پر منصف صاحب کو شکایت کا خط بھیجا۔

اب منصف صاحب مرزا صاحب سے اوّلاً عہد نامہ منظوری منصفی منگاویں۔ اور دیکھیں کہ اس میں شرط کیا تھی پھر ان سے اس بات کا جواب طلب کریں۔ کہ حسب قرارداد بیان کردہ مولوی ثناءاللہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء وہ فیصلہ فریق ثانی کے پاس کیوں نہ بھیجا۔ اس سے آپکو ثابت ہوجائے گا کہ فیصلہ [illegible] اور وہ فیصلہ محض بددیانتی پر مبنی ہے۔ نہ نیک نیتی پر۔

منصف صاحب نے میری اس شرط کو کہ مولوی ثناءاللہ میرے جواب الجواب کو اخبار میں چھاپنے کا وعدہ کرے تو مَیں جواب ارسال کرونگا۔ جائز سمجھا۔ اور ثناءاللہ سے وہ وعدہ حاصل کرکے ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء۔ روز فیصلہ سے پہلے مجھے اُسکا وعدہ سنا کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کیا۔ اور میعاد گذرنے سے دو روز پہلے یکطرفہ بیان پر فیصلہ کرکے اس کی طرف بھیج دیا۔ اور مجھے اس فیصلہ سے آگاہ بھی نہ کیا۔ یہ بددیانتی اور قرارداد مندرجہ اخبار ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء کے خلاف ورزی نہیں تو اور کیا ہے؟

ثناءاللہ نے اپنے آخری جواب میں جو میرے

جواب کے جواب میں اُس نے لکھ کر آپ کو دیا ہے۔ یہ محض
جھوٹ بولا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اس شرط کو
ناجائز سمجھ کر اس کا لحاظ نہیں کیا۔ اگر وہ شرط کو ناجائز
جانتے تو ثناء اللہ سے وہ اس شرط کو منظور کیوں کراتے؟
ثناء اللہ سے اس شرط کو منظور کرا لینا اور مجھے اس شرط
منظوری سے ۲۔ اگست روز فیصلہ تک اطلاع نہ دینا۔ اور
یہ اطلاع دے کر مجھ سے جواب الجواب طلب نہ کرنا۔ اور
یک طرفہ جوابِ ثناء اللہ پر فیصلہ کر کے صرف اُسکے پاس
بھیج دینا اُنکی بد دیانتی اور بے انصافی پر روشن دلیل ہے
آپکو خدا تعالےٰ نے مجسٹریٹ کیا۔ اور منصب حکومت
عطا کیا ہے۔ آپ اس امر کو خود بخود بخوبی سمجھ گئے ہونگے
مَیں نے محض خیر خواہی سے آپ کو اس سے آگاہ کر دیا ہے

ابو سعید محمد حسین
۲۰ جون ۱۹۱۶ء

ــــــ ہے اور بددیانتی پر مبنی ثابت ہے تو پھر منصف صاحب اور اہل علم و عقل و انصاف کی پبلک سے دوسری درخواست و سوال ہے کہ آیا اس سے مولوی ثناء اللہ کی بددیانتی اور اسلام سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں ؟- خاکسار وجوہات بددیانتی وخروج از اسلام پیش کرتا ہے - منصف صاحب اور پبلک ان وجوہات کی طرف توجہ کریں - مولوی ثناء اللہ کو اس فیصلہ کے وجوہات ناراستی ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء سے ۱۶ جون تک جو منصف صاحب کے آپکے پہلے اجلاس کا دن ہے - سمجھائے گئے ہیں مگر وہ ان وجوہات کو سنکر اور سمجھکر اس فیصلہ کے جھوٹ کو سچ بنانے میں زور لگا رہا ہے اور اس جھوٹ پر اصرار کے ساتھ قائم ہے اور جو تحریرات مرزا صاحب کی اس نے اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے پیش کی ہیں - ان ہی تحریرات سے اسکا اور اسکے سابق منصف مرزا ظفر اللہ کا کذب ثابت ہوتا ہے - جس کے وجوہات میں دو دفعہ زبانی و بذریعہ رقعات (جناب منصف صاحب!) آپکی خدمت میں پیش کر چکا ہوں - اس کذب کے علاوہ مولوی ثناء اللہ کے بیسیوں اکاذیب اور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کذب اسکا [illegible] پیش کئے جاتے ہیں جنکا کذب ہونا خود اُسی کی تحریرات یا اُسکے دوستوں کی شہادت یا اُسکے زبانی اقبال سے - یا نکول سے ثابت ہے -

نمبر ۱ کذب نمبر اول - ایسا کذب ہے جس کا مولوی ثناء اللہ نے پانچ* دفعہ ارتکاب کیا ہے لہذا اس کذب کا نمبر اول لغایت پنجم شمار کیا گیا ہے - ایک دفعہ حال ہی میں اپنی اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں یہ ارتکاب کیا اور کہا ہے کہ علماء آرہ کو جلسہ آرہ کے علماء نے قومی طور پر منصف مانا - جنکے فیصلہ کو مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے منظور کرنے کا اعلان فرمایا - علماء آرہ نے فیصلہ میرے حق میں دیا کہ ثناء اللہ اہلحدیث سے خارج نہیں ہے - لیکن ان حضرات نے اس پر مزید ترقی کی کہ اسلام سے خارج ہونیکا مجھپر فتویٰ لگایا

نمبر ۲ دوسری دفعہ اس سے پہلے اخبار ۱۳ - اگست ۱۹۱۵ء میں اس کا ارتکاب کیا - اور یہ کہا ہے کہ "ایک دفعہ آرہ میں منصف مقرر ہوئے - فیصلہ بحمد اللہ میرے حق میں رہا کہ خاکسار اہل حدیث ہے - اسکے بعد مولانا بٹالوی نے پھر مخالفت اٹھائی"

* پانچ کے علاوہ دو دفعہ اور بھی جنکا ذکر نمبر (۲ و ۷) پر ہوگا - یہ کل سات دفعہ ہوئیں

نمبر۳ **تیسری دفعہ** اخبار ۲۹ جنوری ۱۹۱۵ء میں جسکا بیان نمبر ۷ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۹۵ میں درج ہو چکا ہے۔ اور وہ منصف صاحب! آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مقام حیرت ہے الخ (یہ عبارت غلطی کاتب سے صفحہ ۱۹۵ میں درج ہوگئی ہے وہاں ملاحظہ ہو)

نمبر۴ **چوتھی دفعہ** پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۹۱۵ء میں میر عبد السّلام دہلوی کے ذریعہ اس کذب کا ارتکاب کیا ہے۔ اور انکی طرف سے یہ شایع کرایا کہ "عرصہ ہوا۔ آرہ میں علماء اہلحدیث کا مجمع ہُوا۔ ان میں سے تین بزرگ یعنی مولانا شمس الحق صاحب۔ مولانا شاہ عین الحق صاحب اور مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری منصف مقرر ہوئے تھے۔ انکی بابت مولانا صاحب بٹالوی نے لکھا کہ اگر میرے اعتراضات ان حضرات کی نگاہ میں غلط یا کمزور ثابت ہُوئے تو میں اپنی رائے واپس لونگا۔ آخر فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہوا۔ مگر مولٰنا صاحب بٹالوی نے بجائے اسکو قبول کرنے کے منصفوں کو ڈانٹا"

نمبر۵ **پانچویں دفعہ** اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اسی کذب کا ارتکاب کیا۔ اور یہ کہا ایک دفعہ آرہ میں علماء منصف ہوئے۔ انکے فیصلہ کو تسلیم کرنیکا مولوی صاحب نے صرف اقرار کیا بلکہ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۶ میں شایع کیا وہ فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ جسپر مولوی صاحب نے منصفوں کو خوب سُنائیں۔

چوتھے اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں چونکہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ صفحہ ۱۶ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لہذا ان اکاذیب کا کذب ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۶ کے ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے صفحہ ۱۶ جلد ۱۲ میں نہ (۱) میں نے ان تینوں منصفوں کو ثناء اللہ اور اپنے مخاصمہ میں منصف بنایا۔ اور نہ (۲) ان منصفوں نے ہم دونو کی خصومت میں کوئی اتفاقی فیصلہ کیا اور نہ (۳) اس فیصلہ کو سنکر میں نے اُنکو کوسا یا ڈانٹا۔ ان دونو دفعہ میں تین کذب اور کا ثناء اللہ نے ارتکاب کیا ہے۔ جس سے ان اکاذیب خمسہ سابقہ پر تین نمبر ۶-۷-۸ اور بڑھ گئے۔ جنپر نمبر ۱ اور ۲ و ۳ لگایا گیا ہے۔ ان تین اکاذیب کی تفصیل صفحہ ۳۰۳ میں نمبر (۱۴) پر ہو گی۔ ان اکاذیب خمسہ سے پہلے تین کذب کی تکذیب مولوی ثناء اللہ کی شایع کردہ اس تحریر سے ہوتی ہے جو **فیصلہ آرہ** کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں مولوی ثناء اللہ نے خود طبع کی ہے۔ اور وہ

نمبر۶ نمبر۷ نمبر۸

یہ ہے جلسہ مذاکرہ علمیہ ۔ واقعہ آرہ ۱۳۲۲ھ ۔ (جہاں علمائے اہلحدیث کا ایک بڑا مجمع تھا) یہ رائے قرار پائی کہ اس فیصلہ کا محاکمہ کیا جاوے ۔ بمشورہ اکابر علماء تین حضرات اس کام کے لئے چنے گئے جناب مولنا حافظ محمد عبداللہ صاحب غازی پوری ۔ جناب مولنا ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب محدث ڈیانوانی ۔ اور جناب حضرت مولنا شاہ عین الحق صاحب پھلواروی ۔ چنانچہ معاہدہ کے طور پر ایک مضمون لکھا گیا ۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اسپر دستخط کئے ۔ چونکہ جانبین کی منظوری کو اسمیں دخل ہے ۔ اسلئے اس معاہدہ کی منظوری کی تحریک دوسرے فریق سے بھی کی گئی ۔ اور اس طرف کے اعیان مولوی محمد عبدالجبار صاحب غزنوی ۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو لکھا گیا ۔ ان تینوں حضرات میں سے صرف مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنی منظوری صاف صاف لکھی ۔ اور اس فساد کے دور ہونے کی تمنا ظاہر کی ۔ اور تحریک فرمائی ۔ دوسرے حضرات نے منظوری نہیں کی ۔ ہر چند ایک جانب کے لوگوں کی نامنظوری موجب اسکی تھی کہ محاکمہ نہ کیا جاوے ۔ چنانچہ حضرات محاکمہ کو تامل ہوا ۔ مگر مولوی ثناء اللہ کے اصرار اور مولوی احمد اللہ صاحب کی [illegible] فیصلہ لکھنے پر آمادہ کیا ۔

اور چوتھی اور پانچویں دفعہ کے ارتکاب کذب میں جو منصفین آرہ کا اسکے حق میں فیصلہ دینا بیان کیا گیا ہے یہ ایک مستقل کذب و دروغگوئی ہے ۔ جسکا بیان نمبر (۱۴) پر ہوگا ۔ کذب نمبر نہم و دہم خاکسار کی نسبت دعوے خاموشی اور اپنے وعدہ و اقرار کی فراموشی ہے ۔

نمبر ۹ نمبر ۱۰

مولوی ثناء اللہ نے اپنی اخبار ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں خاکسار کی نسبت ایک دعویٰ دروغ یہ مشتہر کیا ہے کہ اہلحدیث مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولنا بٹالوی کی تحریر کے مطابق لکھا گیا تھا ۔ کہ آپ حسب وعدہ تین سو (۳۰۰) روپیہ حاجی علی جان سوداگر دہلی کے پاس جمع کرا دیں ۔ اور منصف علمائے دیوبند کو منظور کریں ۔ روپیہ جمع کرانے کی مہلت ایک ہفتہ کی دیگئی تھی ۔ دوسرا یہ دعویٰ کہ جناب موصوف نے وہی کیا جس سے ان سے امید تھی ۔ روپیہ کی محبت میں اپنے قول و اقرار کو بھول گئے ۔ ان دو اکاذیب کی تائید میں جو مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کا حوالہ دیا ہے ۔ وہ نو (۹) نمبر اکاذیب پر مشتمل ہے ۔ جو کذب نمبر یازدہم لغائت نمبر نوزدہم تک شمار ہوتے ہیں

نمبر ۱۱

اول جو کذب نمبر یازدہم ہے ۔ اوسکا خاکسار کو مخاطب کرکے یہ کہنا کہ آپکی خداداد

قابلیت ہے کہ جس بات کے قائل ہونگے۔ اسمیں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اٹھاویں جھوٹے نہیں ہونگے

نمبر ۱۲ — **دوم** (جو کذب نمبر دوازدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے کہ مولانا (خاکسار) کو جو جو تکلیفیں اور ذلتیں اس کبر سنی میں برداشت کرنی پڑی ہیں انکا میں ذکر کیا کروں۔

نمبر ۱۳ — **سوم** (جو کذب نمبر سیزدہم ہے) اسکا ان تکلیفات کی نظیر میں یہ کہنا ہے۔ تازہ تکلیف کا آج ہم ذکر کرتے ہیں (پھر مرزا ظفر اللہ کے فیصلہ کو ذکر کیا۔ جو زیر بحث منصف صاحب ہے)

نمبر ۱۴ — **چہارم** (جو کذب نمبر چہاردہم ہے) دوسری نظیر ذلت و تکلیف اٹھانیکی فیصلہ آرہ بیان کیا ہے۔ جسکا کذب ہونا بیان کذب نمبر اول لغایت سوم میں ثابت ہو چکا ہے۔

نمبر ۱۵ — **پنجم** (جو کذب نمبر پانزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ مرزا ظفر اللہ منصف سابق کو آپ نے خوب کوسا ہے اور صلواتیں سنائی ہیں اور گالی گلوچ دیا۔ ہتک آمیز دل آزار کلمات لکھے۔

نمبر ۱۶ — **ششم** (جو کذب نمبر شانزدہم ہے) اسکا یہ کہنا ہے "آپنے مرزا صاحب موصوف کو اپنے ہم خیال علماء سے فیصلہ کے وقت مشورہ لینے کو لکھا تھا۔

نمبر ۱۷ — **ہفتم** (جو کذب نمبر ہفدہم ہے) [illegible] کہ آپکے مسلمہ منصفوں کو پیش کیا تھا

نمبر ۱۸ — **ہشتم** (جو کذب نمبر ہشردہم ہے) اوسکا یہ کہنا کہ منصفوں کے میرے ہم خیال ہونے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہلحدیث ہوں۔

نمبر ۱۹ — **نہم** (جو کذب نمبر نوزدہم ہے) اوسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے جو مرزائیوں کو میرا ہم مذہب کہتا ہے۔ یہ کذب ہے ان اکاذیب یازدہ گانہ سے کذب نہم و دہم مندرجہ اخبار ۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے کذب ہونے پر مولوی ثناء اللہ کے خطوط ۲۹ ستمبر و ۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء دلیل ہیں۔ جن میں صاف اقبال ہے کہ میں اسکے مطالبہ انعام کا جواب بذریعہ رجسٹری شدہ کارڈ ماہ ستمبر میں دے چکا تھا۔ پھر ۸ اکتوبر میں میری نسبت خاموشی اور اپنے قول و اقرار کی خاموشی کا دعوے کذب نہیں تو اور کیا ہے؟ ۔ وہ کارڈ ملاحظہ منصفین کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ نیز حاضر ناظرین بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں

اور اکاذیب مندرجہ اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں سے **کذب اول** کے کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا بیان ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء کافی و روشن دلیل ہے جسمیں خاکسار کو متلون طبیعت کہکر چند واقعات جھوٹے (جنکے کذب ہونیکی تفصیل کذب نمبر (۱) میں ہوگی) ذکر کئے

بصفحہ ۵ اخبار مذکور کہا ہے کہ "اِن واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر مندرجہ ذیل آپ ہی کے حق میں ہے ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشقِ بدنام کہیں   دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

اور یہ بات ادنیٰ اہل عقل و انصاف پر مخفی نہیں ہے کہ اپنے خیال و مقال پر جمے رہنا اور ہٹ کرنا متلوّن طبیعت ہونے کی ضد و مخالف ہے۔ جو دونو ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں ایک شخص میں اِن دونو ضدّوں کے پائے جانیکا دعوےٰ سفید جھوٹ ہے۔

کذب دوم کے کذب ہونے پر تکالیف اور ذلتوں کی تفصیل و تنظیر میں **کذب سوم و چہارم** کو پیش کرنا کافی ہے۔ مرزا صاحب کے فیصلہ سے کون ذلیل ہوا؟ اور آرہ والوں کے فیصلہ سے کس کو ذلت پہنچی؟ اِس کا تصفیہ منصف صاحب حال اور پبلک کریں گے۔ اُنہوں نے کوئی فیصلہ ندیا تو ہماری اِس تحریر و تفصیل اکاذیب ثناء اللہ سے پبلک پر ظاہر ہو جائیگا کہ ان دونو فیصلوں نے ثناء اللہ اور اُسکے منصفوں کو نہایت ذلیل اور شرمندہ اور زندہ درگور کر دیا ہے۔ منصفوں [illegible] فیصلہ آرہ کے (جو جلد ۲۲ اشاعۃ السنہ میں شائع ہو چکی ہے اور اُنکے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچ چکی تھی) جواب میں ایک فقرہ ایک کلمہ ایک حرف اس عرصہ آٹھ برس تک لکھا نہ گیا۔ اور اس سے زیادہ بن نہ پڑا کہ اِن صاحبوں نے ہماری اس جلد ۲۲ رسالہ کو جو اُن کے پاس ۱۹۰۹ء میں پہنچی پڑھکر دوسرے پولندہ میں واپس کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک مدعی علم کے لئے ذلت اور کیا ہوسکتی ہے؟ اب بیٹے مرزا ظفر اللہ صاحب۔ سو وہ ہر چند عالم نہیں مگر قانون دان جج تو تھے۔ اُنکو بھی آتی سمجھ نہ آئی کہ صرف ایک فریق کا جواب سُنکر دوسرے فریق کو دس روز کی مہلت جواب کے لئے دیکر آٹھویں روز ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔ سو بھی منصفی سے استعفاء دینے کے بعد۔ اور یہ امر قانون دان اصحاب کے نزدیک ہماری خفت کا موجب ہوگا۔ یہ بات بذریعہ تحریر آپ کو جتائی گئی۔ رسالہ مباحثہ باپ و بیٹے میں بصفحہ ( ) چھاپکر آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تب بھی آپکو سمجھ میں آئی یا سمجھ بوجھکر انہوں نے نہ مانی۔ ایک روز چوہدری نبی بخش صاحب وکیل لاہور کے مکان اُنسے میرا اتفاقیہ ملاقات ہوئی تو میں نے اُنسے اِس بات کو زبانی سمجھانے کیلئے دوسری دفعہ ملنے کی درخواست کی

تو انہوں نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔ اس سے بڑھکر ایک قانون دان جج کیلئے (گو پچپن سالہ ہو کر پنشنیاب ہو چکا ہو) اور کیا ذلت ہو سکتی ہے ؟ ۔

نمبر پنجم کا کذب ہونا ثناء اللہ سے میرے وہ خطوط و تحریرات جنمیں مَیں نے مرزا ظفر اللہ صاحب کے جناب میں ہتک آمیز و دل آزار کلمات و گالی گلوچ اور کوسنے والے الفاظ بقول اُس کے یا مرزا صاحب کے تحریر کئے ہیں طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے میں نے کوئی ایسا کلمہ اُن کے حق میں قلم سے نہیں نکالا۔ بجز **دو کلمات** کے (۱) یہ کہ آپ عالم نہیں ہیں جو ایک واقعی امر ہے جسکا اُنکو بھی اعتراف ہے۔ اور اسی اعتراف سے انہوں نے منصف ہونے سے انکار کیا تھا۔ جسپر مَیں نے انکو لکھا تھا کہ مَیں اردو عبارت ثناء اللہ کے مطالب میں جنکے سمجھنے کیلئے عالم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سے انصاف کراؤنگا۔ (۲) یہ کہ آپ نے ثناء اللہ کے اپنے جواب دوم کو اخبار میں چھاپ دینے کو جائز رکھا ہے۔ اور میرے جواب دوم کو چھاپنے کا وعدہ اس سے نہیں لیا۔ اسمیں صاف اسکی رعایت پائی جاتی ہے۔ اِن دو کلمات کے (جنکو میں توہین نہیں سمجھتا اور امید ہے کہ کوئی عاقل [illegible] توہین یا دل آزار یا گالی گلوچ کا مرزا صاحب کے حق میں میری کلام سابق میں ثناء اللہ نکال دے تو فی کلمہ ایک روپیہ انعام لے۔ اور اگر مرزا صاحب نکالدیں تو فی کلمہ دس یا بیس یا پچاس یا سَو جو چاہیں انعام لیں

نمبر ششم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ عبادِ ثلثہ (مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی۔ و مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری و مولوی حافظ عبد اللہ صاحب امرتسری مقیم روپڑ) سے (جن سے مشورہ لینے کا ابو سعید نے مرزا صاحب کو مشورہ دیا تھا) مولوی عبد اللہ غازی پوری ابو سعید کے ہم خیال ہیں یا مولوی عبد اللہ ٹونکی اسکے ہم خیال ہیں" جواب لینے سے ثابت ہو جائیگا۔ مولوی عبد اللہ غازیپوری چھپے ہوئے ثنائی ہیں۔ اور وَن آف تھری ایکوئل ممبرز ثنائی پارٹی ہیں۔ اور مولوی عبد اللہ ٹونکی کو زمانہ حنفی کہتا ہے اور وہ خود بھی حنفی محض کہلاتے ہیں۔

نمبر ہفتم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ حافظ احمد صاحب دیوبندی کو ابو سعید نے کب منصف مانا ہے۔ جواب طلب کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے خاکسار نے کبھی

انکو منصف نہیں مانا۔ ثناء اللہ سچا ہے تو میری کسی تحریر سے اسکا ثبوت دے۔

نمبر ہشتم کا کذب ہونا بھی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ "کیا ابو سعید تمکو اہلحدیث جانتا اور مانتا ہے؟ اور کیا تمہارے انکار حجت اجماع کے سبب وہ تمکو شیعہ و خارجی و انکار معجزہ احیاء طیور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رزق مریم علیہا السلام وغیرہ خوارق کے سبب نیچری اور قصص و اخبار میں حقیقت شرعی کے لغت سے مقدم ہونے سے انکار کے سبب مرزائی (جسکی شکایت تم نے کذب نمبر نوزدہم بھی کی ہے) اور بعض احادیث کو مفسرہ قرآن تسلیم نکرنے کے سبب معتزلی وچکڑالوی نہیں لکھ چکا" جواب لینے سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ان الزامات کا خاکسار کیطرف سے اس پر عائد ہونا اور قلم میں آنا وہ مان لے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ علمائے منصفین کے تمہارے ہم خیال ہونے سے اسکی یہ مراد ہو کہ وہ اہلحدیث ہوں کیا اس مراد کے بیان میں وہ مثل دروغگوئم بر روئے تو اور مصرع چہ دلا ورست دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق نہیں ہوا؟ ۔ اور اسکا یہ بیان مراد توجیہ القول بمالا یرضی قائلہ نہیں ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح اسکا یہ کذب نمبر نہم ۔۔۔۔ ثناء اللہ کو میرے ہم مذہب مرزائیاں ٹھہرانے کو اسکا کذب کہنا۔ سو اسکا کذب ہونا رسالہ آیات متشابہات میں اُسکے اس اصول مذہب مرزا کو اختیار کرنے سے کہ "حقیقت شرعیہ احکام میں لغت سے مقدم ہوتی ہے۔ اخبار میں نہیں ہوتی" ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۲ میں اسنے کہا ہے "حقیقت شرعیہ ہمیشہ لغت سے مقدم ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ تخصیص یا حقیقت احکام میں ہوتی ہے جو شریعت میں بطور حکایت گذشتہ یا بطریق پیشگوئی آئندہ الفاظ یا عبارت آوے انمیں اسکی نظیر نہیں ملتی" یہ بعینہ مرزا قادیانی کا اصول مذہب ہے جو ازالہ اوھام صـ ۲۹۶ ۔ صـ ۴۰۲ صـ ۴۰۵ میں بیان ہوا ہے۔ اور مرزا کے سوا کسی سنی مسلمان حنفی۔ شافعی۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہہ۔ اصولی کے کلام میں اس کا نام و نشان نہیں۔ جو شخص کسی سُنی مسلمان عالم کی کلام سے اسکی نشان دہی کرے وہ جو چاہے ہماری حیثیت کے مطابق ہم سے انعام لے۔ اور اگر کوئی اسکا پتہ بجز کلام مرزا کہیں نہ پاوے تو انصاف و ایمان سے مان لے کہ جو اس اصول کے مطابق اعتقاد رکھے وہ مرزا کا ہم مذہب ہے۔ گو زر طلبی

اور نام آوری کی غرض سے بطور جنگ زرگری اس سے صف آرائی بھی کرتا ہو جیسے آنحضرت صلعم کے عہد میں آنحضرت کے مخالفین کفار سے قزمان منافق سینہ سپر ہو کر لڑتا تھا۔ اور آخر وہ آنحضرت کی شہادت سے جہنمی ثابت ہوا۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ کا صفحہ ۱۶۳ اور صحیح بخاری کا صفحہ (۲۰۲) ملاحظہ ہو۔

یا ہمارے آخری زمانہ میں یوروپ کا ایک عیسائی گاڈفری ہگنس آنحضرت کی بشارت فی الانجیل بلفظ فارقلیط ہونے کے ثبوت میں ایک کتاب لکھ چکا ہے اوسکا ذکر بھی صفحہ ۱۶۴ جلد ۲۳ اشاعۃ السنہ میں ہو چکا ہے۔

منصف صاحب وعامہ ناظرین ملاحظہ کریں اور ثناء اللہ کے مباحثات سے جو آریہ وغیرہ سے وہ کرتا ہے۔ اسکا مسلمان ہونا نہ نکالیں۔

نمبر ۲۰ — **کذب بستم** لغایت کذب بست و دوم ثناء اللہ کا اخبار ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء میں تین کذب کا ارتکاب کرتا ہے۔ **اول** (جو کذب نمبر بستم ہے) اسکا وہی پرانا کذب ہے جسکا ارتکاب وہ پہلے دو دفعہ [illegible] کہ مولوی صاحب ممدوح (خاکسار) نے میرے نزاع میں علمائے آرہ کو منصف بنایا۔ اور فیصلہ پر اپنے خیالات سے رجوع کرنیکا اقرار کیا۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۹)

نمبر ۲۱ — **دوم** (جو نمبر بست و یکم ہے) اسکا یہ کہنا ہے کہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۲۴ میں یہ کہا ہے۔ مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف ماننا گدھا پن ہے۔ پھر پانچ واقعات میں جنمیں ایک واقعہ آرہ ہے (جسکا کذب ہونا نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں بتایا گیا ہے) بیان کر کے خاکسار کا مسائل شرعیہ میں لوگوں کو منصف ماننا بیان کر کے اس سے بطور نتیجہ یہ سوال کیا ہے کہ ہم میں سے گدھا کون ہے۔

نمبر ۲۲ — **سوم** (جو کذب نمبر بست و دوم ہے) اسکا ایک مجہول الاسم نامعلوم الرسم عبد الکریم دہلوی سے مجموعہ اکاذیب متعلق جلسہ ۱۰ مئی دہلی نقل کیا ہے۔ ان اکاذیب ثلثہ سے کذب نمبر اول کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر ۴ و ۵ وغیرہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔

اور کذب **نمبر دوم** کا کذب ہونا ملاحظہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ سے منصف صاحب وعامہ ناظرین پر ظاہر ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں مطلقاً اور بے قید منصف بنانے کو گدھا پن نہیں کہا۔ بلکہ خاص بعض صورتوں میں گدھا پن اور بعض صورتوں میں مناسب کہا گیا ہے۔ اور ان ہی صورتوں میں خود بھی غیروں کو منصف بنایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے حوالہ صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ میں بعینہٖ یہ عمل کیا۔ لاتقربوا الصلوٰۃ کو تو لے لیا۔ اور انتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا ہے۔

اصل عبارت صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ ملاحظہ منصف صاحب اور عامہ ناظرین کے لئے نقل کیجاتی ہے جو یہ ہے:۔ (" اور جو مولوی ابوسعید صاحب منصف کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اسکو گدھا پن قرار دیتے ہیں تو اسکی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ منصفی غیر کی اسحالت میں منظور کرنا مناسب ہے۔ جب دو شخص متنازعین کا آپسمیں فیصلہ نہ ہوسکے اور ایک شخص اپنی بات کو خود نافذ نہ کرسکے یا اسکو کسی مصلحت سے نافذ نکرنا چاہے۔ اور اسکے نافذ کرنے میں اپنے اوپر کسی کی طرف سے الزام بے انصافی کا خوف رکھتا ہو۔ یا اسکو اپنی رائے میں کچھ اشتباہ ہو اور جس حالت میں ایک شخص اپنی رائے کو قطعاً صحیح سمجھتا ہو اور اسکو نافذ کرنیکا کامل اختیار رکھتا ہو اور اسمیں اسکو کسی کے الزام کا خوف نہ ہو۔ تو پھر اسکو اپنی رائے کے پرکھنے اور نافذ کرنے کیلئے کسی دوسرے کو حاکم بنانا اپنی خداداد آزادی کو تلف کرکے دوسرے کے آگے گدہا بننا ہے کہ جہاں چاہے اسکو لے جائے ")

یہ مولوی اللہ دتا مرحوم ساکن سوہل کے خط کی عبارت ہے جو مولوی ثناء اللہ کے نام انہوں نے لکھا تھا۔ جو قبل از طبع مولوی ثناء اللہ کے پاس پہنچا۔ پھر بعد طبع جلد ۲۱ اسکی نظر سے گذرا۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں انہوں نے وہی عمل کیا جو لاتقربوا الصلوٰۃ یہ وانتم سکاریٰ کو چھوڑنے والے نے عمل کیا تھا۔ اور یہ امر اسکے فرض منصبی کے برخلاف تھا۔ اسکی تفصیل صفحہ ۱۲۵ جلد مذکور میں ملاحظہ منصفین کے لائق ہے۔

اس کذب نمبر دوم کے متعلق پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کچھ کہا گیا ہے جو کذب سوم کے ضمنی کذب چہارم کے بعد نقل کیا جاویگا۔

اور کذب سوم کے مجموعہ اکاذیب کو جلد ۲۳ اشاعۃ السنۃ۔ و روزانہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء وغیرہ میں بخوبی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں اصل پرچہ روزانہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ء کو ملاحظہ منصف

صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اسکا خلاصہ دیگر منصفین غیر حاضرین کے ملاحظہ کیلئے نقل کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ کذب سوم کے ضمنی اکاذیب چار ہیں۔

کذب اوّل۔ یہ کہ ایک زمانہ تھا کہ مولوی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی تکفیر کا بیڑا اٹھایا تھا پھر ایک وقت آیا۔ کہ عدالت میں مرزا صاحب کے مریدوں کی تکفیر سے دست بردار ہو گئے۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بدستور انہیں کافر کہنے لگے۔ اس کذب کا کذب ہونا روزانہ اخبار میں مشتہر کیا گیا تھا جسکو نام کی انجمن اہلحدیث لاہور کے رسالہ حساب ششماہی میں سے اخبار کی نقل کر کے دسمبر ۱۹۱۳ء میں مشتہر کیا ہے

مرزائی فرقہ کا ایک تازہ افترا

افترا پردازی اور دروغ سازی تو فرقہ مرزائی قادیانی کا اصل اصول ہے۔ اور اُن کی مذہب کی بنا ہی کذب و افترا ہے۔ سب سے پہلا کذب مرزا قادیانی کا یہ دعوے ہے کہ مجھ خدا تعالےٰ کیطرف سے الہام ہوتا ہے۔ پھر اسکا یہ دعویٰ کہ میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی۔ پھر اسکا یہ دعوے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں۔ اور انکے واپس آنے کی پیشگوئی قرآن مجید میں اشارۃً اور حدیث میں صراحتہً ہوئی ہے۔ میں ہی ہوں۔ پھر اسکا یہ دعوے کہ مہدی موعود بھی میں ہوں پھر اسکا یہ دعویٰ کہ میں ابن مریم سے بہتر ہوں۔ پھر اسکا یہ دعویٰ کہ الفاظ قرآن و حدیث کے (جو متعلق آمد مسیح و مہدی وارد ہیں) حقیقی معنے مراد نہیں ہیں بلکہ مجازی معنے مراد ہیں۔ اسکا یہ دعویٰ اسکے ہر ایک کفر کا مبنی اور اصل اصول ہے۔ اسی دعویٰ کفریہ کے بنا پر اُس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ مسیح ابن مریم و یاجوج و ماجوج و دابۃ الارض و دجّال کے جو معنی میں نے سمجھے اور بیان کئے ہیں وہ معاذ اللہ و حاشا للہ (نقل کفر کفر نباشد) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھے تھے۔ اور وحی آلہی بھی بوجہ موجود نہ ہونے نمونے و مثال کے نہیں سمجھا سکی۔ ان کفریات پر جو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں مرزا کے حق میں فتوے کفر علماء پنجاب ہندوستان کیطرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس فتوے کی صحت پر خاکسار کو اب تک یقین و اعتقاد ہے اور ان دنوں خاکسار نے ایک اور پُرزور فتوے کفر مرزا پر بعض علمائے دیوبند کے استفتاء پر طیار کیا ہے۔ جو عنقریب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مرزائی پارٹی کے

بعض ممبروں نے اس فتوے کا مضمون خاکسار کی زبان سے سُنکر بزعم خود پیش بندی کی ہے۔
اور اخبار "الفضل" اور "پیغام صلح" میں یہ جھوٹی خبر مشتہر کردی ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے
مرزا کی تکفیر سے رجوع کرلیا ہے جسپر بہت احباب و اخوان کے خطوط متعلق استفسار حقیقت
اس خبر کے پہنچ رہے ہیں۔ اور جنکے علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے سے خاکسار عاجز ہوگیا ہے۔
لہذا بذریعہ اخبار (پیسہ اخبار) عام مسلمانوں کو اطلاع دیتا ہے کہ خاکسار نے اس فتوی کفر
سے رجوع نہیں کیا۔ جس نے رجوع کیا ہو اُسپر ہزار لعنت۔ مرزائی اگر جھوٹے نہیں ہیں۔ تو
جھوٹے پر کچھ کم ہی کہدیں۔ اِن مفتریوں نے اس افترا کا منشاء میرے اس قول کو ٹھہرایا ہے
جو مَیں نے عدالت منصفی گوجرانوالہ میں کہا تھا۔ کہ مَیں مرزائیوں کو مطلقاً و بلا تفصیل کافر
نہیں کہتا جسکا مطلب اُسی وقت عدالت میں مَیں نے یہ بیان کردیا تھا کہ مرزا کے مریدوں
میں سے جو عقائد کفریہ مرزا کے معتقد ہیں اُن کو کافر کہتا ہوں۔ اور جو ان عقائد سے بیخبر ہیں
اور دھوکے میں آکر اُسکے مریدوں میں داخل ہوگئے ہیں۔ جیسے اکثر جاہل مرید پیروں کے مرید
ہو جاتے ہیں ان کو نہیں کہتا۔ "مطلق" "الفضل" اور ... مگر یہ ہٹ دھرم
انصاف سے کام نہیں لیتے۔ یا جہل کے سبب اس لفظ مطلق کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور بد دیانتی
کی وجہ سے اس لفظ کی تفصیل کو جو مَیں نے عدالت میں کی تھی خورد برد کر گئے ہیں۔ فعلیھم
من اللہ ما یستحقونہ۔ فقط۔ راقم ابوسعید محمد حسین

کذب دوم۔ ندوہ کے جلسہ کیلئے مولانا دہلی تشریف لائے تو حاجی عبدالغفار صاحب
کو حکم قرار دیا۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی حاجی صاحب کو حکم (ثالث) منظور
کرلیا تو خود مولانا نے انکار کردیا۔

اس کذب کا کذب ہونا پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں اس عبارت میں ظاہر کیا
گیا ہے "میں نے حاجی عبدالغفار کے مکان پر مرزا ضمیر الدین صاحب اور مولوی سید احمد حسن
صاحب کے سامنے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۸ لغایت صفحہ ۲۰ کے
مطابق منصفی نامہ تحریر کرنے کو حاضر ہوں۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے نہ مانا۔ جسپر مرزا صاحب
نے فرمایا کہ آپ رسالہ میں چھاپ دیں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی بات پر قائم نہیں رہے۔ ایسا ہی

مولوی سید احمد حسن صاحب نے فرمایا تھا۔

کذب سوم۔ اسکے بعد مولانا نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث کی۔ اس کا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا۔ میں نے مولوی شبلی صاحب کے کفر پر بحث نہیں کی۔ بلکہ انکو ان کفریات سے جنکا کفر ہونا وہ مان چکے ہیں بچانے کی کوشش کی۔ اور یہ صلاح دی کہ وہ ان کفریات سے جنکو وہ اپنی تصانیف میں درج کر چکے ہیں رجوع کا اشتہار دیں۔ یا ان تصانیف کو آگ کی نذر کریں۔

کذب چہارم۔ صدر جلسہ نے ایسے خطرناک جلسہ کا نظام قائم رکھا۔ اور ایسے جلسہ کو آخری منزل تک کامیابی کیساتھ پہنچایا۔

اسکا کذب ہونا اسی پرچہ پیسہ اخبار میں بایں الفاظ ظاہر کیا گیا ہے:۔" ناکامی جلسہ کا ایک گواہ خود حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ میں اس شور و فساد میں کیا کر سکتا تھا۔ دوسرا گواہ حکیم صاحب کا وہ قول ہے جو اخبار اہلحدیث ۲۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ فساد کی ایسی [illegible] صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ ایسی حالت جو اسوقت میں ہو رہی ہے مسلمانوں کے لئے شرمناک ہے۔ چوتھا گواہ حاجی عبد الغفار صاحب کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۲۶ جون میں منقول ہے کہ شکر ہے کہ بخیر چلے آئے۔ کسی کا سر نہیں پھوٹا۔ پانچواں گواہ خود صدر جلسہ مولوی ثناء اللہ کا بار بار حاضرین جلسہ کو شرافت اختیار کرنیکا حکم دینا۔ اور بصورت دیگر کرسی صدارت کو چھوڑ دینے سے ڈراتا ہے۔ (پیسہ اخبار ۱۲ مئی ملاحظہ ہو) چھٹا گواہ شمس العلماء مولوی ابو الخیر کا وہ قول ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی میں منقول ہے۔ کہ خدا کی قسم! جلسہ کی یہ حالت دیکھکر دل پاش پاش ہو گیا ہے۔ ساتواں گواہ خواجہ غلام الثقلین کا قول اسی اخبار ۱۲ مئی میں ہے۔ کہ اگر لوگ اسی طرح شور کریں گے تو جلسہ کی بڑی ہنسی ہوگی۔ آٹھواں گواہ ایڈیٹر الناظر کا قول ہے جو اسی اخبار میں منقول ہے کہ کیا لوگوں کو اسی واسطے بلایا تھا۔ کہ اگر وہ کچھ بیان کریں تو لوگ شور سے ناک میں دم کر دیں۔ نواں گواہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کا وہ قول ہے۔ جو اسی اخبار میں منقول ہے۔ کہ میں اس جلسہ کو اصلاح کا اہل نہیں سمجھتا۔ دسواں گواہ رپورٹر پیسہ اخبار

کا قول اسی اخبار میں کہ جلسہ نہائت بے سروسامانی اور بدمزگی سے برخاست ہوا۔ منقول ہے۔
فتلك عشرة كاملة۔ ان شہادات عشرہ سے جنمیں تین شہادتیں بانی جلسہ کی اور ایک صدر جلسہ (مولوی ثناء اللہ) کی ہے۔) صاف اور یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ جس کامیابی جلسہ کا دعوے کیا گیا تھا اس سے بجز اسکے کوئی مراد نہیں ہوسکتی کہ جلسہ میں جوتی پیزار نہیں ہوئی۔ اور سب کی آبرو بچ گئی۔ باقی ہیچ۔

یہ دس شہادتیں ناکامیابی جلسہ کی روزانہ پیسہ اخبار میں بیان ہو چکی تھیں۔ گیارہویں شہادت خود اسی دروغگو عبدالکریم دہلوی کی ہے جو اس اخبار نا اہلحدیث میں اس جلسہ کو خطرناک کہہ چکا ہے۔ خطرناک ہونا بدامنی کا مثبت ہے۔ اور بدامنی کے ساتھ کامیابی کیسی؟ بجز اس کے کہ صدر جلسہ کی سخت بے عزتی نہیں ہوئی؟ چنانچہ اسی پرچہ پیسہ اخبار ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں کہا ہے کہ بانی جلسہ حکیم صاحب نے پیسہ اخبار میں یہ بھی کہا کہ صدر جلسہ نے قابلیت سے جلسہ کو نبھایا۔ مولوی ابو سعید کا جواب الجواب۔ اس تعریف قابلیت کے وہی معنی ہیں جو اخبار اہلحدیث ۱۵ جون میں کرزن گزٹ کا ... مولوی ... صاحب کی تعریف کرتے ہیں کہ باوجود پے در پے جھنجوڑوں اور ہچکولوں کے وہ کرسی صدارت پر قائم رہے ورنہ ایسی حالت میں جبکہ ہر طرف سے میر مجلس کی بے ضابطگی پر اسے درشت سے درشت لہجہ میں ڈانٹا جاتا تھا۔ کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی دل وگردہ کا کیوں نہو ایک منٹ بھی بیٹھ نہ سکتا تھا (کرزن گزٹ ۱۵ مئی ۱۹۱۴ء) ناظرین سمجھ سکتے ہیں (گو مولوی ثناء اللہ صاحب فرط ذکاء سے نہ سمجھے) کہ یہ تعریف ہے یا ہجو؟ جو کسی نے سچ کہا ہے ۔

با من آنچیل مقابل شدہ نے منفعلے ۔ کہ گرش ہجو کنم می بودش مدح عظیم

(راقم ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ)

اس پرچہ پیسہ اخبار میں کذب (نمبر دوم بابت دیکم) کے کذب ہونیکی تائید میں کہا گیا ہے کہ اشاعۃ السنہ جلد اکیس میں مسائل شرعیہ میں کسی کو منصف بنانے کو گدھاپن نہیں کہا۔ بلکہ منصف بنانے کا محل مناسب بیان کیا گیا۔ اور اسی جلد کے صفحہ ۲۴ میں صاف کہا گیا ہے کہ منصفی غیر کی اسی حالت میں منظور کرنا مناسب ہے جبکہ دو اشخاص متنازعین میں فیصلہ نہ ہو سکے۔

اور ایک اپنی بات کو نافذ نہ کرسکے - یا کسی مصلحت سے نافذ نہ کرنا چاہے - یا اسکو اپنی رائے میں اشتباہ ہو - اب ناظرین انصاف کریں کہ اس عبارت میں منصفی غیر کی تسلیم و محل مناسب کا بیان ہے یا اسکو مطلقاً گدہا پن کہا گیا ہے ؟ اگر نہیں کہا گیا تو پھر بتاویں کہ گدھا کون ٹھہرا - وہ جو اپنے روحانی باپ کو گدہا بنادے یا اسکا باپ گدہا ہے جسکو کبھی کوچہ علم و عقل و فہم میں کبھی گذر ہوا ہوگا - وہ یقین سے کہیگا کہ روحانی باپ کو گدھا کہنا ایسا ہے جیسا کہ جسمانی باپ کو گدھا بنانا - گو بیٹا مولوی فاضل ہو اور اسکا باپ محض جاہل شالباف ہو - چہ جائیکہ بیٹا اپنے روحانی باپ کے علم و فضل کا معترف ہو - چنانچہ اخبار نا اہلحدیث میں جابجا یہ اعتراف موجود ہے " ایسی دشنام دہی و سخت کلامی سے کوئی شریف و نجیب کسی مسلمان بھائی کو مخاطب نہیں کرتا - چہ جائیکہ اسکا مخاطب روحانی باپ ہو - یہ دشنام دہی و سخت کلامی ملاحظہ منصف صاحب و عامہ اہل انصاف ناظرین کے لائق ہے -

نمبر ۲۲ سے نمبر ۲۵

کذب نمبر سوم یا بست و دوم چونکہ چار اکاذیب پر مشتمل ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ اس کذب کے ضمنی اکاذیب ثلثہ کے تین نمبر الگ شمار کریں اور اکاذیب گذشتہ کا نمبر شمار بست و پنجم تک شمار کریں -

نمبر ۲۶ و ۲۷

کذب نمبر بست و ششم و کذب نمبر بست و ہفتم - مولوی ثناءاللہ کا خاکسار کے مذہب و روش کی نسبت دو افترا کرنا ہے - اول اسکا اخبار ۲۱ نومبر ۱۹۱۳ء میں کسی مجہول الاسم حاجی ۱۳۱۸ھ سے ۱۳۱۹ھ تک مکہ میں مقیم اور بیت ؎

خر عیسیٰ اگر بمکہ برود چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مصداق سے ایک بیہودہ کذب نمبر ۲۶ نقل کرنا ہے - کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ ذی قعد ۱۳۳۱ھ میں وقف حسنی پر نظر پڑی - مولوی محمد حسین کی روش دیکھکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کیا - - - - - مولوی محمد حسین بڑے پکے اہلحدیث و معاون سنت نبویہ کے تھے اور خاص اس مذہب و اعانت سنت نبویہ پر غدر کے بعد سے آجتک قائم رہے - یکایک ان کی تقدیر نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کیا کرایا پائمال ہوگیا - - - - - نہایت افسوس ہی کہ مولوی صاحب نے صراط مستقیم چھوڑ کر کیوں دوسرا رستہ اختیار کیا - متولی وقف وہ جسکو

چاہیں بنا دیں مگر وصیت نامہ میں اتنا لکھ دیں کہ میرا مذہب اہلحدیث ہے۔ اور ہم تا دمِ مرگ اس مذہب سے علیحدہ نہ ہونگے۔" اس نقل دروغ سے مولوی ثناء اللہ بحکم حدیث من* حدث بحدیث یریٰ انہ کذب فہو احد الکاذبین بن گیا ہے۔ اور بحکم حدیث کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع جھوٹا ٹھہر گیا۔ دوم اخبار ۷ جولائی ۱۹۱۶ء میں اپنی طرف سے اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین اتنے عرصہ تک جماعت اہلحدیث کی خدمت کرتے رہے۔ آخر جب پنشن کے قریب پہنچے تو آپنے اپنا رویہ بدل دیا۔ یعنی کہاں تو آپ اہلحدیث کے مذہب کے لئے دلدادہ اور حامی تھے کہاں اب اپنی سابقہ خدمات کے تردید یا بخیال مقلدین سابقہ غلطیوں کی تلافی کرنیکو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں۔" پھر اخبار ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء میں اُسکا یہ کہنا ہے" مولانا بٹالوی نے جب سے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا لفظ بڑھایا ہے آپ جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں۔ اور حتی المقدور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہاں کا داخلہ بھی آپکے لئے بند ہو گر انسانی کوشش جہانتک ہی آپ کرتے ہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ امئی کو آپ دہلی کے جلسہ پر گئے تو علماء حنفیہ سے بھی ملتے پھرے۔ پھر دیوبند بھی اترے۔ اور علماء دیوبند سے خوب ملے۔ باتیں ہوئیں۔........."

کذب بست و ششم کا کذب ہونا۔ مولوی ثناء اللہ یا اُسکے وکیل حاجی "خر عیسےٰ" سے اس سوال کا، کہ متولی وقف کرینگے تو آپنے عام اجازت دیدی۔ اور اب میرے وقف کے متولیوں کی تبدیلی بھی ہوگئی ہے۔ بجائے علمائے حنفیہ دیوبند سہارنپور اہلحدیث علماء مقرر متولی ہو گئے ہیں"۔ اس فعل کے سوا مَیں نے کس مسئلہ میں یا کس عمل میں اپنی روشِ سابق بدل دی ہے جس کی وجہ سے مَیں اب اہلحدیث اور معاون مذہب اہلحدیث (جسکو آپ مان چکے ہیں) نہیں رہا؟۔ جسکے ڈر کر آپ مجھے فرماتے ہیں کہ "مَیں تا دمِ مرگ مذہب اہلحدیث پر قائم رہنے کا اقرار درج وصیت نامہ کر دوں"۔ جواب لینے سے ثابت ہو سکتا۔ امید بلکہ یقین کامل ہے کہ وہ میری تبدیلی روش کی نظیر میں میرا کوئی عمل اور کوئی مسئلہ پیش نہ کر سکیں گے۔ اور ناقل و منقول عنہ دونو جھوٹے ٹھہرینگے۔ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق ہونگے۔

اور کذب بست و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ" ابو سعید محمد حسین

*یعنی جو شخص ایک بات جھوٹی جانکر نقل کرے وہ دونو (ناقل و منقول عنہ) میں سے ایک جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ اور اس امر کا ثبوت کہ ثناء اللہ ۴ اس بات کو کہ "مَیں نے مذہب اہلحدیث بدل یا چھوڑ دیا ہے" جھوٹی بات جانتا ہے۔ اس کا وہ اقبال ہے جو صفحہ ۲۸۵ میں اس سے منقول ہے کہ میں اب بھی آپکو اہلحدیث ہی جانتا ہوں۔ ناظرین! ایمان سے کہو کہ یہ اقبالی ڈگری اور کیسی شہادت ہے۔ ؎ جادو وہ جو منہ چڑھکے بولے

مذہب اہلحدیث کے کونسے مسئلہ کے برخلاف عمل کیا جس سے خدمات سابقہ کو منسوخ کیا اور کس مسئلہ میں حنفی مذہب کا توافق یا اتباع اختیار کیا ہے جس سے سابق اظہار غلطیوں مذہب حنفیہ کی تلافی کی'' جواب لینے سے ظاہر ہو سکتا ہے - ثناء اللہ ایسا ایک مسئلہ بھی پیش نہ کر سکے گا تو اس سے اسکا کذب ظاہر ہوگا - اور اگر وہ ایسے مسائل پیش کرے تو جس قدر وہ ایسے مسائل پیش کرے خاکسار سے فی مسئلہ دس۱۰ روپیہ انعام لے - منصف صاحب! آپ اس انعام کو مجھ سے وصول کریں اور اگر آپ کہیں (اسکے کہنے کا مجھ کوئی لحاظ و اعتبار نہیں) تو میں پیشگی روپیہ آپکے پاس جمع کرا دینے کو حاضر ہوں - اور اس سے ایسا مسئلہ ایک بھی پیش نہ ہو سکے تو آپ ہی اس دروغ گوئی کی بنا اس پر جسقدر مناسب سمجھیں اسپر جرمانہ کریں - اپنے اکاذیب کی نسبت پانچ روپیہ فی کذب وہ اخبار ۲۴ستمبر ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۴ کے میں تسلیم کر چکا ہے - یہ جرمانہ اسکا آپ مجھ نہیں کسی مسکین کو (جیسے شیخ عبدالعزیز مرحوم کے ذریات ہیں) دے دیں ....

جلسہ دہلی ۱ مئی ۱۹۱۴ء کے موقعہ پر علماء دہلی سے ملتے پھرنا اور واپسی پر دیوبند اُترنے اور خوب ملنے اور باتیں ہونے کو مذہب اہلحدیث سے کھسکنے اور جماعت حنفی میں داخل ہونے کی دلیل ٹھیرا کر اسکا ذکر کرنا ایک مغالطہ آمیز کذب ہے - اس دلیل کے بیان میں مولوی ثناء اللہ سچا ہے تو بتا دے کہ میں دہلی میں بجز حکیم اجمل خاں - اور مولوی عبدالحق کے (جنکو اس جلسہ سے خاص تعلق تھا - اور خود ثناء اللہ بھی انکے پاس اور دیگر حضرات حنفیہ مولوی شبلی وغیرہ کے پاس اس غرض سے کہ وہ اسکو جلسہ کا صدر بنا دیں جاتا اور ملتا پھرتا تھا) کس کس کو ملا - اور دیوبند میں اُترا تو وہاں کتنے گھنٹے ٹھیرا - اور کیا کیا باتیں ہوئیں - ان باتوں سے میں نے حنفی جماعت میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی - یا علماء دیوبند سے جنکو ملا تھا - اپنے مذہب اہلحدیث کے ایک مسئلہ وقف علی الاولاد سے متفق کرنا چاہا - ثناء اللہ اپنے اس مغالطہ اور اسکی دلیل کا کوئی ثبوت پیش نہ کرے تو منصف صاحب اسکو دروغگو و مغالطہ دہندہ قرار دیں - خاکسار اپنے بیان کی تصدیق و ثبوت میں علماء دیوبند و سہارنپور و رائپور ضلع سہارنپور وغیرہم کی تحریرات پیش کرتا ہے - جس سے صاف ثابت ہے کہ میں حنفی جماعت میں شامل ہونیکی خواہش کے لئے اون سے نہ ملا تھا بلکہ انکو اپنے مسئلہ وقف سے متفق کرنے کے لئے ملا تھا۔ رقعات یہ ہیں[لہ]

کذب بست و ہشتم لغایت سی ام - اخبار ۱۰ - اپریل ۱۹۱۳ء ✲ (یا ۱۹۱۴ء) میں مولوی

لہ رقعات یہ ہیں جو منصف صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں - اور غیر حاضرین کی خدمات میں بذریعہ ڈاک ارسال ہو سکتے ہیں - ✲ یہ اختلاف اس اخبار میں پایا جاتا ہے :- سرورق میں ۱۹۱۳ء درج ہے - اور پیشانی صفحات، سے اٹک ۱۹۱۴ء ہے - کیوں نہ ہو! دروغ گو را حافظہ نباشد۔

ثناء اللہ نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ اوّل جو نمبر بست و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے" افسوس ہے کہ جب سے آپنے قوم کو چھوڑا۔ قوم نے آپکو چھوڑ دیا۔ آپنے کیسے چھوڑا آپنے نام اہلحدیث کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگایا۔ جسکو اہلحدیث کی قوم نے ناپسند کر کے آپکو الگ کر دیا۔ اسمیں میرا کیا قصور ہے۔ میں اب بھی آپکو اہلحدیث جانتا ہوں" (ناظرین یہ وہ قول ثنائی ہے جسکا حوالہ صفحہ ۲۸۷ میں دیا گیا تھا۔)

دوم جو کذب نمبر بست و نہم[۲۹] ہے۔ اسی اخبار میں اوسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے کہ " آپ نے اپنی نسبت کہا کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں ہزار ہا کہ اتباع دیدو ہیں۔ پھر اس کذب کا ضمیمہ اسکا یہ سوال مغالطہ آمیز ہے کہ ہم مولانا کے ہزار ہا میں سے صرف ایک ہی واحد شخص پیرو دکھانے کی تکلیف دیتے ہیں جو اہلحدیث کی جماعت میں حنفی کا ضمیمہ لگا کر آپ کا پیرو کہلاتا ہو۔ بٹالہ سے شروع کیجئے"

سوم جو کذب نمبر سی ام[۳۰] ہے اسی اخبار میں اُسکا یہ کہنا ہے کہ " گو جلسہ پشاور میں جناب کو نہ بلایا گیا۔ اور اصول خمسہ پیش کرنیکی اجازت نہ دی مگر اسٹیشن لاہور پر مولانا رحیم آبادی بٹالوی صاحب کو مل گئے تو مولانا رحیم آبادی نے کہا" ہم ہر وقت آپسے مباحثہ کرنیکو طیار ہیں" مولانا بٹالوی نے عذر [illegible] اور حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری وغیرہ نے کہا کہ" ہم جلسہ چھوڑ دیں گے۔ جتنی دیر لگے لگائیں گے مگر آپ سے مباحثہ ضرور کریں گے" لیکن مولانا بٹالوی نے نہ مانا۔ اور اسٹیشن سے نکل گئے"

ان تین نمبروں میں سے نمبر اول و دوم یعنی کذب نمبر بست و ہشتم و نہم کا کذب ہونا مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ مینے اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ کس خط یا تصنیف یا فتوے یا تحریر یا تقریر میں اور کب لگایا ہے؟ اور عوام اہلحدیث اپنا اتباع و پیروان سے کب چاہا ہے کہ وہ بھی اہلحدیث حنفی کہلایا اور اپنے نام کے ساتھ لفظ حنفی کا ضمیمہ لگایا کریں؟

مولوی ثناء اللہ اگر سچا ہے تو میرا کوئی خط یا تحریر ایسی پیش کرے جسمیں مینے اپنے نام کے ساتھ ضمیمہ حنفی لگایا ہو۔ یا اپنے عوام اتباع و پیرواں کو ضمیمہ لگانے کا حکم دیا یا امر کیا ہو۔ پیش کرے اور فی تحریر عـ۵۰ روپیہ مجھسے انعام لے۔ میں بلا خوف تکذیب و تردید یہ کہ سکتا ہوں کہ میں عموماً اپنی تحریروں، تصانیف، خطوں اور فتووں میں لفظ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا کرتا۔ اور مینے اپنے پیرووں کو اس ضمیمہ لگانیکا امر کیا ہے۔ یہ ظالم مولوی فاضل کہلا کر جہلاء اہلحدیث میں جنکا یہ مقولہ

سُنا گیا ہے "حنفی سا بھی سرک" (یعنی حنفی شافعی کہلانا شرک ہے) مجھ بدنام کرنے اور اُن کو مجھ سے متنفر کرنے کو مدت سے مجھ پر یہ تہمت لگا رہا ہے......

اِس ناکردہ گناہ کا (جسکے خدمات قوم اور اس صدی میں اور اس ملک میں مذہب اہلحدیث کی بناء مستحکم کرنے اور اس قوم کے بُرے القاب وہابی وغیر مقلد وغیرہ کو موقوف کراکے گورنمنٹ سے اسکا نام اہلحدیث مقرر کرانیکا یہ ناشکر بھی معترف ہے - دیکھو اسکے اخبارات ۱۴ء و ۱۵ء و ۱۶ء جنمیں اس اہتمام کے ساتھ ان خدمات کا اعتراف بھی پایا جاتا ہے) قصور اسکے زعم فاسد میں یہ ہے کہ میں نے جلد ۲۰ اشاعۃ السنۃ میں جو ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی - رسالہ "سبیل الرشاد" مولوی رشید احمد صاحب در رسالہ "الارشاد" مولوی ابو یحییٰ محمد صاحب پر ریویو اور محاکمہ کرتے ہوئے مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا - کہ "خاکسار کو جو سبیل الرشاد میں کئی جگہ سرگروہ فرقہ غیر مقلدین کہا گیا ہے یہ مجھے ناگوار گذرا ہے - ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کیطرف منسوب ہیں منصوصات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں - اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و آئمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں - خصوصاً آئمہ مذہب حنفی کی جنکے اصول فروع کی کتب ہملوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں - اگر ہمکو عام مسلمانان اہل سنت سے ممتاز کرکے کوئی خصوصیت کے ساتھ خطاب دینا ہے تو اہل حدیث کا خطاب دیا جاوے - اِس سے بھی زیادہ خصوصیت کرنی ہو تو اہلحدیث **حنفی** کہا جائے"

پھر مولوی محمد - ابو یحییٰ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ "اگر آپکو اجتہاد مطلق کا دعوےٰ نہیں ہے اور جہاں نص نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو آپ علی سبیل الاشتہار اس امر کا اظہار کریں اور اپنے ہمعصر علماءِ اہلحدیث سے مشورہ کرکے بنظر اس تقلید کے حنفی اہلحدیث یا شافعی اہلحدیث (جس مذہب کیطرف آپکے عمل و اعتقاد کا میلان و رجحان ہو) کہلانا منظور کریں" پھر اسکے مطابق جلد ۲۱ کے (جو ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے) صہ۲ میں کہا تھا "حضرت شاہ ولی اللہ اور انکی اولاد امجاد بھی جنکا اہلحدیث اور پھر حنفی ہونا ان کی تصانیف سے عیاں ہے اور حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہلحدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے تھے - اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاویٰ پر فتوے دیتے تھے - ان ہی کی یہ روش ایک مدت مشاہدہ کرکے خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۲۰ کے صفحہ ۲۰۱ اپنے بعض اخوان

اور احباب اہلحدیث کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ اگر انکو اجتہاد مطلق کا دعوے نہیں اور جہاں نص قرآنی
اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو وہ مذہب حنفی یا مذہب شافعی (جس مذہب کے فقہ
و اصول پر بوقت نص نہ ملنے کے وہ چلتے ہوں) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں اور اہلحدیث حنفی یا
اہلحدیث شافعی کہلائیں۔ اور خاکسار خود بھی اس مشورہ پر عمل کر چکا ہے۔ مجھ سے کوئی میرا مذہب
پوچھتا ہے تو میں بھی کہتا ہوں کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں۔ اولاً حدیث پر عمل کرتا ہوں اور اسی کے
مطابق فتوے دیتا ہوں۔ پھر جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح نہ ملے اور اجتہاد کی ضرورت پڑے تو
وہاں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اصول و فروع مذہب پر عمل و استدلال کرتا ہوں فیا لیت قومی
یعلمون ۔ وبما قلت لهم یعملون +

ان مضامین کی اشاعت پر اس ظالم مفتری نے اپنے اخبار ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں یہ نوٹ شائع
کیا کہ "علماء کے اس معمولی تساہل نے یہ بُرا دن دکھایا ہے۔ کہ جو کوئی اس حنفی شافعی کو اپنے ساتھ نہ لگاوے
اسکو اہل سنت میں جگہ نہیں ملتی۔ مگر یہ آپ کی ذاتی رائے ہوگی۔ جماعت اہلحدیث پر اس کا کوئی اثر نہ
ہوگا" کل کو ایڈیٹر [illegible] دھمکا دیں کہ تمہارے فلاں بڑے عالم نے
یہ نسبت اختیار کی ہے۔ اس کے ایسا کہنے پر ہم ایک ہی سنائیں گے ؎

"کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہیں گے ہم"

جس سے اس ظالم کا یہ مطلب ہے کہ جس نے حنفی کہلایا گو وہ منصوصات میں قرآن اور حدیث کا
تابع ہو کر اہلحدیث کیوں نہ کہلاتا ہو۔ صرف اجتہادیات میں حنفی کہلاتا ہو وہ نبی کا متبع نہ رہا۔ تو
اسکے جواب میں جلد ۲۲ اشاعۃ السنۃ میں جو ۱۹۰۹ء کو شائع ہوئی خاکسار نے دو مضمون شائع
کئے۔ ایک مضمون غیر کا بعنوان "کیا حنفی اہل حدیث نہیں ہوتے" جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ
حنفی وغیرہ اہل مذہب اربعہ منصوصات میں اقوال فقہاء کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنے سے
اہلحدیث بھی کہلا سکتے ہیں۔ جیسے متقدمین سے امام ابو جعفر طحاوی وغیرہ ہیں۔ اور اہلحدیث
غیر منصوص مسائل میں فقہاء مذہب حنفی کے اقوال کے مطابق فتویٰ دینے سے حنفی بھی کہلا سکتے
ہیں جیسے شمس العلماء مولوی سید نذیر حسین دہلوی تھے۔ اس اصول پر عمل کرنیوالے سبھی حنفی
نبی کے پیرو ہیں ؎ نبی کے ہیں سبھی حنفی نہ مرزائی نہ چکڑالی + نہ معتزلی

جو مسلم کی پڑے کرتے ہیں شاگرد ہی۔ اور جو حنفی کہلا کر حدیث صحیح پر عمل ترک کرے وہ حنفی کجا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔

دوسرا مضمون اپنا کہ ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میں تمہاری اخبار ۲۶ نومبر ۱۹۰۹ء میں بیان شدہ اقسام اربعہ حنفیہ سے اس قسم کا حنفی نہیں ہوں جو حدیث صحیح کے موجود ہوتے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں۔ بلکہ قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ جو حدیث صحیح مخالف مذہب امام پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں اسلئے وہ نبی کو چھوڑ کر کسی اور کے نہیں ہو گئے

پھر اسی کے مطابق بجواب اس مضمون بہتان مشحون واعظ رحیم آبادی کے کہ آپ اب خالص اہلحدیث نہیں رہے ہیں لہذا جلسہ خالص اہلحدیث کانفرنس میں آپ تقریر کرنے کے مجاز نہیں۔ اس مضمون کا ایک خط (جو جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۳ میں مندرج ہو کر چھپ گیا ہے) موقعہ جلسہ دوم کانفرنس بمقام امرتسر کانفرنس میں بھیج دیا۔ کہ میں خدا کے فضل سے خالص اہلحدیث ہوں۔ کتاب و سنت کے ہوتے کسی کی تقلید نہیں کرتا خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جاوے۔ نص صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا ایسے مسائل میں اوّل پیروی اجماع کرتا ہوں۔ اور اگر اجماع بھی نہ ملے اور صحابہ و تابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی کے قول کی پیروی کرتا ہوں جسکو اقرب الی الصواب پاتا ہوں یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف نہیں کرتا۔ اور صحابہ و تابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں۔ آپ اور آپ کی جماعت کے نزدیک ایسے اعتقاد والا اہلحدیث نہیں تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپنے میری درخواست کو نہ مانا تو پبلک سمجھ لیگی کہ آپکا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیا کرتا ہوں۔ مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا گریز کا بہانہ ہے اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دھرم پال جو ہنوز مسلمان ہونیکا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے۔ اور ایک شخص جسنے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قائم کی ہے اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام "اہلحدیث" مقرر کرا دیا ہے وہ تقریر کرنیکا مجاز نہ ہو!۔

میرے اس لکھنے پر بھی اس ظالم مفتری نے اور اسکے ساتھیوں نے اس اتہام و الزام کو کہ خاکسار اب خالص نہیں رہا حنفی ہو گیا ہے - ترک نہ کیا - اور مجھے جلسہ کانفرنس میں تقریر کرنے کے لئے شامل جلسہ ہونیکی اجازت نہ دی - تو میں نے جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق میں اسکی اس دروغگوئی و روباہ بازی و دھوکا دہی کی تشریح کر کے صفحہ ۱۵ جلد ۲۳ میں کہا کہ میرے اس احسان کے مقابلہ میں کہ میں نے جلد ۲۳ کی اشاعت کو صرف اس غرض سے ملتوی کر رکھا ہے کہ یہ میرا عزیز اور روحانی فرزند مجھسے اور فرقہ اہلحدیث سے جُدا نہ کیا جاوے - اس ناشکر گذار نے اپنے اخبار کے جہلاء ناظرین و خریداروں میں مجھے بدنام کرنا چاہا - اور برطبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے - ابتک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ خاکسار خالص اہلحدیث نہیں رہا حنفی ہو گیا ہے - باوجودیکہ میں نے جلد ۲۳ کے نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۲۵ لغایت صفحہ ۱۲۸ اور اسی جلد کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ ۱۵ وغیرہ یہ تشریح کر دی اور اسکو چھاپکر کانفرنس کے جلسہ سوم واقعہ پشاور میں اُسکے پاس بھیجدی تھی - جسکے دیکھنے سے ہر ایک صاحب عقل و انصاف کو یقین ہو سکتا ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی ہوں تو ایسا ہوں کہ ایسا حنفی اسوقت پنجاب و بنگال و [illegible] میں کوئی حنفی نہیں ہے - ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب بھی موجود ہیں اور پچھلے زمانہ میں گذر چکے ہیں - اس زمانہ میں وہ بھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہے اور اسکے مطابق اُنکا عمل ہے - کہ - منصوصہ مسائل میں وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے - اور غیر منصوص مسائل اجتہادیہ میں امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کی پیروی کرتے ہیں اور زمانہ سابق میں صدہا اہل حدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلاتے تھے - جنکا بقیہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ ہے - اور اسکے خاتمہ حضرت شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب تھے جنکا آخر عمر تک یہ عمل رہا تھا کہ وہ غیر منصوص مسائل میں کتب فقہ - مذہب حنفی - درمختار - عالمگیری و شامی وغیرہ کے مطابق فتوے دیا کرتے - میری اس جلد ۲۳ کو دیکھکر اور اس بیان کو پڑھکر ابتک کہ ۱۹۱۶ء گذر گیا ہے - یہ ظالم اس اتہام و الزام کو نہیں چھوڑتا - اور مجھے ایسے حنفی ہونیسے جس سے میں برملا انکار کر چکا ہوں متہم کرتا رہتا ہے - اور طرفہ یہ کہ جس معنی کر میں حنفی ہوں اور اس معنی کی تشریح بارہا کر چکا ہوں مولوی ثناء اللہ کو اس کا پورا علم ہے - کیونکہ جس مضمون "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" میں یہ تشریح ہو چکی ہے - اُس کا معتد بہ حصہ وہ اپنے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۱ء میں

نقل کر چکا ہے۔ ان دونوں مضمونوں میں لفظ حنفی پر صٹ ۲۷۲ و صٹ ۲۹۸ جلد ۲۲ میں جو حاشیہ میں مشتہر کر چکا ہوں۔ کہ قول امام کے مقابلہ میں حدیث صحیح کا علم ہو جائے تو قولِ امام کو چھوڑ کر جو شخص حدیث پر عمل نہ کرے وہ حنفی کیا پورا مسلمان بھی نہیں۔ اسکا بھی ثناءاللہ کو علم ہے۔ لہذا میرے اِس خیال و مقال سے واقف ہو کر مجھے بلا تفصیل و تشریح مذکور و بلا ضم ضمیمہ اہلحدیث اُسکا حنفی کہنا اور اسکے ساتھ یہ بھی مشتہر کرنا کہ میں (یہ خاکسار) مذہب اہلحدیث کو چھوڑ کر حنفی ہو گیا ہے۔ اور وہ مذہب اہلحدیث سے کھِسکتا جاتا ہے۔ جو اسکی اصطلاح و بول چال میں اس کہنے کے برابر ہے کہ کوئی کسی مسلمان کو غیر مسلم کہدے یا کسی انگریز کو جرمن کہدے۔ اگر میری اس تبری و تحاشی پر بھی مجھے اسنے آئندہ مجرد اور صرف حنفی کہا۔ اور اس زمانہ کے موجودہ حنفیوں میں جسمیں قول امام کو چھوڑ کر حدیث پر عمل نہ کرنیوالے بھی داخل ہیں۔ مجھے شامل و داخل کیا تو بجز اسکے اسکا کوئی علاج کہ اسپر عدالت میں استغاثہ دائر کروں۔ جیسے ان دنوں ایک انگریز نے ایسے شخص پر جس نے اسکو جرمن کہدیا تھا۔ استغاثہ دائر کیا۔ اور وہ سزایاب ہوا تھا (جسکا ذکر اخبار وطن میں ہوا ہے) میرے اس نوٹ کو ثناءاللہ نوٹس سمجھے اور آئندہ کبھی بلا تفصیل و تشریح مذکور مجھکو صرف حنفی نہ کہے ورنہ استغاثہ کا یقین کر رکھے گو عدالت انگریزی کی طرف رجوع کرنا علماء کے لئے موجب عار ہے مگر حمایت دین و مذہب کے لئے اس عار کو اختیار کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔

یہ اس ظالم مفتری کے اس افترا کا جواب ہے۔ کہ "آپنے قوم اہلحدیث کو چھوڑا ہے" رہا اسکے افترا ہونے کا ثبوت۔ سو اُس سے اس سوال کا کہ قوم اہلحدیث سے میرے ہزاروں احباب و اتباع سے کس کس نے مجھے چھوڑا۔ جواب طلب کرنے پر ہو سکتا ہے۔ وہ مجھے چھوڑنے والوں اور قوم سے الگ کر دینے والوں سے ایک ایک کا نام سُنا دے۔ اور فی کس ایک ایک روپیہ انعام لیتا جاوے۔ پہلے اپنے ہی شہر امرتسر یا لاہور یا بٹالہ سے شروع کرے۔ دُور نہ جائے۔ پہلے اپنے آپ ہی کو دیکھے۔ وہ خود اپنے اس مضمون میں جسمیں وہ مجھے قوم سے الگ کر دینے کی تہمت لگاتا ہے معترف ہے۔ کہ "میں اب بھی آپکو اہلحدیث ہی جانتا ہوں"۔ اور جس حالت میں وہ خود میرا سخت دشمن و مخالف ہو کر میرے اہلحدیث ہونیکا معترف ہے تو اپنے سے بڑھکر کس میرے دشمن و معاند کا کوئی نام کیونکر پیش کر سکتا ہے۔ جو مجھے اہلحدیث سے خارج سمجھ کر الگ کر چکا ہے۔ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء میں جس التماس نامہ کو شائع کر کے وہ اسکے مضمون

(بقیہ عبارت صفحہ ۲۹۴) مقام حیرت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری نے علماء آرہ کو اپنا منصف منظور کیا۔ تاہم انکے فیصلہ کو منظور نہ کیا۔ اور برابر برسر جنگ رہے۔ باوجودیکہ اس فساد سے بفضلہ تعالیٰ میرا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اور انشاء اللہ نہ ہوگا۔ لیکن قوم میں آئے دن کے فسادات اچھے نہیں۔ ایک فریق دوسرے سے الگ ہے۔ ایکدوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ ایکدوسرے کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ وقت کی تو ہمیں پرواہ نہیں۔ روپیہ بھی ضائع ہوتا ہے۔ اسی (قاضی عبدالواحد) کی کتاب زیر بحث پر غور کیجئے۔ جناب قاضی عبدالاحد صاحب راولپنڈی سے چل کر زیرہ ضلع فیروزپور میں طبع کتاب کیلئے چندہ مانگنے گئے۔ جہاں سے ایک کافی رقم انکو ملی۔ جو سب کی سب معہ شئی زائد اس کتاب کی طبع پر خرچ ہوئی۔ نتیجہ کیا؟ یہی کہ ممکن ہے چند کس مجھ سے اور اہلحدیث سے بدگمان ہو جاویں۔ اور چند کس قاضی صاحب اور ان کے اعوان کی بدگوئی کریں۔ اسکے سوا کونسا ضروری مسئلہ طے ہوا۔؟ ساری کتاب کو پڑھا جاوے۔ بجز ان پرانی گالیوں اور بدگوئیوں کو دہرانے کے اور کچھ بھی اسمیں نہ ملے گا۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ ع

وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے۔

اسلئے اس آئے دن کے فساد بند کرنیکو میں نے بارہا جو تجویز پیش کی آج بھی وہی پیش کرتا ہوں مندرجہ ذیل اصحاب (مولانا احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی۔ قاضی عبدالاحد صاحب راولپنڈی خصوصاً اور اتباع عموماً اس تجویز میں میرے مخاطب ہیں) وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مجلس خاص اصحاب کی منعقد ہو۔ جسمیں آپ صاحبان میرے متعلق اپنا دعوےٰ (خارج از اہلحدیث ہونیکا) پیش کریں۔ اسکے بعد حسب طریق مناظرہ اہلحدیث کی جامع مانع تعریف کرکے مثبت مدعا دلائل دیں۔ جنکا جواب میری ذمہ ہوگا۔ تین اصحاب دو عالم اور ایک وکیل یا پیڈ مجسٹریٹ* منصف ہوں۔ فیصلہ جس فریق کے برخلاف نکلے وہ توبہ کرے اور جلسہ کا سارا خرچ بھی وہی ادا کرے۔ میرے خیال میں اس جلسہ کیلئے چار مقام انسب ہیں۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ وزیرآباد۔ امرتسر کا انتظام میں اپنے ذمہ لے سکتا ہوں۔ لاہور کا بھی ممکن ہے۔ وزیرآباد میں بھی ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ۔ لیکن چونکہ یہ مجلس باہمی فیصلہ کی ہوگی اسلئے اسمیں کوئی غیر اہلحدیث ص

* میرے خیال میں اس عہدہ کیلئے مرزا ظفراللہ صاحب جج سیالکوٹ بہت موزوں ہیں۔ جو قانون عدالت کے علاوہ مذہبی امور سے بھی واقف ہیں۔

سے اتفاق ظاہر کر چکا ہے۔ اور اسکی منظوری تحریر کر چکا ہے۔ اور اس پر ساٹھ سے زیادہ اعیان اہلحدیث امرتسر کے دستخط ہیں۔ اس التماس نامہ کے شروع میں اس خاکسار ہیچکار اور مولوی احمد اللہ کے نام لیکر مخاطب کر کے اخیر میں یہ فقرات درج کئے گئے ہیں "ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ آپ حضرات کو اس تفرقہ کا ہم سے زیادہ صدمہ ہوگا۔ کیونکہ آپ دونو حضرات قوم کے بزرگ ہیں" اس اعتراف کو قوم سے نقل کر کے اس سے اتفاق کرنا دعویٰ[۲۶]

خدا تعالیٰ اس نادان کو سمجھ عطا کرے۔ اور ان دھوکہ بازیوں اور افترا پردازیوں سے توبہ کی توفیق عطا کرے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ آمین۔ اللّٰہم آمین

ان حوالجات و عبارات سے جیسا کہ کذب بہتان[۲۸] ہشتم و نہم کا کذب ہونا بخوبی ثابت ہوا۔ ویسا ہی اس کے ضمیمہ سوال کا مغالطہ ہونا بھی واضح ہو گیا۔ کیونکہ جس حالت میں میں نے اپنے نام کو ساتھ حنفی کا ضمیمہ نہیں لگایا۔ اور اپنے عوام پیرؤں کو امر کیا کہ وہ بھی اپنے ناموں کے ساتھ حنفی ضمیمہ لگایا کریں تو پھر یہ سوال مغالطہ آمیز نہیں تو اور کیا ہے؟ میں کس امر کو ٹالے سے شروع کروں۔ اور کس کا نام پیش کروں جو اہلحدیث ہو کر حنفی بھی نام رکھتا ہو؟۔

یہ ضمیمہ مذہب حنفی یا شافعی اپنے نام کے ساتھ ان عالموں کا کام ہے جو حنفی یا شافعی مذہب کے اصول و فروع سے واقف و ماہر ہوں۔ عامی ہو کر حنفی یا شافعی کہلانا ایسا ہے جیسے کوئی علم نحو سے جاہل ہو کر نحوی کہلاوے۔ یا منطق سے بیخبر ہو کر منطقی نام رکھاوے۔ معیار الحق میں بصفحہ ۶۶ منقول ہے بل لا یصح للعامی مذہب ولو تمذہب به لان المذهب انما یکون لمن یکون له نوع نظر واستدلال ومعرفة باقوال امامه واحکامه واما من لم یتاهل لذلك وقال انا حنفی او شافعی کان تعفاً کقوله انا نحوی او منطقی۔ ہاں ایک عامل بالحدیث عامی جاہل ہو کر اہلحدیث بھی کہلا سکتا ہے کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کر لینا اجتہاد نہیں ہے۔ جو عالم و مجتہد کا کام ہے بلکہ یہ عمل عامی کو بھی پہنچتا ہے چنانچہ معیار الحق صہ ۳۹ میں بحر الرائق و عقد الجید سے نقل کیا گیا ہے اور اسکی مزید تحقیق در اسات اللبیب صہ ۲۳ وغیرہ میں ہوئی ہے۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کی عبارت منقولہ سابق میں جو خاکسار نے مولوی ابو یحییٰ کو غیر منصوص و اجتہادی مسائل میں حنفی یا شافعی کہلانیکا مشورہ دیا ہے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ عالم تھے۔ علم اصول فروع مذہب میں دخل رکھتے ہیں۔ میں بھی کسی کے پوچھنے پر (نہ اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر) احیاناً اہلحدیث حنفی کہلاتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ حنفی مذہب کے

[۲۶] اخراج کی غلطی کی گمراہی وہ خوشخبری پر اتفاق کی دلیل اور اتفاق کا دعویٰ گری ہے۔

اصول کا خداداد علم رکھتا ہوں۔ عوام کو کیا علم ہے۔ اور کیا حق ہے کہ وہ بھی اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلائیں۔ اِس سے منصف صاحب! آپ اور دیگر ناظرین و سامعین سمجھ گئے ہونگے کہ اُس کا یہ کہنا کہ "بٹالہ سے شروع کر کے بتاؤ کہ حنفی کہلانے میں تمہارے اتباع سے کون کون شخص تمہارا پیرو ہے" محض مغالطہ آمیز کذب ہے۔ اب رہا ثبوت کذب نمبر سی ام۔ سو اسکا کذب ہونا ابتدائی اوراق جلد ۲۳ میں ثابت کر کے اُسکے پاس ۱۹۱۴ء میں جلسہ سوم کانفرنس واقعہ پشاور میں بھیجا جا چکا ہے۔ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری نے باوصف معمولی شہرت تقدس کے اسٹیشن لاہور پر محض جھوٹ بولا تھا۔ کہ ہم جلسہ چھوڑ دینگے۔ جتنی دیر لگے گی لگائیں گے۔ مگر آپ سے مباحثہ ضرور کریں گے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اِس جھوٹ کو اخبار میں شائع کر کے آنحضرت صلعم سے فہو احد الکاذبین کا لقب و خطاب حاصل کیا ہے اگر یہ کہنا سچ تھا تو آپ ریل گاڑی چھوڑ دیتے۔ اور میرے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکل آتے۔ سرکاری اسٹیشن اور ریل گاڑی مباحثہ کا محل نہ تھا۔ پولیس کے سپاہی کب وہاں مباحثہ ہونے دیتے۔ پھر آپ لوگوں کے پشاور پہنچنے پر آپکو کئی تار دیئے جنکی رسید آپ اپنے اخبار میں دے چکے ہیں۔ تاروں کا جواب بھی بذریعہ کارڈ یہی بات کہ پشاور جیسے مقام سے یہاں مباحثہ ہونے سے فساد کا خوف ہے۔ پھر ان دونو کے جلسہ سے واپس آتے ہی لاہور و امرتسر میں انکو بذریعہ چٹھی ثنائی منشی عبد اللہ سیکرٹری انجمن اہلحدیث* و شیخ محمد عمر ساکن بٹالہ دعوت مباحثہ کے خطوط بھیجے گئے۔ مگر ان دونو جھوٹے بھگوڑوں نے مباحثہ کا نام نہ لیا۔ باوجودیکہ واعظ رحیم آبادی امرتسر میں میلہ بیساکھی پر کئی دن رہے۔ اسکی تفصیل جلد ۲۳ کے ابتدائی اوراق میں بصفحہ ۷ وغیرہ ہو چکی ہے۔ پھر وہ وعدہ اور دعوے مباحثہ کذب نہیں تو پھر کذب کس جانور کا نام ہے؟

منصف صاحب و عامہ ناظرین! میں اب بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ واعظ رحیم آبادی اور حافظ غازیپوری میرے مقابلہ میں کبھی نہ اٹھیں گے۔ اور وہ مجھ سے کبھی مباحثہ نہ کریں گے۔ ثناء اللہ کو تو میں مرزا ظفر اللہ صاحب کی منصفی پر شکست دی چکا ہوں۔ یہ دونو بھگوڑے میرے مقابلہ میں آویں۔ اور مجھے شکست دیں تو میں کرایہ آمد و رفت اُنکا ادا کرونگا۔ جو پیشگی آپکے پاس جمع کرا دونگا۔ اِس مباحثہ میں بھی آپ ہی منصف ہے۔ میں مباحثہ اور گفتگو اس پیرایہ میں کرونگا جسکو ہر ایک سمجھدار گو عربی خواں اور عالم نہ ہو۔ آسانی سے سمجھ سکے گا۔ میں اردو عبارت سے ثابت کرونگا کہ وہ تینوں

* اسمیں یہ اشارہ ہے کہ جبتک انجمن ثنائی سیکرٹری ثنائی ممبران ثنائی اعتقاد انکار اصول خمسہ مذہب اہلحدیث سے پاک نہ ہوگی واقعی انجمن اہلحدیث نہ ہوگی

درحقیقت اہلحدیث نہیں گو زبان سے اصول اہلحدیث کو وہ مان چکے ہیں اور جاہلوں کو اپنے دام پھنسائے رکھنے کے غرض سے دبی زبان سے کبھی کبھی اقرار بھی کر لیتے ہیں کہ اجماع کو ہم وجدانی طور پر مانتے ہیں اور ہمارے اقوال محض سے صحابہ وسلف کے اقوال محض مقدم ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ اجتہاد و تقلید ثنائی کا صث اور اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۲۳ اپریل ۱۵ء کا ضمیمہ

کذب سی ویکم لغایت چہارم مولوی ثناء اللہ کا اخبار ۲-اپریل ۱۹۱۶ء میں چار جھوٹ بولتا ہے **اول** جو کذب نمبر سی ویکم ہے اُس کا یہ کہنا ہے۔ کہ مولنا بٹالوی باوجود دعوت جلسہ اہلحدیث کانفرس (امرتسر) میں تشریف نہ لائے بلکہ آکر امرتسر میں خوب اودھم مچایا **دوم** (جو کذب نمبر سی ودوم ہے) اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولنا درخواست پر درخواست بھیجتے ہے کہ بھرے جلسہ میں میرے ساتھ مباحثہ کیا جاوے۔ مجلس شوری نے اس صورت کو پسند کیا۔ **سوم** (جو کذب نمبر سی وسوم ہے)۔ اُسکا یہ کہنا ہے کہ آپنے امرتسر پر اپنے ناراض علما کے ساتھ ملکر جلسہ کی دوسرے روز یعنے ۷ مارچ سنہ کو جلسہ منعقد کرایا۔ **چہارم** (جو کذب نمبر سی وچہارم ہے) اُسکا خاکسار کو یہ کہنا ہے۔ کہ آپنے فرمایا کہ میں لاٹ صاحب کو ملاکرتا ہوں میں ملکر کہوں گا کہ یہ کانفرنس اہلحدیث کی نہیں کیونکہ اسلیے کہ یہ میرے اصول خمسہ کو نہیں مانتے۔ کذب نمبر اول اسلئے کذب ہے کہ جلسہ میں شامل ہو کر اصول خمسہ کی تقریر کیلیے مجھے واعظ رحیم آبادی کا رقعہ پہنچا جسکی نقل اشاعۃ السنہ کی جلد ۲۳ کے ۱۳۲ میں ہے۔ اور مینے امرتسر میں پہنچکر اس مضمون رقعہ واعظ مذکور کے نام عین جلسہ میں بھیجا کہ میں امرتسر آگیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے لیے وقت مقرر کر دیں تو میں اسیوقت حاضر ہو جاوں گا اُسکے جواب میں دوسرے دن مجھے واعظ مذکور کا رقعہ (جو جلد ۲۳ کے صـ۱۳۱ میں منقول ہے اور اصل رقعہ بھی ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے پیش کیا جاتا ہے اس مضمون کا پہنچا کہ یہ جلسہ خالص اہلحدیث کا ہے۔ اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ کو حنفی اہلحدیث لکھتا ہے۔ اس رقعہ میں جلسہ کے موقعہ پر اصول خمسہ پر مباحثہ کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا چنانچہ اس رقعہ کی تصدیق اسی اخبار کا فقرہ نمبر۳ بھی کر رہا۔ پھر مجھ پر الزام کہ جلسہ میں تشریف نہیں لائے۔ محض کذب و اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا انصاف

مصنف صاحب پر ہے **نمبر ۲ اسلئے کذب ہے** کہ میری درخواست تو تقریر اصول خمسہ کے لئے تھی۔ اسپر مباحث کرتے تو بصورت عدم تسلیم اصول خمسہ وہ کرتے مذکورہ رقعہ رحیم آبادی ملاحظہ ہو۔ پھر مجھ پر درخواست مباحثہ کا الزام محض اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ **نمبر ۳ اسلئے کذب ہے** کہ میں تو مولوی ثناء اللہ کا یہ پیغام کہ آپ جلسہ میں آئیں گے۔ تو خون ہو جائیگا بٹالوی نابینا محمد الدین کی زبانی سنکر اور اسکے رقعہ میں مباحثہ سے صاف انکار پڑھ کر مایوس ہو کر بٹالہ چلا آیا تھا۔ یہ جلسہ میرے جانے کے بعد علماء نے تجویز کیا۔ اور مجھے ایک خاص آدمی بھیجکر بٹالہ سے بلایا۔ چنانچہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۵ میں منقول ہے۔ یہ جلسہ میں کرتا تو بٹالہ کیوں چلا آتا اور کرایہ ریل خرچ کرکے ایک آدمی کو بھیجکر کیوں بلایا جاتا۔ **نمبر ۴ کا کذب ہونا** مولوی ثناء اللہ سے اس سوال کا جواب لینے سے کہ کس شخص کے سامنے مینے یہ کلمہ کہا تھا۔ ثابت ہو سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کسی شخص کا نام نہ لیں اور شہادت بھی پیش نہ کریں تو مجھ سے قسم لیں اور خود جھوٹے پر لعنت کہیں۔ اور مجھ سے بھی لعنت کہلاویں۔ مصنف صاحب ایسی ادھوری بات کیا کوئی عقلمند زبان پر لاسکتا ہے۔ اور لاٹ صاحب جیسے گورنر ملکی کے حضور میں ایسی مذہبی شکایت کون پیش کرسکتا ہے۔

کذب نمبر سی و پنجم لغایت سی و ہفتم۔ اخبار ۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء میں اپنے پرانے اکاذیب نمبر ۲۱-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ کا اعادہ کیا۔ اور یہ کہا ہے۔ (۱) امرتسر کے جلسہ کے موقعہ پر آپ کو دعوتی خط گیا۔ آپ نہ آئے۔ بلکہ امرتسر میں ایک چھوٹی مجلس کانفرنس کے مقابلہ میں کرادی (۲) اسکے بعد پشاور کے جلسہ کی آپ کو دعوت بھیجی اس دعوت کے جواب میں بھی آپ نے اسی طریق سے کام لیا۔ جس سے پہلے لیا تھا۔ اس لئے علیگڈھ کے جلسہ میں آپ کو نہیں بلایا گیا۔ (۳) چند دنوں سے آپ نے ایک جدت اختیار کر رکھی ہے۔ یعنے اپنے نام نامی کے ساتھ اہلحدیث حنفی کا ٹائیٹل لگاتے ہیں جس کا مطلب صاف ہے کہ اہلحدیث کا سادہ مذہب چھوڑ بیٹھے اور ایک نئے مذہب مرکب کے پابند بنے ہیں

ان اکاذیب ثنائیہ کا کذب ہونا اکاذیب نمبر ۲۱-۲۷-۲۹-۳۰ و ۳۱ کے

ثبوت کذب میں ثابت ہو چکا۔ لہٰذا ہم اس ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے۔ ہاں ایک کذب چہارم جو ان تیس نمبروں پر اُسنے بنا بڑھا دیا ہے۔ اور یہ کہا ہے۔ کہ ایسے بزرگ (حاشیہ میں کہا ہے۔ کہ اس سے مولوی محمد حسین صاحب کی طرف اشارہ) اہلحدیث کا نفرس برخلاف ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس اُنکی کوشش کا نتیجہ صرف اتنا رہا کہ جو کاغذ مطبوعہ یا قلمی بھیجے تھے وہ منتظمان جلسہ کے ہاتھ آتا۔ وہ اُسکو فوراً اسے پیشتر یہ کہکر ردی میں پھینکدیتے۔ این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں بٹالوی بزرگ نے ایک مضمون پیسہ اخبار میں چھپوایا پھر اس کو اشتہار کی صورت میں کر کے علیگڈھ بھیجا۔ ہم اس موقعہ پر مولوی ابو القاسم بنارسی کی شکایت کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو مولانا کے اشتہار کو اس عزت سے باندھ کر لے گئے کہ ہم اسپر مسودات لکھا کریں گے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگائیں گے۔ انصاف یہ ہے کہ انکا وزن کر کے ردی کے بھاؤ سے قیمت بٹالہ میں بھیجدیں۔" اِس کذب میں جو نہی اور اہانت اس کے آخری سطور میں پائی جاتی ہے اہانت اور نہی اپنے روحانی باپ سے کرنا کسی شریف النسب اور نجیب الطرفین آدمی کا کام نہیں یہ توہین اس نہی کے [illegible] کذب پر [illegible] جو کذب ہی و شتم ہے یہ ہے کہ منتظمان جلسہ اشتہار خاکسار کو سے این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں کہکر ردی میں پھینکدیتے۔ دوم جو کذب نمبری و نہم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی ابو القاسم یہ کہکر ان اشتہارات کو لے گئے کہ ہم ان پر مسودات لکھا کریں گے۔ اور پیکٹ باندھنے میں لگادینگے۔ ان دونو اکاذیب کے کذب ہونے پر منتظمان جلسہ خصوصاً سکرٹری جلسہ قاضی صاحب جو میرے قدیم دوست مولوی محمد اسماعیل مرحوم علیگڈھی کے فرزند ہیں اور مولوی ابو القاسم بنارسی کافی شاہد ہونگے۔ شمار اللہ ان کذبات میں سچا ہے۔ تو قاضی صاحب سے یہ لکھوا دے کہ منتظمین جلسہ سے کسی شریف نے یہ مصرعہ جو کوئی شریف کسی شریف کے حق میں نہیں کہہ سکتا۔ کہکر اشتہارات کو ردی میں پھینکدیا تھا اور مولوی ابو القاسم بنارسی سے (ان کے قول کی تصدیق کرادے) ۔ وہ بھی دو واسطہ سے میرے شاگرد ہیں ایک اپنے والد مولوی محمد سعید کے واسطہ سے جو میری شاگرد مولوی نور محمد مرحوم ملتانی کے شاگرد تھے اور یہ امر اُنکی زندگی میں اشاعۃ السنۃ میں درج ہو کر مشتہر ہو چکا ہے جس

۲۔ ان کی [illegible] لکھتا ہیں [illegible] ستارہ

سے مولوی محمد سعید مرحوم نے انکار نہیں کیا۔ دوسرے حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
وزیر آبادی کے واسطے سے جن کا شاگرد ہونا مولوی ابوالقاسم صاحب نے رسالہ جواز کنیت ابوالقاسم
میں تسلیم کیا ہوا ہے اور حافظ صاحب کا شاگرد خاکسار ہونا حافظ صاحب کی تحریر مشتہرہ سر ورق جلد ۲۳
سے ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں اسکو تسلیم کیا ہوا ہے لہذا مولوی
ابوالقاسم سے ہرگز امید نہیں کہ وہ کذب ثنائی کی تصدیق کرینگے۔ اور آجتک اُن سے
ایسا طور میں کبھی نہیں آیا کہ انھوں نے باوجود ثنائی پارٹی میں داخل ہونے کے میرے
حق میں کبھی کوئی کلمہ توہین استعمال کیا ہو جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ ثناء اللہ
ہی کی ذاتی شرافت و نجابت کا نتیجہ ہے

(گیارہ جھوٹ بولے ہیں۔ پہلے ۴

کذب نمبر چہلم لغایت پنجاہم مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں منافقوں
کی چار خصلتیں (۱) جھوٹ بولنا۔ (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا (۴)
مخاصمت کے وقت گالیاں دینا بیان کرکے خاکسار میں پہلی خصلت (کذب) کے پائے جانے
کے ثبوت میں کذب نمبر چہلم بولا اور یہ لکھا ہے کہ میں لاٹ نمبر ۲ میں (جو اسی اخبار
کے صفحہ ۳ و ۴ میں اسنے لکھا ہے) میں ثابت کر آیا ہوں۔ کہ لاٹ مولوی (خاکسار) نے اس
مضمون میں (جو اخبار ۲۸ جنوری سنہ صفحہ ۲ و ۳ میں ثناء اللہ نے نقل کیا ہے۔ اور اس
میں تعریف اہلحدیث صفحہ ۱۵۹۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۳ سے منقول ہے۔ دو جھوٹ
بولے ہیں۔ پھر خصلت نمبر ۳ و ۴ کے خاکسار کے پائے جانے کے ثبوت میں **دو کذب
چہل و یکم و دوم** بولا اور یہ کہا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں میرے مقابلے میں آپ
نے لکھا تھا کہ منصفین آرہ کا فیصلہ منظور کرونگا۔ جب مضمون نے فیصلہ آپ کے برخلاف
منتار دیا۔ تو خیر نا کہکر فوراً اشترنا بول اٹھے۔ اور منصفین آرہ کو بھی گالیاں دینے لگے
(دیکھو اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ صفحہ ۶۱) پھر خصلت سوم کے خاکسار میں پائے جانے
کے ثبوت میں کذب نمبر **چہل وسوم** بولا اور یہ کہا ہے کہ آپ نے میرے
کاتب سے کاپی لکھوائی۔ تو آجتک اجرت عنایت نہیں کی۔ پھر کہا ہے کہ اسکے علاوہ
اور بھی کئی ایک واقعات ہیں جن سے ہم اچھی طرح تبلا دیں گے کہ اس معزز لقب (منافق

کا اطلاق ذات والا صفات پر صادق آتا ہے۔ از انجملہ دو واقعات ذکر کیے۔ ایک واقعہ کا ذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و چہارم ہے کہ فیصلہ آرہ کے بعد آپ نے مجھ سے معاہدہ کیا۔ کہ فیصلہ کے لیے تین منصف مقرر ہوں۔ مولوی محمد بشیر مرحوم۔ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی۔ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ آخر باوجود معاہدہ اور دستخطی تحریر کے پھر گئے۔ دوسرا واقعہ کاذبہ یہ جو کذب نمبر چہل و پنجم ہے اسکے بعد انجمن اہلحدیث لاہور کے موقعہ پر مصالحت ہوئی۔ راضی ہوئے۔ دفتر اہلحدیث میں کئی دفعہ آئے۔ آخر چند روز کے بعد اس سے بھی پھر گئے۔ ان اکاذیب ستہ کے علاوہ اسی اخبار ۸ ۲ جنوری سنہ میں تین کذب (واقعات دروغ) اور دو کذبات تمسخر آمیز اور بولے ہیں۔ اول جو کذب نمبر چہلم و ششم ہے اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) متلون طبیعت ہیں۔ پھر کہا ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر ذیل آپ ہی کے حق میں ہے۔ ؎ دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

تا آخر جو کذب نمبر ... منقول ... جو کذب ... چہل و ... اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) حنفی کہلانے کو واجب سمجھتے ہیں اور اس غلط خیال وجوب تقلید مذہب معین کے وجہ سے حاکر پر سخت تشنیع کی اور یہ شل ستائی ہے چندیں مدت خدائی کردی۔ ہنوز گاؤ خر را نشناختی۔ اور کہا شیخ الکل کا رسالہ ثبوت الحق الحقیق اور معیار الحق میں ملا علی قاری کا قول لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی دیکھ لیا ہوتا۔ سوم جو کذب نمبر چہل و ہشتم ہے۔ اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) گورنمنٹ کی قانون میں پیش پانیکے محل ہیں۔ پھر کہا میری اس رائے میں آپ کے مخلص دوست بھی شریک ہوتے جاتے ہیں چہارم جو کذب نمبر چہل و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ وہ محمد علی معزول شاہ ایران کی مانند شخصی حکومت چاہتے ہیں پنجم جو کذب نمبر پنجاہم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ وہ (خاکسار) لارڈ کرزن کی طرح چلتے بنیں گے۔ ان گیارہ اکاذیب سے آخری دو اکاذیب متضمن تمسخر کا کذب ہونا محتاج ثبوت نہیں ہے مصنف صاحب و ہر ایک شریف و مہذب ان اکاذیب کو تمسخر آمیز کذب تسلیم کریگا۔ اس مقام پہلے نو اکاذیب چہلم لغایت چہل و ہشتم کو مدلل کیا جاتا ہے نمبر اول یا چہلم کا کذب ہونا ملاحظہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ ملاحظہ فرماکر داد و انصاف دیں ... اکسیر ... جلد ۳ اشاعۃ السنۃ

کا دروغ یا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ یا اس بیان کی تائید و تصدیق کی ہے۔ وہ درحقیقت جو جلد۲ کے صفہ ۱۵۹ سے تعریف اہلحدیث نقل کی ہے۔ وہ تفصیل ہے۔ اور جو ثنار اللہ نے اسکے مقابلہ میں رجسٹر انجمن اہلحدیث لاہور سے نقل کیا ہے وہ اجمال ہے۔ اور جو شخص تفصیل کو اجمال کا مخالف و مکذب کہے وہ خود جھوٹا ہے۔ کذب نمبر چہل و یکم و دوم میری وعدہ خلافی اور دشنام دہی کے دعوے) کا کذب ہونا جلد۲ صلا۲ اشاعۃ السنۃ کی ملاحظہ سے منصف صاحب و دیگر ناظرین کو معلوم و متیقن ہو سکتا ہے۔ نہ میں نے بمقام آرہ ثنار اللہ سے کوئی بحث یا گفتگو کی۔ نہ کسی بحث و گفتگو میں آرہ کے منصفین ثلثہ کو منصف مانا اور نہ (۲) انہوں نے میرے اور ثنار اللہ کے مابین منصف ہو کر کوئی فیصلہ اتفاقی دیا (۳) اور نہ میں نے منصفونکا فیصلہ سنکر اُنکو گالیاں دیں۔ یہ تینوں دعاوے ثنار اللہ محض دروغ بے فروغ ہیں۔ جلد۲ کے صفہ ۱۶ میں جس منصفی و فیصلہ کا ذکر ہے وہ تو ام تسری علمار کے رسالہ اربعین اور ثنار اللہ کے رسالہ الکلام المبین کے متعلق منصفین علمار ثلثہ آرہ کے فیصلہ و محاکمہ کا اپیل ہے۔ میں نے اس فیصلہ کا رد لکھا اور اس کا بطور تواضع وادب اپیل نام رکھکر اُن ہی علمار آرہ کے پاس نظر ثانی کے لیے پیش کر کے اُن سے وعدہ کیا۔ کہ اگر آپ میرے اعتراضات کا جو وجوہات اپیل ہیں۔ کافی جواب دیں گے تو میں بھی اس فیصلہ کو مان جاؤں گا۔ مگر میرے ان اعتراضات و وجوہات اپیل کے متعلق علمار آرہ نے ابتک ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی اتفاقی یا اختلافی فیصلہ دیا۔ پھر میرا اُنکے فیصلہ کی تسلیم سے انکار کرنا اور اُنکو گالیاں دینا کیونکر ممکن و متصور تھا۔ مولوی ثنار اللہ ان دونوں دعوے (میرے خلاف فیصلہ لکھے جانے اور میرے منصفوں کو گالیاں دینے میں) سچا ہے تو بتا دے کہ وہ کونسا فیصلہ متعلق اپیل ہے۔ جو میرے برخلاف منصفوں نے لکھا۔ اور وہ کونسی گالیاں ہیں جو میری قلم سے اُنکی حق میں نکلی ہیں ان گالیوں کے الفاظ نقل کرنے چاہیے۔ میر عبد السلام دہلوی بھی جو اس کذب بیانی میں ثنار اللہ کی تقلید کر کے روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۹۱۵ میں بھی یہ دونوں الزام سراپا اتہام دے چکے ہیں۔ اس دونوں کذبات کو ندامت کے

کے ساتھ واپس لیں اور اگر انکے پاس علمائے آرہ کا کوئی فیصلہ میرے اور ثناء اللہ کے مابین منازعت میں تحریر ہو کر پہنچا ہو تو وہ اس فیصلہ کو اور کاپیوں کی فہرست کو پیش کریں۔ ورنہ قرآنی وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا حصہ انکو ملے گا۔ اور ضرور ملے گا۔ وہ میرے دوست میرے معظم کے فرزند ہیں اس تعلق کی وجہ سے میں نے انکو بھی اس نصیحت سے مخاطب کیا ہے

ایک اور تحریر مصنفین آرہ میں سے صرف دو کس مولوی عبداللہ غازی پوری مولوی عین الحق پھلواروی کی جسکو اپیل فیصلہ آرہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ خط حافظ صاحب کے متعلق تحریر ہے) جسکے ساتھ مصنف سوم مولوی شمس الحق صاحب نے اتفاق نہ کیا۔ بلکہ بذریعہ ایسی تحریر اس سے اختلاف ظاہر کیا تھا۔ اور انکی تحریر سے ناخوش ہو کر ہی اس نامکمل تحریر کو انہوں نے میرے پاس بھیجدیا تھا۔ اور اب تک وہ تحریر میرے پاس موجود ہے اور مولوی شمس الحق صاحب کے اختلاف کی مثبت مولوی حافظ عبداللہ واعظ عبدالعزیز رحیم آبادی وغیرہما کی شہادتیں تحریری بھی میرے پاس موجود ہیں جو ملاحظہ مصنف صاحب کے لیے اصلی [illegible] ملاحظہ کرنا چاہیں تو انکے پاس میرے کسی دوست کے کفالت وعدہ واپسی پر بذریعہ رجسٹری ارسال ہوسکتی ہیں (ان تحریرات کی نقل بعد اختتام مضمون ہوگی اگر جگہ ملی) اور اگر اس اضنی تحریر کو ثناء اللہ فیصلہ متفقہ مصنفین ثلثہ سمجھتا ہے تو یہ اس کی خوش فہمی ہے۔ یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی ہے جو موجب کمال بے شرمی ہے۔ اور اسکے مولوی فاضل ہونے کو خاک میں ملانے والی ہے۔ اس تحریر کو مصنف صاحب ملاحظہ کریں۔ اور ان حضرات کی دروغ گوئی یا خوش فہمی کی داد دیں کذب نمبر چہل وسوم کا کذب ہونا ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ وہ کاپی کسی شخص نے ثناء اللہ سے یا اسکے کاتب سے لکھوائی۔ اور کس کو وہ کاپی انہوں نے دی جواب لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ اور اگر میرے رسالہ میں کاتب ثناء اللہ کی لکھی ہوئی کوئی کاپی ثناء اللہ نکال دے۔ تو ایک کی جگہ دس کاپی کی اجرت بطور تاوان دے۔ اصل اور سچی بات یہ ہے کہ ایک کاپی شیخ عبدالعزیز مرحوم امرتسری نے سرورق ایک رسالہ اشاعۃ السنۃ کی ثناء اللہ کی معرفت لکھوائی تھی اس میں مختار

اللہ نے تصرف بیجا کیا۔ متعلق کیفیت اہتمام طبع رسالہ اصل مضمون کو بدل کر اس جگہ اور
کچھ لکھدیا۔ میں نے اس کو کاٹ کر اصل مضمون درج کرانے کے لیے وہ کاپی شیخ عبدالعزیز صاحب
کو واپس دی۔ پھر یہ بات مولوی اللہ دتا واعظ لاہور کے ذریعہ کہلا بھیجی کہ اگر فلاں تاریخ تک
کاپی مطابق اصل مضمون صحیح ہو کر نہ آئی۔ تو میں اور کاتب سے کاپی لکھوا کر چھپا لوں گا۔ جب میعاد
مقررہ گذر گئی۔ اور وہ کاپی شیخ عبدالعزیز صاحب نے مجھے نہ بھجوائی تو میں نے اور کاتب (غلام حید
نامے) کاپی لکھوا کر چھپوائی میرے اس بیان متعلق غلطی و واپسی کاپی برائے تصحیح سے مولوی
ثناء اللہ حلف کے ساتھ انکار یا اسکی تکذیب کرے تو ۱۰ر اُجرت کاپی مجھ سے وصول کرے کذب
نمبر چہل و چہارم کے کذب ہونے پر تین شہادتیں پائی جاتی ہیں دو ثناء اللہ کی اپنی اخبار
کی شہادتیں۔ تیسری مصنف صاحب کی شہادت (جو بگمان غالب و امید قوی گذرے گی۔
انشاء اللہ تعالےٰ)

اخبار ثناء اللہ کی پہلی شہادت اسکی اخبار ۳ رمضان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء
ہجری اسکی کھلی چٹھی [illegible] آپ اپنا مضمون
بعرض فیصلہ منصفوں کے پاس بھیجیں گے یا نہیں اگر بھیجیں گے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں
گے تو کیوں۔ تو خاکسار نے اس کا جواب اسکو اپنے خط ۹ اکتوبر ۰۷ء میں (جس کو اُسنے اپنے اخبار
۷ رمضان ۲۵ھ میں ایک عنوان خانہ جنگی کا خاتمہ قائم کر کے درج کیا تھا) دیا کہ تحریر یکم جولائی
۰۷ء میں تم نے لکھدیا ہے کہ میرے رسائل اور تفسیر کو حضرات ثلثہ ملاحظہ فرماویں بعد ملاحظہ
جو فیصلہ فرمائیں گے مجھے منظور ہوگا۔ مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہے (میرے اس جواب کے
جو چاہیں لکھیں میں اب کچھ نہیں لکھونگا۔ اس انکار سے تم نے اس معاہدہ کو خود ہی فسخ کر دیا ہے
اور اب الٹا مجھ سے یہ سوال کیا ہے (جو تمہاری کھلی چٹھی سے اوپر نقل ہو چکا ہے) اسکے جواب
میں بجز اسکے کیا کہوں کہ آپ میرے اعتراضات کا جواب تحریر کر کے میرے پاس بھیجینگے
یا نہیں اگر بھیجینگے تو کب۔ اور اگر نہیں بھیجیں گے تو کیوں۔ اور تحریر مذکور میں تمہارا
یہ کہنا کہ میرا رسالہ اور تفسیر جواب کے لیے کافی ہیں۔ ہرگز کافی نہیں۔ معاہدہ میں منصفوں
کے پاس رسائل اور تفسیر کا بھیجنا قرار پایا تھا یا میرے اعتراضات کا جواب لکھ کر بھیجنا کچھ تو

سوچو اور انصاف سے کام لو۔ اس خط ۴ ۔ اکتوبر میں یہ بھی لکھدیا تھا۔ کہ میں نے تمہاری اس درخواست کو بھی منظور کر لیا۔ اور ان رسائل اور انکے جوابات کے ساتھ ایک مختصر ریمارک تمہارے پاس بھیجدیا تھا۔ تمنے اس ریمارک کو تو ابتک دبا رکھا ہے۔ اور اس سوال کو (جو کھلی چٹھی میں درج ہے) اخبار میں شائع کر دیا۔ اس سے ناظرین سمجھ جائیں گے کہ اہل شوریٰ کے پاس اعتراضات مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ اور اُنکے جوابات بھیجنے میں توقف تمہاری طرف سے ہو رہا ہے۔ یا میری طرف سے۔ (ابو سعید محمد حسین ۲۲ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء) اسکے جواب میں مولوی ثنار اللہ نے پہلے مضمون معاہدہ ۱۱ ر جون ۱۹۰۷ء نقل کیا۔ جو خاکسار کے خط ۱۳ ر اکتوبر کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ پھر اسکی تصدیق میں خاکسار کا خط ۷ ر جون ۰۷ء اسی اخبار میں نقل کیا۔ پھر اس کا جواب اپنی طرف سے نقل کیا۔ جسمیں عجیب روباہ بازی کی ہے۔ پہلے مضمون معاہدہ کا مطابق بیان خاکسار اعتراف کیا۔ اور مواضع محل اعتراض بیان کرکے وعدہ جواب وہی کیا ہے۔ پھر جواب سے انکار کرکے بجائے جواب اپنے رسائل کو پیش کر [illegible] ہے۔ اور ایک فضول [illegible] پھر [illegible] جواب میں میرا خط ۲۷ جون ۰۷ء نقل کیا۔ جس میں میں نے اس فضول بحث کا جواب[1] دیکھکر یہ کہا ہے کہ مجھے[2] منظور ہے۔ کہ مولوی ثنار اللہ کے رسائل آیات متشابہات و الکلام المبین اور میرے مضامین جلد ۲۱ (نصیحت[1] نامہ جات نمبر ۴ و ۳ و ۴ و خط بنام حافظ عبد اللہ صاحب آروی واہل فیصلہ آرہ تین شخصوں کی مجلس شوریٰ میں پیش ہوں۔ پھر مجلس اسمیں ان میں سے دو شخص متفق ہوں اسکو قبول کیا جاوے۔ میرے جوابات بنمبر ہائے ثلثہ تحریر ہذا کے جواب میں مولوی ثنار اللہ کچھ لکھیں تو مجھے دکھایا جاوے۔ صحیح ہو گا تو مان لونگا۔ مصنف صاحب کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی ورنہ اہل شوریٰ کے پاس اسی قسم کے ریمارک کے ساتھ بھیجا جاوے گا۔

پھر اسکے جواب میں مولوی ثنار اللہ نے ایک فضول بحث کرکے وہی پرانی بات لکھی کہ میرے رسائل و تفسیر کو منصفین بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور بعد ملاحظہ جو فیصلہ فرمائیں مجھے منظور رہے۔

پھر اس کا جواب ایسر یطرف سے نقل کیا جس میں میں نے اصل تحریرات فریقین پر منصفوں کی منصفی کو منظور کر لیا تھا۔ اس جواب کو نقل کرنے کے بعد مولوی ثناء اللہ صورت فیصلہ یہہ لکھی۔ کہ امرتسر میں کسی صاحب کو خط وکتابت منصفین کے لیے معتمد بنا دیں۔ اسکے جواب میں خاکسار نے میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کا نام پیش کیا۔ تو اُنکو ثناء اللہ نے منظور کر لیا۔ اور اخبار ۱۱ر نومبر سنہ میں میری اس تجویز اور اپنی منظوری کو مشتہر کر دیا۔ اسکے بعد اس وقت تک مصفین مذکورین کے پاس کاغذات کے بھیجنے کا نام نہ لیا۔ گویا اپنے خیال میں اس بحث کو یہاں ہی ختم کر دیا۔ اور شائد اسی وجہ سے اس مضمون کا عنوان خانہ جنگی کا خاتمہ تجویز کیا ہوگا۔ اس تفصیل سے جو ثنائی اخبارات سے نقل کی گئی ہے مصنف صاحب و عامہ ناظرین سمجھ جاینگے۔ کہ یہ ثنائی اخبارات دیکم رمضان المبارک ۲۵ سنہ۔ مطابق ۷۔ اکتوبر سنہ لغایت یکم شوال ۲۵ سنہ مطابق ۸ نومبر سنہ صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ۸ نومبر تک خاکسار منصفی اصحاب ثلثہ دہلی و [illegible] اخبار ۱۸ نومبر میں میاں فیروزالدین صاحب کا معتمد خط وکتابت منصفین ہونا مسلم فریقین ہو چکا تھا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ اسکے بعد مولوی ثناء اللہ نے میاں فیروزالدین صاحب سے جو انکے شہر میں رہتے ہیں اور ان سے ایسا خاص رشتہ و تعلق رکھتے ہیں جو مجھ کو نہیں ہے معتمد خط وکتابت ہونے کی درخواست کی یا نہیں۔ اگر کی ہے تو مجھے اس سے کس ذریعہ سے اطلاع دی اور میں نے یہ اطلاع پا کر تجویز مذکور کی تعمیل سے کب انکار کیا۔ اور کس ذریعہ سے انکار کیا۔ کوئی میری تحریر مولوی ثناء اللہ متضمن انکار پیش کرینگے۔ تو میں اپنا ہرجانا مان لونگا۔ اور اسکا جرمانہ یا تاوان بھی جسقدر وہ کہیں گے بھر دونگا۔ اور اگر درخواست نہیں کی تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس تجویز سے انہوں نے خود ہی گریز کیا۔ اور اس خانہ جنگی کو خود ہی ختم کرنا چاہا۔ جیسا کہ عنوان مضمون سے اشارہ کیا تھا۔ پھر اس منصفی سے پھر جانے کو اُسکا خاکسار کیطرف منسوب کرنا کذب نہیں تو اور کیا ہے۔

اخبار ثنائی کی دوسری شہادت۔ مولوی ثناء اللہ اخبار ۱۵۔ جولائی

سالہ میں میرے ایک اور چیلنج کو نقل کر کے اسکے جواب میں پہلے تین اکاذیب مغالطات اور جھوٹی لاف زنیاں ہانکی ہیں کذب و مغالطہ اول میری اس تجویز کو نقل کیا ہے کہ مباحثہ دہلی میں ہو جہاں مولوی عبداللہ غازی پوری اور مولوی عبدالحق وغیرہا مدرسین مدارس اسلامی منصفی کے لیے موجود ہوں اور اگر تمنے یا منصفین نے اسکو منظور نہ کیا تو پھر لاہور کی مسجد شاہی میں یہ مجمع ہو جس میں تمام علماء مدارس اسلامی موجود ہونگے اور وہی منصفی کریں گے اسکو بھی تم منظور نہ کرو تو بناچاری یہ مجمع امرتسر شیخ خیرالدین کے مسجد میں ہو اور اس میں جملہ علماء شہر اور جو باہر سے آسکیں موجود ہوں علما حضار مجلس سے کسی ایک شخص کو منصف قرار نہ دیا جائیگا بلکہ حاضرین کی میجارٹی (اکثر حاضرین) کی رای سے فیصلہ ہو گا پھر اسکے جواب میں کہا ہے کہ حاضرین کی کثرت رائے سے فیصلہ کرانے کی شرط آپکا فرار و انکار ثابت کرتی ہے۔ آپ چونکہ مضمون تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ اسلیے حاضرین کی کثرت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیوں مولنا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں

؎ من انداز قدرت را می‌شناسم ✻ اب اسلیے میری تجویز سگے بھائیوں کے جھگڑے کو علاتی اور اخیافی اور چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا۔ اسلیے سب سے بہتر تجویز یہ ہے کہ امرتسر میں جناب مولوی احمداللہ صاحب کی مسجد میں مباحثہ ہو مگر مصنف مسلمۃ الطرفین درمیان میں ضرور ہو۔

کذب و مغالطہ دوم۔ اسکا یہ کہنا ہے کہ فرمائی جب شہر میں مشہور ہو گا کہ فلاں فلاں مولوی کا مباحثہ ہو گا تو کتنے عوام جمع ہونگے۔ اور کتنے خواص لاہور یا امرتسر میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہیگی

سوم۔ جھوٹی لاف زنی و کذب اسکا یہ کہنا ہے کہ مَیں تو اس روز کو عید سعید سمجھونگا۔ جس روز آپ تصفیہ کے سامنے آویں گے ؎

یہاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے۔ جو تو مانگے کا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

مگر میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی میدان مباحثہ میں نہ آویں گے"

ان دروغگوئیوں اور لاف زنیوں کے بعد ۔اس اخبار کے صفحہ ۸ کے اخیر میں

یہ کہتا ہے کہ دہلی اور لاہور میں آنا جانا تو کسی قدر مشکل ہے۔ امرتسر میں مسجد مولوی احمد اللہ صاحب یہ کام بآسانی ہوسکتا ہے۔ پس بذریعہ خط وکتابت مصنف کا تقرر کیجیے اسکے آخری قول میں تصریح کے ساتھ اعتراف ہے کہ پچھلے منصفین ثلاثہ کی منصفی کو لستے کان لم یکن ونسیا منسیا ٹھہرایا تھا۔ تب بھی بجائے اُنکے اور منصف کو تجویز کرانا چاہتا تھا۔ اور اگر منصفین سابقہ ثلثہ کی منصفی اسکے نزدیک بحال ہوتی تو اس چیلنج کے جواب میں صاف کہتا کہ منصفین ہمارے تمہارے درمیان مسلم ہوچکے ہیں دہلی چلو اور ان ہی سے یہ فیصلہ کرالو۔ یا اُنکی خدمت میں بذریعہ معتمد مسلم الطرفین (میاں فیروز الدین صاحب) کاغذات تنازع سابق بحال بجید و تجویز تسلیم منصفین سابق اسنے چھوڑ دی۔ تو یہ نئی تجویز اس کی قلم سے نکلی۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ اخبار ثنائی کی دوسری شہادت پوری ہوئی۔ ان شہادات کے ضمن میں ان اکاذیب و مغالطات ثلثہ پر بحث کرنا ایک اجنبی امر ہے۔ لیکن اس خوف سے کہ عوام کم فہم ان اکاذیب سے دھوکہ نہ کھا جاویں۔ اسلیے [illegible] حاضرین کی کثرت رای سے فائدہ اٹھانے کو اسکا مباحثہ سے قرار وانکار قرار دینا اور منصفی کے لیے کسی ایک شخص یا خاص اشخاص کو ضروری قرار دینا تمام دنیا کے دینی و دنیوی مباحثات کے روش و اصول کے برخلاف ہی اور یہی ایک آلہ اسکے ہاتھ میں ہے جس سے وہ خاص اشخاص کو منصف بناکر اُنکو دھوکھ دیکر اپنے خیال سے متفق کرکے کامیاب ہوجاتا ہے۔ میجارٹی اکثر حاضرین کو منصف بنانا اور اُنکی کثرت رای سے فائدہ اٹھانا علماء و فقہا و محدثین و اصولیین میں معمول بہ چلا آتا ہے۔ اور دنیاوی مجالس مباحثہ قانونی حتی کہ پارلیمنٹ میں بھی اسپر عمل ہے۔ و معہذا یہ خاکسار شخص رای کو بھی منصف ماننے کے لیے تیار ہے۔ بشرطیکہ اسکے مغالطات کو رد کرنے کے لیے آخری تقریر کا حق مجھے دیا جاوے

اسکی اِس عذر و بہانہ کا کہ خاکسار تقلید پر بحث کرنے کا خیال رکھتا ہے اسلیے اکثر علما کو جو تقلید کے قائل ہیں جمع کرکے اُنکی کثرت رائے سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جواب یہ ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ مذہب اہلحدیث (اتباع اجماع و آثار سلف جو ہم

دونوں میں متنازعہ فیہ ہے) علاوہ مسئلہ تقلید فقہا و اقوال مقلدین فقہار کو جو اس دیار میں ہیں پیش نہ کیا جاویگا۔ اور اس بحث میں امثال قول شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر کو جو حاشیہ ہدایہ کے باب الجمعہ میں انہوں نے فرمایا ہے۔ "قول الصحابی حجۃ عندنا فیجب تقلیدہ مالم ینفہ شیئی من السنۃ" پیش نہ کیا جاویگا۔ بلکہ اقوال ائمہ و علمار محدثین کو جنکے تصانیف و اقوال سے تم رات دن تمسک کرتے ہو پیش کیا جائیگا۔ اور انہی کی ہیجارٹی سے فائدہ اُٹھایا جائیگا چلو اب کہاں چلوگے اور ہیجارٹی محدثین سے بھاگ کر کہاں جاؤگے۔

تیسری شہادت میاں فیروزالدین مصنف کی شہادت ہے۔ میاں صاحب بیان فرماوین کہ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے اسوقت تک کہ ۱۹۱۰ء گذر گیا ہے۔ یا ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء تک جس میں ثنار اللہ نے ایک اور منصف امرتسری مقرر کرنا تجویز کیا تھا۔ ثنار اللہ نے کبھی آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے منصفین ثلثہ دہلوی و سہارنپوری سے ہمارے تنازعہ کی متعلق منصفی منظور کرائیں۔ اور انکے پاس کاغذات فریقین کے متعلق تنازعہ ارسال کریں۔ اور ... نہیں ... انہوں نے اس درخواست کو منظور کیا تھا یا نہیں اور اگر کیا تھا تو اس سے خاکسار کو اس منظوری سے اطلاع دی تھی یا نہیں۔ ہر ایک سوال کے جواب میں شق نفی اختیار کرنے پر میری طرف پھر جانے کی نسبت ثنار اللہ کا دروغ ثابت ہے۔ اس شہادت کے بعد انصاف آپ ہی سے مطلوب ہے۔ اب اس انصاف میں توقف و تامل کریںگے تو عامہ ناظرین تحریرات فریقین سے انصاف کریںگے۔ اور بھگوڑے جھوٹھ بولنے والے کو متعین کرکے اس کا کالا کریں گے۔ اور گدھے پر سوار کرا کر شہر امرتسر میں گشت کرانے کے لائق قرار دینگے انشار اللہ تعالے

ثبوت کذب جہل و تجہم

مصالحت لاہور سے پھر جانا ثنار اللہ کی طرف سے ہوا۔ جبکہ شرط مصالحت لاہور کا خلاف اسنے کیا۔ تب ہی سے خاکسار نے اس سے ملنا چھوڑا۔ وہ شرط یہ تھی جو بوقت مصافحہ بعد المصالحہ دینے کی تھی۔ کہ اس اصول مصالحت کے مطابق ثنار اللہ کا دیکھا جاے گا۔ یہہ

ایسی شرط ہے کہ خاکسار ہر ایک شخص سے اسکے ساتھ مصالحت کرنے پر کر پیش کیا کرتا ہے۔ مصافحہ بعد المصالحہ لاہور کے وقت اس شرط کرنے کی تصدیق مصالحت سیالکوٹ کے وقت ثناء اللہ کے دست گرفتہ و تعلیم یافتہ ابراہیم سیالکوٹی نے کی اور اس تصدیق کی عمایدا ہلحدیث سیالکوٹ نے جو اس مصالحت سیالکوٹ کے موقعہ پر پیش کی جائیگی انشاء اللہ تعالے میں نے امرتسر اس کے مکان پر پہونچکر اس شرط کا ایفا اس سے چاہا۔ اور اس سے اجمال اصول جلسہ بنیاد ملی نجمن اہلحدیث لاہور کی تفصیل میں وہ مضمون اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ کے صفحہ ۵۹ سے اُسکے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں منقول ہے اس سے لکھوانا چاہا تو پہلے وہ کھانے پکنے کے وقت جو خاص میرے لیے بطور ضیافت اس نے تیار کرایا تھا۔ مجھے اِدھر اُدھر کی تقریریں کر کے ٹلاتا رہا۔ پھر جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو اس نے تفصیل لکھنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں اس سے ناراض ہو کر اسکے پرائیویٹ سکرٹری میاں حبیب اللہ کے مکان پر چلا گیا۔ اور انکے ہاں کھانا کھایا۔ اسکا پکا ہوا کھانا پڑا رہ گیا اس تفصیل سے مصنف صاحب اور دیگر ناظرین پر ظاہر ہے کہ کون اس مصالحت سے عہد شکنی کر کر وہ پھر گیا۔ خاکسار نے اس مصالحت کا خلاف ہرگز نہیں کیا

کذب نمبر چہلم و ششم کا کذب ہونا کذب نمبر ۲ وہم کے ثبوت میں ثابت ہو چکا ہے تلون طبیعت اور اصرار دونوں وصف متضاد ہیں اور دو ضدوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کبھی سچا نہیں ہوسکتا۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ آمین۔

کذب نمبر چہل و ہفتم کا کذب ہونا مولوی ابو القاسم محمد حسین حافظ آبادی کے مضمون کیا حنفی اہلحدیث نہیں" (جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں بصفحہ ۲۲۹ شائع ہوا ہے) کو ملاحظہ کرنے سے تیقن ہوسکتا ہے۔ اس مضمون کو میں نے درج رسالہ کیا تو اسکی تمہیدی ریمارک میں خاکسار نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ جو شخص عمل بالحدیث کو مقدم کرے اور معہذا وہ جس مسئلہ میں کوئی دلیل (قرآن و حدیث) نہ پاوے تو اس مسئلہ میں کسی سنی عالم مسلم الاجتہاد کے تقلید کرلے۔ اور اس وجہ سے وہ حنفی کہلانا صرف جائز نہ واجب سمجھے تو یہ امر اسکے لئے کیوں ناجائز ہے۔ یہ مضمون رسالہ الہدی (ماہ ...) میں چھپا تو

۲ موجود تھے تحریری شہادت دی۔ جو ذکر مصالحت سیالکوٹ کے وقت نمبر ۲

اسمیں بجائے لفظ نہ واجب لفظ یا واجب غلطی کاتب سے لکھا گیا تھا۔ اس رسالہ الہدی سے اس
ظالم مفتری نے اس مضمون کو اپنے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں نقل کرکے اسپر نکتہ چینی کرنی
چاہی تو یہ غلط لفظ نا واجب نقل کرکے اُسکو آماجگاہ اعتراض بنایا۔ اور کہا کہ اتنی مدت
میں اُنکو اتنی بھی خبر نہیں کہ کسی خاص شخص یا مذہب کی تقلید واجب نہیں جبپر خاکسار
نے اسکو متنبہہ کیا کہ یہ لفظ غلط ہے۔ میںنے نہ واجب لکھا تھا رسالہ الہدی میں اسکو واجب لکھا تھا
تم اسکو صحیح کرو تو اس نے یہ عذر کیا کہ یہ مضمون میں نے بایں لفظ رسالہ الہدی سے نقل
کیا ہے پہلے وہ اُسکو درست کریگا۔ تو میں بھی اُسکو درست کرلونگا۔ پھر جب رسالہ الہدی
میں اس لفظ کی تصحیح ہوگئی۔ اور اس ظالم مفتری کو اسپر اطلاع دی گئی۔ تو پھر بھی اُس نے
اس لفظ کی تصحیح نہ کی۔ اور اپنے اعتراضات کو واپس نہ لیا۔ اور اس اخبار میں اسکا رد نہ
چھاپا۔ ہرچند اولا یہ غلطی کاتب الہدی کی تھی۔ مگر آخر غلطی ظاہر ہوجانے پر اس
غلطی پر اصرار قائم رکھنے سے یہ بے ایمانی اور دروغ گوئی ہوگئی. جو مصنف صاحب
و دیگر ناظرین [illegible] ونافرمانبر شاگرد
کے اپنے دادا اُستاد پر یہ تشنیع کہ رسالہ ثبوت الحق الحقیق میں تقلید مذہب کو نا واجب
کہا گیا ہے ان کتابوں کو تو دیکھ لیا ہوتا بڑی شرمناک گستاخی ہے معیار الحق کا یہ
خاکسار مولف ہے یعنے ایڈیٹر چنانچہ پہلے بھی بصفحہ ۳۰۵ جلد ۲۳ لکھ چکا ہے اور یہ ظالم بھی
یہ اس دعوے کو اپنی اخبار ۲۵ فروری ۱۹۱۱ء میں نقل کرچکا ہے اور قول ملا علی
قاری کا اس میں وہ ناقل ہے۔ اور مسئلہ عدم وجوب تقلید مذہب معین کا تمام
ہندوستان و پنجاب میں بذریعہ معیار الحق ورسالہ المنح الباری فی ترجیح صحیح البخاری
ورسالہ تبیان فی رد البرہان اُسوقت سے رواج دینے والا۔ جسوقت تک تمہارا جسم
بھی نہیں ہوا تھا۔ اور مسئلہ تقلید واجتہاد کو تو تم نے پیدا ہوکر اُسوقت تک
باوجود تالیف رسالہ تقلید واجتہاد کے پورا نہیں سمجھا چاہو تو ایک مجلس علماء اصول
میں اس کا فیصلہ کرالو۔
ثبوت کذب جہل وہشتم۔ یہ کلمہ کاذبہ یہ مفتری اور اس کا ایک نامہ نگار

حیدرآبادی عبدالعظیم نامی مدت سے کر رہے ہیں جس سے اُنکا مقصود یہ ہے کہ خاکسار اب مستقیم الحواس نہیں رہا اور اسپر وہ ایک ڈاکٹر کا اسکو میرا مخلص دوست کہکر قول بطور شہادت اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء میں پیش کر چکا ہے اس کذب کا کذب ہونا ثبوت کذب نمبر شصت و سوم میں آئیگا انشاءاللہ تعالے

کذب نمبر چہل و نہم و پنجاہم کی نسبت پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ محتاج ثبوت نہیں ہر ایک مہذب و شریف اُنکا تمسخر آمیز کذب ہونا تسلیم کریگا ثناءاللہ نے اخبار ۲۹ - اپریل ۱۹۰۸ء میں ایسی دلیرانہ چھ جھوٹ بولے ہیں جنکی نظر سے وہ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
کا مصداق بن گیا ہے

پہلا جھوٹ جو کذب پنجاہ و یکم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب (خاکسار) نے میری نسبت کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر کی نہ مانو میری مانو۔ اُسکا جواب مولوی صاحب سے طلب ہوا تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ مینے کہا ہے تمہاری عبارت کی گویا تشریح ہے۔ اصل عبارت نہیں ہے۔ [illegible] دیا۔ اور ان الفاظ کو واپس لینے کی بابت گذارش کی۔

دوسرا جھوٹ جو کذب پنجاہ و دوم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب نے رسالہ الہدی کے مضمون میں مجھے منافق کہا ہے اس کا جواب ان سے طلب ہوا تو مولوی صاحب نے کہا کہ اس نے فلان فلان مجھ سے وعدہ کیا جو پورا نہیں ہوا۔ حاضرین نے مولوی صاحب کا ثبوت کافی نہ جان کر بالاتفاق عرض کیا کہ آپ اپنے اس لفظ کو واپس لیں

تیسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و سوم ہے اُسکا یہ کہنا ہے کہ مصالحت لاہور میں کوئی شرط نہ ہوئی تھی

چوتھا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و چہارم ہے اسکا یہ کہنا ہے کہ فریقین نے صفائی قلب سے ایک دوسرے سے معافی مانگ لی۔

پانچواں جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و پنجم اسکا یہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب رسالہ اتباع سلف کا جواب شائع کرسکتے ہیں بشرطیکہ صفحہ اول پر یہ عبارت

لکھدی جائے۔ کہ جو جو الفاظ درشت اور نامناسب اور دل آزار رسالہ ہذا میں پائے جاویں ان سب کو مصنف نے واپس لیا ہے۔

چھٹا یہ جھوٹا وعدہ جو کذب نمبر پنجاہ و ششم ہے اسکا یہ کہنا کہ آئندہ مسائل اختلافی کی اشاعت کی نسبت قبل تحریری یا تقریری اشاعت کے باہم مشاورہ و استصواب وبحث کرلیا کریں گے۔

ان اکاذیب ستہ کے کذب ہونیکے ثبوت میں میں از خود کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ عمائد مجلس سیالکوٹ کے (جنمیں ایک ثناء اللہ کا ثانی اثنین (کانہ ھو) مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی ہے) کے دستخطی خط پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ وہ خط یہ ہے جو اصل پیش کیا جاتا ہے:۔

جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کے خط مہرہ یکم مئی ۱۹۱۰ء ۱۲۳ کے جواب میں التماس ہے:۔

(۱) واقعی جو فیصلہ ہو چکا تھا کہ آئندہ قبل تحریری یا تقریری اشاعت مخالفانہ کے باہم مشورہ استصواب وبحث کرلیا کریں تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے معاہدہ مصالحت کے علاوہ جو تمہیدی ریمارک کئے ہیں وہ غیر ضروری بلکہ نامناسب ہیں۔

(۲) لفظ منافق کی نسبت صرف اسقدر عرض کرنا کافی ہے کہ مجلس مصالحت نے فریقین کے دلائل صحت یا غلطی کو غیر ضروری اور طوالانی تصور کرکے اس خیال سے کہ زیادہ حیص بیص میں ملال نہ بڑھے یہ التجا کی تھی کہ جناب بلحاظ اپنی عظمت کے لفظ منافق کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے واپس لیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو اس لفظ سے رنج ہوا ہے معاف کردیں۔

(۳) غلطی ۲ و ۳ مندرجہ خط جناب کا تعلق اس مجلس مصالحت کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ لاہور کی مجلس کے متعلق ہے۔

(۴) اختصاراً التماس ہے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجلس میں یہ فرمایا کہ نہ میں نے یہ کہا ہے نہ یہ میرا مذہب ہے کہ میرا قول شیخین کے قول کے مقابلہ میں مانا جاوے یا اسکو فوقیت دیجاوے تو چوہدری سلطان محمد خان صاحب نے کہا کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب اس امر کو مانتے ہیں کہ یہ

انکا عقیدہ نہیں ہے تو پھر اسمیں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے (۵) جو نسبت عبارت معاہدہ کہی
مجلس سے جب آپ تشریف لیگئے پیچھے تو معاہدہ کی عبارت کا مسودہ جو چوہدری سلطان محمد
خانصاحب نے جلدی سے لکھا تھا اسکو صاف نویسی کرنے میں بجائے " فریقین نے معافی
دے دی " کے " فریقین نے معافی مانگ لی " لکھا گیا - اور یہی فیصلہ ہوا تھا - کسی نے
دوسرے سے معافی نہیں مانگی تھی بلکہ خود دیدی تھی - اگر اسمیں کچھ قصور ہے تو صرف مجلس مصالحت
کے ارکان کا سہو ہے - جسمیں آپ شامل نہ تھے -

(۶) نسبت الفاظ درشت و نامناسب کے آپنے فرمایا تھا کہ جو الفاظ اس قسم کے میرے
رسالہ میں پائے جاویں گے وہ میں واپس لے لونگا - فقط - والسلام + احمدالدین ۲۵/۵/۱۰

مگر میں صرف معاہدہ کی صاف نویسی کے وقت موجود و شامل تھا + چوہدری سلطان محمد خان
صاحب - بیرسٹر ایٹ لاء - صاف شدہ مسودہ پر میں نے صاف کنندگان کے اعتماد پر دستخط
کردیا تھا - اور مولوی صاحب نے میرے اعتماد پر + میں حاضر مجلس اسوقت ہوا جبکہ بحث
مباحثہ ہوچکا تھا - اور [illegible] روبرو معاہدہ کا مضمون
لکھا گیا - اور اسکو دوبارہ میں نے اور مولوی ثناءاللہ صاحب نے چند حاضرین کے مشورہ سے
بتغیر بعض الفاظ تحریر کیا - حکیم خدا بخش ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء + خاکسار ابراہیم سیالکوٹی

مجھے بھی اس جواب سے اتفاق ہے :- (۱) بیشک مولوی ثناءاللہ نے معاہدہ کی تمہید میں جو
باتیں لکھی ہیں وہ نامناسب ہیں - اور اس سے مولوی ثناءاللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا ہے
کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب اور باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی (۲) لفظ منافق کو
واپس لینے کیواسطے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پکڑنے کے
الفاظ کہکر التجا کی تھی وہ ان کے بیانوں کو ناکافی سمجھکر نہ کی تھی بلکہ محض اتفاق و مصالحت
ہو جانے کی غرض سے کی تھی - (۳) مولوی ثناءاللہ کی طرف اس قول کو کہ میرا کہنا مانو -
شیخین کا نہ مانو - نسبت کرنیکی بابت جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے بیان کیا تھا کہ
میں نے مولوی ثناءاللہ کی کلام کی تشریح کی تھی - اسپر مجلس نے کوئی فیصلہ نہ کیا تھا - اور نہ
اس لفظ کو واپس کرنے کی لئے درخواست کی تھی - (۴) لاہور میں مصالحت ہونیکے وقت مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب کی اس شرط کرنیکی کہ آئندہ میں ثناءاللہ کا عمل دیکھونگا۔ مولوی ابراہیم نے شہادت دی۔ اور اس مجلس میں تصدیق کی۔

(۵) اس مجلس میں کسی فریق نے دوسرے سے معافی نہ مانگی تھی بلکہ چوہدری صاحب کے کہنے سے ایکنے دوسرے کو معافی دیدی تھی۔ حافظ عبدالمنان خادم سنت وزیرآبادی

اس خط کے فقرہ نمبر اوّل میں چھٹے وعدہ کذب کا جھوٹا ہوجانا عمائدین مجلس نے بلفظ غیر ضروری و لفظ نامناسب ظاہر کیا ہے۔ اور حافظ عبدالمنان صاحب نے اپنی شہادت کے پہلے فقرہ میں اس لفظ نامناسب کے علاوہ یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مولوی ثناءاللہ نے اس معاہدہ کا خلاف کیا کہ آئندہ اشاعت مخالفانہ استصواب و باہمی مباحثہ کے بعد ہوا کریگی۔ اور اس خط کے فقرہ نمبر ۳ میں جو اکثر عمائد نے مجلس مصالحت لاہور کی شرط سے اپنے موجود نہ ہونیکی وجہ سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ انمیں مولوی ابراہیم داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اس مجلس مصالحت لاہور میں شامل تھے۔ اور انہوں نے برملا اس شرط مصالحت کی تصدیق میں یہ قول خاکسار کہ آئندہ مَیں ثناءاللہ کا عمل دیکھونگا [illegible] حافظ عبدالمنان صاحب کے نمبر ۴ میں اس پر صاف تصریح ہوئی ہے۔

اس خط میں یہ بھی تصریح ہے کہ جو تبدّل و تغیّر نقل مضمون مصالحت میں ہوا۔ یہ حضرت مولوی فاضل ثناءاللہ کا تصرّف نقل ہے۔ جسکو دستخط کنندگان نے بوقت دستخط کرنے کے ملاحظ نہیں کیا۔ ایک نے دوسرے کے اعتماد پر صاف شدہ مسودہ پر دستخط کردیا۔

جب ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کا اخبار مشتہر ہوا تو میں نے ثناءاللہ کی غلط بیانیونکی شکایت مولوی احمداللہ صاحب کے پاس کی۔ جسپر مولوی احمداللہ صاحب کے نام ثناءاللہ نے اس مضمون کا خط لکھا کہ "مولوی ابو سعید محمد حسین صاحبکو جو میری غلط بیانیونکی شکایت ہے۔ اسکا علاج سہل ہے۔ کہ حضار مجلس سیالکوٹ میں سے تین اصحاب کو منتخب کرلیں اور اخبار اُن کے پاس بھیج دیں۔ اگر وہ لکھدیں کہ اس اخبار میں جو جلسہ کی کیفیت لکھی گئی ہے۔ وہ ساری یا اُسکا کوئی حصہ غلط ہے تو مَیں اسکی تصحیح کردونگا" اس خط کے پہنچنے پر مَیں خود سیالکوٹ پہنچا۔ اور تین چھوڑ پانچ اشخاص حضار مجلس سے اسکے بیان کی تغلیط کی متضمن تحریر لایا۔ اور مولوی

احمد اللہ کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ کے پاس ارسال کی تو اُس نے عہد و وعدہ تصحیح اغلاط پورا نہ کیا۔ پھر اُسکا یہ دلیرانہ جھوٹ و نقض عہد ضمیمہ سراج الاخبار ۱۳ ستمبر ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا۔ تو تب بھی مولوی ثناء اللہ کو نہ خوفِ خدا پیدا ہوا۔ نہ ننگ دنیا۔ وہ ضمیمہ سراج الاخبار بھی ملاحظہ منصف صاحب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ جسمیں ثناء اللہ کا چھ دفعہ خاکسار کے مباحثہ سے گریز کرنا بیان ہوا ہے۔ (چونکہ وہ ضمیمہ سراج الاخبار چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ لہذا اسکی نقل اس مقام میں ضروری نہیں۔ جو شائق ملاحظہ ہو وہ خاکسار یا مطبع سراج الاخبار سے طلب کرکے ملاحظہ کرے)

کذب نمبر پنجاہ و ہفتم لغایت شصتم۔ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں چار جھوٹ بولے ہیں کہ وہ بھی دلیرانہ جھوٹ ہونے کے سبب ثناء اللہ کو اس مصرع چہ دلاورست دزدے الخ کا مصداق بناتے ہیں۔

پہلا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و ہفتم ہے۔ جلسہ لاہور واقعہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے متعلق اُسکا یہ کہنا ہے کہ اہالی جلسہ نے فیصلہ کیا کہ مولوی صاحب کی ناحق ضد ہے۔

دوسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و ہشتم ہے۔ [illegible] سوال تحریری متعلق اتباع سلف منقولہ صفحہ ۴ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ کی جگہ اُسکا اور ہی سوال بنا کر مجلس میں پیش کرنا ہے۔

تیسرا جھوٹ جو کذب نمبر پنجاہ و نہم ہے اس سوال کا جواب بھی اور ہی از خود گھڑ کر حاضرین کے سامنے پیش کرنا ہے۔

چوتھا جھوٹ جو کذب نمبر شصتم ہے اسکا اصلی تعریف اہلحدیث مندرجہ صفحہ ۱۳۱ اشاعۃ السنۃ کی جگہ اپنی خیالی تعریف ص ۲۹۸ جلد ۸ پیش کرکے حاضرین کو دھوکا دینا ہے۔

ان اکاذیب اربعہ (کذب نمبر ۵۷-۵۸-۵۹-۶۰) کا تفصیلی ثبوت جلد ۲۳ کے ص ۴۵ سے ص ۴۸ تک اشاعۃ السنۃ میں دیا گیا ہے۔ منصفین و ناظرین اس جلد کو ملاحظہ کریں وہ جلد بھی حاضر کیجاتی ہے۔ اس مقام میں کذب نمبر پنجاہ و ہفتم کے ثبوت میں حضار مجلس کی تحریری شہادات کو بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں صاف الفاظ سے کہا گیا ہے کہ اس مجلس میں یہ فیصلہ کسی نے نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب (خاکسار) ضد پر ہیں۔ اصل تحریر یہ ہے جو پیش کیجاتی ہے:۔

استشہاد

وَلَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ - وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ - وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ

مولوی عبداللہ صاحب ولائتی واعظ شہر لاہور۔ میاں فضل دین صاحب گلٹ ساز۔ حافظ محمد حسن صاحب کلارک لوکو آفس۔ مولوی عبدالرحیم صاحب تاجر کتب۔ وغیرہ حاضرین جلسہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء امور ذیل میں شہادت دیں:۔

(۱) ۲۸ نومبر کو مولوی ثناءاللہ کے اس دعوے کا جو اس مجلس میں انہوں نے کیا تھا کہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ میں بیان ہوا ہے کہ صحابہؓ وغیرہ جماعت سلف کی جو بات بے اختلاف ہو اور نص کے مخالف بھی نہ ہو وہ لائق اتباع ہے۔ بشرطیکہ اس قول پر قرآن یا حدیث سے کسی قسم کی روشنی پڑتی ہو۔ یہ جواب دیا گیا تھا کہ صحابہؓ وغیرہ کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال کی تقدیم کے لئے اشاعۃ السنۃ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی۔ بلکہ مختلف فیہ اقوال کیلئے یہ شرط لگائی گئی ہے اور اس امر کے ثبوت میں عبارت جلد ۱۲ اشاعۃ السنۃ نکالکر دکھائی گئی تو مولوی ثناءاللہ نے مان لیا کہ ہاں [illegible] کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں؟

(۲) پھر جب مولوی ثناءاللہ نے اشاعۃ السنۃ جلد ۸ سے تعریف اہلحدیث میں یہ عبارت دکھائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرے تو اسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ تعریف جامع نہیں ہے۔ صرف لفظ وہابی سے اہلحدیث کے امتیاز کے لئے انکی بعض صفات بتائی گئی ہیں۔ پوری تعریف وہ ہے جو جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ کے صفحہ ۳۱۰ میں بیان ہوئی ہے۔ اور وہ عبارت دکھائی گئی۔ اسکا جواب شافی مولوی ثناءاللہ نے نہ دیا۔ کیا آپ لوگ اس امر کی شہادت دیتے ہیں؟

(۳) پھر جب میاں فضل دین نے یہ سوال لکھکر پیش کیا کہ جب قرآن وحدیث میں ہمکو کوئی حکم نہ ملے۔ صرف اصحاب وتابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال ملیں تو انکی اتباع چاہیئے۔ اور اقوال متاخرین سے وہ مقدم ہیں یا نہیں؟ اور اسکے جواب میں مولوی ثناءاللہ نے یہ کہا کہ میں رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳۷ میں اقوال صحابہ وغیرہ سلف کی تقدیم کو تسلیم کر چکا ہوں تو میں نے اسکے جواب میں یہ کہا کہ اس عبارت سے اس سوال کا جواب نہیں نکلتا۔ اس سوال میں اور میرے خط ۹۶۸ میں جس کا تتمہ انکو میاں فضلدین صاحب کے ذریعہ پہنچا ہے درصورت نہ ملنے دلائل قرآن وحدیث کے اقوال

صحابہؓ کو مقدم کیا گیا ہے۔ اور اس عبارت رسالہ میں درصورت مساوات دلائل قول صحابہ کو مقدم کیا گیا ہے۔ لہذا یہ عبارت مولوی ثناءاللہ کے جواب کی مؤید نہیں ہے۔" پھر اس کا جواب مولوی ثناءاللہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ کیا آپ اسکی شہادت دیتے ہیں؟

(۴) کیا اس جلسہ میں اہالیٔ جلسہ نے یہی فیصلہ کیا تھا (جیسا کہ مولوی ثناءاللہ نے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں دعوے کیا ہے) کہ مولوی ابوسعید کی ناحق کی ضد ہے؟ اور یہ فیصلہ فریقین کو سنایا گیا تھا یا کسی ایک شخص نے بھی یہ کلمہ علانیہ کہا تھا۔ اور فریقین سے کسی نے اسکے منہ سے سنا تھا۔ اگر کسی نے کہا ہو اور کسی نے اُسکو سُنا ہو تو کہنے والے اور سُننے والے کا نام بتادیں اور یہ بھی کہیں کہ وہ کلمہ عین مجلس میں کہا تھا یا بعد اختتام جلسہ مولوی ثناءاللہ کے کان میں کہدیا تھا؟۔ اس سوال کا جو جواب ملے گا اسکی تحقیق حلفی بیان سے جلسہ اہلحدیث میں ہوگی۔ جس نے یہ کلمہ کہا تھا اُس سے اسکا ثبوت لیا جائیگا۔ پھر اگر اُس نے کافی ثبوت نہ دیا تو اسکو اس کلمہ سے توبہ کرائی جاویگی۔ اگر اُس نے توبہ نہ کی تو اُسکو انجمن اہلحدیث کی ممبری سے علیحدہ کیا جائیگا اگر وہ ممبر انجمن ہوگا۔

راقم ابوسعید محمد حسین ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء

بجواب استشہاد گذارش ہے کہ بندہ بیشک اس مجلس میں موجود تھا۔ لیکن چونکہ یہ خیال نہ تھا کہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے قریباً دو ماہ بعد پوری اور بلا کم و کاست کارروائی دریافت کیجائیگی اچھی طرح یاد رکھنے کی کوشش کرتا۔ اس لئے نہ کل حاضرین کی تعداد یاد ہے نہ نام یاد ہیں۔ چنانچہ مجھے پہلے تین سوالوں کے بارہ میں اسوقت پختہ یاد نہیں۔ چوتھے سوال کے متعلق عرض ہے کہ مجلس جہاں تک مجھے علم ہے کوئی باضابطہ مجلس نہ تھی۔ اور غالباً کوئی بالاتفاق فیصلہ بھی نہیں دیا گیا۔ اگرچہ دوران گفتگو میں کسی وقت یہ آواز کسی نہ کسی طرف سے آجاتی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین ایک معمولی بات پر اتنا طول نہ دیں۔ اور ایسی باتوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگرچہ قائلین کا نام یاد نہیں۔ العبد عبدالرحیم تاجر کتب لاہور۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کے بارہ میں اس مجلس میں کسی نے ہمارے روبرو یہ نہیں کہا کہ وہ ضدی ہیں۔ اور نہ یہ کہا کہ مولوی صاحب کی ناحق کی ضد ہے۔ اور باقی

نمبروں کی نسبت مجھکو چونکہ یاد نہیں لہذا میں گواہی نہیں دے سکتا۔

بقلم عبدالواحد غزنوی

الراقم عبداللہ پشاوری مدرس مسجد وزیر خاں لاہور

پہلے امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی غلطی تسلیم کی تھی۔ دوسرے اور تیسرے سوال کی نسبت مجھے پختہ یاد نہیں۔ چہارم امر کی نسبت مجھے یاد ہے کہ اس جلسہ میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ مولویصاحب کی ناحق کی ضد ہے۔

سنہ ۱۹۱۲ء

الراقم شاہ محمد برادر زادہ حقیقی مولوی غلام رسول صاحب مرحوم قلعہ میہان سنگھ۔ مورخہ ۲۳ جنوری

مولوی ثناء اللہ نے اشاعۃ السنۃ سے اہلحدیث کی یہ تعریف نکال کر دکھلائی کہ اہلحدیث وہ ہے جو بلا تقلید فقہا قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور کہا کہ یہاں مولوی محمد حسین صاحب نے اتباع سلف کی قید نہیں لگائی۔ اسکے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ پھر منشی فضلدین گگٹ ساز نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ آپکو اس بات کے ماننے میں (کہ صحابہ وتابعین کے اتفاقی یا غیر خلافی اقوال۔ اقوال متاخرین سے مقدم سمجھنے چاہئیں) کیا تامل ہے؟ مولوی ثناء اللہ [illegible] کر چکا ہوں چنانچہ عبارت رسالہ اتباع سلف مجلس میں پڑھی گئی۔ اور اکثر اہل مجلس اور خصوصًا منشی فضلدین نے کہا کہ اس عبارت میں سے یہی مطلب نکلتا ہے۔ چونکہ یہ مجلس کوئی باقاعدہ مجلس نہیں تھی اور نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ جسکے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے آریوں کے جلسہ میں بغرض مباحثہ تشریف لیجانی تھی اسلئے بحث وہیں ملتوی رہی۔ اور فیصلہ ندارد۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز ساکت نہیں ہوئے۔ العبد محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور ٭

حافظ صاحب پر سوال

آپنے جو کہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مجلس میں ہرگز لاجواب نہیں ہوئے۔ اسپر آپ پر دو سوال ہیں۔ (۱) یہ کہ جب میں نے مولوی ثناء اللہ کی پیش کردہ تعریف کی نسبت کہا کہ یہ تعریف جامع نہیں۔ اور پھر اسکی تصدیق کیلئے جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۱ اشاعۃ السنۃ کے یہ عبارت دکھائی (جسمیں اہلحدیث کی تعریف جامع ہے) کہ اہلحدیث ہونیکا مدار یہ ہے کہ حدیث نبوی کو بلا واسطہ اپنا مذہب بنائے۔ اور جہاں حدیث نہ ملے وہاں آثار صحابہ

٭ یہ حافظ محمد حسن کا قول ہے۔ منشی فضل الدین وغیرہ سے یہ معتقد ثناء اللہ [illegible]

٭ یہ شخص مولوی ثناء اللہ کا معتقد ہے ٭

تابعین سے تمسک کریں اور جس امر کے متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو اس کے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیتہً انکار کریں تو مولوی ثناء اللہ نے اُس کا کیا جواب دیا تھا۔ (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اقوال اتفاقی صحابہ و تابعین کے تقدیم و تسلیم کرنے میں اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۷ کی عبارت پیش کی اور اس سے اقوال صحابہ و تابعین کی تقدیم کو تسلیم کرنا منشی فضل الدین وغیرہ نے مان لیا۔ تو میں نے اس جواب کے جواب میں یہ نہ کہا تھا کہ اس عبارت میں بصورت تساوی دلائل قول سلف کو مقدم مانا گیا ہے۔ اور ہمارے سوال میں اور منشی فضل الدین کے سوال بحالت موجود نہ ہونے دلائل کے اور قرآن و حدیث میں کسی مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہونے کی صورت میں صحابہ و تابعین کے اقوال کے مقدم ہونے کی بابت تسلیم کا سوال کیا گیا تھا۔ اس کا کوئی جواب مولوی ثناء اللہ نے دیا تھا۔ اگر آپ کہیں کہ کوئی جواب نہیں دیا تو پھر وہ لاجواب ہوئے یا نہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہم کو یاد نہیں کہ کوئی جواب دیا یا نہیں۔ تو پھر آپ کا یقیناً کہنا کہ وہ ہرگز لاجواب نہیں ہوئے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ کو یہ کہنا مناسب اور راست تھا کہ ہم کو یاد نہیں کہ وہ لاجواب ہوئے یا انہوں نے کوئی جواب دیا

جواباً عرض ہے کہ جو کچھ خاکسار کو یاد تھا تحریر کر دیا۔ در بارہ ہر دو سوالات جناب مجھے کچھ یاد نہیں۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کسی نے آپ پر ناحق ضد پر ہونے کا الزام لگایا ہو۔ نہ مجھے آپ کا اشاعۃ السنہ کی عبارت پڑھنا یاد ہے نہ مولوی ثناء اللہ کا جواب دینا یاد ہے

کذب شصت یکم لغایت شصت سوم۔ مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۰ء میں تین جھوٹ بولے ہیں:۔

پہلا کذب۔ جو نمبر شصت و یکم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب میں خداداد قابلیت ہے۔ کہ جس بات کے قائل ہونگے۔ اُس میں سو تکلیف پاویں ہزار ذلت اُٹھاویں چھوڑینگے نہیں

دوسرا کذب۔ جو نمبر شصت و دوم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے میرے ساتھ اُن کو عرصہ بارہ سال سے نزاع ہے۔ اس نزاع میں مولوی صاحب کو اس کبر سنی میں جو تکلیفیں اور ذلتیں برداشت کرنی پڑیں ہیں میں اس کا کیا ذکر کروں واقفان حال پر پوشیدہ نہیں لاکن شاباش اُن کی جوان ہمتی اور ہٹ پر کہ ان سب مصائب کا مقابلہ کیا

تیسرا کذب جو نمبر شصت و سوم ہے۔ اس کا یہ کہنا۔ کہ جناب موصوف کے ایک مخلص صمیم اور محب حمیم دوست نے جو ڈاکٹر بھی لکھا ہے۔ آج کل لاٹ مولوی محمد حسین ہے کے دماغ میں فرق آگیا

ہے۔کوئی بات ٹرکانے کی نہیں کہتے۔ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ مگر لکھنے والا ڈاکٹر ہے اس لئے انکار بھی مشکل ہے۔ان اکاذیب ثلثہ کے (جو کذب ہونے کے ساتھ گالیوں پر بھی مشتمل ہیں) ثبوت یا جواب میں کیا کہوں۔کوئی فرزند شریف اپنے روحانی باپ کو ایسی گالیاں سے مخاطب نہیں کرتا۔مگر ان ناظرین معتقدین اخبار ثناء اللہ (جو عقل و فہم کو طاق پر رکھکر ثناء اللہ کے مرد میدان اور شیر پنجاب ہونے کو مان چکے ہیں) کی آگاہی کیلئے ایک مسلم استاد شیخ سعدی کا یہ شعر؎

چو حجت نماند جفا جوے را　　بہ پرخاشش بر ہم زند روے را

پیش کرکے کذب نمبر شصت و یکم کے کذب ہونے کے ثبوت میں اتنا کہنا کافی سمجھتے ہیں۔کہ اخبار ۲۸ جنوری سنہ میں تو ثناء اللہ نے مجھے متلون طبیعت کا الزام دیا ہوا ہے۔اب وہ مجھکو ہٹ کرنے اور اصرار کی تہمت لگاتا ہے۔یہ دونو باتیں کبھی سچ نہیں ہو سکتیں۔اور کذب نمبر شصت و دوم کے کذب ہونے کا ثبوت میں ثناء اللہ سے اس سوال کا کہ کونسی تکلیف اور کونسی ذلت اس عرصہ بارہ سالہ منازعت میں تمہارے روحانی باپ پر آئی ہے۔جواب طلب کرنے سے مل سکتا ہے۔مرزا قادیانی علیہ ما علیہ اپنا من گھڑت الہام انی مہین من اراد اہانتک کی مثال میں کہہ چکا ہے۔کہ تمہاری اہانت یہ ہوئی ہے۔کہ تم کو سرکار سے زمین مل گئی ہے۔ ثناء اللہ بھی شاید تقلیداً اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اسکا شاگرد و پیرو ہے۔چنانچہ ص ۲۷۹ میں ثابت کیا گیا ہے اسی مثال کو پیش کرے۔اور علاوہ بر آں یہ بھی کہے کہ اس زمین کی آمدنی اب دو سو[1] روپیہ ماہوار سے زیادہ ہو گئی ہے۔اور سابق کا روائش دربار دہلی میں تم کو وائسرائے نے مدعو کیا تھا۔اور درباری تمغہ بھی تم کو سکریٹری آف سٹیٹ نے وائسرائے کے ذریعے عطا کیا تھا اور سنہ میں شاہی دربار تاجپوشی میں شاہی میلے میں شامل ہونے اور قیصر ہند سے ملاقات ہونے کا فخر بھی تم کو حاصل ہوا ہے جیسے شاہی فرمان اظہار مسرت و شکریہ تمہارے نام پہنچا ہے اور یہ سب باتیں ہم ثنائی گروہ میں ذلت میں داخل ہیں۔اس کے جواب میں میں اور کچھ نہیں کہتا صرف یہی کہتا ہوں۔کہ میری اس موجودہ حالت میں تم لوگ مجھے دینی کاموں اور دینی مجالس میں کیوں بلاتے اور شریک کرنا چاہتے رہے ہو۔باوجودیکہ میری طرف سے اس کا انکار ہوتا رہا ہے۔تم نے مجھے کانفرنس کا ممبر کمیٹی بنایا (دیکھو اپنا اخبار ۲۔اپریل سنہ ء

[1] اس قسم کی بہت سی شہادتیں اور ہیں۔

اور اخبار ۷۔ جنوری ۱۴ء کو ملاحظہ کرو) آرہ کے سالانہ جلسوں میں باوجود میرے بار بار انکار کے کیوں مدعو کیا (۱۰ مارچ ۱۵ء کا روزانہ پیسہ اخبار۔ اپنا اخبار ۴۔ اپریل ۱۳ء کا ملاحظہ کرو) امرتسر کے جلسہ کانفرنس میں کیوں بلایا۔ (اپنا اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۴ء ملاحظہ ہو) پشاور کے جلسہ میں کیوں بلایا (اخبار ۲۔ اپریل ۱۵ء دیکھو) میرٹھ کے جلسہ سالانہ اہلحدیث میں کیوں مدعو کیا گیا (دعوتی کارڈ حمید اللہ خاں سکرٹری جلسہ جس میں مولوی عبید الرحمٰن صاحب واعظ کانفرنس کا رقعہ تاکید شمولیت جلسہ بھی درج ہے ملاحظہ کرو) ہمیشہ مجھ سے مصالحت کے خواہاں کیوں رہتے ہو۔ آخری التماس نامہ اخبار ۱۹ مئی ۱۹۱۶ء پڑھو۔ اور اس میں اپنے الفاظ آپ دونو (خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) قوم کے بزرگ ہیں پڑھکر اس سوال کا جواب دو۔ کوئی جواب بن پڑے تو اس وعوے ولت اُٹھانے کا کذب ہونا مان لو۔ اور کذب نمبر شصت وسوم کذب ہونے کے ثبوت میں تمہارا ہی قول (جو نقل قول ڈاکٹر کے بعد تم نے کیا ہے) کہ ہم اس تحریر کی تصدیق نہیں کر سکتے، کافی دلیل ہے اور اس قول کے ساتھ حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع کو ملا دیں تو اپنے اقرار سے تم جھوٹے نہیں ٹھہرتے۔

آں حضرت صلعم کو کفار مکہ نے مجنوں کہا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو فرمایا۔ کہ اُن کو کہدے۔ قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للّٰہ مثنیٰ و فرادیٰ ثم تتفکروا مابصاحبکم من جنۃ یعنی میں ایک بات کی تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم دو دو اور ایک ایک ہو کر میرے اقوال و اعمال کو سوچو میں دیوانہ نہیں ہوں اور نہ میرے اقوال و افعال دیوانوں کے سے ہیں۔

میں بھی بتعمیل حکم خدا و بتاسی رسول اللہ۔ ثناء اللہ اور اس کے ہم خیالوں کو (اگر اس خیال میں کوئی اُن کے شریک ہوں) یہ کہتا ہوں کہ تم میری تصانیف و اقوال کو انصاف سے دیکھو کہ اس میں کوئی بات بے ٹھکانہ ہے۔ یا وہ سراسر حکمت و موعظہ حسنہ کتاب اللہ و سنت سے مستند و اصول و معقول سے مدلل ہیں ۱۹۰۹ء میں میں نے جلد ۲۲ کے سرورق پر اشتہار دیا تھا۔ کہ میری اس جلد کے مضامین کی نظیر کوئی کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے۔ تو مجھ سے ایک اشرفی انعام لے اس اشتہار کو پڑھ کر ثناء اللہ کی رال ٹپک پڑی۔ اور وہ جلد اس نے ایک خاص سواری کے ذریعہ اس غرض سے اور یہ کہکر منگائی کہ وہ یہ انعام حاصل کرے۔ مگر اس سے اس وقت تک کوئی بات سے نہ بن آئی۔ اب اس جلد ۲۳ کے مضامین کی نسبت میں دو اشرفی کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس

شخص کے لیئے جو اُن کی نظیر کسی اخبار یا رسالہ میں دکھاوے یا اُن کا غلط ہونا ثابت کر دے جن کو تین مصنف بالاتفاق مانتے ہیں جن کی شرط (صفحہ ۲۲۰) مضمون مباحثہ میں بیان ہو چکی ہے۔

جس ڈاکٹر کو اس نے میرا مخلص صمیم و محب حمیم کہکر اس کے قول کی شہادت پیش کی ہے۔ وہ اس وقت تک میرا مخلص دوست تھا جب تک کہ اُس نے اپنی تین لڑکیاں سید کہلا کر غیر کفو کے تین اشخاص کے (جن میں ایک علانیہ فاسق تھا۔ صرف اُن کے باپ کی صلاحیت دیکھکر۔ میرے استصواب اجازت کے بغیر نکاح میں دیدیں۔ جس کا نتیجہ بد اُس کی زندگی میں ہی ظاہر ہو گیا۔ کہ ایک مطلقہ ہو گئی۔ دوسری اس کے مرنے کے بعد معلقہ بیٹھی ہے تیسری کا لمعلقہ ہے۔ اور جب سے اُس کی بیوقوفی کا یہ عمل اس سے سرزد ہوا۔ تو میرا اس کا علاقہ دوستی کا ان لم یکن ہو گیا۔ اور آخر وہ ثنائے عقیدہ پر ہو کر مجھ سے دربردہ منحرف ومنافق ہو گیا۔ اس حالت انحراف کی اس کی یہ تحریر ہے جس کو ثناء اللہ نے شہادت میں پیش کیا ہے۔ اس کی نفاق و انحراف کی شکایت میں اس کی زندگی میں جلد ۲۳ کے صفحہ ۷۰۸ میں چھپا کر اس کے پاس بھیج چکا ہوں۔

کذب نمبر شصت و چہارم لغایت شصت و ششم۔ اس کا اخبار ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء میں تین جھوٹ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اول جالکذب نمبر شصت و چہارم ہے یہ ہے کہ اس نے میرا یہ قول کہ آپ بارہ برس سے مباحثہ کا دم مارتے ہیں۔ مگر ناممکن الوقوع شرائط پیش کر کے اس کو ٹلاتے رہتے ہیں ازاں جملہ آپ کی یہ شرط ہے۔ کہ منصف مسلم الفریقین کوئی عالم ہو یہ شرط اس لیئے وقوع میں نہیں آتی۔ کہ آپ اپنے ہم خیال علماء حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری و واعظ عبد العزیز رحیم آبادی وغیرہ ہما کو پیش کرتے ہیں۔ اور میں اُن کو اُن کا ہم خیال سمجھکر قبول نہیں کرتا۔ اور میں علماء دیوبند وسہارنپور کو پیش کرتا ہوں۔ تو آپ اُن کو حنفی کہکر نہیں مانتے۔ نقل کرنے اور اُس کی نسبت یہ اعتراض حق کرنے (اور مثل الکذوب قد یصدق کو جس کی تصدیق آنحضرت کی اس حدیث سے کہ شیطان ہے تو جھوٹا مگر اُس نے یہ سچ کہا ہے۔ کہ ایۃ الکرسی پڑھنے سے شیطان نزدیک نہیں آتا۔ اپنے اوپر صادق کر دکھانے) اور یہ کہنے کہ میں یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ آپ دانستہ جھوٹ بولتے ہیں حاشا و کلا کے بعد یہ جھوٹ بولا اور کہا ہے۔ کہ مگر یہ کہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا ہے۔ ورنہ یاد ہوتا تو آپ علماء حنفیہ کی منصفی سے مجھے منکر نہ ٹھیراتے۔ پھر کہا کہ آپ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔

دوسرا کذب جو کذب نمبر شصت و پنجم ہے۔ یہ ہے کہ اُس نے اپنے پرانے کذب جہل و چہارم کو دوہرایا

لے اس فقرہ کی بابت بہت سی شہادتیں اور ہیں۔

اور یہ کہا ہے۔ کہ آپ نے باوجود میری منظوری کے سلسلہ گفتگو آگے نہ چلایا۔

تیسرا کذب۔ جو کذب شصت و ششم ہے۔ یہ کہ میرے واعظ رحیم آبادی کو واعظ کہنے پر یہ یہ حاشیہ چڑھایا ہے۔ کہ لاٹ مولوی جس پر خفا ہوتے ہیں۔ اس کو واعظ کا خطاب دیا کرتے ہیں۔

ان اکاذیب ثلثہ سے کذب اول (یا شصت و چہارم) کے کذب ہونے کے ثبوت میں یہ کہنا کافی ہے۔ کہ مجھے بوجہ کبر سنی سہو نہیں ہوا۔ جو کچھ میں نے کہا۔ اس پر تمہاری تحریرات شاہد ناطق موجود ہیں۔ اگر یہاں سہو ہوا ہے تو تم کو ہوا ہے۔ جو بوجہ کثرت عادت دروغ گوئی بحکم ؎

دروغ گو را حافظہ نباشد۔ تم کو سہو ہوا ہے۔ تم اپنی اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۸ کالم ۲ کے آخری سطر میں صاف لکھ چکے ہو۔ اور اب سنئے میری تجویز۔ میں عینی بھائیوں کے جھگڑے کو علاتی اخیافی چچیرے بھائیوں تک پہنچانا نہیں چاہتا۔ پھر اس کے صفحہ ۸ کالم ۱ سطر ۹ میں صاف لکھ چکے ہو۔ ہاں منصف کے لئے یہ شرط ضروری ہے۔ کہ وہ اہلحدیث (غیر مقلد) ہونے کے علاوہ صاحب علم دیانت بھی ہو...... کیوں بیٹا سمجھے یا نہیں۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

من انداز قدت را مے شناسم

اگر کچھ بھی [illegible] منصفی علاتی بھائیوں کے ساتھ تمہارا یہ کہنا کہ کیا میرے انکار کی کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔ تمہارا سہو نہیں تو کیا یہ عمداً کذب بھی نہیں ہے۔ ہجری تک تو تم بظاہر اور منافقانہ طور پر منظوری منصفی احناف کا اقرار اور در پردہ انکار کرتے رہے مگر ہجری میں تم صاف منکر منصفی احناف ہو گئے تو تمہارے اس انکار واقعہ پر میں تم کو منکر منظوری منصفی علماء احناف کا ٹھیرایا تو اس میں کونسا جس ملا دیا۔ اس انکار صریح واقعہ سے صاف اور اظہر من الشمس اور ابین من الامس ثابت ہوتا تھا۔ کہ جو ۱۳۰۸ھ میں تم نے منصفی علماء ثلثہ (مولوی محمد بشیر و مولوی عبد الحق و مولوی خلیل احمد صاحبان) جن میں دو آخری حنفی تھے اور تمہارے علاتی بھائی تھے قبول کی تھی۔ وہ محض منافقانہ اور زبانی تھی۔ نہ مخلصانہ اور خیالی (دلی) کیا اب بھی کہو گے۔ کہ میں حنفی علماء کی منصفی مان چکا تھا۔ میرے روحانی باپ کو بوجہ کبر سنی سہو ہو گیا۔ بیٹا تمہارا باپ گو ہشتاد و یک سال سے زیادہ عمر کو پہنچ چکا ہے۔ مگر خدا کے محض فضل و کرم سے وہ قوی و حواس ظاہری و باطنی و افعال جسمانی و روحانی میں نوجوان ہے اور اس بیت کا مصداق ہے ؎

نظامی بیا صاحب آوازۂ کہن گشتۂ ہم چناں تازۂ

جس کا اعتراف تم نے بھی اسی اخبار ۲۶ فروری کے صفحہ ۳ کالم ۳ سطر ۱۹ میں کیا ہے۔ مگر تم تو بوجہ عادت دروغ گوئی اس انکار کو جلد بھول گئے ہو۔ سچ ہے دروغ گوئے را حافظہ نباشد۔ میری صحت حافظہ و عدم نسیانی پر دلیل میری تصانیف ہی شاہد ہیں۔ خصوصاً یہی مضمون جس میں قلم جولانی کر رہا ہے۔ جس میں میں نے تمہارے بارہ سال کے مخفی اکاذیب کو ظاہر کر دیا ہے آیندہ ہی خدا سے یا دنیا ہی سے کچھ شرم کرو۔ پھر میری کبرسنی کو میرے اختلال اور نسیان کی دلیل نہ ٹھہرانا۔ اور نظامی کے اس شعر کو جس کو میرے حق میں تسلیم کر چکے ہو بھول نہ جانا۔

کذب دوم (یا شصت و پنجم) کا کذب ہونا۔ کذب چہل و چہارم کے ثبوت میں ثابت ہو چکا ہے۔ اور **کذب سوم** یا شصت و ششم کا کذب ہونا آیندہ کذبات ضمیمہ اخبار ۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے ضمن میں ثابت کیا جاویگا۔ کیونکہ وہاں بھی اُس نے اس کذب کا اعادہ کیا ہے۔

کذب شصت و ہفتم لغایت نمبر شصت و ہشتم۔ ان اکاذیب (بیشں نمبر) کا تودہ و پشتارہ وہ ہے جس کو ثناء اللہ نے ضمیمہ اخبار ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء میں اپنے اوپر لاد کر آیت وہم یحملون اوزارہم علے ظہورہم و آیت الاسفار یا بیزروں کا مصداق بن کر دکھایا ہے۔ ازاں جملہ تین کذب اپنے دل سے گھڑے ہیں [illegible] کذب رحیم آبادی سے نقل کر کے بحکم حدیث احد الکاذبین دروغ گو بن گیا ہے۔

من گھڑت اکاذیب سے اول (جو کذب نمبر شصت و ہفتم) ہے اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ ہماری پنجاب کے بزرگ مولینا ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب جس کسی عالم پر خفا ہوتے ہیں ان کو واعظ کہا کرتے ہیں۔ واعظ آپ کی اصطلاح میں بے علم کا لقب ہے۔

دوم۔ جو کذب نمبر شصت و ہشتم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے۔ کہ واعظ کا خطاب در اصل مستحسن و مقبول خطاب ہے۔ مگر مولینا بٹالوی چونکہ اس وصف سے محروم ہیں۔ اس لئے بطور طنز دوسرے کو واعظ کہا کرتے ہیں۔

سوم۔ جو کذب شصت و نہم ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ مولوی عبد العزیز نے جو کچھ ابوسعید کے حق میں برا کہا ہے۔ وہ آیت جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کی تعمیل ہے یعنی ابوسعید نے علاوہ اور سخت کلامیوں کے اُن کو واعظ کہا تو اُنہوں نے اُس کو برا کہا۔

رحیم آبادی اکاذیب سے اول جو کذب نمبر ہفتادم ہے۔ اُس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ ایک یہ واقعہ کاذبہ نقل کرنا ہے۔ کہ امرتسر میں جامع مسجد مولوی احمد اللہ صاحب میں

بٹالوی نے مولوی ثناء اللہ سے مباحثہ کرنا منظور کیا۔ جب شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ ٹھیک وقت پر کتابیں لیکر مسجد میں آموجود ہوئے۔ تو بٹالوی کا خط خواجہ حبیب اللہ صاحب لائے کہ

ع اگر صلح خواہی نخواہم جنگ

اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد رحیم آبادی سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت بٹالوی اگر قسم کھاکر یہ کہدیں کہ یہ واقعہ غلط ہے تو میں بذریعہ اخبار اپنے کذب کا اعتراف کرونگا۔

دوم جو کذب نمبر ہفتاد و یکم ہے کذاب رحیم آبادی دوسرا واقعہ کذب آمیز بشاہد جلسے ہوئے ریویو سشن لاہور پر خاکسار سے دعوئے

سوم (جو کذب نمبر ہفتاد و دوم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے تیسرا واقعہ دروغ آمیز جلسہ آرہ میں بحث اقوال خمسہ کی میری طرف سے درخواست نقل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے انکار بایں عذر نقل انکار کہ جلسہ محل مناظرہ نہیں ہے۔

چہارم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و سوم ہے۔ رحیم آبادی سے جو تھا واقعہ عین جلسہ علیگڈھ میں میری طرف سے درخواست بحث اصول خمسہ کا دعوے دروغ اور اپنی طرف سے بایں عذر انکار کہ جلسہ محل مباحثہ نہیں ہے نقل کرتا ہے۔

پنجم جو کذب نمبر ہفتاد و چہارم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی نے جو کہا ہے۔ کہ مسلم الفریقین عالم کی شرط وقوع میں نہیں آتی۔ یہ دروغ ہے۔ بٹالوی نے فیصلہ آرہ کے زمانہ میں ان حضرت ثلثہ منصفین فیصلہ آرہ کو تسلیم کرلیا تھا۔

ششم جو کذب نمبر ہفتاد و پنجم ہے کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی نے بالکل جھوٹ و افترا و کتمان حق سے کام لیا ہے۔ جو کہا ہے۔ کہ فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث بٹالوی کی تجویز ہے۔ حالانکہ یہ نام اس فرقہ کا قدیم سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ خلاصہ کیدانی میں اُن کو اہلحدیث کہا گیا ہے۔

ہفتم۔ جو کذب نمبر ہفتاد و ششم ہے۔ کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی نے جو کہا ہے۔ کہ میں نے موقعہ و بارسالہ پر اراکین کانفرنس نے اصول خمسہ پر متفق کرلیا ہے یہ بھی دروغ ہے۔ مرزا ضمیر الدین احمد صاحب (صدر کانفرنس نے) اصول خمسہ کو آپکا پیش کرنا ذکر کیا تو بجائے تسلیم (جو ایڈیٹر (خاکسار) کہتے ہیں) کے اپنا خلاف ظاہر کیا۔ ایسا ہی مرزا صاحب کے سوا بھی حضرات نے کراہت سے انکا ذکر کیا۔

ہشتم (جو کذب نمبر ہفتاد و ہفتم ہے) کذاب رحیم آبادی سے اس کا یہ کذب نقل کرتا ہے کہ جو

بٹالوی نے کہا ہے۔ کہ موقعہ جلسہ (امرتسر) پر ثناء اللہ نے باستطاعت عبد العزیز ممبران کو متفق کر لیا۔ کہ ابوسعید جلسہ میں نہ بلایا جائے۔ اس کے جواب میں نہایت زور دار لفظوں میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔ میں نے تو چاہا کہ بٹالوی صاحب جلسہ میں آویں۔ مگر اراکین جلسہ کو پسند نہ ہوا۔ جس کی دلیل خود بٹالوی کا قول ہے۔ جو چند سطر نیچے اشتہار (مندرجہ اخبار پیسہ اخبار) میں موجود ہے۔

نہم (جو کذب نمبر ہفتاد و ہشتم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی صاحب ایسے آدمی ہیں۔ کہ کسی اسلامی جلسہ میں تقریر کے لئے بلائے نہیں جاتے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور میں انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ آپ کی وہاں بجز نے آرزو کی حالت ہے۔ دہلی میں امرتسر میں علیگڈھ میں بیچارے بٹالوی نے شریک ہونا اور تقریر کرنا چاہا۔ مگر کسی جگہ کے ارباب شوری نے انکو اس قابل نہ سمجھا

دہم جو کذب نمبر ہفتاد و نہم ہے۔ اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ ایڈیٹر بٹالوی لکھتے ہیں کہ اراکین کانفرنس آپ کے اصول خمسہ سے متفق ہیں اور اپنی تحریرات تصدیق اصول خمسہ میں دے چکے ہیں۔ اور عبد العزیز اور حافظ عبد اللہ صاحب بھی اتفاق کر چکے ہیں۔ اس بھلے مانس کو پوچھنا چاہئے کہ پھر جھگڑا کیا ہے۔ اور اس قدر بیہودہ گوئی اور کذب و لغو بیانی و درشت گوئی کیوں ہے۔ اور کس غرض سے ہے؟ یہی کہ کانفرنس میں آپ کو تقریر کرنے کی اجازت ملے۔

یازدہم۔ (جو کذب نمبر ہشتاد ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی کا رہبر شیطان لعین ہے۔ اسی رہبر نے بٹالوی کو مرزا قادیانی کا مداح بنایا۔ اس لیڈر نے خراسانی عربی وغیرہ اس سے لکھوائیں۔ اسی لیڈر نے اس سے جھوٹا دعوے کرایا۔ کہ معیار الحق خود بدولت کی تصنیف ہے۔ فعلیہ ما علے الکاذبین۔

دوازدہم (جو کذب نمبر ہشتاد و یکم ہے) اس کا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی نے اس جگہ تین شخص (مولوی ثناء اللہ۔ عبد العزیز۔ حافظ عبد اللہ صاحب) کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اصول خمسہ مذہب الحدیث کے مخالف ہیں اور چند سطروں کے بعد لکھا ہے۔ تینوں حضرات نے تحریرات میں و نیز زبان سے ان اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کیسا اپنی زبان سے آپ جھوٹا ہوتا ہے سہ دروغ گو را حافظہ نباشد ہے۔

سیزدہم جو نمبر ہشتاد و دوم ہے۔ اس کا رحیم آبادی سے یہ نقل کرتا ہے۔ کہ بٹالوی نے ایک جگہ لکھا ہے۔ چونکہ تینوں صاحب ان اصول کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔ بھلا دل کا خیال ان کو

معلوم ہے۔ ہات تیرے جھوٹے کی۔

چہاردہم جو کذب ہشتاد و سوم ہے اسکا کذاب رحیم آبادی سے یہ نقل کرنا ہے کہ **بٹالوی** کے ثناء اللہ کو خارج اہلحدیث کرنے پر مینے اسکو کہا۔ کہ اولاً کسی مذہب میں داخل ہونیکا معیار قائم کرو۔ تب حکم لگاؤ۔ بٹالوی سے تو یہ نہیں ہو سکا۔ لگے جھوٹ بولنے اور گالیاں دینے۔

پانزدہم جو کذب ہشتاد و چہارم ہے۔ اسکا کذب نمبر اوّل یا ہفتادم کا اعادہ کرنا اور یہ کہنا ہے کہ بٹالوی صاحب امرتسر میں باوجود عہد و میثاق نہ آئے اور گریز کر گئے۔

ان پندرہ اکاذیب کے علاوہ اس ضمیمہ میں بہت سے اکاذیب ہیں۔ مگر ہمنے صرف ان اکاذیب کا ذکر کرنا چاہا تھا جسکے ثبوت میں تحریری شہادتیں یا زبانی اقرار یا نکول رحیم آبادی یا ثنائی موجود ہیں۔ **ان اکاذیب کے ساتھ ایک کلمہ حق بھی** بحکم مثل الکذوب قد یصدق اسکی قلم سے اس ضمیمہ میں نکل گیا ہے۔ جسکے صلہ میں اسکا منہ بھی ثناء اللہ کیطرح کھانڈ یا لڈوؤں سے بھر دینے کے لائق ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ اسنے اس حق کے ساتھ دو باتیں ناحق اور باطل بھی کہدی ہیں۔ لہذا بجائے کھانڈ یا لڈوؤں کے دو نمبر شانزدہم اور ہفدہم اسکو اور دیئے جاتے ہیں۔ وہ **کلمہ حق تو یہ ہے** کہ اُس نے اسی ضمیمہ کے صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۲۴ میں یہ کہکر کہ "ہاں بٹالوی کا اصول خمسہ رہ گیا" پھر سطر ۲۵ میں کہا ہے "یہ اصول خمسہ بجائے خود صحیح ہیں" مرحبا جزاک اللہ

اور جو دو باتیں ناحق اور باطل اس کلمہ حق کے ساتھ اُس نے ملادی ہیں۔ انمیں سے ایک جو نمبر شانزدہم ہے اس کلمہ کے متصل اس کا یہ کہنا ہے۔ مگر آپنے انکو نہیں سمجھا۔ آپکے قصور فہم سے اسمیں غلطی ضرور ہے۔ پھر اس حق اور ناحق میں ناواقف و بے علم لوگوں پر تلبیس و اشتباہ ڈالنے اور تدلیس کرنے کیلئے ۲۹ سطر میں کہا ہے۔ اب میں آپ کی غلطی آپکو ظاہر کرنے کو چند سوال آپسے کرتا ہوں۔

(۱) یہاں لفظ اصول کے کیا معنی ہیں۔ اگر اصول بمعنی ادلہ ہیں تو آپ کو لازم ہے کہ آپ صاف لفظوں میں یوں لکھئے کہ ادلہ شرعیہ پانچ ہیں۔ اور علماء اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجئے۔ دوسری ناحق و باطل بات جو کذب نمبر ہفدہم یا ہشتاد و ششم ہے۔ اس کا اصول خمسہ پر شہادت علماء اصول طلب کر کے یہ کہنا ہے "اور میں کہے دیتا ہوں کہ یہ آپ سے ہرگز نہ ہوگا۔" (۲) اجماع کی تعریف اور اسکا شامل کتاب و سنت دلیل مستقل ہونا اور اس کا مصداق

لکھیئے۔ (۳) آیت وضو کی تفسیر جو شارع علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور یوں کہدیا ھذا وضوئٌ لایجوز الصّلوٰۃ۔ اسکے خلاف مضمضۂ استنشاق کو فاغسلوا وجوھکم سے خارج۔ اور وامسحو برؤسکم میں مسح جمیع سر کو مدلول قرآن قرار دینا صرف شعرات یا ربع راس کا مسح مدلول قرآنی قرار دینا تفسیر نبوی صلعم کی تغلیط ہے یا نہیں "

خاکسار تکذیب ان اکاذیب رحیم آبادی کے بعد پہلے **ان سوالات** رحیم آبادی کا **جواب دیگا**۔ پھر یہ ظاہر کریگا کہ کذاب رحیم آبادی نے ان سوالات سے بے علم ناواقفوں کو کیا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اس بیان خاکسار سے اہل علم کو واضح ہوجائیگا کہ رحیم آبادی نے جو دو دعوے کئے ہیں (۱) یہ کہ یہ خاکسار ان اصول کو نہیں سمجھا اور اسمیں کوئی غلطی اس نے ضرور کی ہے (۲) اور یہ کہ خاکسار اصول خمسہ کی شہادت علماء اصول سے پیش نہ کرسکیگا۔ یہ کذب محض ہے۔ جسپر اسکو دو نمبر ۱۶ و ۱۷ اور دیئے گئے ہیں۔

اس تودہ اکاذیب میں سے پہلے کذب ثنائی کا کذب ہونا اس حلف معلق بطلاق بایں الفاظ " کہ اگر ابو سعید لفظ واعظ کو بجائے لفظ جاہل کے بولتا ہو اور واعظ آپکی اصطلاح میں بے علم کا لقب نہ ہو تو اس شخص کی زوجہ پر طلاق ہے " لینے سے ثابت ہوسکتا ہے۔ وہ اس حلف سے انکار کرے تو میں بھی حلف سے جیسی ثناء اللہ چاہے کہنے کو تیار ہوں کہ میری یہ اصطلاح نہیں۔ میں بڑے بڑے مشاہیر علماء کو واعظ کہا کرتا ہوں۔ اگر وہ وعظ کہیں۔ ہاں بعض جاہل بھی واعظ ہوتے ہیں۔ یہ دونو لفظ واعظ و جاہل میری اصطلاح میں مترادف نہیں ہیں دوسرے کذب ثنائی پر بھی اسی کا حلف معلق بطلاق شاہد ہوسکتا ہے۔ وہ حلف سے کہے کہ ابو سعید وعظ سے محروم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا تمام زمانہ بعد تحصیل علم و اختیار امامت قوم اہلحدیث سے کوئی جمعہ خالی نہیں گذرا ہے۔ جسمیں میں نے امام ہونیکی حالت میں وعظ نہ کیا ہو علاوہ بریں بہت سے علم مجامع انجمن حمایت اسلام۔ انجمن آرہ۔ رحیم آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ ملتان دہلی وغیرہ بلاد میں میرا وعظ سن چکا ہے اور اسکے اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میری کے وعظوں کا ذکر موجود ہے۔ پھر اسکا یہ کہنا کہ مولینا بٹالوی اس وصف سے محروم ہیں کذب نہیں تو اور کیا ہے تیسرے کذب ثنائی کے کذب ہونے پر بھی ثناء اللہ ہی کا حلفی بیان کافی سمجھتا ہوں

جن الفاظ 'جھوٹا ہے' 'جھوٹا ہے' 'ہات تیری جھوٹے کی' وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد بیس سے اوپر اس مباحثہ کے صفحہ ۲۲۴ جلد ہذا میں بتائی گئی۔ اسکی مثل ایک لفظ بھی اس مضمون سے پہلے رحیم آبادی کے حق میں خاکسار نے بولا ہے تو ثناء اللہ اسکی نشاندہی کرے اور فی لفظ ایکسو روپیہ انعام لے ورنہ اپنے اس کذب بیانی کا کہ رحیم آبادی نے جو کچھ میرے حق میں بُرا کہا ہے وہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کا مصداق ہے کذب ہونا تسلیم کرے۔

رحیم آبادی اکاذیب سے کذب اول کے کذب ہونے پر رحیم آبادی کی مجوزہ دلیل (یعنی خاکسار کی قسم جو اس نے اس واقعہ کاذبہ کو نقل کرنے کے بعد خود تجویز کی ہے) کافی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جہانتک مجھے یاد و علم و یقین ہے۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ثناء اللہ سے میں نے مباحثہ کا وعدہ کیا ہو۔ اور پھر اس کے موقعہ پر آجانے کے بعد مباحثہ سے انکار کیا ہو واللہ ثم باللہ ثم تاللہ۔ اب رحیم آبادی کو چاہیئے کہ حسب وعدہ اسی اخبار میں اپنے اس کذب کا اشتہار دے۔ اور اس وعدہ کو پورا کرے۔ اور اسکے کذب دوم میں جو کذب ہے وہ اور اسکے [illegible] جلسہ [illegible] اور جلسہ علیگڈھ میں بحث اصول کی درخواست کی تھی۔ میرے رقعات شاہد ہیں جو رحیم آبادی کے پاس آرہ میں اور اہالئے جلسہ علیگڈھ کے پاس بھیجے تھے۔ رحیم آبادی سچا ہے۔ تو ان رقعات میں میری درخواست مباحثہ کی نشاندہی کرے۔ میں نقارہ کی چوٹ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں نے ان جلسوں میں اصول خمسہ پر بحث کرنے کی درخواست نہیں کی۔ بلکہ اصول خمسہ کے بیان کرنے اور پڑھکر سنا دینے کی درخواست کی تھی جسکے بعد میرے خیال و یقین میں سامعین و حاضرین کا ان اصول پر اتفاق کرنا اور سلمنا اور آمنا کہنا متیقن تھا۔ بحث تو امور اختلافی میں اور نظری میں ہوتے امر بدیہی اور اتفاقی بھی کبھی محل بحث و اختلاف ہوتا ہے؟ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان دونو مفتری و کذابوں کو بھی اس امر کا یقین ہے۔ کہ جب یہ اصول کسی جلسہ میں پڑھے جائیں گے تو حاضرین بلا اختلاف آمنا و سلمنا لکھدیں گے۔ اور چونکہ یہ دونو منافق دل سے ان اصول کو نہیں مانتے گو زبان سے ان کے ساتھ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں۔ لہذا وہ ان اصول کا کسی عام جلسہ میں پڑھا جانا منظور نہیں کرتے بلکہ کبھی تو ان کو موجب فتنہ و قتل و فساد ٹھہرا انکے پڑھنے کو ٹلا دیتے ہیں

جیسا کہ جلسہ امرتسر و پشاور میں ان سے عمل میں آیا ہے صفحہ ۲۹۶ و صفحہ ۲۹۷ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔
کبھی ناحق بر خلاف اصول و قواعد کانفرنس قرار دیکر ٹلاتے ہیں صفحہ ۲۹۶ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ کبھی ان
اصول کو اصول مذہب حنفی ٹھیرا کر اہلحدیث کو ڈراتے ہیں۔ پیسہ اخبار (۲۲ مارچ سلسلہ) ملاحظہ ہو۔
یہ دونوں کذابین اسود عنسی و مسیلمہ یمامی کے جن کا حال صحیح بخاری کے صفحہ ۱۱۵ میں
بیان ہوا ہے۔ ثانی اثنین ایسی کوئی تحریر بھرے جلسہ کانفرنس بمقام امرتسر یا
یا پشاور یا علیگڈھ میں مباحثہ کرنے کی درخواست کی متضمن پیش کریں تو فی تحریر ایک سو
روپیہ جرمانہ تاوان لیں یہ نہ ہو سکے تو باعتراف کذب بیانی خود اپنی اور میری اس مراسلت
کو (۱۳۱ و ۱۳۲) جلد ہذا میں منقول ہو چکی ہے جس میں انکی طرف سے ہی صرف تقریر
اصول خمسہ کی اجازت ہے۔ اور میری طرف سے بھی اسی تقریر کرنے اور اصول خمسہ
پڑھ سنانے کی درخواست ہے۔ اور اگر بحث کا ذکر یا دعوی ہے تو بعد اختتام جلسہ کے
ملاحظہ کر کے عرق خجالت میں غرق ہو جائیں۔ یہ بات بذریعہ پیسہ اخبار و اخبار وطن
اور مستقل اشتہار میں بھی چھاپ کر کے پہلے اجلاس علیگڈھ شایع کی گئی تھی۔ ان اخبار کے
کے اصل پرچے مصنف صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور دیگر ناظرین
پیسہ اخبار ۲ مارچ سلسلہ اور اخبار وطن ۱۱ مارچ سلسلہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اُسکے **کذب پنجم** کا کذب ہونا خود کذاب رحیم آبادی کے مجوزہ محرر فیصلہ
آرہ سے جس کو کذاب امرتسری نے چھاپ کر مشتہر کیا ہے۔ اور وہ صفحہ ۲۷۵
جلد ہذا میں منقول ہے ظاہر ہو چکا ہے اس فیصلہ کا کذاب رحیم آبادی کی طرف
سے تجویز و تحریر ہونا خود اس تحریر سے جس کا رد ہو رہا ہے اور وہ ضمیمہ اخبار ناہل
حدیث ۳۰ اپریل سلسلہ کی صفحہ ۴ کالم ۲ چار سطور اخیرہ پہلی سطر میں خود رحیم آبادی
نے شایع کرایا ہے۔ ثابت ہے

اور اُسکے **کذب ششم** کا محض افترا ہونا اشاعۃ السنۃ جلد ہذا صفحہ ۲۹۰
سے ثابت ہے جس میں اس ملک اور انگلش صدری کے اہلحدیث کا نام بجائے وہابی اہلحدیث
گورنمنٹ اور پبلک سے مقرر کرانے کا میں نے دعوی کیا ہے یہ دعوی بیٹے ہرگز نہیں کیا

کہ یہ لقب اور یہ نام اس سے پہلے اس قوم کا نہ تھا۔ یہ دعوے میں کیونکر کر سکتا تھا
جس حالت میں میں خود اشاعۃ السنۃ جلد ۹ میں یہ دو مضامین (۱) کہ اہلحدیث قدیم
ہیں یا جدید اور (۲) اہلحدیث اُنکا پرانا خطاب ہے چھاپ کر مشتہر کر چکا ہوں ان
کذابین ثانی اثنین اسود عنسی و مسیلمہ یمامی نے خدا کا خوف اور دنیا کی شرم اٹھا کر میری
نسبت یہ دعوی مشتہر کیا کہ اس فرقہ اہلحدیث کا نام اہلحدیث ایڈیٹر بٹالوی کی
تجویز ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى قَائِلِهَا وَمُعْتَقِدِهَا لَعْنًا كَبِيْرًا كَثِيْرًا

(۷) اور اسکے **کذب ہفتم** کا کذب ہونا تحریرات ارکان و ممبران کانفرس
مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر کانفرنس و مولوی سید احمد حسن صاحب فنانشل
سکرٹری کانفرس و حاجی عبد الغفار صاحب امین کانفرس و مولوی عبد الجبار
صاحب وغیرہ ممبران کانفرس کی تحریرات سے جو اشاعۃ السنۃ جلد ہذا کے صفحہ ۹
سے صفحہ ۱۱۳ تک منقول ہیں آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کذابین مذکورین یعنی
اس **کذب** کا [illegible] ان حضرات
سے پوچھ لیں کہ یہ اُنکی تحریرات ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ان تحریرات کی نسبت یہ کہدیں
کہ یہ تحریرات ہماری نہیں تو یہ کذابین ریلوے کا کرایہ مجھ سے لیں اور اگر وہ پیشگی کرایہ
لینا چاہیں تو میں امرتسر میں منصف صاحب کی خدمت میں اور دہلی میں عبد الغفار صاحب
دکان میں پیشگی جمع کرادونگا۔

(۸) اور اُسکے **کذب ہشتم** کا کذب ہونا اسکے اس رقعہ سے جو صفحہ ۱۳۲ جلد ہذا
میں منقول ہے اگر اُسی کی قلم سے وہ رقعہ کانفرس طرفسے لکھا گیا تو اسمیں اُس کی اعانت و
ثناء اللہ کی استعانت ثابت ہوتی ہے نہیں تو وہ قسم کہا جائے اور جھوٹے پر لعنت کہے
کہ میں اس مشورہ میں شریک تھا صرف کاتب تھا مصداق اُنکا لکھا رہا ہے جو کچھ کانفرس نے کہا
ہنے اپنی رائے کے برخلاف لکھدیا۔

پیسہ اخبار کے سطور محولہ میں تمہارے پہلے رقعہ کا ذکر جو جلد ہذا کے صفحہ ۱۳۰ میں
منقول ہے اس رقعہ میں بیشک تم محرک میرے آنے کے ہوئے تھے مگر اخیر منع کرنے

کے مشورہ میں شریک ہوئے۔ اور ثناء اللہ کے معاون بن گئے۔

(۹) اُسکا **کذب نہم** نہایت شرمناک کذب ہے۔ جو کسی صاحب شرم و حیا و خوف آخرت سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ وہ خاص اپنے جلسہ آرہ میں ہر سال باوجود میرے انکار کے مجھے بلاتا رہا۔ اور نوید و رقعہ دعوت بھیجتا رہا۔

اس ۱۵ء میں اور اس ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۱۵ اپریل ۱۵ء جس میں یہ کذب نہم اس نے مشتہر کیا ہے کے صفحہ اول کالم ۲ سطر ۸ اور صفحہ سوم کے کالم ۳ کے سطر ۲۶ میں جلسہ آرہ کا نوید باوجود میرے سالہا سال کے انکار بھیجنے کا اعتراف کذاب رحیم آبادی خود کر چکا ہے۔ اور انجمن حمایت اسلام لاہور میں میرا بار ہا بلایا جانا انجمن کی رپورٹ ہائے سالانہ سے ثابت ہے چھبیسوین سالانہ جلسہ انجمن کی رپورٹ کے صفحہ ۲۸۹ سے صفحہ ۲۹۵ تک میرا بیان و تقریر درج ہو کر مشتہر ہو چکی ہے۔ اس تقریر کو پڑھنے سے منصف صاحب و دیگر ناظرین کو واضح و متیقن ہو جائے گا۔ کہ انجمن حمایت اسلام میں [illegible] کذاب رحیم آبادی کا شرمناک کذب ہے۔ ہاں تین جلسوں انجمن میں خاکسار مدعو ہوا ہے۔ ثناء اللہ یا دیگر ثنا خواہوں و ریا کاروں کی مانند کثرت سے اسلیے شامل نہیں ہوتا کہ وہ انجمن خالص اہلسنت و اہلحدیث کی انجمن نہیں ہے بلکہ کھچیل جس میں شیعہ و مرزائی وغیرہ اہل بدعت بھی باعتراف کذاب رحیم آبادی بصفحہ ۳ کالم نمبر ۱ سطر ۱ ضمیمہ اخبار نا اہلحدیث ۳۰ اپریل شامل ہوتے ہیں ایسے جلسے اکثر اسکے نمائش و ریا کاری سے خالی نہیں ہوتے جس سے اس خاکسار کو نفرت ہے۔ اور اسی وجہ سے آیندہ اس شمولیت سے خاکسار خود انکار کر چکا ہے چنانچہ میری تقریر مذکورہ مصرح ہے اور امرتسر و پشاور کے جلسوں۔ کانفرس میں خاکسار کو بلایا جانا۔ اور مجھ سے تقریر کی درخواست کرنے کا اعتراف تو کذاب امرتسری بھی اسکے ضمیمہ اخبار نا اہل حدیث میں کر چکا ہے جو بصفحہ ( ) منقول ہے دیگر اسلامی جلسہ ہا ملتان و سیالکوٹ و امرتسر و دہلی و میرٹھ وغیرہ میں بھی خاکسار مدعو ہوتا رہا ہے۔ جس کا اعتراف اخبار نا اہلحدیث میں موجود ہے میرٹھ

کے جلسہ اہلحدیث ۱۵ء میں خاکسار کا مدعو ہونا صفحہ ۳۳۲ جلد ہذا مذکور ہوا ہے۔ حال ہی میں ۱۶ء کے جلسہ میں سکرٹری جلسہ حمید اللہ خانصاحب و دیگر احباب قدیم اہلحدیث میرٹھ کی طرف سے درخواست پہنچی۔ تو خاکسار نے اسکا جواب دیا۔ کہ اگر اس جلسہ میں اصول خمسہ کی پڑھنے سے مجھے ثناء اللہ وغیرہ نہ روکیں۔ تو میں شامل ہونگا۔ جسپر خانصاحب حمید اللہ صاحب کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ جلسہ میں آپکا بیان حسب پروگرام ہو گا۔ جلسہ کے علاوہ آپکی مزید تقریر ہو گی۔ اس میں آپ اصول خمسہ بیان کرینگے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ ثناء اللہ وغیرہ نے جلسہ میں اصول خمسہ پڑھنے سے روکدیا ہے اسلیے خاکسار شامل جلسہ نہوا۔ ان واقعات سے کذاب رحیم آبادی کا کذب نیم روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے جو لوگ میرا ان جلسوں میں مدعو ہونا ان ہی کذابوں کی تحریرات میں دیکھیں گے۔ وہ اگر کچھ حیا و شرم رکھتے ہونگے تو ان کذابین کے کاذب ہونے کا یقین کریں گے۔ اور کذاب رحیم آبادی کے چہرہ پر سفید داڑھی دیکھ کر تعجب [illegible] ہیں کہ یہ سفید [illegible] یہ سیاہ جھوٹ اور یہ جبہ و عمامہ اور یہ افترا دلیرانہ

کذب دہم کے اس حصہ کا جو اس کذب میں مخفی ہے۔ کہ ارکان کانفرنس نے اصول خمسہ سے اتفاق نہیں کیا کذب ہونا کذب (ہفتم) کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب رہا اس کا یہ کذب و مغالطہ آمیز سوال کہ ارکان کانفرنس و حافظ عبد اللہ و عبد العزیز بھی اتفاق کر چکے ہیں تو اس بہلے مانس سے پوچھا جاوے تو پھر جھگڑا کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ جھگڑا یہ ہے کہ جیسا ان دونوں بہلے مانسوں (حافظ عبد اللہ و عبد العزیز) نے تیسرے بہلے مانس ثناء اللہ کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر (جس میں اس نے اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو تسلیم کر لیا ہے) ویسے ہی وہ تینوں بہلے مانس انصاف اور شرم کو کام میں لا کر ان اصول کو عام جلسوں کانفرنس وغیرہ میں تسلیم کر لیں اور نفاق ترک کر کے بیچارہ عوام اہلحدیث کو دہوکہ دینا چھوڑ دیں اس وقت تک ان تینوں کا حال و قال اس سیرت و قول منافقین کے مثال ہو رہا ہے جسکی

اس امت میں حکایت واذالقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیاطینھم
قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ہ یعنے منافق لوگ مومنوں کو ملتے ہیں تو آمنا
یعنے یہ کہ ہم مسلمان ہیں کہدیتے ہیں اور جب اپنے شیاطین کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے
ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ رسالہ میں جو عام مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے تو انہوں
نے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ مگر اپنے ہم خیالوں کے جلسوں میں ان اصول
کو پاس ہونے نہیں دیتے۔ اور ان اصول کے متضمنہ اشعار ثلثہ کو کہ اصل ادیں آمد
مسلماں را قرآن۔ پس حدیث سرور پیغمبراں۔ بعد ازاں اجماع اہل اجتہاد۔
از صحابہ سید خیر العباد۔ پس ازاں اجماع جملہ تابعین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
پستر اقوال خلافیہ ہماں شد مقدم بر مقال دیگراں۔ کو اپنے کانفرس کا ماٹو نہیں بناتے
مگر انکو یاد رہے کہ جب تک ایڈوکیٹ اہلحدیث لہ یہ خاکسار زندہ ہے انکا یہ نفاق
چلنے نہ دیگا۔ اور پبلک میں یہ ظاہر کرتا رہیگا۔ کہ یہ تینوں پہلے ہاتس اہلحدیث ہونے
کے دعوے [illegible] اہلحدیث کے در
پردہ منکر ہیں۔ اور اصول معتزلہ و نیچریہ۔ و مرزائیہ کے قائل ہیں۔ لا بارک اللہ
فیہم۔ فرق جمعہم و شتت شملہم۔

اسکا کذب یا زدہم۔ مجموعہ سبا بیہ (دشنام دہی) ہے میں اسکے جواب
میں کیا دوں۔ بجز اسکے کہ کذاب رحیم آبادی سے یہ سوال کروں۔ کہ میں نے مرزا
قادیانی کی کن الفاظ سے مدح کی ہے۔ اور مضمون خراسانی میں کونسا کلمہ شیطانی
ہے اور دعوی تالیف معیار الحق کیوں ناحق ہے۔ میں حلف سے کہتا ہوں۔
واللہ ثم باللہ ثم تاللہ حضرت میاں صاحب شیخ الکل نے اصول مضامین معیار
الحق کا افادہ فرمایا تھا۔ اور بعض کتب کے عبارات کی نشاندہی کی تھی انکے نظم و
ترتیب مضامین و عبارات اس خاکسار کی طرف سے ہی جو ایڈیٹر کا کام ہے۔ اور
اسکو عربی میں تالیف کہتے ہیں جس کو انگریزی ایڈٹ کہتے ہیں۔ اس نظر سے خاکسار
نے مؤلف (یعنے ایڈیٹر) ہونے کا دعوی صفحہ ۳۰۵ جلد ۲۲ میں کیا تھا مصنف

ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ جسمیں مضامین کا ایجاد و اختراع بھی مصنف کیطرف سے ہوتا ہے۔
ہاں اس کتاب کے صفحہ ۷۹ سے ۸۵ تک جو روایت نمبر ۳۴ اور روایت پینتیسویں ۳۵ مولانا شیخ الکل نے بوقت طبع معیار الحق دہلی میں خود درج کتاب کی ہیں۔ یہ روایات میری قلم سے نہیں نکلیں۔ یہ مولانا ہی کا ایجاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکا سیاق پہلی روایات کے سیاق کے برخلاف ہے
میرے اس حلفی بیان کو جس سے زیادہ بحکم قاعدہ فقہیہ وحدیثیہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مجھ پر واجب نہ تھا۔ یہ کذابین نہ مانیں تو بحکم قاعدہ مذکور خود بینہ (گواہ) قایم کریں۔ اگر وہ کوئی گواہ پیش نہ کر سکیں تو میں اُن کی یمین رد قبول کرتا ہوں۔ وہ دو قسم کھا کر کہدیں کہ معیار الحق کا مؤلف ابو سعید محمد حسین نہیں۔ حضرت شیخ الکل ہیں۔ اور اسکے ساتھ جھوٹے پر لعنت۔ اسکی عورت کو طلاق بھی کہیں۔ ہر چند یمین رد میں لعنت اور طلاق شرط نہیں ہوتی ولیکن ایسے شیر بہادروں سے بعید نہیں کہ جھوٹی قسم کھا جائیں۔ لہذا بحکم مصرعہ پیش کردہ کذاب امرتسری بحق روحانی پدر خود ع این چنیں رقاص را باید وصول این چنیں۔ یہ لعنت و طلاق زیادہ موزون ہے۔ اور حق تحقیق وار سید کی مصداق ہے۔ اور اس کے کذب دوازدہم کا کذب ہونا۔ کذب دہم کے ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے جسکا خلاصہ بیان یہ ہے کہ اُسکا اصول خمسہ کی تسلیم کا اقرار صرف زبان پر ہے اور انکار دل میں ہے جیسے منافقوں کا زبانی ایمان تھا۔ اور دلی کفر و انکار۔
اور کذب سیزدہم کا کذب ہونا مصرعہ مسلمہ ان اللسان علی الفواد دلیل سے ثابت ہے جس پر آیات قرآن دلیل ہیں۔ ایک وہ آیت جو کذب دہم کے ثبوت میں نقل ہو چکی ہے دوسری وہ آیت جو سورہ منافقون میں ہے۔ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ ط وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ط يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ط
کذاب جیم آبادی کو منطق دانی کا دعوے ہے۔ گر وہ وحدات ثمانیہ کا متضمن شعر بھول گیا ہے۔ اور اس کے زبانی اقرار اصول خمسہ کو اسکے دلی انکار کی نقیض سمجھکر خاکسار پر مدعی تناقض ہوا۔ اور ہات تیرے جھوٹے کی "کی گالی کو اپنے اوپر ثابت کر دکھایا۔ اور اسکے کذب چہاردہم کا کذب ہونا اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے صفحہ ۲۶۴ سے ۲۷۷ تک ثابت ہو چکا ہے مگر یا تو بحکم دروغگو را حافظہ نباشد وہ اسکو یاد ہی نہیں رہا۔ یا ان بد نصیبوں نے وہ صفحات دیکھنے کے سوا وہ جلد خاکسار کے پاس واپس بھیجدی تھی۔ ان صفحات میں ثناء اللہ کے اخراج از فرقہ اہلحدیث کر نہیں داخل و خارج کرنے کا

معیار قائم کرکے اس کو خارج کیا گیا تھا جس معیار کو انہوں نے نہایت قابلقدر تسلیم کیا ہوا ہے (صفحہ ۳۲۶ جلد مذکور ملاحظہ ہو) اور انکی کذب پانزدہم میں اسکے کذب نمبر ۱ - کا اعادہ ہے جو بحکم "دروغگو را حافظہ نباشد" - اس کی قلم سے نکل گیا ہے۔ ہم اسکے کذب ہونیکے ثبوت کا اعادہ نہیں کرتے

اکاذیب پانزدگانہ رحیم آبادی کا کذب ناظرین پر واضح ہو گیا - اب اس کے سوالات ثلثہ کے جوابات دیکر ان کے متعلق اسکی تدلیس وتلبیس ظاہر کی جاتی ہے - جس سے اسکا **کذب شانزدہم و کذب ہفدہم** کا کذب ہونا ثابت ہو۔

جواب سوال نمبر ۱ - اصول سے ادلہ ہی مراد ہیں - اور بجائے اصول لفظ ادلہ کہنے کو ہم بھی تیار ہیں - اور ہم سے پہلے علماء اصول انکو ادلہ کہہ چکے ہیں - ان دونو باتوں کا ثبوت اصول کی چھوٹی سی اور پہلی کتاب **اصول شاشی** میں ہے۔

ثم بعد ذلك نوع من الاجماع وهو عدم القائل بالفصل وذلك نوعان احدهما ما اذا كان منشاء الخلاف في الفصلين واحدًا والثاني ما اذا كان المنشا مختلفاً والاول حجة والثاني ليس بحجة مثال الاول فيما خرج العلماء من المسائل الفقهيّة على اصل واحد ونظيره اذا اثبتنا ان النهي عن التصرفات الشرعية يوجب تقريرها قلنا يصح النذر بصوم يوم النحر والبيع الفاسد يفيد الملك لعدم القائل بالفصل ولو قلنا ان التعليق سبب عند وجود الشرط قلنا تعليق الطلاق والعتاق بالملك او سبب الملك صحيح - ونظير الثاني اذا قلنا ان القيء ناقض فيكون البيع الفاسد مفيداً للملك لعدم القائل بالفصل اويكون موجب العمد القود لعدم القائل بالفصل وبمثل هذا القيء غير ناقض فيكون المس ناقضاً وهذا (اي عدم كونه حجة) لان صحة الفرع وان دلت على صحة اصله ولكنها لا توجب صحة اصل آخر حتى تفرعت عليه المسئلة الاخرى - انتهى ملخصاً ص ۸۸-۸۹

اب رحیم آبادی اور اس کے لیڈر امرتسری کو (جنہوں نے ضمیمہ اخبار اہلحدیث ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۱۵ء کے چوتھے صفحہ تیسرے کالم کی سطر ۳۳ میں یہ لاف مشتہر کی تھی کہ اسپر علمائے اصول سے کسی کی شہادت پیش کیجئے - اور میں کہہ دیتا ہوں کہ یہ آپ سے ہرگز نہ ہوسکے گا) چاہیئے کہ اصول شاشی کی عبارت مذکورہ میں عدم القول بالفصل پر لفظ اصل وحجت کا جو دلیل کا مترادف ہے اطلاق دیکھ کر غرق عرق خجالت ہو جائیں یا خودکشی کرکے واصل جہنم ہو جائیں - کیونکہ ایسی بیحیائی کی زندگی

سے موت بہتر ہے جو آیندہ ایسے گناہوں سے بچائے۔ اس آرزو موت کی اس حدیث میں تعلیم ہے وَاَمِتْنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

جواب سوال نمبر ۲ و ۳۔ اجماع کی تعریف جامع و مانع بیان کرنا اور اس کا مصداق بتانا اور اس تعریف کو مواضع نقض و عدم صدق سے بچانا مدعی کا منصب ہے جسکی تعریف یہ ہے المدعی من نصب نفسه لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیه (رشیدیه صفحہ ۱۰) اور یہ خاکسار تو اصول خمسہ خصوصاً اجماع کے بیان میں محض ناقل ہے جسکی تعریف یہ ہے هو الاتیان بقول الغیر علی ماهو علیه بحسب المعنی مظهراً انه قول الغیر۔ اور سالہا سال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اصول خمسہ مذہب محدثین کے اصول ہیں۔ اور بشہادت سلف و خلف (جنمیں یہ ناخلف مدعی اتباع سلف بھی داخل ہیں) مفصلاً ثابت کرچکا ہے کہ یہ اصول خمسہ اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اب رہا میرا مدعی ہونا کہ یہ اصول صحیح ہیں۔ اور کتاب اللہ و سنت انکی صحت پر دلیل ہے۔ سو اسوقت ہوگا جبکہ ثناء اللہ امرتسری و عبد العزیز رحیم آبادی و حافظ عبد اللہ غازیپوری اور انکے پیچھے چلنے والا ابراہیم سیالکوٹی صاف صاف کہیں گے کہ ہم ان اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کے منکر ہیں اور ہم انکار اجماع میں شیعہ و خوارج و معتزلہ کا مذہب رکھتے ہیں۔ اسوقت یہ عاجز خاکسار قوم اہلحدیث اصول خمسہ کی صحت قرآن و حدیث سے ایسی ثابت کردکھلائے گا جسمیں کسی منکر کو دم مارنے کی جگہ نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رحیم آبادی کا مقصود ان سوالات ثلثہ کو پیش کرنے سے یہ ہے کہ ان اصول خمسہ کے اصول مذہب اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے کی بحث چھوٹ جائے۔ اور بحث اجماع کی تعریف اور اسکی حجت ہونے یا نہ ہونے میں جا پڑے جو سالہا سال سے چلی آتی ہے اور ابتک اسکا دروازہ بند نہیں ہوا کتب اصول مسلم الثبوت و محصول و ارشاد الفحول وغیرہ بلاحظہ ہوں۔ اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ میں پڑھیں۔ شاید ان جوابات سے رحیم آبادی کی تسلی نہ ہو اور وہ اس کی مزید تفصیل چاہے لہٰذا اس پر مزید تفصیل کی جاتی ہے:۔

جواب سوال اوّل۔ اصول جمع اصل ہے اور اصل کے معنی یا تعریف ما یبتنی علیه غیرہ ہے (هکذا فی التوضیح وغیرہ من کتب الاصول) اس اصل کو دلیل اور حجت بھی کہا گیا ہے جو لوگ ان اصول خمسہ کو مانتے ہیں اور ان اصول خمسہ سے ثابت و متفرعہ احکام کو واجب العمل جانتے ہیں وہ انکو ادلہ شرعیہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ چونکہ علمائے سلف نے انکو اصول کے نام سے تعبیر کیا تھا تو ہم نے بھی تاسیاً بھم وہی لفظ "اصول" اختیار کیا ہے۔ از انجملہ اصلین اوّلین (کتاب

وسنت) کو دلیل وحجت شرعی کو سارے مسلمان کہلانے والے حتیٰ کہ خوارج وشیعہ ومعتزلہ (آپ لوگوں کے پیشوا) بھی کہتے ہیں اور اصل ثالث ورابع جو پہلے دو اصول کی فرع ہیں (اجماع وقیاس) انکو آئمہ اربعہ دلیل شرعی وحجت کہتے ہیں (وللاربعة علی الاربعة اتفاق (مسلم الثبوت) اور از انجملہ خاصکر امام الائمہ ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ قول ایک اصحابی کو بھی حجت کہہ چکے ہیں۔ چہ جائے اجماع صحابہ قول الصحابی حجة عندنا مالم ینفہ شیئ من السنة (فتح القدیر) اور ایسا ہی امام شافعی سے منقول ہے (اعلام الموقعین) اب رہی صحابہ وتابعین کے اقوال اختلافیہ جن کو خاکسار نے اصل خامس بیان کیا ہے۔ اور ان سب کے خلاف کو جائز نہیں رکھا۔ سو یہ بھی اہلحدیث کی مذہب ہیں حجت وشرعی دلیل ہیں۔ (اعلام الموقعین کی عبارت منقولہ اشاعة السنة جلد ۲۳ صہ ۱۱۹ لغایت صہ ۱۲۹ ملاحظہ ہو) ایسا ہی امام احمدؒ اقوال اتفاقیہ صحابہ کو حجت جانتے ہیں۔ اور اقوال اختلافیہ سے بھی سب کا خلاف اور سب سے بالکل خروج جائز نہیں رکھتے۔ آپ اپنے بعض اصحاب کو فرماتے ایاک ان تتکلم فی مسئلة لیس لک فیھا امام (اعلام جلد ۱ صہ ۳۲)۔ ان کے اصول خمسہ اشاعة السنة جلد ۲۳ کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۳۴ تک کتاب اعلام الموقعین سے منقول ہیں۔

رحیم آبادی صاحب۔ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ ... آپ کے نزدیک علماء اصول میں سے ہیں یا نہیں؟ اور انکی شہادت علماء اصول ہے یا نہیں؟۔

جواب سوال دوم۔ اجماع کی تعریف علماء اصول نے یہ کی ہے اتفاق المجتھدین من امة محمد فی عصر علی امر شرعی (مسلم الثبوت وغیرہ) اور اسکا مثل کتاب اللہ وسنت واجب العمل ہونا آئمہ اربعہ کے نزدیک مسلم ہے وللاربعة علی الاربعة اتفاق (مسلم) اور خاصکر ظاہریہ اہلحدیث صحابہ کے اجماع کو مانتے اور حجت جانتے ہیں اجماع الصحابة حجة بلاخلاف خلافا لقوم من المبتدعة وذھب داؤد الظاھری الی اختصاص حجیة الاجماع بالصحابة وھو ظاھر کلام ابن حبان فی صحیحة وھذا ھو المشھور عن الامام احمد وقال ابو حنیفہ اذا اجتمعت الصحابة علی شیئ سلمنا واذا اجمع التابعون زاحمناھم (ارشاد الفحول) وھو منقول بعینہ فی حصول المامول ..

. . . .

ہاں درجہ ورتبہ میں وہ دونو کتاب وسنت سے کمتر ہیں۔ اسکا مصداق ومثالیں ہزارہا احکام ہیں۔ مسلم الثبوت میں لکھا ہے قال الاسفرائنی نحن نعلم ان مسائل الاجماع اکثر من عشرین الف مسئلہ۔ مگر میں یہاں صرف ایک ایسی مثال پیش کرتا ہوں جسکو آپکے رہبر ولیڈر ثناء اللہ

نے بھی اپنی اخبار ناا ہلحدیث میں تسلیم کیا ہوا ہے۔ وہ سوتیلی دادی کی حرمت نکاح پر اجماع ہے۔ آپ اس اجماع کو نہ مانیں گے تو میں ایک اور مثال پیش کرونگا۔ بخاری و مسلم احادیث کی صحت پر اجماع امت مسلم کل اہلحدیث ہے جس پر ان کے مذہب کا دارومدار ہے۔ اس اجماع سے انکار کرکے تو ان کے مذہب کا نام و نشان نہیں رہتا۔ یہ دوسری مثال اجماع ہے۔

جواب سوال سوم - جو لوگ مضمضہ اور استنشاق کو حکم فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ سے خارج جانتے ہیں اور صرف مسح چند بالوں یا ربع سر کو مدلول حکم قرآنی قرار دیتے ہیں وہ تفسیر نبوی کی تغلیط نہیں کرتے۔ تغلیط تب ہو جب انکو حدیث نبوی صحیح سند سے پہنچ جاوے اور پھر وہ عمداً اسکا خلاف کرتے ہوں اور یہ گمان کسی مسلمان خصوصاً کسی امام اسلام پر نہیں ہو سکتا۔ مگر انکا قول اصل دوم حدیث نبوی کی شرعی دلیل ہونے میں قادح نہیں۔ پھر آپ نے ایک حکم بزعم خود ثابت باصل دوم کو حجت کہنے کے معارضہ میں ان کے قول مخالف حدیث کو کیوں پیش کیا؟ کیا اصل دوم (حدیث) سے بھی آپ منکر ہیں؟

آپکے سوالات ثلثہ کے جواب پورے ہوئے اب ہم حسب وعدہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے میری نسبت یہ گمان [illegible] اصولین متاخرین کی کلام میں شرعی ادلہ صرف چار (کتاب۔ سنت۔ اجماع۔ قیاس) دیکھکر یہ سمجھ لیا کہ بعض صحابہ کے اقوال بلاخلاف یا خلافیہ شرعی دلیل حجت نہیں ہوتے۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے جو اقوال بلاخلاف یا خلافیہ کو بھی ایک اصول قرار دیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ اصولیوں سے ناواقف ہے۔ اسکو یہ کہو کہ تم نے بعض کتابوں میں اقوال و آثار پر اصول کا لفظ مستعمل پایا ہوگا جسکو اصول شرعی سمجھ لیا۔ در حقیقت انکو علمی اصول کہا گیا ہے۔ ادلہ شرعیہ تو ہم آجتک چار ادلہ سنتے چلے آئے ہیں۔ یہ پانچویں دلیل (اقوال صحابہ) کہاں سے آگئی؟ پھر جب اس سے قول اصولیوں سے شہادت کا مطالبہ ہوگا تو وہ اپنی غلطی مان لے گا۔ اس سے پہلے آپکے رہبر و لیڈر (ثناءاللہ) نے بھی یہی بات رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۱۱ میں کہہ رکھی تھی۔ "آجتک تو علماء اصول کے ہاں ادلہ اربعہ تھیں یعنی قرآن و حدیث و اجماع و قیاس۔ آج کل بعض معاصرین علماء اصول خمسہ کے قائل ہوئے ہیں" اسی کی تقلید رحیم آبادی نے کی۔ اور یہ ڈینگ مار دیا۔ اب اس کو معلوم ہو جاویگا کہ علم اصول ان کتابوں میں مخصوص نہیں جو تم نے دیکھی ہیں۔ ارے میاں! اصول کی کتابیں اور بھی ہیں جو تمہارے دیکھنے میں نہیں آئیں۔

؎ حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءً۔

اصول شاشی تم نے پڑھی نہ ہوگی۔ اور وہ کتابیں جن کو ہم نے امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام احمدؒ سے اقوال صحابہ کا حجت و دلیل ہونا نقل کیا ہے۔ تمہاری نظر سے نہ گذری ہونگی۔ اس واسطے خاکسار نے تمہارے لئے لفظ **واعظ** کا خطاب تجویز کیا ہے۔ جو تمہاری علمی حالت کی نظر سے یہ بھی زیادہ ہے۔ ~~~

اور کذب نمبر ہشتاد و ہفتم لغائت نود و سوم ۹۳ ثناء اللہ کا پیسہ اخبار۔ ۲۳۔ مارچ ۱۹۱۵ء میں مجھ پر پُرانے سات افتراؤں کا اعادہ کرتا ہے (۱) یہ کہ میں عام حنفیوں کی مانند حنفی کہلاتا ہوں (۲) اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائیٹل (Title) لگاتا ہوں (۳) علم لوگوں کو حنفی کہلانیکی رغبت دلاتا ہوں (۴) اصول خمسہ جو خاکسار پیش کرتا ہے یہ حنفی مذہب کے اصول ہیں (۵) ان اصول کو تسلیم کرنے سے انسان حنفی ہو جاتا ہے (۶) خالص اہلحدیث نہیں رہتا۔ (۷) اسی غرض و مقصود سے خاکسار حنفی علماء کو مجلس مناظرہ میں شامل کرنا چاہتا ہے کہ حنفیوں کی کثرت رائے سے فائدہ اٹھائے اور میجارٹی (Majority) اسکی طرف ہو جائے۔

ان اکاذیب کا کذب ہونا اکاذیب سابقہ کے کذب ثابت ہونے سے ثابت ہو چکا ہے۔ میں اسکا اعادہ نہیں کرتا۔ علاوہ بریں ان ایک مفصل اعلان میں پیسہ اخبار وغیرہ میں ان اقوال کا کذب ہونا ظاہر کر کے بھی مشتہر کر چکا ہوں۔ جو ملاحظہ منصف صاحب کیلئے پیش کیا گیا جاتا ہے اور دیگر ناظرین جلد ۲۳ کی ہمراہ اسکو ملاحظہ کریں۔ اس مقام میں اس اعلان کی عبارت بعینہٖ نقل کیجاتی ہے:۔

اعلان آج ۲۲ مارچ کے پیسہ اخبار میں ثناء اللہ کا جواب دیکھا جو ہمارے بیان بالا کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے وہ مع ہذا اسمیں جھوٹ کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ (۱) نہ میں ایسا حنفی ہوں جیسے ہندوستان کے موجودہ حنفی ہیں۔ (۲) نہ میں اپنے نام کے ساتھ حنفی ٹائیٹل لگایا کرتا ہوں (۳) نہ میں کسی کو اہلحدیث حنفی کہلانے کی رغبت دلاتا ہوں (۴) نہ ان سے خالص مذہب اہلحدیث چھوڑواتا ہوں (۵) نہ اصول خمسہ کو حنفی مذہب سے خاص تعلق ہے (۶) نہ ان اصول کی تسلیم سے خالص اہلحدیث ہونے سے سر مو فرق آتا ہے۔ (۷) نہ میں مجلس مباحثہ میں کسی حنفی کو جو اہلحدیث نہ ہو بلانا چاہتا ہوں" یہ ثناء اللہ کے ساتوں جھوٹ ہیں جس پر قرآن میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید وارد ہے۔ ابوسعید محمد حسین۔

کذب نمبر نود و چہارم۔ ثناء اللہ کا رسالہ اتباع سلفؒ کے صفحہ ۱۳ سطر ۱ میں حافظ ابن القیم پر یہ افترا کرتا ہے کہ "آپ حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں" اور **کذب**

نمبر نود و پنجم اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ سطر ۸ میں حضرت امام احمدؒ پر یہ افترا کرتا ہے کہ آپ حضرات عمرؓ کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے۔" ان دو نوافتراؤں نے ثناء اللہ کے علم کو ڈبو دیا اور اس کی فضیلت کو کھو دیا۔ ان اکاذیب کی نسبت پانچ علمائے وقت جنمیں (۱) ایک ثناء اللہ کی پارٹی کے بڑے رکن رکین حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری ہیں (۲) مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلم استاذ ثناء اللہ۔ (۳) مولوی عبدالسلام مرحوم نبیرہ میانصاحب شیخ الکل دہلوی (۴) مولوی ابوالحسن صاحب دوسری نبیرہ میانصاحب (۵) مولوی وحیدالزمان صاحب حیدرآبادی جن سے ان اکاذیب کی کی نسبت استفتاء کیا گیا تو انہوں نے ان اکاذیب کے کذب ہونے پر اتفاق کیا۔ اور نمبر اوّل نے ان اکاذیب کے قائل کو نادان و احمق وسخت بیہودہ گو قرار دیا۔ اور نمبر دوم نے حسب اقرار ثناء اللہ ان اکاذیب کے سبب جملہ دعاوی واقاویل میں ثناء اللہ کو کاذب قرار دیا۔ اس اجمال کی تفصیل جلد ہذا کے صفحہ (۵۵ سے ۶۴) تک ہو چکی ہے۔ اس کی اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ ہماری عادت ہے۔

کذب نمبر نود و ششم و ہفتم - ثناء اللہ کا ایک دروغگو نامہ نگار سے اپنی اخبار ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء میں دو جھوٹی باتیں نقل [illegible] انکے جھوٹ ثابت ہوجانیکے انکی تکذیب کرنا اور بحکم حدیث نبوی فھو احد الکاذبین جسکو اس نے میرے رقعہ ۳ اپریل ۱۹۱۶ء کے جواب میں نقل کر کے اس سے استدلال کیا ہے وہ جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ (۱) یہ کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنے داماد سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تم جسوقت بٹالہ آؤ گے ہم اسوقت نماز عید پڑھیں گے۔ وہ دن کے گیارہ بجے پہنچ سکتا تھا۔ اسلئے باوجود تقاضائے نمازیاں آپنے نماز دیر میں ادا کی (۲) خطبہ میں چند غیر حاضر صاحب کو گالیاں دیں"۔ ان دو نوا کاذیب کے ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء کو شائع ہونے پر ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء بنام ثناء اللہ نوٹس نمبری ۳۲۵ جاری کیا گیا کہ یہ دونو باتیں دروغ ہیں۔ فوراً بٹالہ آؤ۔ اور اسکے دروغ ہونے پر بیس۔ تیس۔ چالیس۔ پچاس اشخاص معتبرین کی شہادت لیلو ثناء اللہ یہ نوٹس وصول پاکر بٹالہ نہ آیا۔ تو خاکسار نے نمازیان عیدگاہ سے بذریعہ استشہاد شہادت حاصل کی جس کی نقل ذیل میں درج ہے:-

قال اللہ تعالیٰ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اٰثم قلبہ

یعنی خدا فرماتا ہے گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اسکو چھپاویگا اسکا دل گنہ گار ہو جاویگا۔

اس آیت کو پیش نظر رکھکر حاضرین عیدگاہ للہ شہادت دیں:-

(۱) اس دفعہ نماز عید کی جماعت حسب معمول قدیم دس بجے کے قریب ہوگئی تھی یا دس بجے

کے بعد۔ اور دیر سے ہوئی تھی؟۔

(۲) خطبہ میں خطیب (خاکسار) نے کسی ایسے شخص کو جو حاضر جلسہ نہ تھا گالیاں دی تھیں یا نہیں۔ اگر دی تھیں تو وہ کیا تھیں۔ ایک فتوی اور حکم شرعی تھا یا عام لوگوں کی سی فحش گالیاں؟۔ سائل ابو سعید محمد حسین ۱۲/۹/۱۶ء

الجواب

(۱) عید معمول کے وقت میں ہوئی ہے۔ میں نزدیک نہیں تھا۔ گالی غیر حاضر کو میں نے نہیں سُنی۔ حافظ خدا بخش کتب فروش بٹالہ (۲) فتح احمد داروغہ صفائی (۳) عید وقت پر پڑھی گئی۔ میں نے گالی گلوچ نہیں سنی۔ بقلم خود شاہ محمد (۴) عید الفطر وقت پر پڑھی گئی تھی اور جو عید گاہ میں موجود نہ تھا اسکو گالی نہیں دی گئی۔ قاضی اصغر علی بقلم خود۔ (۵) مضمون واحد۔ برکت علی برادر اصغر علی بقلم خود۔ (۶) عید دس بجے کے بعد ۵ منٹ پر پڑھی گئی۔ رمضان زرگر بقلم خود۔ از پارٹی ثناء اللہ (۷) عید وقت پر ہوئی۔ غیر حاضر کو گالی میں نے نہیں سُنی۔ عبد القادر از بٹالہ بقلم خود (۸) مضمون واحد عبدالکریم [illegible] بٹالہ بقلم خود (۹) مضمون واحد۔ عبدالکریم زرگر بقلم خود (۱۰) مضمون واحد۔ مہر مینا ولد مراد بخش سکنہ بٹالہ (بہ نشان انگوٹھا) بقلم اصغر علی۔ (۱۱) عید گاہ میں حاضر تھا۔ نماز وقت پر پڑھی اور کسی کو گالی دینا نہیں سنا گیا۔ مہر نظام الدین ولد عمر اسکنہ بٹالہ بقلم اصغر علی (۱۲) مہر رحمت اللہ ولد فتح دین سکنہ بٹالہ۔ بقلم اصغر علی (۱۳) منشی مولا بخش مدرس بقلم خود (۱۴) محمد اسحاق بقلم خود (۱۵) میاں الٰہی بخش بقلم خود (۱۶) غلام نبی بقلم خود (۱۷) چراغدین بقلم خود (۱۸) محمد شریف ولد میاں غلام نبی بقلم خود (۱۹) عبدالمجید ولد میاں چراغدین بقلم خود (۲۰) عبدالوہاب امام مسجد خلیفہ صاحب (۲۱) محمد یعقوب ولد مستری علی محمد از بٹالہ بقلم خود۔ وغیرہ وغیرہ ف[1]

اس شہادت پر اطلاع پا کر بھی ثناء اللہ نے جو جھوٹ کو دل سے پسند کرتا ہے اور سچ سے متنفر ہے اپنے اخبار ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء میں صرف اسقدر چھاپا کہ "مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت جو کسی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے داماد کی خاطر نماز عید میں دیر کی اور خطبہ میں غائب اشخاص کو برا کہا۔ مولوی صاحب موصوف ان دونو الزاموں سے انکاری ہیں" جس سے ناظرین اخبار کو یہ معلوم نہوا کہ راستی پر کون ہے؟ یہ خاکسار ہے جو ان الزاموں کو کذب لکھ چکا تھا اور ۲۹ اشخاص کی شہادت بہم پہنچا ہے یا اسکا نامہ نگار ہے جس نے یہ جھوٹ بولا تھا۔ اس سے ثناء اللہ پر حدیث نبوی نقل کردہ ثناء اللہ کا حکم فہو احد الکاذبین صادق آیا۔ تیسرا جھوٹ وہ اسی اخبار ۱۱ اگست میں از خود بولا ہے۔ جو

[1] ف اس قسم کی بہت سی شہادتیں اور ہیں۔

کذب نمبر نود و ہشتم یہ ہے کہ ہم ان واقعات پر بجز افسوس کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہاں ان سانحوں کو اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بڑی عمر کے بزرگ بلحاظ عمر بھی قابل درگذر ہوتے ہیں" جس سے اس موذی وگستاخ کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دروغ اس کے نامہ نگار نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور وہ تقاضائے عمر اس کے روحانی باپ کا ہے جو تغیر الحواس ہو رہا ہے۔ چنانچہ اپنے اخبار ۲۷ جولائی ۱۹۱۴ء میں خود بولا ہے اور اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں ایک مرتد ڈاکٹر سے نقل کیا ہے۔

اس کذب سوم کا کذب اور دشنام ہونا کذب نمبر شصت وسوم کے کذب ہونے سے ثابت ہوچکا ہے۔ اس کا ہم اعادہ نہیں کرتے۔ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

کذب نمبر نود و نہم ثناء اللہ کا وہ کذب ہے جو برسر اجلاس ایک مجسٹریٹ امرتسر کے اس کے منہ سے نکلا تھا۔ کہ "خاکسار نے اپنے ایک بیٹے کے مقدمہ کیلئے لوگوں سے چندہ مانگا تھا جس میں میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر نے ۲۵ روپیہ دیئے تھے۔

اس کذب کے ثبوت میں ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ میاں فیروزالدین صاحب منصف کی بیان کو کافی سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ میاں صاحب اپنی پوزیشن کو پیش نظر رکھکر صاف شہادت دینگے۔ کہ ابوسعید محمد حسین نے ہماری علماء [illegible] دروغگو قرار دیں گے۔

اب اس سے بڑھکر اسکا آخری **کذب نمبر صدم** سنو۔ اس شیر بہادر نے ایک اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے (جس پر لاٹ صاحب بہادر کے سواء اور کوئی اعلیٰ افسر نہیں ہے) حضور میں ایک جماعت علماء و رؤساء اہل حدیث کی (جسمیں مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی۔ مولوی محمد داؤد صاحب پسر مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم غزنوی۔ خان بہادر منشی سنر اوار صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر۔ خان بہادر میاں چنن دین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ۔ حکیم غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار وغیرہ وغیرہ) تھے۔ ان کے سامنے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ "اہلحدیث کو وہابی کہنا ان کے مخالفین مذہب نے مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے ان ہی کو وہابی کہا گیا ہے"۔

اس کذب کے صدور پر اصحاب مذکورین سے منشی چنن دین۔ منشی سنر وار و حکیم غلام محمد گواہ ہیں۔ منشی سنر اوار اس دروغگوئی کو غلطی قرار دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں غلطی لاعلمی اور نادانی سے ہوتی ہے۔ مولوی فاضل کہلا کر مولوی اسمعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین پر کفر و وہابیت کے فتوے تمام دنیا میں مشتہر دیکھکر مولوی نذیر حسین صاحب سے آغاز لقب وہابی کا دعویٰ کرنا عمداً دروغگوئی ہے نہ غلطی۔ اس کذب کے کذب ہونے پر تمام ہندوستان و پنجاب کے تمام باخبر اشخاص اہلحدیث اور انکو وہابی کہنے والے

بالاتفاق گواہ ہیں۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب تو پیچھے دہلی میں وارد ہوئے اور علم حدیث پڑھے جبکہ مولوی نذیر حسین صاحب طفولیت کی حالت میں تھے اور طالب علم بن کر دہلی پہنچے تھے ان سے مدتوں پہلے مولوی اسمٰعیل شہید ایک سردار فرقہ اہلحدیث مصنف کتاب تقویۃ الایمان اور مولوی خورم علی مصنف نصیحۃ المسلمین وہابی کہلائے اور ان کی کتابوں پر اُن کے حریفوں اور مخالفوں نے فتوے کفر لگائے۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو وہابیوں کے رد میں کتاب لکھی تو اسمیں کتاب تقویۃ الایمان کو ساتویں نمبر پر رکھا۔ اور سر سید نے اس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جواب لکھا تو اسمیں ان کتابوں کا وہابیوں کی تصنیف ہونا تسلیم کر کے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو یہ جواب دیا کہ ان کتابوں کو وہابیت یا جہاد سے کچھ تعلق نہیں۔ اور تقویۃ الایمان کی نسبت یہ بیان کیا کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالہ جلد ۱۳ ۱۸۵۲ء میں چھپا تھا۔ اس امر کی تصدیق اسکے ترجمہ انگریزی کو پڑھکر ہر ایک انگریز کر سکتا ہے۔ اور اگر وہابی کہلانا مولوی نذیر حسین صاحب سے شروع ہوتا تو ان سے پہلے تقویۃ الایمان اور مولوی اسمٰعیل محل بحث دیگر مسلمانوں کے اور ڈاکٹر ہنٹر اور سر سید کے کیوں ہوتے؟ جس وقت مولوی ثناء اللہ نے اس گورنمنٹ افسر سے یہ بات کہی کہ مولوی نذیر حسین صاحب سے وہابی کہلانا شروع ہوا ہے اسوقت [illegible] کی تصدیق نہ کرتا اُسوقت میں حضار مجلس میں باہمی اختلاف ہوجانیکے خوف سے اس کو مخالف اصل مدعا سمجھ کر چپ رہا۔ اب اس دوسرے خوف سے کہ ہم سبھی حاضرین مجلس جھوٹے نہ سمجھے جاویں اس جھوٹ کا جھوٹ ہونا بذریعہ تحریر ظاہر کر دیا ہے۔ اور یہ تحریر افسر مذکور کی خدمت میں بھیجی جاوے گی۔

اس دروغ ثنائی کا ایک پولیٹیکل نتیجہ یہ ہونا اور سمجھنا چاہیئے کہ میں آئندہ مولوی ثناء اللہ اور اس کے ہمخیال ممبران کانفرنس اہلحدیث کا اور ممبران مردہ انجمن اہلحدیث لاہور یا دیگر انجمن ہائے اہلحدیث کا جو ثناء اللہ کو اپنی انجمنوں میں بلاویں یا اسکا وعظ سنیں یا اسکا لیکچر کہلاویں کبھی ریپریزنٹ نہ کرونگا۔ اور انکا ایڈووکیٹ نہ کہلاؤنگا۔ اگر وہ اس کا یہ کذب نمبر صدم اور اس سے پہلے ننانوے اکاذیب کا اس سے سرزد ہونا۔ اور ان اکاذیب سے اسکا تائب ہونا جان کر اس سے یہ تعلق باقی رکھیں اور اسکو اپنی مجالس اور انجمنوں سے علیحدہ نہ کریں۔ جس شخص سے ایک گورنری دربار میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہ ہو اس کا دعوے لائلٹی (Loyalty) کب سچا اور جھوٹ سے خالی ہو سکتا ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھیوں اور صحبتیوں کے دین و ایمان اور عمل کا کیا اعتبار رہے؟ صفحہ ۱۵۸ وغیرہ جلد ہذا میں ایسے لوگوں کا حال و حکم حدیث نبوی سے بیان ہو چکا ہے۔

شاہی دربار ہرقل میں ابوسفیان نے جبکہ وہ کافر تھا اور آنحضرتؐ کا دشمن ومخالف تھا اس خوف سے کہ اس دربار میں میرے ساتھیوں سے کوئی میرے بیان حال آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کرے جھوٹ نہ بولا۔ اور صاف کہا لولا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا لکذبت عنہ (حدیث صحیح بخاری صؔ) ثناء اللہ کو اس حاکم اعلیٰ کے دربار میں یہ خوف اور حیا نہ آیا تو اس نے ایسا جھوٹ بولا جس کا جھوٹ ہونا ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب اور سر سیّد کے جواب دیکھنے سے اس افسر پر فوراً یہ ظاہر ہو جائے گا لہذا ایسے جھوٹوں سے الگ ہو جانا اور ان کو اپنی جماعت اہلحدیث سے جس کا میں پریسیرینٹ ڈو اور ایڈووکیٹ ہوں خارج کر دینا ضروری سمجھا گیا۔

آن بالتہ اکاذیب کا خلاصہ بیان اور تقسیم انواع و اصناف و افراد۔

چونکہ ان اکاذیب کے بیان میں بہت تطویل ہو گئی ہے جسکا دیکھنا عدیم الفرصت اصحاب کیلئے دشوار ہے۔ لہذا اون کا خلاصہ معہ تقسیم اقسام وانواع وافراد بیان کیا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ وہ اکاذیب تین انواع ہیں۔ نوع اول وہ اکاذیب ہیں جن کے صدور اور ثبوت کذب ہونے پر خود ثناء اللہ کا اپنا کلام یا نقل متمسک بہ شاہد و دلیل ہے۔ اس کے صدور اور کذب ہونے پر کسی خارجی شہادت کی حاجت نہیں۔ اس نوع کے اکاذیب کے ۴۔ اصناف ہیں۔

صنف اوّل۔ اسکا چودہ دفعہ یہ جھوٹ بولنا ہے۔ جو اس صنف کے چودہ افراد ہیں کہ اس خاکسار (ابوسعید) نے علماء ثلثہ آرہ کو اپنے اور ثناء اللہ کے منازعت میں منصف مانا۔ اور جب منصفوں نے ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ اتفاقی دیا تو خاکسار نے اسکو نہ مانا۔ اور الٹا منصفوں کو ڈانٹا۔ اور کوسا اور گالی گلوچ سے ان کا مقابلہ کیا ۔۔۔۔۔۔ ان اکاذیب چہاردہ گانہ کا ذکر وثبوت صفحہ ۱۹۶ و ۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵ و ۲۸۰- ۳۰۴ و ۳۲۷ وغیرہ میں نمبر ا سے ۱۳ تک و نمبر ۲۰ و ۴۱-۴۲ و نمبر ۴۷ وغیرہ پر ہے۔

صنف دوم اور اس کے دو افراد۔ ثناء اللہ کے یہ دو جھوٹے دعوے خاکسار کی نسبت دعوئے خاموشی و دعوئے اقرار فراموشی ہے۔ جسکا ذکر صفحہ ۲۷۵ میں کذب نمبر ۹ و ۱۰ پر ہوا ہے ان اکاذیب کے صدور پر اسکے اخبار ۲۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کی شہادت صفحہ ۲۷۵ پر نقل کی گئی ہے۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے دو رقعہ شاہد ہیں۔ جن کے نقل کی صفحہ ۲۷۵ میں فروگذاشت ہو گئی ہے۔

ان رقعات کی عبارت بقدر ضرورت یہاں نقل کی جاتی ہے:۔

نقل رقعۂ اوّل

امرتسر - ۲۹ ستمبر - جناب مولوی محمد حسین صاحب - آپ کا رجسٹری کارڈ پہنچا - براہ مہربانی اپنے رسالہ کو جس میں سہ صنف انعام مشتہر کیا ہے بغور ملاحظہ کریں - کہ اس میں کوئی شرط اس قسم کی ہے جو آپ اب پیش کر رہے ہیں! ـ ـ ـ ـ ـ

ابوالوفاء ثناء اللہ

اطلاع یہ مضمون شیخ محمد عمر صاحب کی معرفت ۲۹ ستمبر کو بھیجا گیا تھا - کل معلوم ہوا کہ شیخ صاحب بٹالہ نہیں اسلئے براہ راست ارسال ہے - ثناء اللہ ۳ - اکتوبر ۱۵ء

پھر بعینہ وہ عبارت درج کی ہے جو پہلے رقعہ کی نقل ہو چکی ہے - ان رقعات ۲۹ ستمبر و ۳ / اکتوبر سے ۸ / اکتوبر کی اخبار میں دعوے خاموشی و اقرار فراموشی کا کذب ہونا صاف ظاہر ہے -

صنف سوم - اور اسکا ایک فرد - خاکسار کی نسبت اس کا یہ دعوے دروغ ہے کہ خاکسار جس بات کا قائل ہوتا ہے اس پر قائم و مصر رہتا ہے - اور باوجود ہزار تکلیف ذلت نہیں چھوڑتا اس کذب کا صدور اور اس کے کذب ہونیکا ثبوت اس کے اخبار ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء اور ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کے صفحہ [illegible] ہے -

صنف چہارم اور اس کے چار افراد - خاکسار کی نسبت ثناء اللہ کے یہ چار دعوے دروغ ہیں (۱) خاکسار نے مذہب اہلحدیث چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے (۲) سابقہ خدمات مذہب اہلحدیث کی تردید یا بخیال مقلدین سابق غلطیوں کی تلافی کرنے کو اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگانے لگے ہیں - اور اب جماعت اہلحدیث سے کھسکتے جاتے ہیں - اور حنفی جماعت میں داخل ہونیکی کوشش کرتے ہیں (۳) اپنے نام کے ساتھ حنفی کا ضمیمہ لگا کر قوم کو چھوڑ دیا - اور قوم نے انکو چھوڑ دیا - اور الگ کر دیا - (۴) آپ نے کہا ہے کہ میں اہلحدیث حنفی ہوں اور اہلحدیث حنفی کہلانے میں ہزاروں میرے اتباع و پیرو ہیں -

ان اکاذیب اربعہ کا صدور اور ان کے کذب ہونیکا ثبوت صفحہ ۲۸۶ سے ۲۹۶ - تک نمبر ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ و ۲۹ پر ہے - ـ ـ ـ ـ از انجملہ کذب سوم یا نمبر ۲۸ کے کذب ہونے پر خود اس کا اپنا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ میں اب بھی آپ کو اہلحدیث جانتا ہوں - دلیل ہے ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک جماعت اہلحدیث سے اسکا خاکسار اور مولوی احمد اللہ صاحب کے آگے التماس نامہ پیش کرنا - اور اس میں ہم دونوں کو مقتداء قوم کے خطاب سے

یاد کرنا ہے۔ جس کا ذکر اخبار ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ (۲) میں ہے۔ اس سے بھی بڑھکر خاکسار کو وفد (ڈیپوٹیشن) کا سرگروہ بنانا ہے جسکا ذکر اس جلد کے صفحہ ۳۵۹ میں آتا ہے۔

صنف پنجم اور اسکا ایک فرد ثناء اللہ کا خاکسار کی نسبت یہ دعوے دروغ ہے کہ جو آپ نے مجھے مرزائیوں کا ہم مذہب کہا ہے۔ یہ دروغ ہے۔ اس کا ذکر اور اس کے کذب ہونے کا ثبوت اس کے رسالہ آیات بینات سے صفحہ ۲۷۸ میں نمبر ۹ پر گذر چکا ہے۔

صنف ششم اور اس کے ۹ افراد۔ اس کے یہ اکاذیب ہیں (۱) آپ نے (خاکسار نے) مولوی محمد بشیر و مولوی عبد الحق و مولوی خلیل احمد صاحبان کو منصف مان کر اس سے پھر گئے۔ (۲) آپ متلوّن الطبع ہیں (۳) آپ تقلید مذہب معین کو واجب کہتے ہیں۔ (۴) ہم (خود بدولت حنفی علماء کو منصف ماننے سے انکاری نہیں ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ جو اس کے اخبار ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء میں پائے جاتے ہیں۔ اور انکا دروغ ہونا اسی کے اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء سے صفحہ ۳۰۲ سے ۳۱۰ میں ثابت کیا گیا ہے۔

صنف ہفتم اس کا خاکسار کی نسبت بمقام امرتسر و پشاور و سٹیشن ریلوے لاہور مباحثہ سے گریز کا دعوے دروغ ہے۔ اور اپنی طرف سے پشاور میں بلانے اور نہ بلانے دونو کا دعوے ہے۔ جس کا بیان اس کے اخبار ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء و ۲ اپریل ۱۹۱۵ء میں ہے۔ اور اس کا کذب ہونا صفحہ ۲۸۹ سے ۳۰۱ تک بیان کیا گیا ہے۔ اس صنف کے اکاذیب اور بھی ہیں۔ مگر زیادہ تفصیل سے اس تطویل کا اندیشہ ہے۔

نوع دوم وہ گیارہ اکاذیب اکاذیب نمبر ۴۱ سے ۵۰ تک۔ اور چھ اکاذیب نمبر ۵۱ سے ۵۶ تک کہ از انجملہ بعض کے کذب ہونے پر ثناء اللہ کے ہم خیال احباب و اخوان عبد العزیز رحیم آبادی و حافظ عبد اللہ غازی پوری و ابراہیم سیالکوٹی کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۳۰۱ سے ۳۰۴ تک منقول ہیں۔

نوع سوم وہ اکاذیب متعلقہ واقعات دیگر (مصالحت و مباحثہ لاہور و جلسہ بنارس ہیں) جو اس کے اخبار ۷ جولائی ۱۹۱۵ء و ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں بیان ہوئے ہیں۔ اور ان کے کذب ہونے پر اس کے احباب و معتقدین لاہور منشی فضل الدین گلٹ ساز۔ و حافظ محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور وغیرہ۔ و اراکین کانفرنس دہلی و دیگر معتبرین کی شہادات موجود ہیں۔ اور وہ صفحہ ۲۸۴ وغیرہ میں پیسہ اخبار۔ کرزن گزٹ وغیرہ سے نقل کی گئی ہیں۔

اور صفحہ ۱۷۳۱ سے ۳۲۰ تک ثناء اللہ کے معتقدین سے منقول ہیں۔ اس قسم کے اکاذیب کے انواع واصناف اور ہیں جو اصل جلد ۲۳ کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ تین نوع اوران کے اصناف تشویق ناظرین کم فرصت کیلئے کافی ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

خاکسار نے ابتدا تقریر میں جو صفحہ ۲۷۳ سے شروع ہے **ایک سَو نمبر** کے قریب **اکاذیب ثنائی کے نمبر** بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بیان کرتے کرتے سَو نمبر پورے ہو گئے۔ اس سینکڑہ سے صرف ایک ہی نمبر اول یا آخر کا کذب نہ ہونا۔ یا کسی اور ایک نمبر کا کذب نہ ہونا اور اس کے بمقابل الزام خاکسار کا کذب ہونا ثناء اللہ ثابت کرے تو وہ الزام کذب سے بَری ہو جائے گا۔ بلکہ از دست انعام لینے کا مستحق ہو جاوے گا۔ جو چاہے مجھ سے انعام لے۔ اور اگر سب کے سب نمبروں کا کذب ہونا ثابت وقائم رہے جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے تو پھر منصف صاحب ودیگر ناظرین منصفین سے اس انصاف کا جو صفحہ ۲۷۳ میں چھپ چکا ہے سوال یہ ہے کہ اس صورت میں وہ مذہب اہلحدیث بلکہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ انصاف اور فیصلہ خاکسار خود مولوی ثناء اللہ ہی کے بیان سابق سے پیش کرتا ہے۔ اور اس کو بحکم دجل قضٰی علی نفسہٖ اس کے نفس پر قاضی وحاکم بناتا ہے۔ منصف صاحب اور دیگر ناظرین منصفین اس فیصلہ پر صرف اپنا صاد کر دیں۔ اور اس مثل کو داخل دفتر کر دیں۔

وہ فیصلہ ثنائی یہ ہے جو مئی سنہ ۱۹۱۳ء میں شہر ملتان کی ایک مجلس وعظ میں جس میں مَیں بھی موجود تھا مولوی ثناء اللہ نے ایک حدیث بیان کر کے کیا تھا۔ جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۸ میں منقول ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ:۔

عن صفوان بن سلیم انه قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ایکون المؤمن جبانًا قال نعم فقیل له ایکون المؤمن بخیلاً قال نعم فقیل له ایکون المؤمن کذابًا قال لا۔

رواه مالك والبیهقی فی شعب الایمان مرسلا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پُوچھا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر پُوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ پھر کہا گیا کہ وہ کذاب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔

یہ حدیث مرسل ہے۔

اس مرسل حدیث کے مؤید وہ حدیث متفق علیہ ہے جسمیں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوٰۃ میں ہے جسمیں ارشاد ہے کہ:۔

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطبع المومن علی الخلال کلھا الا الخیانۃ والکذب۔ رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاص

خلاصہ ترجمہ۔ مومن میں اور برائیاں تو ہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

شاید ثناء اللہ اس واقعہ اور فیصلہ کو بھول کر (جو بحکم دروغگو را حافظہ نباشد۔ دروغگوئی کا خاصہ لازمہ ہے) یا جان بوجھ کر کذب اختیار کرکے نہ مانے۔ لہذا اس مضمون کا دوسرا فیصلہ جو ائے کے اخبار اہلحدیث ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء* کے صفحہ ۶ میں مولوی ثناء اللہ نے ..... کیا تھا۔ نقل کیا جاتا ہے:۔

"مولانا صاحب نے مجھ پر کئی ایک قسم کی خیانت اور کذب کے الزامات بھی لگائے ہیں۔ جنکا مجمل جواب میری طرف سے بھی ایک ہی ہے۔ کہ چونکہ میں اخلاقی طور پر جھوٹے کو مشرک سے بھی بدتر جانتا ہوں اسلئے آپ ان الزامات کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن منظور کریں۔ تو درصورت کذب میں فی کذب و خیانت آپ کو دس روپے جرمانہ کانفرنس میں دونگا۔ اور اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے کذب ثابت ہوئے تو اسکی سزا جو کمیشن مقرر کرے۔ منظوری آنے پر ممبران کی تعیین کی جاوے گی۔"

وہ لکھتا ہے:۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے فیصلہ ہو گیا۔

"مولانا بٹالوی نے میری جسقدر مخالفت کی ہے وہ ظاہر ہے یہانتک کہ اہلحدیث کانفرنس میں بھی میری مخالفت کیوجہ سے شریک نہیں ہوتے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آخر کار انہوں نے مصالحت کا اعلان کر دیا ناظرین کی مسرت کیلئے ہم مولانا کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ میں نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام ہے "اجتہاد تقلید"۔ اسکے متعلق مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"یہ (رسالہ) مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے۔ جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں اس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ لفظ لکھے گئے ہیں اُسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے" (اشاعۃ السنہ جلد ۲۳†)

* نوٹ: یہ اختلاف سنہ میں اسی اخبار سے پایا جاتا ہے۔ سرورق پر ۱۹۱۳ء لکھا ہے۔ اور صفحات اخبار کی پیشانی پر ۱۹۱۴ء۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ مسلّم و مشہور مقولہ ہے۔

† لڈو سے نہیں؟۔ (یہ حاشیہ ثناء اللہ نے خود لگایا ہے۔ جب اس مضمون کو اخبار میں نقل کیا ہے)

اور نیز وہ لکھتا ہے:۔ "مولوی صاحب اسی جلد ۲۳ کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں:۔
میں نے مسجد چینیاں والی کے ممبر پر بروز جمعہ تمام حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوئی صاحب نیک نیتی سے کھڑے ہو جاویں اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے، دُور ہو جاوے" اے جناب! آپ کسی اور کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ مَیں خود حاضر ہوں۔ اپنے قول کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں مگر نہ آپکے کہنے سے۔ نہ اپنے انکار سے۔ بلکہ اس طور سے کہ تین علماء کی کمیشن مقرر کریں جو میرا رسالہ اجتہاد و تقلید دیکھ کر مجھ سے پابندی کرا دیں۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں۔ کمیشن کے ممبران بالاتفاق یا کثرت رائے سے جو فیصلہ دیں گے مَیں عمل کر دونگا۔ ایسا ہی مَیں بھی آپکے قول و فعل کی مطابقت چاہونگا۔ جس کی اجازت بھی آپنے اسی جلد اشاعۃ السنۃ میں مجھ دی ہے"

"مولانا! کیا آپ میری پیش کردہ کمیشن منظور کریں گے؟ (دیدہ باید)"

منصف صاحب و دیگر ناظرین منصفین! آپ اس فیصلہ پر صاد کریں۔ کمیشن مولوی ثناء اللہ منصف صاحب کو مقرر کر ہی چکا ہوا ہے۔ اگر اور ناظرین و منصفین کو بھی شامل کر لینا چاہے تو خاکسار کو وہ بھی منظور ہے۔ آپ وقت اور تاریخ اور دن مقرر کر کے جس جگہ چاہیں بلالیں۔ جسقدر اشخاص کو وہ مقرر کریگا اُسی قدر مَیں بھی بلا لونگا۔ پھر میجارٹی کا فیصلہ اسکو ماننا پڑیگا۔ اور مصرعہ تا سیاہ رُوئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ جھوٹے پر روز روشن کیطرح صادق ہو جاگا۔ اور یہ بارہ برسکا جھگڑا ایکدن میں فیصلے پاگا

اس چیلنج ثنائی کا انجام اور ثناء اللہ کا فرار و انہزام

ثناء اللہ نے جب کبھی مجھ سے مباحثہ کا دعوے کیا ہے آخر اس سے فرار اختیار کیا ہے چنانچہ ناظرین کو اس جلد ۲۳ کے ملاحظہ سے واضح ہو جاویگا۔ اس آخری چیلنج کے بعد اُس نے مجھ سے تین سو روپیہ انعام یا تاوان پیشگی مانگا۔ مَیں نے تین سو روپیہ کے نوٹ اسکے دوستوں اور معتقدوں کے پاس فوراً جمع کرا دیئے۔ جب اس نے دیکھا کہ اب میں دادا استاذ سے نہیں چھوٹ سکتا تو اس تین سو روپیہ کو امرتسر کے اپنے حامیوں کے پاس جمع کرانیکا سوال کیا۔ اور چونکہ یہ سوال قابل قبول نہ تھا لہذا اسکو شکست یافتہ قرار دیکر روپیہ واپس لیا گیا۔ اس کے بعد بھی قلمی اور مطبوعہ تحریریں مستقل طور پر۔ اور اخبار ستارہ صبح میں اور اپنے پرچہ اہلحدیث میں چھاپ رہا ہے۔ جس کا جواب بھی اسی اخبار ستارہ صبح میں دیا گیا ہے۔ ناظرین اخبار ستارہ صبح لاہور مشتہرہ ۲ دسمبر ۱۹۱۶ء میں ملاحظہ کریں۔ جس پر مضمون حیا و بے حیائی درج

اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ نمبر ۱۲

دہلی میں غدر ۱۸۵۷ء کا سا غدر ثنائی

(لائق توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی) اور گورنمنٹ پنجاب

اہلحدیث قدیم متبعین اصحاب و تابعین وغیرہ سلف صالحین کو جب اخبار نا اہلحدیث ثناء اللہ میں یہ امر مشتہر ہونیسے معلوم ہوا کہ کئی سالوں کے جلسہ ہا نام کی اہلحدیث کانفرنس واقعہ دہلی و امرتسر و پشاور و علیگڈہ و بنارس میں ثناء اللہ امرتسری اور اس کے ثانی اثنین و دستوریین عبد العزیز رحیم آبادی وغیرہ نے اصول مذہب قدیم اہلحدیث کو جو خاکسار (ایڈوکیٹ اہلحدیث) پڑھنا چاہتا تھا منتظمین جلسہ کو یہ ڈر سنا کر کہ اگر ابو سعید جلسہ میں آجائیگا تو خون و فساد ہو جائے گا۔ جسکی تفصیل صفحہ (١٣٥) و (٢٩٧) وغیرہ جلد ہذا میں ہے پڑھنے سے رد کر دیا۔ تو بعض عمائد اہلحدیث دہلی کو اس سے سخت قلق ہوا اور انہوں نے اصول مذہب قدیم اہلحدیث کو عام لوگوں میں ظاہر و مشتہر کرنے کی غرض سے اس خاکسار سے مشورہ لینے اور استصواب کرنیکے بغیر اہلحدیث متبعین سلف صالحین کا جلسہ دہلی میں کرنا تجویز کیا۔ اور اسکے واسطے ایک اشتہار جاری کیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے :-

"اہلحدیث متبعین سلف صالحین کا دوسرا سالانہ جلسہ بمقام دہلی صدر بازار قطب روڈ متصل پرانی عیدگاہ میں بتاریخ ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء - بروز ہفتہ اتوار - پیر کو ہونا قرار پایا ہے۔

جسمیں امام جماعت غرباء اہلحدیث مولانا مولوی ابو محمد عبد الوہاب صاحب المہاجری الملتانی و مولانا فاضل اجل مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ علیجان و مولانا بالفضل اولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ - وغیرہ وغیرہ علمائے کرام دہلی اور مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری و مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولانا مولوی محمد فقیر اللہ صاحب مدراسی وغیرہ بیرونجات کے علماء نامی گرامی اہل اللہ شریک جلسہ ہو کر خالص توحید باری نتہری ہوئی الا للہ الدین الخالص اور سنت نبوی علیہ السلام اور اتباع سلف صالحین

کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی بیان فرمائیں گے الخ ‘‘

الداعی الی الخیر حاجی عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار دہلی

اس جلسہ کی نسبت یہ قرار پاچکا تھا کہ اس جلسہ میں مولوی ثناء اللہ اور اُسکا کوئی ہمخیال بلایا نہیں جائیگا۔ اور تقریر کرنی نہ پائے گا۔ و بناءً علیہ اس جلسہ کا پروگرام یہ مشتہر ہوا جس کا خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :۔

اسمائے گرامی اُن علمائے ربانی کے بمعہ تعیین مضمون حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مولوی خیرالدین صاحب .. .. وعظ

۲۔ مولانا مولوی حکیم عبیدالرحمٰن صاحب عمرپوری مدرس مدرسہ دارالہدیٰ دہلی .... علم دین

۳۔ مولوی یونس صاحب .. .. اسلام کی خوبیاں

۴۔ مولانا مولوی شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ ریاض العلوم دہلی .. .. وعظ

۵۔ مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ میاں صاحب دہلی .. ردِ شرک و بدعت

۶۔ مولانا مولوی صدیق صاحب اکبرآبادی .. .. تعلیم قرآن و حدیث

۷۔ مولانا مولوی محمد عبدالوہاب صاحب [illegible] ۔ تلقین عمل سلف صالحین

۹۔ مولانا مولوی محمد فقیر اللہ صاحب مدراسی .. .. .. اتباع سلف صالحین

۱۰۔ مولانا مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ حاجی علیجان مرحوم دہلی۔ .. صداقت قرآن و حدیث

۱۱۔ مولانا مولوی حافظ عبداللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری۔ دہلی .. فرقہ ناجی کی تعریف

۔ مولانا مولوی عبدالودود صاحب امرتسری .. .. وعظ

۱۲۔ مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب۔ منتہی مدرسہ دارالکتاب و السنہ ۔ ضرورت حدیث شریف

۱۳۔ مولانا مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ حمیدیہ دہلی .. .. احوال آخرت

۱۴۔ مولانا مولوی حافظ عبیداللہ صاحب مدرس مدرسہ دارالہدےٰ دہلی وعظ (صلوٰۃ محمدی)

۱۵۔ مولانا مولوی داؤد صاحب غزنوی .. .. .. اصول اتفاق۔ ہمارا طرزِ عمل

۱۶۔ مولانا مولوی عبدالرشید صاحب مدرس صدر بازار دہلی .. .. فضائل نبوی

۱۷۔ مولانا مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب .. .. زہد و تقوےٰ

۱۸۔ مولانا مولوی حکیم عبیدالرحمٰن صاحب عمرپوری مدرس مدرسہ دارالہدیٰ دہلی۔ اسلام کو اور مذاہب پر کیا فوقیت ہے۔

۱۹- مولانا مولوی حکیم ابو تراب محمد عبدالحق صاحب امرتسری - رد جہمیہ و معتزلہ - اتباع سلف کی تعریف و تعیین

۲۰- مولانا مولوی عبدالستار صاحب کلانوری مفتی مدرسہ دارالکتاب والسنہ - رد مذاہب باطلہ

۲۱- مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ دہلی - - مذہب اہلحدیث

۲۲- مولانا مولوی ثناءاللہ صاحب - - - دنیا میں آخری مذہب اسلام ہوگا -

۲۳- مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ - تعیین سلف صالحین

اسمیں ۳۱ نمبر مقررین اور تقریروں کے ہیں - جنمیں بعض مقررین کو دو - دو - تین تین نمبر دیئے گئے ہیں - اُس اشتہار کو پڑھکر اور اِس پروگرام کو دیکھکر ثناءاللہ کو یقین ہوگیا کہ یہ جلسہ اگر اسی اصول و قرارداد کے مطابق وقوع میں آیا تو اس کے مذہب اعتزال اور اسکی خود ساختہ کانفرنس ہچیسل مرکب از اعتزال و خروج و تشیع و نیچریت کی قلعی کھل جائیگی - اور اصول مذہب قدیم اہلحدیث جنکی اشاعت کو میں نے پانچسال سے روکا ہوا ہے - پبلک پر ظاہر ہو جائینگے - اس خیال سے پہلے تو اسنے اپنے ثانی اثنین و نائب و قائم مقام رحیم آبادی کو وہاں متعین کیا - اور اس نے بعض ارکان کانفرنس کے ذریعے جو اس جلسہ کے انتظام میں شریک تھے - اپنے بیان بعنوان لوٹس دیئے ایک لحظہ وقت حاصل کیا - پھر ثناءاللہ خود ہی دہلی پہنچا - اور چھپے ہوئے اشتہار و پروگرام میں اپنا نام بھی پتھر پر قلم سے لکھوا کر نمبر ۲۱ و ۲۲ کے درمیان بلا نمبر درج کرایا - جسمیں بر طبق مثل مشہور * باہر سے کیا دیکھتے ہو - جلدی کے مارے بیچ میں سے بھی رہ گیا ہے - ثناءاللہ کا نام درج کرنے والے سے دو غلطیوں کا ارتکاب ہوگیا ہے - ایک وہی نمبر کی غلطی کہ نمبر ۲۰ و ۲۱ کے درمیان اس کا نام درج کیا - جسپر کوئی نمبر لکھنا ممکن ہی نہ تھا - دوسری غلطی "مولانا" کی جگہ "مولانٰہ" اُلٹا لکھ دیا - یہ جعلسازی تو پروگرام میں ہوئی - اب اُسکی عملی کاروائی میں غدر و فساد کا حال سنو - تلوار اُسکے ہاتھ میں ہوتی تو وہ مولوی فقیراللہ صاحب کا سر قلم کر دیتا - جیسا کہ وہ اس خاکسار کو جلسہ کانفرنس امرتسر و پشاور میں قتل سے ڈرا چکا تھا - اس فقدان (نہونی) تلوار کے سبب وہ مجازی قتل کا مرتکب ہوا جسکو وہ اخبار ۴ - مئی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۳ - کالم ۳ سطر ۱۹ میں حدیث عرض المؤمن کقتلہ کی دست آویز کے مجازی قتل لکھ چکا ہے - بس اُدھر تو مولوی فقیراللہ کے بازار میں جاتے ہوئے ، اُسکے پیچھے لگ گیا - اور شہر کے شُہدے - لونڈے اُسکے پیچھے لگا دیئے جو

* ایک احمق کہیں تلاش نوکری کیلئے گیا - تو اسکو خیال آیا کہ کسی کے نام کا کوئی سفارشی خط ملے تو نوکری ملے - تو اسنے ایک کاغذ سادہ راستہ سے اٹھا کر لفافہ پیٹ لیا - اور کسی شخص کے پاس بطور خط سفارش لگیا - وہ شخص اسکو اُلٹا پلٹا کے دیکھتا ہے تو تعجب سے

"وہ بھاگا" "وہ بھاگا" کہنے لگ گئے۔ چنانچہ اپنی اخبار ۴ مئی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۴۔ کالم ۳ کی سطر ۱۸ میں وہ نقل کرچکا ہے۔ اور اسپر سات عمائد اپنی پارٹی کے دستخط بھی مشتہر کراچکا ہے۔ اور ادھر سے پولیس میں۔ پھر صاحب ضلع ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری میں مولوی فقیراللہ صاحب اور انکے بلانے والے کو یہ جھوٹی مخبری کروا کے کہ اس جلسہ میں ثناء اللہ کا رد کرنے سے فساد ہوجائیگا انکو ملزموں کی مانند پیش کرایا۔ اور یہ کروئل آرڈر (Cruel order) (بیرحمی کا حکم) دلوایا کہ وہ اپنے بیان میں مولوی ثناءاللہ اور انکی کتاب کا نام لیکر رد نکریں چنانچہ وہ اپنی اخبار ۴ مئی کے صفحہ ۴ میں حاشیہ نمبر ۱ میں خود لکھتا ہے۔

"دہلی میں پولیس کو اطلاع ہوگئی کہ مولوی فقیراللہ وغیرہ مولوی ثناءاللہ کی تردید کرینگے جس سے فساد کا خطرہ ہے۔ انسپکٹر صاحب پولیس نے مولوی فقیراللہ وغیرہ کو بلا کر صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کی خدمت میں پیش کیا۔ صاحب موصوف نے ہدایت فرمائی کہ مولوی ثناءاللہ کا نام لیکر رد نکرنا۔"

پولیس اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو فساد کے خطرہ سے اور ایسے ہی الفاظ سے کہ یہاں خون ہوجائیگا [illegible] انہوں نے معزز علماء قدیم اہلحدیث کو بلا کر انکو اپنے بیان میں ثناءاللہ کے اور اسکی کتاب کے نام لینے سے روکدیا۔ ورنہ اپنے بیان میں کسی کا نام لینا قانوناً یا شرعاً جرم نہیں ہے۔ چنانچہ ثناءاللہ نے اپنی اخبار ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں اسبات کا اعتراف کیا ہوا ہے۔ اسی اخبار کے صفحہ ۸ کالم ۲ کے شروع میں کہا ہے "ہماری یہ رائے نہیں کہ کوئی فریق اپنے مسائل کی تائید نہ کرے۔ ہرگز نہیں۔ نہ شریعت اسے روکتی ہے نہ گورنمنٹ مانع ہے۔ ہاں شریعت اور گورنمنٹ کی غرض یہ ہے کہ مذہب کی حمایت کرنے میں حدود اخلاقیہ سے تجاوز نہ ہوجائے۔"

کاش ثناءاللہ اپنے بیان اخبار ۱۳۔ اپریل ۱۷ء کو پیش نظر رکھکر صاحب ڈپٹی کمشنر سے خاص یہی درخواست کرواتا۔ کہ مولوی فقیراللہ وغیرہ بد اخلاقی سے اور سخت کلامی سے ہمارا رد نہ کریں۔ یہ درخواست نہ کراتا۔ کہ وہ ہمارا یا ہماری کتاب کا نام ہی نہ لیں۔ جسمیں ہمارے اہلحدیث متبعین سلف صالحین پر ایسا دائرہ تنگ کیا گیا جو ابتدا عملداری گورنمنٹ سے آجتک کسی پر تنگ نہیں کیا گیا۔ ہندو مسلمانوں کا اور مسلمان ہندوؤں کا۔ اور ہندو و مسلمان دونو۔ عیسائیوں کا نام لیکر ہمیشہ کتابوں میں اور جلسوں میں رد کرتے ہیں۔

کبھی کوئی نام لینے سے نہیں روکا گیا۔ پھر بیچارے اہلحدیث یا متبعین سلف صالحین پر یہ دائرہ کیوں تنگ کیا گیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے جو اپنے قانون سلطنت سے بخوبی واقف ہیں ایڈووکیٹ اہلحدیث کی ادب وانکسار سے درخواست ہے کہ جن الفاظ سے ثنائی مخبر نے انکو فساد سے ڈرایا تھا۔ اُن الفاظ کی تحقیق کر کے جھوٹی رپورٹ دینے والیکو واجبی سزا دیں۔ اور اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہماری مودبانہ معروض کیطرف توجہ نہ کریں تو پھر گورنمنٹ سے باادب التجا ہے کہ وہ اس سوال کا ایکشن لیکر اہلحدیث کی دادرسی کریں۔ اور انکو اپنے جلسوں میں اور تحریروں میں وہی آزادی عطا کرے۔ جو تمام فرقہ ہائے رعایا کو حاصل ہے۔ رہا تجاوز حدود اخلاق وقانون سو اسکا مرتکب خود سزا پاوے گا۔ عدالت کا دروازہ ہر مظلوم کیلئے کھلا ہے۔ یہ بات بھی توجہ ڈپٹی کمشنر دہلی اور گورنمنٹ پنجاب کے لائق ہے کہ مولوی ثناء اللہ اپنے اس مجازی قتل وتوہین متبعین سلف صالحین میں کامیاب ہونے پر اسقدر نازاں وفرحان ہے کہ وہ اپنی اخبار ۴ مئی ۱۰ء کے صفحہ ۵ سطر ۱۸ میں شائع کرچکا ہے کہ نتیجہ اس گفتگو کا (جو مولوی فقیر اللہ سے ہوئی) یہ ہوا جو اس رباعی میں ہے ؎

محفل رنداں [illegible] گئے

آخرش اس طرح وہ وہاں سے نکلوائے گئے ✽ یا بدست دگرے دست بدست دگرے

پھر آخری تین سطر دنمیں میں لکھتا ہے " خدا خدا کر کے جلسہ برخاست ہوا۔ غالباً بانی جلسہ کی ہدایت کیلئے یہ سین کافی ہوگا۔ کہ آئندہ کو یا تو جلسہ نہ کریں گے۔ یا مختلف عناصر کو جمع نہ کریں گے ۔۔۔۔۔۔ " خاکسار کہتا ہے کہ اگر اس سلطنت کے قانون میں آزادی مذہبی ڈپٹی کمشنر دہلی کے اس حکم سے منسوخ نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ نے اپنے قانون سے تمام طبقہ ہائے رعایا کو مستفید ہونے کی اجازت دی تو جلسہ ہمیشہ ہوگا۔ اور ہر ایک ضلع پنجاب ہندوستان میں ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہا مختلف عناصر کو جمع نکرنے کا حکم ثنائی۔ سو اسکا خلاف پہلے بھی نہیں ہوا۔ بانیان جلسہ نے ان ممبران کانفرنس سے جو اتباع سلف کے منکر ہیں کسی کو نہیں بلایا۔ نا وہ خود بیچ میں کود پڑے۔ اور جعلسازی وافترا پردازی سے شامل جلسہ ہوگئے۔ پیروان سلف صالحین اپنے ایڈووکیٹ کے مشورہ واستصواب سے یہ کام شروع کرتے تو اس مجازی قتل وغدر ثنائی سے بچ جاتے۔ آئندہ بھی وہ احتیاط رکھیں اور اس کہن سال کے مشورہ سے کام کیا کریں۔

یہ پولٹیکل پہلو سے غدر شنائی کا بیان ہوا۔ اب ریلیجس (Religious) (مذہبی) پہلو سے اس کے غدر کا حال سنو۔ اس تذلیل و توہین مولوی فقیر اللہ کے علاوہ لگائی بوجھائی کو بھی وہ عمل میں لایا۔ مولوی فقیر اللہ کے پیچھے بعض تلامذہ مولوی عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی کو (جنکو مسئلہ ترک تقلید میں غلو ہے۔ اور وہ مطلق تقلید سے منکر ہیں اور تمام مقلدین کلمہ گو کو کافر کہا کرتے ہیں) پیچھے لگادیا۔ اور ان سے یہ سوال مولوی فقیر اللہ کے سامنے پیش کرادیا۔ کہ مقلدین کافر ہیں یا نہیں۔ مولوی فقیر اللہ صاحب نے اس کے جواب میں تکفیر سے منع کیا۔ اور اہلحدیث کو یہ بھی سمجھایا کہ ہمارے گروہ میں اور حنفیہ میں جو مسائل مختلف فیہ ہیں یعنی قرأت فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر وغیرہ یہ زمانہ قدیم صحابہ و تابعین سے مسائل اختلافی چلے آتے ہیں لہذا اُن کی وجہ سے ایک فریق کا دوسرے کو کافر کہنا جائز نہیں ہے۔ مولوی فقیر اللہ صاحب کا یہ بیان وہ ہے جسکو شیخ الطائفہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب وغیرہ علماء ۱۸۸۱ء میں صاحب کمشنر دہلی کے سامنے بیان کرچکے تھے۔ اور اسپر فریقین میں مصالحت ہوئی تھی۔ جو رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۵ کے نمبر ۳ میں شائع و مشتہر ہوچکی ہے۔ مولوی فقیر اللہ کا یہ کہنا تھا کہ تلامذہ مولوی عبدالوہاب نے شور و غل مچادیا اور مولوی فقیر اللہ کو برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ جیسا کہ مولوی فقیر اللہ صاحب نے اپنے پرچہ اعلام ۲۴۔ اپریل میں کیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنی اخبار ۴۔ مئی ۱۹۱۲ء میں اسکو نقل کرکے مضمون سوال تکفیر سے اپنا تجاہل و بے خبر ہونا ظاہر کیا ہے۔ اور مضمون تکفیر کی تائید میں حنفیوں کو اشتعال دینے کی غرض سے مولوی فقیر اللہ صاحب پر ایک یہ افترا درج اخبار کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں ایام حج میں حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ انکے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ جس سے حنفیوں کو یہ جتایا ہے کہ وہ انکو مسلمان نہیں جانتے پھر اخیر تقریر میں یہ کہا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کو شہر بریلی میں جلد بھجوادینا چاہیئے جس سے اہلحدیث کو یہ اشتعال دیا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب ایسے حنفی ہوگئے ہیں۔ جیسے احمد رضا خاں بریلوی ہیں انکو بریلی میں احمد رضا خاں کے پاس جو بے تعصب حنفیوں علمائے دیوبند کو کافر کہا کرتے ہیں۔ بھیجدینا چاہیئے۔ پھر اپنے اخبار ۱۱۔ مئی ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۴۔ کالم ۳۔ میں یہی اشتعال اہلحدیث کو دلایا۔ اور یہ کہا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب نے سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہوجائے گی۔ کی خوب تائید کی۔ انکو اہلحدیث سے خارج کرنا چاہیئے۔ پھر

شیخ حمید اللہ صاحب بیچک فروش دہلی سے یہ نقل کیا ہے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب جنھوں
میں وعظ کہہ رہے ہیں اور سلف صالحین کا بالکل خلاف کر رہے ہیں۔ جماعت اہلحدیث نے انکو
اپنے فرقہ میں سے نکال دیا ہے۔ پھر خود اپنی طرف سے کہا ہے کیا سچ ہے ؎

مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا
میرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا

اس چال ثنائی میں جو ریلجیس غدر پایا جاتا ہے۔ اور لگائی بجھائی پر اسکا عمل ہوا ہے
وہ ناظرین پر مخفی نہیں رہے گا۔ ہم اس کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ صرف اتنا کہتے
ہیں کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کا سچا اور خالص اہلحدیث متبع سلف صالحین ہونا اون کی
تصانیف اور مدت العمری عمل سے ظاہر ہے۔ سورۂ فاتحہ خلف امام پڑھنے کو وہ واجب فرض
جانتے ہیں۔ حنفیہ وغیرہ مقلدین ائمۂ اربعہ کو وہ اپنا علاتی بھائی جانتے ہیں۔ اور مسائل اختلافیہ
مذکورہ کی نسبت وہ وہی خیال رکھتے ہیں جو پرچہ اعلام میں وہ ظاہر کر چکے ہیں۔ اور اُس سے پہلے
یہ خاکسار اور اس سے پہلے مولانا سید نذیر حسین صاحب صاحب کمشنر دہلی کے اجلاس میں
ظاہر کر چکے ہیں۔ شیخ حمید اللہ بیچک فروش دہلی کا یہ منہ نہیں کہ انکو اہلحدیث سے
خارج کریں۔ [illegible] دینی مسائل کا علم
اور نہ داخل و خارج کرنیکا حق و اختیار ہے۔ انکو مقولہ "ایاز قدر خود بشناس" پر عمل کرنا واجب
ہے اور "چھوٹا منہ بڑی بات" پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے۔ لہذا مولوی فقیر اللہ صاحب تو اس
شعر کے جو ثناء اللہ نے نقل کیا ہے مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ہاں انکو اہلحدیث سے خارج
کہنے والے اس مصرع کے مصداق ہیں: "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" اور اس مثل کے
مورد کہ "چھاج تو بولتا ہے چھلنی کیا بولے گی جسمیں ہزار چھید ہوتے ہیں" یہ مضمون لکھا جا
چکا تھا کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کا خط پہنچا۔ جس نے ہمارے بیان کو پورا تصدیق کیا ہے۔

اہلحدیث کا وفد (ڈیپوٹیشن) گورنمنٹ کی خدمت میں

چند ایام سے بعض اشخاص کی (جو اہلحدیث کہلاتے تھے اور انہیں ویسے لوگ بھی تھے جو
در حقیقت اہلحدیث نہ تھے) وہابی یعنے باغی سلطنت کے اشتباہ سے گرفتاریاں عمل میں آئیں
تو اُن کے متعلقین کو (کہ وہ بھی در حقیقت اہلحدیث نہ تھے) یہ سوجھی کہ اسکی چارہ جوئی کے واسطے
گورنمنٹ میں بذریعہ ایک ڈیپوٹیشن عرض کیا جاوے۔ کہ وہ لوگ وہابی یعنے باغی سلطنت

نہیں ہیں۔ جنکی یہ تجویز تھی چونکہ وہ خود ہی متہم ہو رہے اور یہ خوف رکھتے تھے کہ ایک نہ ایک دن
وہ خود ہی پکڑے جائیں گے۔ اور انکی ضمانتیں لیجائیں گے لہذا۔۔۔۔۔۔۔۔
اس ڈیپوٹیشن کے انتظام و اہتمام کے لئے انکی نگاہ میں فرقہ اہلحدیث کے ایڈووکیٹ خاکسار
ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ کے سوا کوئی نظر نہ آیا۔ اور چونکہ خاکسار انکو اہلحدیث نہ جانتا تھا
اور عرصہ آٹھ سال سے (سنہ ۱۹۰۹ء سے سنہ ۱۹۱۶ء تک) ان کے خارج از فرقہ اہلحدیث ہو جانیکے
مضامین رسالہ اشاعۃ السنۃ میں چھاپ کر ان کے پاس پرائیوٹلی (Privately) بھیجتا رہتا
تھا۔ اور اس خیال و امید سے کہ شاید ان مضامین کو پڑھکر وہ ہدایت پاویں اور سچے اہلحدیث
بنجاویں۔ ان مضامین کو پبلک میں شائع نہ کرتا تھا۔ چنانچہ سرورق رسالہ میں بضمن مضمون نیک
نیتی اسکا بیان ہو چکا ہے۔ اس خیال خاکسار کی نظر سے انکو یہ جرأت نہوئی کہ اس ڈیپوٹیشن
کے اہتمام و سربراہی کیلئے بلاواسطہ خاکسار سے درخواست کرتے۔ لہذا پہلے تو بعض پرائیوٹ
اشخاص کے جو مجھ سے اور ان سے (دونوں سے) ملتے۔ اس اہتمام کے وہ خواستگار ہوئے۔ پھر
ایک سرکاری آفیسر سے جو میرا ایک عزیز رشتہ دار تھا۔ اور اسی کے ذریعہ اس ڈیپوٹیشن نے
سرکار میں پیش ہونا تھا۔ یہ درخواست انہوں نے مجھ سے کی۔ اور اس عزیز کی سفارش بھی کرائی
میں اس عزیز کی سفارش کو رد نہ کر سکا۔ اور یہی مجھے خیال آیا۔ کہ جبتک ان لوگوں کو جماعت
اہلحدیث سے خارج کرنیوالے مضامین اشاعۃ السنۃ پبلک میں شائع نہ ہونگے اور باضابطہ طور سے
فرقہ اہلحدیث سے انکو خارج نہ کیا جاویگا تب تک جو دار و گیر ان پر ہو گی یا جو سزا ملیگی وہ فرقہ
اہلحدیث ہی کو سزا دہی سمجھی جائیگی۔ اور اس سے تمام فرقے کی بدنامی متصور ہو گی۔ اس خوف بدنامی
سے خاکسار نے اس ڈیپوٹیشن کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور ان لوگوں کو شامل ڈیپوٹیشن کرلیا۔ اور
گورنمنٹ سے منظوری حاضری ڈیپوٹیشن حاصل کی۔ اور ۲ر فروری سنہ ۱۹۱۷ء کو خاکسار اپنے
مخلص احباب۔ اور خالص اہلحدیث علماء و رؤساء کا ڈیپوٹیشن (جسمیں ان لوگوں کو بھی شامل
کرلیا تھا) لیکر ایچ فریخ صاحب ایڈیشنل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کے دفتر میں حاضر ہوا۔
خاکسار نے اور ممبران ڈیپوٹیشن نے سیکرٹری گورنمنٹ پر ظاہر اور سرکاری تحریرات سے ثابت کر
دیا۔ کہ فرقہ اہلحدیث میں کوئی شخص وہابی بمعنے بدخواہ سلطنت نہیں ہے۔ اور جو لوگ اسوقت
گورنمنٹ کے برخلاف کوئی عمل کر چکے ہیں وہ اہلحدیث نہیں ہیں۔ اور خاصکر خاکسار نے یہ عرض کیا
کہ جس حالت میں سنہ ۱۸۸۶ء میں گورنمنٹ ہند اور تمام لوکل گورنمنٹوں کیطرف سے یہ سرکلر سرکولیٹ ہو چکا ہے

کہ سرکاری کاغذات میں کسی شخص کو لفظ وہابی سے مخاطب کیا جاویگا۔ تو پھر آجکل جس کو پکڑا گیا ہے اوسکو وہابی کہکر کیوں پکڑا گیا ہے۔ سیکرٹری گورنمنٹ نے ڈیپوٹیشن کو عزت سے رسید اور رخص کیا۔ اور انکی تسلی کردی کہ گورنمنٹ کسی اہلحدیث کو وہابی بمعنے بدخواہ سلطنت نہیں سمجھتی۔ اور بذریعہ چٹھی اے بی نمبری ۳۶۲۴۰۱۔ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۱۷ء بنام خاکسار یہ تحریر فرمایا کہ "۱۸۸۶ء میں اس لقب "وہابی" کا استعمال بحق اہلحدیث بند کیا گیا۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ باقاعدہ یہ ہدایات عمل میں آگئی ہیں۔ مگر تاہم اب اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ لہذا میں آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ خاص مثالیں لکھیں جنمیں سرکاری کاغذات میں موجودہ وقت میں اہلحدیث کو وہابی لکھا گیا ہو۔ پھر اس معاملہ پر مزید توجہ مبذول فرمائی جائیگی"

اس چٹھی سیکرٹری گورنمنٹ سے پبلک کو ظاہر و ثابت ہو جائیگا کہ سرکاری تحریرات میں کسی اہلحدیث کو وہابی نہیں لکھا گیا۔ بعض ملازمین پولیس نے جو وہابی کہکر بعض اشخاص کو گرفتار کیا۔ یا تلاش کیا ہے تو یہ انکی غلطی ہے۔ اس سے زیادہ اس چٹھی کے متعلق ریپریزینٹیٹو (Reprentative) اہلحدیث کہنا چاہتا ہے وہ بحضور لفٹننٹ گورنر یا ایڈیشنل سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو زبانی عرض کریگا۔ اس سوال ڈیپوٹیشن اور جواب سیکرٹری گورنمنٹ سے بخوبی ثابت ہوا۔ کہ ڈیپوٹیشن کا گورنمنٹ کیخدمت میں پیش ہونا کسی مذہبی سوال کے تصفیہ کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ اس پولٹیکل سوال کے حل و جواب کی غرض سے تھا۔ کہ بعض سرکاری افسروں کی طرف سے اہلحدیث کو وہابی بمعنے باغی سلطنت کیوں کہا گیا ہے۔ سچی پیروان مذہب اہلحدیث میں وہابی بمعنے باغی سلطنت کوئی نہیں ہے۔ اس غرض کے بیان سے بعض ہمعصر ایڈیٹر صداقت کلکتہ و ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم و سابق ایڈیٹر مرحوم شحنہ ہند میرٹھ بذریعہ اخبار عام ۲۴ مارچ ۱۹۱۷ء کے اعتراضات ذیل کا جواب بھی ادا ہوا۔ ایڈیٹر سراج الاخبار کا اعتراض یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو باوجود خارج از فرقہ اہلحدیث بلکہ خارج از اسلام کہکر کیوں ڈیپوٹیشن اہلحدیث میں شامل کیا؟ - ایڈیٹر صداقت کے یہ اعتراض و سوالات ہیں:- ۱؎ کیا وہابی مسلمان نہیں؟ اگر ہیں تو اسمیں بگڑنے کی کیا بات ہے؟ ۲؎ کیا مرزائیوں کو بھی سیکرٹری صاحب کیخدمت میں وفد لیجانا چاہیئے کہ انکو احمدی کیوں کہا جاتا ہے؟۔

۳ - غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جب گورنمنٹ وہابیوں سے بدظن ہوگئی تھی تو سر سید مرحوم نے باوجود وہابی نہ ہونیکے اپنے آپ کو گورنمنٹ کی چٹھیوں کے جواب میں وہابی کہا۔ وہ کونسے وجوہ ہیں جنکی بناء پر علمائے اہلحدیث کو ابعلی الاعلان یہ کہنے کی ضرورت ہوئی کہ انہیں وہابی کیوں کہا جاتا ہے؟ - ۴ء کیا علمائے اہلحدیث کی کارروائی سے ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ گورنمنٹ کو مذہبی معاملات میں دخل دینے پر مجبور کریں؟ - ۵ء - اگر پنجاب میں علماء کی کانفرنس موجود ہے تو کیا وہابیوں کے خلاف کسی معاملہ کو وہاں پیش نہیں کرنا چاہیئے تھا؟ ۶ء کیا علمائے اہلحدیث گورنمنٹ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ مذہبی معاملات کے تصفیہ کیلئے کوئی خاص عدالت یا محکمہ قائم کرے گی؟ + ایڈیٹر شحنہ ہند نے صداقت کے پہلے سوال کی تقلید کی ہے اور اس کی تائید میں یہ مصرع نقل کیا ہے ع وہابی کے معنے ہیں (رحمان والا) اور اس سے یہ جتلایا ہے کہ خود بدولت اقراری وہابی ہیں۔ اسکے علاوہ اور بھی زہر اگلا ہے۔

ان سب اعتراضات کا جواب ہمارے بیان کردہ غرض سے عرض میں آگیا۔ کہ ہمارا سیکریٹری ایسے جانا پولٹیکل سوال کے حل و جواب کیلئے تھا۔ نہ مذہبی تصفیہ کیلئے۔ آپ لوگوں نے سوال نہیں سمجھا۔ شحنہ ہند کا اسکے دوبارہ احمدیہ کا بیان صداقت کا سوال دوم محض نافہمی پر مبنی ہے۔ مرزائی خود احمدی کہلاتے ہیں پھر وہ شکایت کس کی لے جائیں؟۔

افسوس!۔ دعوائے صداقت اور یہ فہم!۔ شحنہ ہند کے مصرع کا جواب بھی یہی ہے کہ یہ لقب وہابی آپ کو مبارک رہے۔ ہم اس سے بیزار ہیں۔ باقی زہر اگلنے کا جواب یہ بیت ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید در نظرش صد ہنر

صداقت کے سوال نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ علماء کی کانفرنس ہے کہاں؟ اسکی تشریح مضمون ذیل میں ہے:۔

کانفرنس علماء کے متعلق ہمارے مضامین مندرجہ پیسہ اخبار کی نسبت مولوی ثناء اللہ کی نافہمی۔ اور آخر

ان مضامین کی نسبت تسلیم حق گوئی

ہمارے مضمون "مجوزہ انجمن اشاعت اسلام" (جو پیسہ اخبار ۲۲ اگست ۱۹۱۶ء میں مشتہر ہوا ہے)

کو اشاعت اسلام کانفرنس کے بانی یا اول محرک مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہمارے دوسرے مضمون مختلف فرقہ ہائے اسلام میں اتفاق کی جائز و ممکن صورت کے (جو پیسہ اخبار ۸- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء میں مشتہر ہوا تھا) مخالف و متضاد قرار دیکر پہلے تو اپنے اخبار ۸ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں اپنے آپ پر اس بیت کو صادق کر دکھایا ہے ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً   وآفتہ من الفهم السقیم

پھر خارج از بحث مقصود چند نوٹ (نوک ٹوک) کرنے کے بعد بحکم ؎

آنچہ دانا کند کند نادان   لیک بعد از خرابی بسیار

اسکی صحت و حق ہونے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور ہمارے آخری فقرہ خلاصہ مضمون جدید کو کہ جب تک یہ بیان نہ کیا جاوے کہ اسلام جسکی اشاعت یہ مجلس چاہتی ہے اسکی حقیقت و اصول مسائل کیا ہیں ایک امر مجہول کی طلب ہے جو شایان شان عقلاء و علماء نہیں ہے۔ نقل کرکے [illegible] وہ ہے جو مُنہ چڑھ کر بولے اسکی قلم سے نکل گیا ہے ع "عیب وے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو"۔ ہم داد دیتے ہیں کہ مولانا (خاکسار) کا یہ سوال معقول ہے۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ پہلے مضمون کے لحاظ سے جو ہم نے پہلے نقل کیا ہے اس سوال کا جواب دینا بھی آپ (خاکسار) ہی ذمہ ہے۔ کیونکہ اول محرک اس مجلس کے آپ ہی ہیں۔ مگر ہم بھی اسکو اپنا فرض جانتے ہیں اسلیئے اس کا جواب دیتے ہیں پس غور سے سُنیئے: "اشاعت اسلام کانفرنس کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ لوگوں کو کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم کیا کرے۔ اور جہانتک اوسکا بس چلے ناقائل کو قائل بنا دے۔ اور اسکے بعد قائلین کا ایسا انتظام کرے کہ وہ اس کلمہ اسلام پر قائم رہیں۔ اس کے علاوہ اُنکا جواب بھی ہم سُننا چاہتے ہیں۔" پھر متن صفحہ (۱۳) میں بقیہ مضمون نقل کرکے کہا ہے:-

"مولانا بٹالوی جب میرے جواب سے تنگ آتے ہیں تو مجھکو جھوٹا جھوٹا کہنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے میں اونکو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ سچے ہیں تو میرے ساتھ اس امر کے فیصلہ کیلئے کہ ہم میں سے کون جھوٹا ہے کسی صاحب فہم کو منصف بنا لیں۔ ہر ایک فریق اپنا دعوےٰ ثابت کرے۔ جو جھوٹا ہو وہ فی جھوٹ ایکسو روپیہ [illegible] کانفرنس میں داخل [illegible] حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۷ میں میرے

اس قول وخیال کو کہ جس اسلام کو مولوی ثناءاللہ کی پارٹی اسلام جانتی ہے کہ صرف قرآن وحدیث کی پیروی کیجائے۔ اجماع و آثار صحابہ سے بائیکاٹ کیا جاوے۔ کیا اس اسلام کی یہ مجلس اشاعت کرے گی"۔ نقل کرکے کہاہے:۔ مولانا جھوٹ بولنا اور افترا کرنا اخلاقی اور شرعی سخت جرم ہیں کیا میری کسی تحریر سے آپ اپنے اس دعوے کا ثبوت دیسکتے ہیں؟ میں آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ کسی روز منصف کے سامنے میری کسی عبارت سے یہ دعوے ثابت کریں (ثبوت سے مراد ہے صاف لفظوں سے نہ آپکی کھینچ وتان سے) تو میں آپ کو یکصد چہرہ دار انعام دونگا"۔

خاکسار اس سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ جو جواب تم نے دیا ہے وہ بحکم ع آنچہ استاذ ازل گفتہ ہمان میگویم۔ خاکسار ہی کا دیا ہوا جواب تم نے نقل کردیا ہے۔ مگر سرقہ کیا۔ اور خاکسار کا حوالہ نہ دیا۔ باوجودیکہ یہ جواب مضمون قدیم وجدید خاکسار میں تمہارے اخبار ۸ ستمبر ۱۶ء کے صفحہ ۲ کالم ۳ کی اخیری تین سطروں میں اور صفحہ ۴ کالم ۱ کے سطر ۱۳ لغائت ۱۶ میں منقول ہے۔

میں اس مقام میں اسی جواب کی مزید توضیح وتشریح کرتا ہوں۔ کہ جب لا الہ الا اللہ یعنی توحید ذات وصفات واستحقاق عبادت کی تعلیم اقوام غیر کو دیجائے تو اسمیں مسٹر اقبال کے ہم خیال ممبر کانفرنس بیان صفات الٰہی میں خداتعالیٰ کی وہ شکایت نہ کریں۔ جو نظم شکوہ میں انہوں نے کی ہے۔ اور جب محمد رسول اللہ کی انکو تعلیم دیں تو ایک نیچری ممبر کانفرنس سرسید کا پیرو ومقلد معنے رسول کی وہ تشریح نہ کرے جو بقول سرسید بابو کشپ چندر برہمو اور دیانند آریہ اور کالون اور لوتھر عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور ایک مرزائی ممبر کانفرنس یہ تشریح نہ کرے کہ جیسے آنحضرت صلعم رسول تھے۔ ویسے ہی مرزا غلام احمد بھی تھے۔ جو حضرت ہارونؑ کی مانند تھے۔ جو حضرت موسےٰؑ کے ماتحت ہوکر آئے تھے۔ اور اگر نبیوں کے ذکر وشمار کی نوبت آوے تو مرزائی ممبر اور مسٹر اقبال یہ کہدیں کہ حضرت مسیحؑ فوت ہوچکے ہیں۔ اور انکی جگہ مرزا غلام احمد آئے تھے۔ جو اگرچہ ناکام فوت ہوگئے ہیں مگر انکا کام ان کے نائب پورا کریں گے۔ پھر جب غیر قائل خداتعالیٰ کی خدائی اور آنحضرت کی رسالت الٰہی کے قائل ہوجائیں گے۔ تو انکو خود بخود اس امر کی تلاش ہوجائیگی

کہ خدا تعالیٰ کو خدا ماننے کا لازمہ یہ ہے کہ اسکی عبادت کیجائے۔ اور رسول کے رسول
ماننے کا لازمہ یہ ہے کہ اسکی اطاعت کیجاوے۔ پھر وہ اس عبادت و اطاعت کے
طریق معرفت کے شوق و تلاش میں لگ جائیں گے۔ اس تلاش سے قرآن عربی کو جو تمام اسلامی
فرقوں کا مسلّم رہنما ہے، رہنما تسلیم کرلینگے۔ اور عربی زبان سیکھ کر اسکو پڑھیں گے تو اس سے
وہ سمجھ جائیں گے کہ طریق عبادت کیا ہے۔ اور رسول کی اطاعت کیونکر اور کن احکام کی تعمیل
سے ہوسکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ نہ ایک سُنّی ممبر کانفرنس، کانفرنس کی طرف سے اونکو
عقائد اہلسنت کیطرف بلاوے۔ نہ شیعہ ممبر تشیع کی دعوت کرے۔ قرآن خود انکو رہنمائی
کریگا۔ کہ وہ تحقیق کریں کہ مختلف عقائد اسلامیہ میں سے عقیدہ سُنّیہ برحق ہے یا تشیع برحق ہے
وعلیٰ ہذالقیاس۔ اس تحقیق کیلئے وہ جس مذہب کے ممبر خاص کی طرف رجوع کریں گے۔ اس مذہب کا
ممبر جس امر کو حق سمجھتا ہوگا اسکی تبلیغ کریگا۔ یہ تبلیغ عام کانفرنس سے نہ ہوگی۔ بلکہ خاص
خاص مذہب کے ممبرونکی طرف سے ہوگی۔ اس صورت میں پہلے دعوت عامہ۔ پھر دعوت خاصہ
بلا مزاحمت ظہور پذیر ہوگی۔ اس پر شاید یہ سوال ہو کہ دعوت ممکن و جائز ہے تو پھر مضمون
جدید میں دعوت مشترک کو کیوں ناممکن قرار دیا گیا ہے؟ اسکا جواب یہ کہ موجودہ بانیوں اور
محرکوں کی موجودہ حالت کذب و نفاق کی نظر سے اسکو ناممکن کہا گیا ہے۔ کذب ایسا ذریعہ
بے اعتباری ہے کہ کسی ملت و نحلت اور کسی مذہب اور کسی فرقہ میں دروغگو اور منافق کے کسی
قول و اصول کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ دیکھو مذہب اہلسنت میں شہادت اہل بدعت مقبول
ہے۔ مگر فرقہ خطابیہ کی شہادت اسلیئے مقبول نہیں کہ وہ اپنے موافقین مذہب کی حق رسانی
کے لئے کذب بولنے کو جائز بلکہ ضروری جانتے ہیں۔ اور کانفرنس کے بانی مولوی امرتسری اسی
کذب و نفاق پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ گویا یہ کذب و نفاق انکی گھُٹی میں داخل ہے۔ عرصہ بارہ
سال سے جب سے کہ اونہوں نے تفسیر قرآن عربی میں لکھی ہے وہ اس کذب و نفاق پر قائم و مصر
ہیں۔ اور بارہ سال کا قبضہ حاصل کرکے اس کے واحد مالک بنے ہوئے ہیں۔ آپکے داخل ممبران
کانفرنس ہونیکی حالت میں ممکن نہیں کہ یہ کانفرنس اس اصول و شرط کی پابند رہے جو اسکے
دعوت عامہ کیلئے شرط ٹھہرائی گئی ہے۔ اسکی نظیر کانفرنس نام کی اہلحدیث کانفی ہے۔ امیر

اسکا دخل تام ہے تو ممبران کانفرنس کو اپنے عقیدہ دلی کے برخلاف اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کو (جنپر تمام علمائے ممبران کانفرنس کو سوائے تین شخصوں (۱) خود بدولت بانی کانفرنس (۲) مولوی حافظ عبداللہ غازیپوری (۳) مولوی عبدالعزیز واعظ رحیم آبادی جو زبان سے تو ان اصول سے اقراری ہیں مگر دل سے انکاری (صفحہ ۱۲۳ ملاحظہ ہو) کے یکزبان ہو کر متفق ہیں) کانفرنس کے جلسوں میں پڑھنے نہیں دیتا۔ اور اس کانفرنس کو کٹھ پتلی کی طرح اپنے ہاتھ پر رقص کرا رہا ہے۔ اسکے جواب میں وہ کہے گا اور ضرور کہیگا کہ جھوٹ ہے۔ اور اس کذب ثابت کرنے پر انعام دینے کو تھیلی کا منہ کھول دینے کو تیار ہو جاویگا۔ چنانچہ اجماع و آثار سے ثابت کرنیکے ثبوت پر ایکسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ اسی اخبار میں وہ کر چکا ہے۔

اس کے اس دعوے پر خاکسار اس کے اکاذیب کے کذب ثابت کرنیکے لئے تیار ہے اور ایک فہرست چھاپ چکا ہے۔ جو صفحہ ۳۰۷ سے صفحہ ۳۴۵ تک اس جلد میں چھپ چکے ہیں۔ اوران اکاذیب کے [illegible] شہادات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اوران اکاذیب کے تصفیہ کے لئے وہی منصف میاں فیروزالدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کافی ہیں۔ جو پہلے سے ہم دونو میں منصف مقرر ہو چکے ہیں۔ میاں صاحب جب بلادیں گے میں وہ فہرست لیکر حاضر ہو جاؤں گا۔

ان سو نمبر اکاذیب سے بعض کذبات جو علم اور علماء کے تصفیہ کے متعلق ہیں۔ اُنہیں میاں صاحب موصوف علماء مسلمہ فریقین سے استفسار کرکے رائے لے سکتے ہیں۔ پھر جسکے حق میں علماء مسلمہ جو فیصلہ کریں اس فیصلہ کے مطابق میاں صاحب سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا قرار دیکر انعام دینے یا جرمانہ لینے کا کامل اختیار رکھتے ہیں۔

اس جواب میں مولوی ثناء اللہ کے دونو چیلنج کا جواب بھی آگیا۔ وہ ان سو اکاذیب سے کذب نمبر اوّل یا کذب نمبر صدم یا جس جس کذب کے کذب نہونے کا مدعی ہو اس کے کذب نہ ہونیکا ثبوت دینے پر وہ مجھ سے سو سو روپیہ انعام لے سکتا ہے جو پیشگی مجلس تصفیہ میں رکھوایا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ بھی اسقدر پیشگی رکھوائے۔ اس کذب و نفاق سے ممبران کانفرنس علماء پاک و صاف ہو جائینگے۔ تو ہماری پیشگوئی وہ تجویز جسکی الوقوع و قابل عمل ہو جائیگی۔ اور کانفرنس علماء حل

سکے گی اور کامیاب ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق۔

مولوی ثناء اللہ کا مطالبہ انعام پر مستوجب جرمانہ ہو جانا

اور مصرعہ "مرا خواندی و خود بدام آمدی" کا مصداق ہو جانا

اور آخر بھاگ کر ہمیشہ کیلئے ہمارے انعام و تخاطب و کلام سے محروم ہو جانا

عرصہ بارہ سال سے ہمارا اپنے روحانی فرزند مولوی فاضل ثناء اللہ سے ناصحانہ تخاطب رہا۔ اور تین سال کی جلدوں ۲۰-۲۱-۲۲ رسالہ اشاعۃ السنہ میں اسکی ہدایت و فہمائش میں دس مضامین رفق و ملائمت کے متضمن شائع کئے گئے۔ ان مضامین کا اسپر اثر نہ ہوا۔ تو اور مضامین شدت اور عقوبت کی جلد ۲۳ میں درج کرکے عرصہ آٹھ سال تک چھاپ چھاپ کر خاص کر اُسکے اور اُس کے ہمخیال اشخاص کے پاس اُن ہی کی فہمائش کیلئے روانہ کئے۔ پبلک میں شائع نہ کئے۔ یہانتک کہ چند اجزاء ان مضامین مطبوعہ کے، محافظوں نے جو در پردہ ثنائی تھے،* تلف بھی کر دیئے جو دوبارہ بصرف زر کثیر چھپوانے پڑے۔ اس عرصہ میں ہم دونو کی منازعت میں تین منصف بھی مقرر ہوئے۔ (۱) مولوی رحیم اللہ امرتسری [illegible] (۲) [illegible] خان صاحب وزیرآبادی (۳) میاں فیروزالدین صاحب امرتسری۔ اُن تینوں سے دو منصفوں کا فیصلہ خاکسار کے حق میں ہوا ہے۔ اول منصف کا فیصلہ تو جلد ۲۳ کے صفحہ (۵۷) سے (۶۲) تک درج ہے۔ تیسرے کا فیصلہ بابو جیون خاں صاحب پنشنر سٹیشن ماسٹر بٹالہ اور شیخ محمد عمر صاحب بٹالوی معتقد ثناء اللہ اور مولوی ابو تراب حکیم عبدالحق امرتسری کے سامنے ان کی زبان سے نکلا ہے کہ میری رائے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے فیور (Favour) میں ہے۔" گو اسکا اظہار انہوں نے باضابطہ کھُلے طور پر نہیں کیا۔ زائد عرصہ ایک سال سے اسکا وعدہ چلا آتا ہے۔ یہ سنکر مولوی ثناء اللہ نے ان کو منصفی سے سبکدوش کرنے کے خطوط بھی لکھ دیئے ہیں۔ اب چونکہ ایک تو اُن دونو کی تسلیم منصفی سے ثناء اللہ نے انکار کر دیا ہے دوم اس عرصہ میں ایکسَو سے زیادہ جھوٹ سفید اپنی اخبار وغیرہ تحریرات میں اُسنے مشتہر کئے ہیں جن کا کذب ہونا خود اسی کی تحریر سے اور اس کے مخلص احباب ہمخیال و مثال ابراہیم سیالکوٹی کی تحریر سے ثابت و مدلل ہو کر چھپ چکے ہیں اور اس عرصہ میں قرعہ ملتان

*وہ منشی عبداللہ نقشہ نویس ساکن مانوال ضلع لودیانہ حال مقیم لاہور نام کی انجمن اہلحدیث کا سکرٹری

میں اُس کے مُنہ سے یہ کلمہ نکل چکا ہے کہ "جھوٹ بولنے والا مسلمان نہیں ہوتا" جو صفحہ (۳۵۰) جلد ہذا میں درج ہو کر اس کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اور اسکی اخبار ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء یا سنہ ۱۹۱۴ء میں اس کا یہ قول بھی شائع ہو چکا ہے کہ "میں جھوٹے کو مشرک سے بدتر جانتا ہوں"۔ سوم اپنے اس فتوے اعتقاد ظاہر کرنے کے ساتھ وہ خاکسار کے حق میں دشنام دہی اور سخت کلامی بھی کرنے لگ گیا ہے اور لفظ "گدھا" "رقاص" وغیرہ استعمال میں لایا ہے صفحہ (۲۸۰ و ۳۰۰) جلد ہذا ملاحظہ ہو۔ چہارم اس پر طرفہ یہ ہے کہ مذہب نیچری سید احمدی کے مضامین کی وہ اپنی اخبار میں اشاعت کرتا ہے۔ اور اپنے درس قرآن میں انکی اشاعت جاری رکھتا ہے پنجم یہ کہ وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہونے کا مدعی ہو گیا ہے اور اسکو اپنا پیشوا قرار دینے کا مرتکب ہوا ہے۔ مضمون "فرقہ جدید" میں جو اپنے اخبار ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء میں اُس نے شائع کیا تھا۔ اور پھر اسکو مستقل پمفلٹ کی صورت میں مطبع شوکت الاسلام مدراس میں چھپوا کر شائع کرایا۔ اسکے صفحہ ۵ و ۶ میں محمدؐ بن عبدالوہاب کو علامہ کے خطاب سے یاد کرکے اس پمفلٹ کے صفحہ [illegible] کی تعلیم سے ہم نے کیا حاصل کیا۔ یہی کہ ؎

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن پس حدیثِ مصطفےٰ بر جاں مسلم داشتن"

پھر اس پمفلٹ کے صفحہ ۷ اور ۱۰ میں کہا ہے "اور بس" اور یہی لفظ اور بس اُس نے مضمون اسلام اور اہل حدیث میں جو پہلے اخبار ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء میں پھر مستقل پمفلٹ کی صورت میں اس نے شائع کیا ہے۔ لکھ کر یہ جتایا کہ قرآن حدیث کے علاوہ اجماع و آثار صحابہ سے اس نے بائیکاٹ (علیحدگی) اختیار کی۔ اور یہی تعلیم اس نے محمدؐ بن عبدالوہاب نجدی سے حاصل کی ہے۔ اور اسی میں یہ اسکا پیرو ہو گیا ہے۔ اور وہ اسکا پیشوا ہے۔ مگر علماء اہلسنت ہندوستان و پنجاب سے محمدؐ بن عبدالوہاب کے اس خیال بائی کاٹ اجماع و آثار میں کوئی اس سے متفق نہیں ہے۔ بلکہ علماء اہلحدیث سے نواب صاحب بھوپال اپنی کتاب اتحاف النبلاء میں بصفحہ ۴۱۲ محمدؐ بن عبدالوہاب کے ان خیالات سے جنہیں وہ تمام مسلمانان اہلسنت کا مخالف ہے اور ان کے قتل و تکفیر کا حکم دیا تھا۔ اپنا خلاف ظاہر کر چکے ہیں جو اشاعۃ السنۃ جلد (۲)

اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۶۱ و ۲۷۰ وغیرہ میں منقول ہے۔ اس وجہ وجیہ سے اور پہلی چار وجہوں سے میں نے اپنے دل سے یہ عہد کر لیا تھا کہ آئیندہ ایسے ضدی بدگو و دشنام دہ نیچری اور ابن عبدالوہاب نجدی کی عظمت اور علامہ ہونے کے اعتقاد سے اسکے پیرو ہونے کے برملا مدعی اور اس وجہ سے وہابی کہلانیکے مجوز و مستحق اور باعتراف خود مشرک و بحسب فتوائے خود کافر و منافق سے بحث و خطاب و سلام کلام ترک کرونگا اور کبھی اسکو منہ نہ لگاؤنگا۔ و بناءً علیہ جب اگست ۱۹۱۶ء کو وہ بٹالہ مسجد لوہاراں میں پہنچا اور بر طبق مثل مشہور تو مان نہ مان میں تیرا مہمان" خاکسار کی مسجد میں آکر مجھے سلام کہکر خواستگار مباحثہ ہوا تو میں نے اسکے سلام کا جواب نہ دیا اور گفتگو سے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے مسجد لوہاراں میں پہنچکر عبدالکریم لوہار کے ہاتھ اس مضمون کا خط بھیجا کہ آپ جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۲ میں حلفاً وعدہ دے چکے ہیں کہ اگر آپ کے دو دعوے جو صفحہ مذکور سے پہلے بیان ہو چکے ہیں ثناء اللہ یا کوئی اور غلط ثابت کر دے تو میں اسکو تین سو روپیہ انعام دونگا۔ لیجئے میں ان دعووں کا غلط ہونا ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ آپ تین سو روپیہ کسی امین کے پاس کھوادیں۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر میں نے فوراً تین سو روپیہ کے نوٹ ثناء اللہ کے ایک معتقد اور اسکے اخبار کے خریدار حافظ خدا بخش کتب فروش و دیگر تین اشخاص کے پاس رکھوا کر ان چاروں کا خط اس مضمون کا کہ اگر آپ حسب قرار داد [illegible] روپیہ دیا جائیگا۔ اس خط کے پہنچنے پر ثناء اللہ نے دوسرا نیا سوال پیش کر دیا کہ وہ روپیہ آپ لوگ امرتسر کے غلاں سوداگر کے پاس بھیجدیں۔ اس سوال کو حضیلہ اور گریز کا بہانہ سمجھ کر نامنظور کیا گیا۔ تو پھر ان لوگوں نے ثناء اللہ کے گریز کا یقین کر کے خاکسار کو روپیہ واپس کر دیا۔ اس پر ثناء اللہ نے متعدد قلمی تحریروں میں وہی مطالبہ کیا تو اسکا جواب اسکو یہ دیا گیا کہ "مشتیکہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"۔ اس پر بھی اس نے اپنے اس مطالبہ کو کھلی چٹھی میں مستقل طور پر چھپوا کر اور بضمن اپنے اخبار اور اخبار ستارہ صبح ۲۱ نومبر ۱۹۱۶ء چھپوا کر مشتہر کیا تو اسکا جواب اسکو ستارہ صبح ہفتہ وار ۲ دسمبر ۱۹۱۶ء میں مضمون "حیا و بے حیائی" کے عنوان سے یہ دیا گیا کہ جس سوال (امرتسر کی دوکان میں روپیہ پیشگی جمع کرانے) کا جواب تمکو چار دفعہ دیا گیا ہے اسکا پھر اعادہ برخلاف حیا ہے۔ تو اسکے جواب میں اس نے ستارہ صبح ۲۰ دسمبر میں پھر اسی سوال مطالبہ پیشگی انعام کا اعادہ کیا۔ اور علاوہ براں ایک سوال جدید یہ پیش کر دیا کہ وہ تین سو روپیہ مولوی ظفر علیخان کے پاس پیشگی رکھوادیں۔ اسکا جواب اسکو یکم جنوری ۱۹۱۷ء میں صاحب سنسر پریس سے پاس کرا کے انہیں کے ذریعے اخبار ستارہ صبح میں بھیجا گیا کہ میرا تین سو روپیہ بلکہ زائد روپیہ سنسر صاحب کے پاس (جو میرے عزیز رشتہ دار ہیں اور مولوی ظفر علیخان کے دوست ہیں) پرائیوٹ طور پر جمع ہے جب تم میرے دعوے

غلط ثابت کروگے مولوی ظفر علیخان سنسر صاحب سے تین سو روپیہ لیکر فوراً تمکو دیدیں گے میری طرف سے انکو اجازت و اختیار حاصل ہے۔ میرا یہ جواب معلوم نہیں ستارہ صبح میں کیوں شائع نہیں ہوا سنسر صاحب اسکو پاس کرنے اور اخبار میں بھجوادینے کے شاہد موجود ہیں جو چاہے ان سے دریافت کرسکتا ہے۔ پھر مولوی ثناء اللہ نے اس روش اور چال کو بدلکر ۱۱ فروری ۱۹۱۸ء کو ایک خط اور اسکی تائید و تفصیل میں زبانی پیغام محمد الدین ثنائی ساکن بٹالہ کی وساطت سے اس مضمون کا بھیجا (جو ۱۰ فروری کو مجھے ملا) کہ آپنے جلد ۲۳ رسالہ اشاعۃ السنہ میں یہ دعوے کیا ہے کہ میں نے ثناء اللہ کا ایک سو جھوٹ بولنا ثابت کیا ہے اسکا تصفیہ مسجد چینیانوالی لاہور کی ایک مجلس عام میں بموجودگی مسلمہ منصف ہوجاوے۔ اگر آپ میرا جھوٹ ثابت کردیں گے تو میں فی جھوٹ پانچ روپیہ آپ کو انعام دونگا اور در صورت آپ کی ناکامی کے آپ کو مجلس عام میں صرف توبہ کرنا ہوگا یعنی آپ سے کچھ جرمانہ یا تاوان نہ لیا جائیگا۔ یہ بات وہ پہلے بھی اپنے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء میں کہہ چکا ہے کہ ”جتنے میں آپکا دعوے غلط ثابت ہوا اسکے متعلق آپ سے جرمانہ نہ لیا جائیگا صرف تحریری معافی مانگنی ہوگی۔ اس رقعہ کے جواب میں ۱۸ فروری ۱۹۱۸ء کو خط نمبری ۶۰ میں شیخ محمد عمر صاحب کے سامنے حامل رقعہ ثنائی کو یہ لکھکر دیا گیا کہ پہلے اپنے اس خط مرقومہ ۱۱ فروری کو اپنے اخبار [illegible] رسال کریگا اُسکو بلا کم و کاست درج اخبار کردیا جائیگا۔ پھر تمہارے رقعہ کا مفصل جواب دیا جائیگا۔ مجمل جواب یہ ہے کہ میں تمہارا ایک سو جھوٹ جلسۂ عام میں ثابت کرنیکو تیار ہوں۔ میرے اس خط کا جواب ثناء اللہ نے ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء تک کچھ نہ دیا تو میں نے ۱۱ مارچ کو یہ اشتہار چھپوا کر امرتسر وغیرہ میں مشتہر کردیا۔ **اشتہار اول**۔

”مولوی ثناء اللہ کی دروغگوئیوں چالاکیوں اور دہوکہ بازیوں کا اظہار۔ اور اُسکے خلاف کے اثبات پر ایک سو روپیہ سے ایک ہزار تک کا وعدہ۔ و اشتہار۔ مولوی ثناء اللہ نے جسقدر اپنے معتقدوں جاہلوں اپنے اخبار کے خریداروں میں نام پایا ہے۔ اور ہندوؤں آریوں اور متعصب مقلدوں بے علم مرزائیوں و ناواقف بدعتیوں سے مباحثہ کرکے اپنے دام افتادہ احمقوں سے شیر پنجاب کا لقب و خطاب حاصل کیا ہے اسمیں علم و انصاف و تہذیب و اخلاق کا اسقدر بھی دخل نہیں جسقدر کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ اسکا اکثر حصہ دروغگوئی دہوکہ دہی اور مسخرہ پن اور ہنسی ہوتی ہے اور اسی مضمون کی شعر خوانی و بس۔ اہل علم سمجھدار اسکے کسی جلسہ مباحثہ میں کسی ضرورت یا بلحیثہ سے احیاناً شامل ہوگئے ہیں تو وہ اس امر کا مشاہدہ و یقین حاصل کرچکے ہیں اور جلسہ میں یہ بات کہہ چکے سُنے گئے ہیں جسکو یہ اتفاق نہیں ہوا وہ گھر بیٹھے بیٹھے اسکی اکاذیب دہوکہ بازیوں اور مسخریوں کی سیر رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ میں ملاحظہ کرلے

جو عرصہ آٹھ سال سے اسکی اس قسم کی کارستانیاں جمع کر رہا ہے اور اب اسکے ذخیرہ کو پبلک کے سامنے اس وعدہ و اشتہار کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ جو شخص اس رسالہ کے بیان کردہ اکاذیب سے ایک کذب اوّل یا آخر یا کسی ایک کا صادق ہونا ثابت کرے وہ ایک سو روپیہ انعام لے جو دو کا اثبات کرے وہ دو سو لے و علیٰ ہذا القیاس لغایت ایکہزار۔ اس اشتہار میں اسکی دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی مثال اُسکا اس خاکسار کے فتوی سے جو عبدالکریم لاہوری ثنائی نے مجھ سے حاصل کرکے ثناء اللہ کو دیا۔ اور اُس نے اسمیں چھانٹ کاٹ کرکے اسکو اپنی دردناک اپیل میں درج کرکے اہلحدیث لاہور میں مشتہر کیا۔ اس فتوی سے صرف میرا اسقدر قول نقل کیا کہ " اسمیں سلف صالحین کا اختلاف نہیں کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت ازلی ہے اور اسکو کلامِ نفسی کہا جاتا ہے"۔ اور اسکے معنے وہ مراد رکھے جو اس نے اپنے رسالہ الکلام المبین کے صفحہ ۹۴ میں از خود گھڑے ہوئے اور اپنے جاہل اور احمق معتقدوں میں پھیلائے ہوئے اور ناحق و بہتان کے طور پر اہلسنت کیطرف منسوب کئے ہوئے ہیں۔ وہ کیا ہے " علمِ الٰہی " جسکو اُس صفحہ کی سطر ۴ میں بیان کرکے سطر ۹ و ۱۰ میں یہ بکا ہوا ہے کہ " قرآن علوم معانی کا نام ہے جسکو اہلسنت کلامِ نفسی کہتے ہیں"۔ حالانکہ فی الواقعہ اور نفس الامر میں اہلسنت کے نزدیک کلام نفسی خدا تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ جیسے سمیع و بصیر و خالق وغیرہ صفات ہیں۔ کوئی سنّی ایک صفت خداوندی کی تاویل دوسری صفت سے نہیں کرتا ہر ایک صفت کو تسلیم کرکے اسکی حقیقت و تاویل میں تفویض مسلّم کل اہلسنت والجماعت ہے۔ اور اس اپیل میں یہ لکھ چکا ہے " میںنے اس مسئلہ کے متعلق اپنی کتابوں میں جو لکھا ہے یعنیہ وہی معنے اہلسنت کی معتبر کتابوں میں ہے۔ تفسیر کبیر۔ فتاوی ابن تیمیہ۔ شرح عقائد۔ شرح فقہ اکبر وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ ان کے علاوہ زندہ علماء سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا فتوی بغور سنیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں اسمیں سلف صالحین الیٰ آخرما نقل و تفوّہ"۔ یہ مفتری اپنی تاویل کلام نفسی کو اہلسنت کا قول بناتا ہے اور اُنپر افترا کرتا ہے۔

دوسری مثال جب اس نے دیکھا کہ میری صدہا کفریات کی نظر سے قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری نے مجھپر فتوے کفر و خارج از اسلام ہونیکا لگایا ہے جسکے ساتھ بہت سے علمائے اسلام نے اتفاق کرلیا ہے اور میری ایک سوا اکاذیب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ میں درج ہوکر مجھپر میرا ہی فتوی مجلسِ وعظ ملتان کا کہ " کذاب مسلمان نہیں ہوتا" جڑا گیا ہے۔ تو پھر بر طبق مثل مشہور " ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم کا ایک حلفی بیان عدالت انگریزی اُسکو فتوی شرعی قرار دیکر بعنوان " مولانا عبدالجبار صاحب کا حلفی بیان" مشتہر کردیا۔ اور اسمیں اپنے احمق ناظرین کو یہ دہوکہ دیا کہ مولوی عبدالجبار صاحب نے

اُسکے خارج از اسلام نہ ہونیکا فتویٰ دیا ہوا ہے حالانکہ درحقیقت وہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ مولوی صاحب مرحوم کا عدالت انگریزی میں اُسوقت کا ایک بیان ہے جس وقت تک ثناء اللہ کے اِن کفریات کا عام اشتہار نہ ہوا تھا جنپر اُسکے حق میں فتویٰ کفر اب لگایا جاتا ہے۔ مولوی عبدالجبار صاحب اِسوقت زندہ ہوتے تو ان موجباتِ کفر کو دیکھ اور سُنکر سب سے پہلے مکفر اور دائرہ اسلام سے اُسکے مخرج وہ ہوتے جیسا کہ اُنکے بیٹے اور شاگرد ہو رہے ہیں۔ ثنائی پارٹی میں کوئی اِتنی سمجھ و انصاف نہیں رکھتا جو حلفی بیانِ عدالت کو اسوقت کے پیش آمدہ واقعات کی نسبت فتویٰ قرار دینے کو مغالطہ سمجھے۔ الیس فیکم رجل رشید۔ اِس مثال کی مزید تفصیل مولوی عبدالحق صاحب سیالکوٹی کے اشتہار "دردناک اپیل" میں دیکھو۔

راقم ثناء اللہ کا دادا اُستاد و پیرانہ نبض شناس ابوسعید محمد حسین بٹالوی۔ مولف اشاعۃ السنہ الاسلامیہ

اس کے جواب میں ثناء اللہ نے ۱۴ مارچ کے اشتہار میں پھر وہی سوال (مطالبہ پیشگی انعام تین سو روپیہ سابق باضافہ ایکہزار روپیہ انعام تصحیح الاکاذیب کل تیرہ سو روپیہ دوکان امرتسر میں جمع کرانیکا) پیش کیا۔ اور اسکے ساتھ ایک سوال یہ بھی بڑھا دیا کہ سچ و جھوٹ کے تصفیہ کے لئے کوئی بیرسٹر منصف مقرر ہونا چاہیئے جسکا جواب اسطرح دیا گیا (نقل اشتہار ۱۷ مارچ بجواب اشتہار ۱۴ مارچ)

"حیا اور بے حیائی بجواب اشتہار ۱۴ مارچ ثنائی" ۔ حدیث صحیح میں وارد ہے اِنَّ مِمَّا ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جسکا خلاصہ ترجمہ یہ مصرعہ ہے ع "بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن"۔ اور اسی کے مطابق یہ رباعی کہی گئی ہے ؎ آنانکہ بچشم بر گل تحقیق واکنند ٭ از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند ٭ در بحثے کہ غیر خموشی علاج نیست ٭ از ہر ہرزہ است اینکہ چون چرا کنند

مولوی ثناء اللہ نے خاکسار کے انعامی اشتہار ایکہزار کے جواب میں جو اشتہار ۱۴ مارچ کو شایع کیا ہے اس میں اس حدیث اور رباعی کا خلاف کیا ہے۔ اس میں پانچ باتیں خلافِ حیا درج کی ہیں۔ اوّل۔ اس اشتہار کے عنوان کے نیچے یہ مصرعہ لکھا ہے "وما مواعیدھا الا الاباطیل" جس سے یہ جتایا ہے کہ ابوسعید کے جملہ وعدے باطل یعنے جھوٹے ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ ابوسعید کا اشتہار مذکور اچھا خاصہ دشنام نامہ ہے سوم یہ کہ ایکہزار روپیہ اس اشتہار کا اور تین سو روپیہ اس انعام کا جو اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے کل تیرہ سو روپیہ پیشگی رکھوا دیں اسکے بعد کوئی منصف مقرر کریں۔ چہارم یہ کہ رقم انعامی امرتسر کے سوداگران چرم کی دوکان میں امانت رکھوا دیں۔ پنجم یہ کہ تصفیہ مضمون کے لئے علماء دیوبند کو منصف مقرر کریں اور تصفیہ سچ و جھوٹ کے لئے فلاں فلاں بیرسٹروں میں سے ایک کو منصف بنا دیں۔ میں ان پانچوں باتوں کو

بے حیائی جانتا ہوں اور اپنے اشتہار سابق کے عنوان "مولوی ثناء اللہ کی دروغگوئیاں۔ چالاکیاں اور دھوکہ بازیاں" کے ساتھ چوتھے نمبر بیحیائیوں کا اضافہ کرتا ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان باتوں کو حیا سمجھتے ہیں تو ایک جلسہ عام روز جمعہ بمقام لاہور مسجد چینیاں والی میں جو انکے خط ۱۱ مارچ اور اُسکے جواب منجانب خاکسار مورخہ ۱۷ مارچ میں متعین ہو چکا ہے۔ پہلے انہی پانچوں باتوں کے حیا یا بیحیائی ہونیکا تصفیہ بمجارٹی اکثر حاضرین سے کرالیں۔ پھر اگر ان پانچوں باتوں کو اکثر حاضرین نے بیحیائی قرار دیا تو مولوی ثناء اللہ ان باتوں کو واپس لیکر پیشگی کسی امین کے پاس رکھوانیکا سوال چھوڑ دیں۔ اور اصل متنازعہ فیہا "ان سو اکاذیب" کذب نہ ہونا ثابت کرکے مجھ سے ایکہزار روپیہ جس کو میں ساتھ لیکر آؤنگا وصول کریں اور بصورت کذب ثابت ہونے ان اکاذیب کے پانچسو روپیہ جرمانہ جسکو ساتھ لانا انکے ذمہ ہے وہ مجھے دیدیں میں اُس وقت وہ روپیہ کسی غریب اسلامیہ انجمن کو دیدونگا۔ اور اگر ان باتوں کا حیا ہونا مجارٹی کے فیصلہ سے ثابت ہوگیا تو وہ ایکہزار روپیہ مجھ سے لیکر کسی امین کے پاس رکھوالیں اسکے بعد ان اکاذیب کا صادق ہونا ثابت کرکے اس روپیہ کو اپنے مِلک و تصرف میں لاویں۔ رہا تین سو روپیہ موعودہ صفحہ ۲۲۰ رسالہ اشاعۃ السنۃ سو اُسکا مطالبہ چھٹی بیحیائی ہے جسکا بیان ابھی آتا ہے۔

مگر چونکہ مجھے امید [illegible] ثناء اللہ [illegible] کیطرف جو کچھ اور میدان مجمع عام میں میرے سامنے نکلے جسکا تجربہ بارہ برس سے مجھے ہو چکا ہے۔ نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار اُس سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ لہذا میں ان پانچوں باتوں کا بیحیائی ہونا اس تحریر کے ذریعہ پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور انہی سے داد چاہتا ہوں۔

نمبر اوّل اسلئے بیحیائی ہے کہ مینے کبھی کوئی وعدہ ثناء اللہ سے نہیں کیا جسکا مینے خلاف کیا ہو ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو ایک میری وعدہ خلافی پیش کرے اور اُسپر تین سو روپیہ انعام لے مگر اس شرط سے کہ جلسہ عام ہو اور منصف مجارٹی ہو۔

نمبر دوم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ میرے اشتہار مذکور میں صرف دو لفظ "جاہل و احمق" ثناء اللہ کے معتقدوں اور اسکو شیر پنجاب کا لقب دینے والوں کے حق میں بلا خطاب کسی خاص شخص کے بولے گئے ہیں۔ اور ثناء اللہ نے اپنے روحانی باپ (خاکسار) کے حق میں لفظ گدہا۔ رقاص۔ ہائے تیرے جھوٹے کی مجنونانہ بڑ۔ بکواس۔ ہذیان بہلے ہانس بیہودہ سرا۔ حرکت مجنونانہ۔ بیہودہ گو وغیرہ جن کی تعداد ۳۰ تک پہنچی ہوئی ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ کامل۔ اور اُسکا اخبار ۲۶ ستمبر ۱۹۱۰ء۔ ۷ اجولائی ۱۹۱۱ء ۲۶ اپریل و ۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء) ان الفاظ کی نظر سے اُسکا اخبار دشنام نامہ نہ ہو اور میرا اشتہار صرف ان دو لفظوں کے نظر سے دشنام نامہ ہو۔ یہ تجویز بیحیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر سوم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ ثناء اللہ نے اپنے خط ۱۱ مارچ ۱۹۱۲ء میں صاف کہا ہے کہ اگر ان

ستوا کاذیب کا جو میری نسبت بیان کیئے گئے ہیں سچ ہونا ثابت کردوں تو میں آپ سے کچھ نہ لونگا صرف آپکو توبہ کرنا ہوگا (شاید ثناء اللہ اس خط سے جو اسکا دستخطی ہے انکار کرجائے جیسا کہ اسکی عادت ہے اور مصرعہ "د ما مواعیدھا الا الاباطیل" بارہا اسپر صادق ہوچکا ہے) لہذا اسکے اخبار ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء کو پیش کیا جاتا ہے۔ اسمیں بھی وہ یہ بات کہہ چکا ہے کہ اگر میں ان واقعات میں سے کسی ایک میں جھوٹا ثابت ہوا تو ایک ایک جھوٹ پر پانچ پانچ روپیہ آپ کو دیتا جاؤنگا۔ اور جتنے میں آپکا دعویٰ غلط ثابت ہوا اسکے متعلق آپ سے جرمانہ نہ لیا جائیگا۔ صرف تحریری معافی مانگنی ہوگی۔ اب اس اشتہار میں اسکا انکار کرکے روپیہ طلب کرنا بیحیائی اور اپنی قے کو چاٹنا نہیں تو اور کیا ہے۔ خاکسار کا وعدۂ انعام ایک ہزار روپیہ محض احسان و افضال ہے۔ جسکو پورا کرنا بوقت پائے جانے شرط انعام کے میرا شرعی و اخلاقی فرض ہے۔ ثناء اللہ کا حق نہیں ہے کہ وہ اس معاف کردہ رقم کا مطالبہ کرے اور تھوک کر چاٹ لے۔ رہا تین سو روپیہ سو وعدہ صفحہ ۲۲۰ اشاعۃ السنۃ سو وہ بھی محض انعام و افضال ہے جسپر خاکسار نے قسم کھائی ہوئی ہے اور اسکا پیشگی ادا کرنیکا کبھی وعدہ نہیں کیا۔ شرط انعام کے پائے جانے پر وہ وعدہ پورا نہ کرونگا تو دین و دنیا میں میرا کیا اعتبار رہیگا۔ میں نے بطور تبرع و احسان اس شرط کے پورا ہونے سے پہلے بھی ایک دفعہ ۳۰۰ سو روپیہ مولوی ثناء اللہ [illegible] کے پاس امانت رکھوا دیا تھا۔ چنانچہ ثناء اللہ نے روزانہ اخبار ستارۂ صبح ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء میں اسکا اعتراف کیا ہے مگر جب اس نے یہ ناواجب شرط امرتسر کے سوداگروں کے پاس وہ روپیہ رکھوا دو پیش کرکے گریز اختیار کیا تو اسکو اطلاع دیکر اور وہ بھاگا لکھکر روپیہ واپس کرلیا۔ اب وہ پھر وہی شرط ناواجب پیش کرتا ہے۔ یہ بیحیائی نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر چہارم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ میں تین دفعہ ثناء اللہ کے سوال کا جواب بذریعہ رقعات اور ایک دفعہ بذریعہ اخبار ستارۂ صبح ہفتہ وار ۲ دسمبر ۱۹۱۹ء دے چکا ہوں کہ پیشگی مطالبہ انعام کا حق ثابت کرو پھر اسکے جمع کرانیکا محل تھا۔ وحق مطالبہ پیشگی ثابت کرنیکے بغیر جمع کرانے کی جگہ بتانا کھلم کھلی بیحیائی یا شیخ چلی کی سی عقل ہے صفائی ہے۔ میرا مضمون اخبار بیحیائی مشتہرہ ہفتہ وار ستارۂ صبح ۲ دسمبر ملاحظہ ہو۔

نمبر پنجم۔ اسلئے بیحیائی ہے کہ تصفیہ مضمون کے لئے علماء دیوبند کو منصف مان لینے کے ساتھ تصفیہ جھوٹ و سچ کے لئے کسی بیرسٹر کو منصف بنانا ان علماء کی توہین ہے یا شریعت کو کذب و صدق کے تصفیہ سے قاصر سمجھنا ہے جو بیحیائی ہونے کے ساتھ کفر بھی ہے۔ اگر شریعت سے انکاری ہوکر قانون کو منصف بنایا جائے اور اگر تمہارے نزدیک قانون دان بیرسٹر فقہاء و علماء اسلام کی نسبت احکام شریعت کے زیادہ واقف اور ماہر و حق کے پیرو و پابند ہیں تو کسی ایک ہی ایسے بیرسٹر کی نشاندہی کرو جو علماء سے بڑھکر احکام شریعت کا

واقف و ماہر و پیرو و پابند ہو۔ کم سے کم وہ پانچ وقت نماز پڑھتا ہو۔ اسلامی حکم مسلمہ شریعت خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب و اعفوا اللحی کا پابند ہو کر چہرے پر ڈاڑھی رکھتا ہو۔ اور اگر تمہارے نزدیک یہ حکم شریعت واجب العمل نہیں اور چہرے پر ڈاڑھی رکھنا اسلامی شعار سے نہیں تو تم خود اور جو تمہارے اس خیال میں شریک ہوں ڈاڑھیاں صفاچٹ کراؤ پھر کسی ڈاڑھی مونڈے بیرسٹر کو علماء اسلام کے مقابلہ میں منصف بناؤ۔ چہرے پر ڈاڑھی رکھنا اور کسی ڈاڑھی مونڈے بیرسٹر کو علماء کے ہوتے سچ اور جھوٹ کے تصفیہ کے لئے منصف بنانا بیحیائی نہیں تو اس سے بڑھکر بیحیائی اور کیا ہوگی۔

اگر اس خاکسار کی بیان کردہ صورتِ تصفیہ مجمع عام بروز جمعہ مسجد چینیاں والی سے فیصلہ منظور نہ ہو تو ان پانچوں باتوں کی بیحیائی نہ ہونیکا ثبوت بذریعہ اخبار یا اشتہار پبلک کے سامنے پیش کرو۔ ان دو صورتوں میں کے سوائے کچھ اور کروگے یا کہوگے تو سُنا نہ جائیگا اور اسکا جواب کوئی نہ ملیگا نہ پیشگی انعام کہیں رکھوایا جائیگا جسکی وجہ موجہ بیان ہو چکی ہے اور نہ بجز عام مجلس و پبلک اشخاص کسی خاص شخص عالم یا بیرسٹر کو منصف مقرر کیا جائیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اوّلاً تو تم شخصی منصف مقرر کرکے پھر جایا کرتے ہو۔ علماء دیوبند و سہارنپور کو تمنے منصف مانا اور پھر گئے (صفحہ ۳۰۵ و ۳۰۹ جلد ۳ ۲ اشاعۃ السنۃ اور اپنا اخبار ۱۱ و ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء دیکھو) پھر مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو تمنے منصف مانا پھر جب انہوں نے فیصلہ کیا اور خود ہی اسکو چھپوایا تم اب تک نہیں مانتے۔ پھر میاں فیروزالدین صاحب امرتسری کو تمنے منصف مانا۔ پھر جب یہ سن لیا کہ انکا فیصلہ ابو سعید کے حق میں ہے (جسکو اُنہوں نے متعدد اشخاص حکیم ابو تراب امرتسری اور بابو جیون خان لاہوری و شیخ محمد عمر صاحب بٹالوی کے پاس ذکر کیا تھا) تو ایک میرے نام کے خط میں تمنے یہ لکھدیا "ہم انکو منصفی سے سبکدوش کرتے ہیں" (اخبار اہلحدیث ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء صفحہ ۲) اور جب انکا وہ فیصلہ تمہارے برخلاف نکلیگا تم یہی بات کہوگے کہ ہم اسکو نہیں مانتے ہم انکو سبکدوش کر چکے ہوئے ہیں۔ اور ثانیاً تمہاری خوش قسمتی سے تمکو شخصی منصف بھی ایسے ملجاتے ہیں کہ منصف بنکر فیصلہ نہیں دیتے۔ مرزا ظفر اللہ خانصاحب وزیرآبادی منصف ہوئے تو منصفی سے پہلے مستعفی ہوگئے۔ میاں فیروزالدین صاحب امرتسری ہوتے دو سال سے منصف بنکر پرائیویٹ طور پر اپنا فیصلہ بعض اشخاص کو سُنا کر باضابطہ فیصلہ دینے کا وعدے پر وعدہ دیتے ہیں اور اسکا ایفاء نہیں کرتے لہذا بجائے شخصی منصف کے پبلک کی میجارٹی کا منصف ہونا ضروری ہے اور بس۔ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء۔

الراقم۔ ابو سعید محمد حسین بٹالوی۔

آیندہ بھی اگر اس اشتہار کے جواب میں اس سوال مطالبہ پیشگی انعام و تقرر منصف شخصی کریگا تو اسکا کوئی

جواب نہ دیا جائیگا اور اسکی تحریر کو آگ کی نظر کیا جائیگا۔ اور ایک مستقل مضمون بلا خطاب احدے یہ مشتہر کیا جائیگا کہ جو شخص حیا سے کام نہ لے وہ مسلمان کیا انسان بھی نہیں اور خنزیر یا کتا کہلانیکا مستحق ہے، جو بیحیائی میں ضرب المثل ہیں۔

ثناء اللہ اور اُسکی کل پارٹی (پنجابی ہو خواہ مدراسی وغیرہ) کے مباحثۂ خاکسار سے گریز و فرار پر ایک تازہ اور آفتاب جیسی روشن دلیل

۲۲ مارچ ۱۹۱۶ء ۹ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ کو معتمد انجمن نام کی اہلحدیث اور در حقیقت نیچری ثنائی وغیرہ پچمیل (جو ثنائی جماعت سے ملقب کی جاتی ہے) کا ایک نوٹس (اشتہار) نکلا ہے جسمیں باہمی نزاع و اختلاف کے تصفیہ کے لئے مولوی فقیر اللہ صاحب کو شاہپور پنجاب سے اور قاضی عبد اللہ صاحب کو راولپنڈی سے اور مولویان غزنوی کو لاہور و امرتسر سے طلب کیا ہے۔ اور وہ نوٹس بذریعہ رجسٹری یہاں ان سب کے نام ارسال کیا ہے، اور انکو لکھا ہے کہ جلسہ کانفرنس [illegible] ثناء اللہ بہ حیثیت سکرٹری کانفرنس ہونے کے ضرور آئینگے آپ لوگ بھی تشریف لائیں اور باہم تحریری و تقریری مباحثہ کر کے فیصلہ کر لیں۔ ان لوگوں میں سے (جنکو بلایا گیا ہے) رہگیا ہے تو یہی خاکسار جو ہشتاد سالہ کہن سال جو اکثر مدعوین کا اُستاد ہے۔ اور گورنمنٹ و قوم میں اس فرقہ کا مسلم ریپریزنٹیٹو و لیڈر اور اس فرقہ کا پورا نام اور مٹا ہوا نام اہلحدیث قوم اور گورنمنٹ سے مقرر کرانے والا اور اسکے بدلے نک نیم (بدنام) لقب وہابی کو سرکاری کاغذات میں موقوف کرانے والا رہگیا ہے۔ باوجودیکہ پہلے ہر سال (بجز گذشتہ سال جلسہ کلکتہ) کے جلسہ میں شریک ہونیکا خواستگار رہا اور جلسہ امرتسر و فیشاور سے اسکو صاف یہ جواب ملا کہ آپ جلسہ میں آئینگے تو خون ہو جائیگا۔ جلسہ علیگڈہ میں میرے وکیل بھیجنے پر اجازت ملی تو جلسے کے دوسرے دن جبکہ میرا بٹالہ سے علیگڈہ پہونچنا ناممکن تھا۔ چنانچہ اسی جلد ۲۳ صفحہ ۵ میں اسکی تفصیل ہو چکی ہے۔ جلسہ مدراس میں اسکو نہ بلانا اور مدراس سے سَو سَو کوس دور کے فاصلہ سے مولوی فقیر اللہ اور عبد اللہ صاحبان کو بلانا اس امر کی آفتابی دلیل ہے کہ شیر پنجاب ثناء اللہ اور اُسکی ذریات شیر بچے مدراسی وغیرہ اپنے بزرگ بابا کے ساتھ بازی کرنے سے عاجز ہیں اور اسمیں انکو اپنے علم و صدق و دیانت کی قلعی کھلنے کا خوف ہے لہذا وہ بزبانِ حال اپنے شیر پنجاب اور دیگر شیر بچوں کے حق میں اب یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

گر بہ تقدیر است در گرفتن ہوش ؎ لیک ہوش است در مصاف پلنگ

اسکے سوا نہ بلانے کی وجہ وجیہ جسکا میں جواب نہ دیسکوں کوئی شخص پیش کرے تو مجھسے سو روپیہ انعام لے کفالت روپیہ کی میری قسم ہے۔ واللہ میں اسکو سو روپیہ انعام دونگا۔ اور منصف صحت وجہ وجواب وجہ پبلک کی پنچایت اور جولانگاہ آرائے پنچایتی ثناءاللہ کا اخبار اور ہمارا رسالہ۔

راقم۔ ابوسعید محمد حسین بٹالوی

⁂

یک نشد دو شد

مسلمانان اہلحدیث کی بدقسمتی سے آگے انکے سر پر ایک بلا (اہلحدیث کانفرنس) تو قایم تھی ہی جسکا ناخدا اور اسکو اپنے ہاتھ پر پتلی کیطرح نچانے والا سکرٹری ثناءاللہ امرتسری ہے جو بقول خود وہابی نجدی و باعتراف خود مشرک وبحسب فتوے خود کافر اور اپنے عمل و اصول کی شہادت سے انکار حجیت اجماع وآثار اتفاقیہ سلف کے سبب معتزلی۔ شیعہ۔ خارجی و مرزائی ہے۔ اور اس کانفرنس سے فرقہ اہلحدیث کو بجز نقصان مال اور وقت کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا مگر یہی کہ اسکے قیود سے مسئلہ اصول حجیت اجماع صحابہ منسوخ ہوگیا باوجودیکہ اسکے اخص ارکان قدیم پریزیڈنٹ وغیرہ ممبران نے اُن اصول کو مان لیا ہوا ہے مگر وہ الیلا سب پر غالب آیا ہے اور اس نے اُن اصول کو اصول کانفرنس قرار پانے نہیں دیا جسکی تفصیل جلد ۲۳ میں ہوچکی ہے۔ اب دوسری یہ بلا اُنکے سر پر آپڑی ہے کہ اسی جامع صفات وکمالات مذکورہ نے لاہور کی مردہ انجمن اہلحدیث کو جسکا ذکر جلد ۲۳ کے صفحہ ۲۹۷ پر ہوچکا ہے کام کی جہت سے کالعدم کہکر وبادعائے خود اُسکو عدم سے وجود میں لاکر اسکا نام انجمن اہلحدیث اشاعت اسلام رکھا ہے جو ترکیب نحوی عربی کی نظر (جسمیں مضاف مقصود ہوتا ہے اور مضاف الیہ صرف قید خارج از مقصود ہوتی ہے) بھی غلط ہے اگر انکا مقصود وارادہ یہ ہے کہ یہ وہ انجمن اشاعت اسلام ہے جو اہلحدیث نے قایم کی ہے تو اسکا نام انجمن اشاعت اسلام اہلحدیث ہونا چاہیے تھا۔ یہ تو اسکی بسم اللہ ہی غلط نکلی۔ اب اسکی تالیف وترتیب میں فساد ونقصان بیان کیا جاتا ہے۔ ناظرین اہلحدیث اس تالیف وترتیب کو سنیگے تو فوراً اُسپر عربی اور فارسی کے اشعار پڑھکر یہ ریویو کرینگے جو خاکسار نے اس کانفرنس کے قایم ہونیکے وقت اسپر کیا تھا ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم ؎ سیھدیھم طریق الھالکینا ؎ گر ہمیں مکتب است وایں ملا ؎ کار طفلاں تمام خواہد شد

وہ ترتیب یہ ہے کہ اسکے صدر مولوی ابراہیم سیالکوٹی بنے ہیں جو انکار اجماع وحجیت آثار سلف میں

دوسرے ثناء اللہ (کَاَنَّہٗ ۔ھُو) ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ اُنکے صفات عدیدہ مذکورہ میں پورے حصہ دار ہیں اور اُسکے نائب صدر میاں سلطان بخش دریائی باف لاہور ہیں خدا تعالیٰ اُنکے پیشہ دریائی بافی میں برکت دے اور جو آجکل اُسمیں کسادبازاری و نقصان ہو رہا ہے اُسکو دور کرے ۔ وہ آگے تو ثنائی نہ تھے بلکہ ثناء اللہ کے خیالات محدثیہ نیچریہ کے خاکسار کے پاس (جو چالیس سال سے اُنکا رہبر و مقتدا رہا ہے) شاکی رہتے تھے اسکی تصدیق میں خاکسار کے نام اُنکا ایک خط بحذف بعض فقرات خارج از مقصد نقل کیا جاتا ہے۔

استفسار ۔ از جناب مولانا فخرِ قوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب محدث بٹالوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ ۸ جنوری ۱۹۰۶ء کو میرا جانا امرتسر ہوا چونکہ اُس روز جمعہ تھا۔ جمعہ پڑھنے کا اتفاق مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کے پیچھے ہوا۔ خطبہ میں جناب ابوالوفاء نے سورہ دھر کی چند آیات پڑھیں۔ آیۃ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ قرآن مجید میں نہیں لکھا کہ کون اس چشمہ کو چیر لیجائیگا فرشتے یا انسان یا خود بخود بانکلے لگ جائینگے ۔ دوسرے دن اُنکا درس قرآن سُننے گیا تو تقریر میں آیت اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ آئی تو مولوی صاحب نے سمجھایا کہ دریا ٹھہر گیا۔ مگر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ سید احمد نے اسکے معنے کئے کہ لاٹھی لیکر دریا میں چل ۔ اور حکیم نورالدین نے اسکے معنے کئے ہیں کہ قوم کو لیکر دریا میں چل۔ زمانہ کے لوگ جب علما کو تنگ کرتے ہیں تو پھر اس قسم کے جوابات علما کو دینے پڑتے ہیں۔ بعد ازاں وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر آیا تو فرمایا قرآن میں یہ نہیں لکھا کہ ہمنے آگ کے ساتھ لوہے کو نرم کیا یا بغیر آگ کے ۔ جسپر خاکسار نے سوال کیا کہ اگر آگ سے کیا ہوتا تو کمالات انبیاء میں داخل نہ ہوتا بلکہ حق جلشانہٗ اسکا ذکر بھی نہ فرماتے ۔ جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ شاید اسکے پہلے کسیکو لوہا آگ میں نرم کرنا نہ آتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو سکھایا۔ میںنے کہا کہ یہ امر تو موہوم ہے قابل استدلال نہیں مفسرین اسمیں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا مفسرین مجاہد وغیرہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ ھم دجال وھن دجالی ۔ اب حضور سے استفسار کیا جاتا ہے ۔ امید ہے کہ آپ تسلی بخش جواب سے سرافراز فرمائینگے ۔

راقم ۔ سلطان احمد دریائی باف ۔ بقلم خود۔

ان خیالات قدیمہ کی نظر سے امید نہیں کہ وہ اِن چھٹے ہوئے نیچریوں کے ساتھ ہو گئے ہوں اور اگر بوجہ بندش کاروبار دریائی بافی بطمع فوائد دنیاوی اب وہ اُنکے ساتھ ہو گئے ہیں اور آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا خلاف عمل میں لائے ہیں تو وہ اہلحدیث نہیں رہے بلکہ بحکم "ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد" وہی بنگئے ہیں جو وہ دونوں (ابراہیم و ثناء اللہ) بنے ہوئے ہیں ۔ اور اسکے ناظم خود بدولت مولوی ثناء اللہ ہیں ۔ انکی بابت کیا کہنا ہے جو کہا گیا وہ کافی ہے اور

اُسکے نائب ناظم منشی عبد اللہ نقشہ نویس پنشنر ہیں وہ ثناء اللہ کی تقلید و متابعت میں اہلحدیث کے ایسے دشمن بنے ہوئے ہیں کہ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ جو انکے پاس ہدایت و فہمائش ثناء اللہ کے انتظار میں اشاعت سے روک کر امانت رکھا ہوا تھا صفحہ ایک سے ایک سو بارہ ۱۱۲ تک اُنہوں نے تلف کر دیا جو بصرفِ زر کثیر دوبارہ چھپوانا پڑا۔ اسکا ذکر جلد ۲۳ صفحہ (اول) میں ہو چکا ہے۔ اس امانت میں انکی خیانت کرنیکے سبب میں اُنپر استغاثہ کرتا۔ مگر سالہا سال تک اُنکا میرے درسِ قرآن میں حاضر رہنا اور میرا شاگرد اور اہلحدیث کہلانا اس استغاثہ سے مانع ہوا۔ اور اُسکے مشیر مال حافظ محمد حسن کلرک لوکو آفس لاہور بنائے گئے ہیں۔ یہ بھی پہلے تو اہلحدیث تھے اور ہمارے اقراری شاگرد مولوی سراج الدین کروری کے فرزند ہیں اور ثناء اللہ کے مقابلہ میں اُسکے اس دعوی کی کہ جلسہ لاہور میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مولوی صاحب (خاکسار) کی ناحق ضد نے تکذیب کر چکے ہیں جنکی شہادت صفحہ ۳۲۱ جلد ۲۳ میں موجود ہے۔ لہذا اُن سے امید نہیں ہے کہ وہ آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے مخالف ہو کر اِن جھوٹوں کے ساتھ ہو گئے ہوں اور اگر ثناء اللہ نے دہوکہ دے کر اُنکو مشیر مال بنا لیا ہے تو امید ہے کہ وہ ثناء اللہ کی ہسٹری اور اپنی شہادت کو جلد ۲۳ میں پڑھ کر اس عہدہ سے استعفاء دینگے۔ اور اگر نہ دینگے تو وہ بھی ثنائی پارٹی کے [illegible] میں شمار ہو [illegible] گا۔

میاں محمد حسین کے اہلحدیث ہونے یا نہ ہونیکا تصفیہ بحکم مثل مشہور "روئیں ہمیں حالش مپرس" انکا چہرہ جس سے ڈاڑھی صفا چٹ رہتی ہے کر سکتا ہے اور انکی اور انکے نسبتی بھائی منشی فضلدین گلٹ ساز کی امانت داری اس ایک مثال سے ظاہر ہے کہ کئی سال گذر چکے ہیں ایک زیور (بانک) انکی دوکان سے خریدا تھا جب وہ ٹوٹ گیا تو مرمت کیواسطے اُنکو دیا گیا جو ابتک وصول نہیں ہوا باوجودیکہ بارہا اُسکا تقاضا کیا گیا ہے اور خاصکر منشی فضلدین کی امانتداری و دیانتداری کی تفصیل یہ ہے کہ جب وہ مجھے ملتے ہیں تو یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم ثنائی المذہب نہیں ہیں۔ آخری ملاقات سے پہلے انہوں نے ثناء اللہ کی اس تفسیر آیت جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا سے کہ خدا تعالی نے سبز درخت کے سوکھ جانے پر تمہارے لئے اس سے آگ پیدا کی خلاف ظاہر کیا اور پہاڑوں میں سبز بانس کے درختوں میں اُنکی باہمی رگڑ سے آگ پیدا ہو جانیکا اپنا مشاہدہ بیان کیا اور بارہا وعدہ کیا کہ جو مسجد ہم بنائینگے اسمیں اصول خمسہ کی وہ رباعی جو آپنے جلد ۲۳ کے صفحہ ۳ میں درج کی ہوئی ہے کتبہ کرا دینگے مگر انکا عمل سراسر اسکے برخلاف ہے۔ ثناء اللہ کے ہمخیال مرزائیوں کی رد میں ہماری تین تحریروں کو چھپوا دینے کی وعدہ سے لے لیا اور مہینوں رکھکر بلا طبع واپس کر دیا۔ اول تحریر سوالات مرزا یعقوب بیگ کے جوابات کو جسکو اُنہوں نے اپنی انجمن کے جلسۂ عام میں سنا کر اُس سے جلسہ کی رونق کا فائدہ اُٹھایا اور اسکی اشاعت کے لئے للعہ روپے چندہ بھی جلسہ میں

وصول ہونیکا اقرار کیا اور تین ماہ تک اُسکے چھاپنے کا وعدہ در وعدہ دیکر اُسکو واپس کر دیا اور وہ چندہ مولوی ثناء اللہ
وغیرہ کو دیدیا اگر وہ واقعی اہلحدیث ہوتے اور مرزائیوں سے انکی جنگ جنگِ زرگری نہوتی تو ایسی مرغوب مقبول تحریر کو
بلا طبع ہرگز واپس نہ کرتے اور جو چندہ اسکی طبع کے لئے لے چکے تھے وہ ثنائی پارٹی میں بانٹ نہ دیتے۔ دوم
اشتہار خاکسار از یکصد لغایت ایک ہزار جسمیں قرآن و حدیث و لغت عرب سے آنحضرتؐ کا خاتم نبوت ہونا ثابت کیا گیا
اور مرزائیوں کو اثبات خلاف پر وعدہ انعام دیا گیا ہے۔ سوم اشتہار خاکسار آنحضرتؐ کے رسول احمد مبشر بزبان حضرت مسیح
ہونا قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے اور مرزائیوں کے احمدی کہلانیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احمد نبی ہونے سے
انکار اور گالی قرار دیا گیا ہے۔ ان دونوں میں سے اشتہار دوم کو تو انہوں نے یونہی واپس کر دیا ہے۔ اور اشتہار اول کو نہ طبع کیا
اور نہ واپس کیا جب اُنکا مطالبہ ہوا تو بار بار یہی جواب دیا کہ وہ اشتہار منشی عبد اللہ سکرٹری کے پاس ہے اُن سے لیکر
دیا جائیگا لیکن بحکم "قلم در کفِ دشمن است" نہ وہ اشتہار ملتا ہے اور نہ آئندہ ملنے کی امید ہے۔ اس سے بھی
بڑھکر اُنکی وعدہ خلافی و عہد و امانت سے انکی خلاف ورزی سنو۔ ایک سال کے قریب عرصہ گذر چکا ہے کہ ملحق شدہ
حصہ اشاعۃ السنہ جو اُنکے سکرٹری منشی عبد اللہ نے تلف کیا اور دوبارہ چھپوایا گیا ہے اُسکے چھپوانیکے لئے
پانچ روپے امداد دینے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا جو انکی دستخطی تحریر میں موجود ہے۔ اور حکیم غلام محمد لاہوری گواہ بھی
موجود ہیں۔ مگر جب میں نے اور حکیم صاحب (گواہ) نے مطالبہ کیا تو یہ جواب دیا کہ جب پیسہ ہوگا دیدونگا اور تقاضا
کرنے پر کوئی سال یا مہینہ یا دن مقرر کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ شاید وہ بتقلید اپنے در پردہ لیڈر مولوی ثناء اللہ
کے یہ خیال رکھتے ہوں اور اُسپر کسی داڑھی مونڈ بیرسٹر کی شہادت پیش کرنا چاہتے ہوں کہ جو معاہدہ بلا
معاوضہ ہو، قانوناً واجب الایفا نہیں ہوتا۔ اگر واقعی انکا یہ خیال و مقال ہے تو اس صورت میں وہ
یقیناً اہلحدیث نہ رہینگے۔ اہلحدیث تو بحکم قرآن و حدیث ایفائے وعدہ کو بلا بدل ہو واجب سمجھتے ہیں۔ اگر
کوئی کسی سے کہدے کہ میں تمکو فلاں چیز دونگا تو اسکا ایفا اُسپر واجب ہوجاتا ہے۔ صحیح بخاری کے ص ۳۶۶
میں اس مضمون کا ایک باب منعقد کیا ہے اور اسمیں دلائل قرآن و حدیث کے علاوہ ایک قاضی کوفہ سعید بن عمرو ابن الاشوع کا ایک فیصلہ بھی
نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے ایسے اجارہ داروں کا ان سے مرکب انجمن نے یہ کام شروع کیا ہے کہ بعض سادہ مسلمانوں اور ان لوگوں کو جو خیالات سے ناواقف
اشخاص کو ساتھ لیکر لاہور انارکلی کے مسلمانوں سے اس مسجد کے واسطے جو ابراہیم و ثناء اللہ کے خیالات کے اشاعت کیلئے انہوں نے تعمیر کرنی چاہی
ہو چندہ مانگنا شروع کیا ہے۔ ہمارے خیال میں جسپر ہم دلی اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ کرتے ہیں اگر وہ مسجد ثناء اللہ
و ابراہیم کے عقائد و خیالات کی اشاعت کیلئے بنائی جا رہی ہے تو وہ مسجد ضرار جس سے بچنا ہے نہ وہی مسجد اہلحدیث نمازیوں میں تفریق مد نظر یقیناً
لہذا اس مسجد کی قائمی بنا کے لئے چندہ دینا جائز نہیں۔ اسبارہ میں ہم ایک مفصل فتویٰ شائع کرینگے جب ہماری جلد ۲۳ رسالہ شائع
ہوگی اور اسمیں اصول خمسہ اہلحدیث پر صد ہا اہلحدیث کی شہادات پڑھکر یہ لوگ اپنے خیالات سے رجوع نہ کرینگے۔ و باللہ التوفیق